

شیخ التفسیر حضرت

مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

کے حیرت انگیز واقعات



حاکم علی

خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالمجید رحیم یار خانی

بیت العلم

ایف 142 کورنگی کراچی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

کے

حیرت انگیز واقعات

ترتیب و تصنیف

احقر الانام حاکم علی عفی عنہ

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا عبدالمجید رحیم یارخانی رحمۃ اللہ علیہ

بیت العلم F-142 سیکٹر 43-B کورنگی کالونی کراچی

باہتمام : حاکم علی عفی عنہ

طبع جدید : محرم ۱۴۳۱ھ جنوری ۲۰۱۰ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

قیمت : ۲۸۰/- روپے + ۴۰/- روپے محصول ڈاک

ناشر : بیت العلم، F-142 سیکٹر 43-B کورنگی کالونی کراچی

پوسٹ کوڈ 74900۔ فون نمبر:۔ 021-35055556

۸۰ سال سے مہکنے والے

گلشن ولایت

کے

سدا بہار پھولوں

اور ان پر منڈلانے والے

لاکھوں بھنوروں کے نام

فہرست

عنوانات	صفحہ
سانپ کے ڈسے ہوئے کو آرام	۱۸۳
باب ہفتم	
مکاشفات	
واقعات کشف قلوب	۱۸۴
جناب پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو مچھلی پیش کرنا	۱۸۴
دل پر تو ذکر کا اثر نہیں	۱۸۵
گھر بیٹھے مدینہ منورہ میں مقیم بیٹے کے حالات بتانا	۱۸۶
مسجد کے مینار پر حرام کا مال لگا ہے	۱۸۶
اللہ والوں کی نگاہ دل پر ہوتی ہے	۱۸۷
دلی خواہش کے بغیر بیعت نہ کرنا	۱۸۷
خیالات پڑھ کر جواب دیا	۱۸۸
آنے والوں کی، کی ہوئی باتیں دہرا دیتے	۱۸۸
تمہیں فیض مجھ سے مقدر نہیں۔	۱۸۹
قلندرانہ توجہ سے انقباض ختم	۱۸۹
گھر بیٹھے ماسکو کی خبر دی	۱۹۰
ملتان جیل میں ٹہلتے ہوئے صاحبزادگان کی مصروفیت بتادی	۱۹۰
دل سویا ہوا ہے	۱۹۱
دل گرفتہ کی عزت افزائی	۱۹۱
شادی عورت سے ہوتی ہے دولت سے نہیں	۱۹۲
جناب محمد حسن صاحب خانیوال والوں کی واقعات	۱۹۳
اللہ والوں کی صحبت میں لغزش دھل جاتی ہے۔	۱۹۳
تمیم جائز ہے۔	۱۹۳
اخراجات سے مرشد نہیں گھبراتا۔	۱۹۳
لمبی داڑھی کی وضاحت اور سند۔	۱۹۴
خود بخود قلب جاری ہو گیا۔	۱۹۵
جناب عبدالحمید خاں صاحب کے چند واقعات	۱۹۵
حرام و حلال کا امتیاز	۱۹۷
سونگھ کر چوری کا محسوس کرلینا	۱۹۷

جذبات تشکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ اَفْضَلِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

فقیر اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے کسی صورت اس کا اہل نہ تھا کہ ایسے جلیل القدر درخشندہ اور عظیم بزرگ ولی اللہ پر کچھ لکھنے کی ہمت کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس عطائے کامل پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اس کم علم کی ناچیز کاوش کو اپنے اس ولی کامل کی برکت سے جن کے نام نامی پر یہ ترتیب دی گئی اتنی پذیرائی بخشی کہ تھوڑے عرصے بعد ہی دوسرے اور تیسرے ایڈیشن کی فکر کرنی پڑی شاید جس جذبہ اخلاص و ایثار کے تحت اس کی ابتدا کی گئی تھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے یہ شرف قبولیت بخشا۔ الحمدللہ یہ ساتواں ایڈیشن قارئین کی خدمت میں پیش ہے

اس میں (۱۶) سولہ صفحات کا اضافہ کیا ہے گو اضافہ جات متفرق ہیں لیکن اکثر حصہ محترم عبدالمعبود (خلیفہ مجاز محمد یونسؒ) کے واقعات پر مشتمل ہے جو محترم چودھری محمد الیاس صاحب کی معرفت وصول ہوا

اس مہنگائی اور مسلسل بیماری اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے اس ایڈیشن کی چھپائی کے لئے حالات بالکل ناساز گار تھے لیکن چوہدری محمد الیاس صاحب کی ہمت افزائی کی بدولت ممکن ہوا ہے

احقر حاکم علی عفی عنہ

بیت العلم ایف ۱۴۲ اسیکٹر ۴۳ بی کورنگی ٹاؤن کراچی
پوسٹل کوڈ ۷۴۹۰۰ فون ۰۲۱.۱۳۵۰۵۵۵۵۶

اظہار عقیدت

محترم محمد عثمان غنی مدظلہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لالہ رخ۔ واہ کینٹ، فون نمبر ۵۱۰۱۸۹

یکم ربیع الثانی ۱۴۱۷ء۔ ۱۷۔ اگست ۱۹۹۶ء

محترم المقام حضرت اقدس مولانا حاکم علی صاحب زید مجد کم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ جناب کا ارسال فرمودہ ہدیہ بصد شکریہ وصول پایا۔ آپ نے ساری جماعت پر یہ کتاب **مستطاب** لکھ کر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اس کی جزاء، اللہ تعالیٰ ہی عطا فرما سکتے ہیں۔ میں نے کتاب کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا ہے۔ اور اس قدر آنسو گرے ہیں جس کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ دل سے آپ کیلئے بار بار دعائیں نکلیں آپ نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے اور نہایت سلیقہ سے کتاب ترتیب دی ہے۔ ماشاء اللہ۔ اللہ کریم آپ کی یہ عرق ریزی قبول فرمائیں اور ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میں نے کتاب ملنے کے فوراً ہی بعد خط لکھنا مناسب نہ سمجھا اس لئے کہ پہلے اس سارے گلدستے کے پھولوں کی خوشبو سے تو ذہن معطر ہو جائے۔ پھر شکریہ کا خط لکھوں گا۔ چنانچہ کل رات کتاب ختم کر کے آنسو پونچھے اور کتاب کو چوم کر الماری میں رکھا اور اب خط لکھ رہا ہوں۔ یہ کتاب ہماری جماعت کے ہر آدمی کے پاس ہونی چاہئے۔

والسلام دعاگو و طالب دعا

احقر محمد عثمان غنی

سندھ کے قادری راشدی مشائخ سے تعلق

سلسلۂ عالیہ قادریہ محبوب سبحانی غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے سلسلۂ قادریہ کہلاتا ہے۔ آپؒ کے سلسلے کے خلفاء روحانی و باطنی فیض کی تکمیل کے بعد اسکے انوار کو پھیلانے کیلئے اسلام کے دوسرے مراکز کی طرف منتقل ہو گئے جن میں سے حضرت ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ملک شام کے شہر حلب کو رشد و ہدایت کیلئے منتخب فرمایا کچھ ہی عرصے بعد آپ کے خانوادے کے ایک فرد فرید سید محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ نے حلب (شام) سے دور دراز کا سفر طے کر کے پاکستان کی سرزمین میں موجودہ ضلع بہاولپور کے قصبہ احمد پور شرقیہ (ڈیرہ نواب صاحب) کے قریب قصبہ اُچ شریف کو مرکز رشد وھدایت بنایا آپؒ کی آمد سے تھوڑے ہی عرصہ پہلے شیخ الاسلام حضرت جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سلسلے کے دیگر اکابر مشائخ تغلق بادشاہوں کے دور میں اس قصبہ کو رشد وھدایت کا منبع بنا چکے تھے۔

حضرت سید محمد غوث حلبی اُچی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے قطب الاقطاب حضرت سید عبدالقادر جیلانی ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے عالیہ کے فیض سے باب الاسلام سندھ شمالی بلوچستان جنوبی پنجاب راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاوار تک کو روشن و منور کر دیا۔ قصبہ اُچ میں اس سلسلہ کے مسلسل نو مشائخ کبار نے یہاں سے صدیوں فیض کے انوار کو جاری وساری رکھا۔ نویں خلیفہ راشد حضرت سید محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ سے پیر کوٹ جھنگ کے ایک سید گھرانے کے چشم و چراغ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی (خامس) رحمۃ اللہ علیہ نے اُچ شریف آ کر فیض حاصل کیا اور بعد تکمیل خلافت حاصل کر کے اچ شریف کی ایک شاخ کے طور پر پیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ کو مرکز رشد و ہدایت بنایا۔

حضرت سید محمد بقاء ساکن پیر کوٹ نزد خیر پور سندھ سلسلۂ نقشبندیہ

سے خلافت حاصل کر چکے تھے لیکن شیخ نے فرمادیا تھا کہ آپ کی تکمیل قادریہ سلسلہ کے ایک بزرگ کے فیض سے ہوگی اور ان سے ملاقات اور پہچان کیلئے کچھ نشانیاں بھی بتادی۔ تلاش بسیار کے بعد سید محمد لقاءؒ کی ملاقات حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی خامسؒ پیرکوٹ جھنگ سے ہوئی تو غنچہ آرزو کھیل گیا مراد برآئی اور آپ کے فیض کی خوشہ چینی کے لئے بار بار پا پیادہ پیرکوٹ خیر پور سے پیرکوٹ جھنگ کے سفر کئے۔

آپ کی روحانی تکمیل کے بعد شیخ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی خامسؒ نے آپ کی کسی ادا سے خوش ہوکر دعادی کہ محمد بقاء اب تمہارے در پر پروانوں کا اتنا ہجوم ہوگا کہ دنیا دیکھے گی۔ اس دعا کے دوررس اثرات نے اپنا کام دکھایا۔ سلسلہ کو بے انتہا فروغ حاصل ہوا۔ پیر گوٹھ ایک عالم کی امیدوں کا مرکز بن گیا۔

حضرت محمد بقاءؒ کے بعد آپ کے بیٹے محمد راشدؒ سے سلسلہ راشدیہ شروع ہوا۔ پورا سندھ اور قرب وجوار کے علاقے آپ کے فیض سے منور ہوگئے۔ آپ کے گیارہ سو خلفاء مجاز تھے جن میں سے پانچ سو ہر وقت خانقاہ میں رہ کر خدمات انجام دیتے تھے۔ جبکہ دیگر مجازین سندھ راجستھان شمالی بلوچستان جنوبی پنجاب کے چپہ چپہ پر پھیل گئے۔ علمی و روحانی طور پر آپ کا مقام شمالی ھند دہلی کے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مساوی تھا۔ حضرت محمد راشدؒ کے ان گیارہ سو مجازین میں، آپ کے دو صاحبزادے بھی تھے۔ سید محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحبزادے کی بطور جانشین دستار بندی ہوئی اور سندھی میں پگ واریو کہلائے جو بعد میں پگاڑو بن گیا جبکہ چھوٹے صاحبزادے محمد یاسینؒ کے حصہ میں علم آیا اور اس کی وجہ سے پیر جھنڈا کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اسی طرح آپ کے ایک اور نامور خلیفہ حضرت سید حسن جیلانیؒ تھے جنہوں نے سوئی شریف کو مرکز بنا کر رشد وہدایت کا کام شروع کیا۔

حضرت راشدؒ کا یہ قول مشہور ہے کہ بعض خلفاء کو ان کی خواہش پر بعض کو اپنی مرضی سے اور بعض کو اللہ کے حکم پر مجاز بنایا۔ پنجابی سیدزادہ خواجہ حسن جیلانی کو اللہ کے حکم پر مجاز بنایا۔ آپؒ شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ پنجاب کے مکین تھے۔ ان تینوں اجل خلفاء نے علاقے کی علمی روحانی اور سیاسی رہنمائی کی اور جہاد حریت اور اعلائے کلمۃ الحق کے بلند کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اسی دور میں حضرت سید احمد شہید بریلویؒ، مجاھدین کے قافلہ کے ساتھ دہلی سے سندھ میں وارد ہوئے اور سید صبغۃ اللہ راشدیؒ کے مہمان ہوئے۔ آپ کی ولولہ انگیز قیادت ''جذبہ حریت'' ایثار وقربانی کی بناء پر آپ کے مریدین کو'' حُر'' کا خطاب دیا دوران جہاد حضرت سید احمد شہیدؒ کی بیگمات پیر گوٹھ میں حضرت سید صبغۃ اللہ راشدی کی مہمان رہیں۔

حضرت سید خواجہ حسن شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ پنجاب سے محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں تزکیہ نفس کے لئے حاضر ہوئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں دل کی دنیا بدل گئی۔ ظاہر و باطن پاک صاف ہوگیا سلوک کی اعلیٰ منزلیں طے کر کے شیخ کے اجل خلفاء میں شمار ہونے لگے۔ جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مجاہدین کی ہر طرح مدد کی۔ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔ جانی و مالی مدد کی تحریک جہاد اور حفاظت وطن کے کام کو منظم کیا۔ سانحہ شہادت بالاکوٹ کے بعد خواجہ حسن شاہ جیلانیؒ کی کاوشوں اور تدابیر کی بناء پر سندھ اور بلوچستان میں تحریک جہاد زندہ وتابندہ رہی۔ آپ کا نام خطبہ، جمعہ اور عیدین میں بطور امیر المومنین پڑھا جاتا تھا۔ بیعت امارت و جہاد ہوئی جہاد پٹن منارہ اور جہاد بلوچستان آپ کے دور کے مشہور واقعات میں پٹن منارہ میں ایک مکار بدھ بھکشو نے ایک ننگے بدن بت کے ذریعہ عوام کو گمراہ کر رکھا تھا جاہل عوام میں کفر وشرک پھیل رہا تھا۔ آپ نے اس فتنے کو بذریعہ جہاد ختم کیا اسی طرح جیکب آباد کے علاقے میں ایک

درخت کی پوجا ہوتی تھی۔ ''لوڑی کنڈہ'' ایک درخت تھا جاہل وہاں مرادیں منتیں مانتے تھے اس شرک کے مرکز کو علاقے کے بلوچ سردار آباؤاجداد کی نشانی سمجھ کر تحفظ فراہم کررہے تھے آپ نے اس کی بیخ کنی کی سرداران تائب ہوئے آپ نے تربیت جہاد کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر اہتمام فرمایا تھا۔ ہر وقت مجاہدین کو جہاد کیلئے منظّم رکھتے تھے۔ تقریباً ۱۲۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سوئی شریف میں مدفون ہیں۔

سید العارفین حضرت خواجہ حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ مشہور بنام پیر بھرچونڈی شریف حضرت سید خواجہ حسن جیلانیؒ کے اجل خلیفہ ہیں۔ جنہوں نے ہر قدم پر اپنے شیخ کا ساتھ دیا ایک جرنیل سپہ سالار کی حیثیت سے آپ کے مشن کی تکمیل فرمائی۔ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی (صاحب السیر) رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت ہوئی۔ بچپن میں آپکے دست مبارک سے چادر حاصل کرتے وقت درخواست کی کہ ایسی چادر عنایت فرمائیں جو نہ کہنہ ہو نہ کوتاہ ہو، نہ بوسیدہ ہو، جس پر خواجہ صاحب السیرؒ نے متبسم ہوکر فرمایا یہ وہی چادر ہے حضرت حافظ صاحب کو ان کے روحانی بلند مرتبہ کی بنا پر کوئی بھی بزرگ بیعت کرنے کی جسارت نہ کرتا تھا کسی بزرگ نے فرمایا تھا کہ تمہیں وہ بیعت کریگا جس کے سامنے بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو جائیگی۔ حافظ صاحب ایسے بزرگ کی تلاش میں پریشان تھے کہ اتفاق سے حضرت خواجہ حسن شاہ جیلانیؒ کا گزر ہوا تو وہ حافظ صاحب کے مہمان ہوئے اور بھنی ہوئی مچھلی دسترخوان میں پیش ہوئی آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا زندہ مچھلی بھی کھائی جاتی ہے حافظ محمد صدیق صاحبؒ فوراً دو زانو ہوکر شیخ کی خدمت میں بیٹھ گئے اور شرف بیعت حاصل کیا اور آپ کی شفقت سے باطنی علوم کے بحر بیکراں بن گئے۔

۱۲۴۱ھ میں مجاہدین دہلی کی جماعت جب سوئی شریف آئی تو آپ اپنے شیخ حضرت خواجہ حسن جیلانیؒ کی خدمت میں موجود تھے۔ سیدنا شاہ اسمٰعیل

شہیدؒ مجاہدین کے اونٹ چرا رہے تھے۔ خواجہ سید حسن شاہ جیلانی اور سید احمد شہید موضوع جہاد پر گفتگو فرما رہے تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کو بلا کر جہاد کے متعلق حدیث کی تشریح آپ سے کرائی سیدنا شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس قدر دلپسند تقریر فرمائی کہ حدیث کے مضامین ان کے اشکال اعتراضات پھر ان کے جوابات نیز اسماء الرجال پر ایسے مختصر اور بلیغ انداز میں تقریر فرمائی کہ شاید اسی ایک حدیث پر آپ نے عمر بھر تحقیق فرمائی ہے۔

الحمدللہ حافظ محمد صدیقؒ پیر بھر چونڈی شریف نے طویل عمر پائی سو سال سے زیادہ زندہ رہے آپ کا وصال آٹھ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ کو ہوا۔ آپ کی ہدایت کے مطابق آپ کی قبر کچی ہے۔ ایک بالشت سے کم اونچائی ہے۔ آپ کے خلفاء تو بہت ہیں جن میں مولانا عبدالغفار خاں، خان گڑھ دل مراد ابو الخیر کوئٹہ، عمر جان چشمے والے عبدالعزیز کالا باغ، عمر شاہ عراق، عبدالرحمٰن کابل، مولانا شمس الدین احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ اجمعین مشہور قابل ذکر ہیں۔ لیکن آپ کے اجل خلفاء حضرت غلام محمد دین پوریؒ اور حضرت علامہ سید تاج محمود امروٹیؒ ہیں جبکہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپ سے پرورش پائی۔ بیعت ہوئے یہ تینوں اصحاب تحریک ریشمی رومال کے بڑے کمانڈر رہیں۔ دینی جدوجہد کے سرخیل و سرتاج ہیں۔ سب کے شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود الحسنؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے قریبی مراسم تھے۔

حضرت علامہ تاج محمود امروٹیؒ نے سندھی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا۔ بہت بڑے مفسر قرآن ہیں۔ تحریک ترکِ موالات، تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت میں پیش پیش رہے۔ تحریک ریشمی رومال میں گرفتار کر کے انگریزوں نے کراچی میں قید کر دیا۔ کمشنر کی بیوی بیمار ہو گئی بہت علاج کیا ٹھیک نہ ہوئی آخر کمشنر سندھ کراچی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے

دعا کیلئے درخواست کی۔ آپ کی دعا سے کمشنر کی بیوی صحت یاب ہوگئی اور بھی کئی کراماتیں صادر ہوئی۔ آپ کو رہا کر دیا گیا۔ آپ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ روحانی نظام میں اصحاب خدمت، اولیاء اللہ، اقطاب اور مجذوب کی تعیناتی تبادلے آپ ہی فرماتے تھے قطب الاقطاب تھے۔ جہاد کے تمام لوازمات کو ہر وقت چاک وچو بند رکھتے۔ ہند کو دار الحرب قرار دیتے تھے۔ نہر کی کھدائی ہو رہی تھی جس کی زد میں مسجد بھی آ رہی تھی۔ دھرنا دیکر بیٹھ گئے۔ شہید نہ ہونے دیا۔ حکومت نے نہر کے اوپر پل بنا کر مسجد بنانے کا وعدہ کیا تو دھرنا ختم کیا۔ نہر کے اوپر مسجد آج بھی موجود ہے۔ ۷۲ سال کی عمر میں ۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۴۸ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۲۹ء یوم وصال ہے۔ امروٹ میں مسجد سے متصل کچی قبر میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا جبکہ حضرت مولانا عبدالعزیز قدس سرہ تھریچانی سانگھی نزد پنو عاقل، حضرت مولانا حماد اللہ قدس سرہ ہالیجی پنو عاقل حاجی محمود صالح بایجی اور مولانا عبدالکریم واعظ اسلام بھی حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔

حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ کا سینہ جذبات حریت سے معمور تھا مریدین کی جماعت کو ہمیشہ مسلح رکھتے۔ حج کے موقع پر سفر حجاز میں ایک دن مکہ مکرمہ کی ایک سڑک پر مصری فوجی بینڈ مارچ پاسٹ کرتا ہوا گذرا تو خوشی سے دیوانہ وار جھوم اٹھے۔ کچھ دور اس کے پیچھے چلے۔ ساتھیوں سے فرمایا کہ ایک اسلامی ملک کا فوجی دستہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ تحریک ریشمی رومال میں پیشگی اطلاع پر تمام اسلحہ ادھر ادھر کر دیا۔ چھاپہ پڑا برآمد کچھ نہ ہوا۔ پھر بھی گرفتار ہوئے جالندھر لاہور وغیرہ کی جیلوں میں قید رہے۔ عوام کے زبردست اشتعال، بغاوت اور فسادات کے خدشے کے پیش نظر مجبوراً آپ کو رہا کرنا پڑا۔ آپؒ نے ایک سو دس سال عمر پائی۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۳۶ء کو

آپ کا وصال ہوا۔ دین پور نزد خان پور جنکشن کچی قبر میں مدفون ہیں ۔مولانا احمد علی لاہوریؒ ،مولانا عبدالہادی دین پوریؒ اور شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ اجل خلفاء ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ کی خلافت اعزازی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سکھ گھرانے میں سیال کوٹ کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں یتیم ہوگئے۔ جام پور ڈیرہ غازی خاں میں اپنے ماموں کے پاس مقیم تھے، مڈل اسکول کے طالب علم تھے کہ اسلام کی روشنی سے سرفراز ہوئے۔ حضرت حافظ محمد صدیقؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔عالم وفاضل بنکر تحریک ریشمی رومال میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست بنے۔ ۲۵ سال جلاوطن رہے، جلاوطنی کا ابتدائی دور افغانستان میں گزارا۔امیر امان اللہ شاہ افغانستان آپ سے بہت متاثر تھا ۔آپ ہی کے ایماء پر انگریزوں سے جنگ کی اور افغانستان کیلئے انگریزوں سے پروانۂ آزادی حاصل کیا مگر افسوس جلد ہی انگریز کی چال بازیوں سے امیر امان اللہ کا تختہ پلٹ دیا گیا اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو بھی افغانستان چھوڑ کر روس میں پناہ لینی پڑی جہاں سے آپ براستہ ترکی حجاز شریف سعودی عرب تشریف لے آئے اور ۲۵ سال بعد ہندوستان واپسی نصیب ہوئی۔ آپ دین پور شریف میں حضرت غلام محمد دین پوریؒ کے قریب ہی کچی قبر میں مدفون ہیں ۔۲۲ اگست ۱۹۴۴ء یوم وصال ہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ اور حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ دونوں نے خلعت خلافت سے نوازا۔اس کے علاوہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے بچپن کی پرورش، تربیت جہاد، شرف دامادی اور شرف شاگردی، شرف جانشینی حاصل ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے ہجرت افغانستان سے پہلے آپکو اپنے جہاد کے تربیتی ادارے نظارۃ المعارف القرآنیہ فتح پوری دہلی میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اسی ادارے سے

انگریز آپ کو تحریک ریشمی رومال کے سلسلے میں گرفتار کر کے شملہ جالندھر راہوں وغیرہ میں لئے پھراتے رہے اور بالآخر لاہور میں دو شخصوں کی ضمانت پر نظر بند کر دیا اسی نظر بند شخصیت نے اپنی ذاتی کاوشوں، لگن محنت، جذبہء ایثار وقربانی، زہد وتقویٰ اور شبانہ روز جدو جہد کی بناء پر سلسلہ راشدیہ، قادریہ کو نہ صرف پاکستان بلکہ چار دانگ عالم میں منور فرما دیا۔ آپ ؒ کے چوبیس خلفاء میں سے آپ ؒ کے فرزند ارجمند حافظ حبیب اللہ ؒ نے پوری زندگی حرمین شریفین کی خدمت میں مکہ اور مدینہ میں گذار دی۔ جبکہ حضرت مولانا عبید اللہ انور ؒ امام الہدیٰ نے حق جانشینی ادا فرماتے ہوئے زہد وتقویٰ کی بناء پر سلسلے کو بے پناہ وسعت دی۔ حضرت مولانا ابوالحسن ندوی ؒ ،مفتی بشیر احمد پسروریؒ، پروفیسر زاہد الحسینی اٹک والے، الحاج مولانا عبدالعزیز ساہیوال، الحاج امین الحق ؒ اور مولانا عبدالمجید ؒ جیسے جید علماء کے ذریعہ سلسلہ عالیہ کا ایک انتہائی مربوط نظام قائم کر دیا جہاں سے روحانی فیض کے ان بلند میناروں نے ہر سو انوار پھیلا دیئے

اب حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اجمل میاں قادری راشدی مدظلہ جانشین شیخ التفسیر ؒ وامام الہدیٰ عبید اللہ انور ؒ کے واسطے سے سلسلہء قادریہ راشدیہ کا فیض سارے عالم کو منور وتاباں کر رہا ہے۔ الحمد للہ شیرانوالہ دروازہ لاہور کی خانقاہی فضیلت پر ہر سو سے پروانے آ کر نثار ہو رہے ہیں۔ پاکستان وبیرون پاکستان کے اکثر روحانی اکابر یہاں کی حقانیت پر سر تسلیم خم کرتے ہیں ملتان، اوچ شریف، پیر گوٹھ اور دیگر خانقاہی مراکز شیرانوالہ دروازہ لاہور کے روحانی چشمہ سے آبیاری حاصل کر رہے ہیں اور سلسلہ قادریہ راشدیہ کی سیادت کو سلام کرتے ہیں۔

احقر حاکم علی عفی عنہ

ماہنامہ "البلاغ" کراچی

اگست ۷۹ء کا تبصرہ

پیش نظر تالیف شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کے حالات زندگی کا ایک مرقع ہے جس میں حضرت لاہوری ﷫ کے مقام بلند کی جھلک نظر آتی ہے' اور حضرت کے زہد و تقویٰ اور شان استغناء کے واقعات پڑھ کر ایمان میں ترقی اور روح میں تازگی محسوس ہوتی ہے' نیز اس تالیف سے حضرت لاہوری ﷫ کے انداز تربیت باطنی اور طریقہ اصلاح عوام و خواص کو بھی سمجھا جا سکتا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب حضرت لاہوری ﷫ کے معتقدین کے لئے بالخصوص اور عام لوگوں کے لئے بالعموم مفید ثابت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور اہل تعلق کو مستفید ہونے کی توفیق بخشیں آمین۔ (ابو اسامہ)

ہفت روزہ ختم نبوت کا تبصرہ

خوبصورت پانچ رنگا ٹائٹل، فاضل مصنف نے اپنی کتاب کو تیرہ ابواب میں تقسیم کر کے انتہائی خوبصورت انداز میں حضرت لاہوری ﷫ کے حالات و واقعات کو بیان کیا ہے۔ انتساب کچھ یوں لکھا 80 سال سے مہکنے والے گلشن ولایت کے سدا بہار پھولوں اور ان پر منڈلانے والے لاکھوں بھنوروں کے نام "حضرت لاہوری ﷫" اللہ کے ان نیک بندوں میں سے نابغہ روزگار ولی اللہ تھے جنہوں نے شہروں اور آبادیوں کی رونقوں اور آسائشوں کو ٹھکرا کر جنگلوں اور بیابانوں کو اپنی رہائش کا مرکز بنایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ویرانے آبادیوں اور پر ہجوم بستیوں میں تبدیل ہو کر خلق اللہ کی صلاح و فلاح کے مراکز بن گئے۔

حضرت لاہوری ﷫ علم، عقل، وفا، عشق اور زہد کے پیکر تھے۔ استغنا اور توکل ایسا کہ شاہی آسائشیں اور دنیا کی ناز و نعم کو چھوڑ کر درویشانہ زندگی بسر کی اور لاکھوں بھولے بسرے انسانوں کو راہ ہدایت پر لگایا۔ فاضل مصنف نے انتہائی عرق ریزی سے حضرت لاہوری ﷫ کے حالات و واقعات کو دلنشین انداز میں پیش کیا۔ یہ کتاب قاری کو حضرت لاہوری ﷫ کے حالات و واقعات جاننے کیلئے بہت سی کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گی۔ یہ کتاب شستہ الفاظ کے موتیوں کی مالا ہے جو قاری کے ایمان و یقین میں پختگی پیدا کرے گی۔

تقریظ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین المصطفی امابعد

شہرلاہور صدیوں سے آباد ہے دنیا کے شہروں کی آبادی کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ عموماً شہر دریاؤں کے کنارے بسائے جاتے ہیں کہ بسنے والوں کو زندگی کی گاڑی کھینچنے کیلئے پانی سہولت سے دستیاب رہے۔ دنیا کا قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ پیاسا خود چل کے کنوئیں تک جاتا ہے لیکن کچھ مہربان کنوئیں ایسے بھی اس دنیا میں ہیں جن کے کھودنے والوں نے ان کو محبت اور شفقت سے کھودا شقاوت و ظلمت کو ان کنوؤں سے بہت دور کر دیا ہے۔ ان کنوؤں کو زبان خلق میں اللہ والا کہتے ہیں اور یہ اولیاء کرام بلاشبہ اللہ کی معرفت و برکتوں کے کنوئیں ہی نہیں بلکہ سمندر ہوتے ہیں۔

ایسے کنوئیں شدید گرمی اور دھوپ میں چلنے والے پیاسوں کی تشنہ کامی کا سبب بنتے ہیں تشنہ لوگ ان کنوؤں کے اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں اور اپنی پیاس بجھاتے رہتے ہیں۔ یہ کنوئیں ان پیاسوں کی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ اُن کیلئے ابر کرم کا ذریعہ بھی بنتے رہتے ہیں۔

دریائے راوی کے کنارے بسا ہوا لاہور ایک ایسا ہی خوش قسمت شہر ہے جس کو خالق کائنات نے ہر زمانہ میں ایسے خوبصورت لوگوں سے آباد رکھا ہے جن حضرات کے جاری کئے ہوئے یہ چشمے دکھی انسانیت کو سیراب کرتے رہتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت سید الطائفہ حضرت مجدد الف ثانی

سرہندی ﷺ کے خلیفہ اعظم حضرت طاہر بندگی ' حضرت میاں میر ہوں یا سید شاہ محمد غوث ' حضرت عیشا سید محمد صوف ہوں یا سید نامادھو لال حسین ہوں ' حضرت سید شاہ محمد قادری ﷺ ہوں یا محدث پنجاب سید محمد توختہ رحم اللہ۔ ان حضرات کے قدوم میمونیت لزوم سے یہ شہر ہمیشہ آباد رہا ہے مشہور مورخ کنہیالال مولف مآثر لاہور نے لکھا ہے کہ لاہور سات مرتبہ اجڑا اور سات مرتبہ آباد ہوا۔ لاہور جب بھی اجڑا ہر دفعہ ایک نئے اللہ والے نے یہاں کے گند کو اپنے توحید کے زمزموں اور عشق رسالت کی خوبصورت قندیلوں سے روشن کیا موجودہ زمانہ کے اعتبار سے گو حضرت امام لاہوری ﷺ اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں لیکن مقام کے اعتبار سے اور ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے حوالہ سے یکتا اور ممتاز نظر آتے ہیں۔

حضرت لاہوری ﷺ پر قلم اٹھانے کی سعادت صرف انہی خوش نصیبوں کے نصیب میں آتی ہے جن کا قلب منافقت اور ریاکاری سے پاک ہوتا ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ کیلئے رب ذوالجلال کی ایک رحمت بے پایاں کے حامل ہوجاتے ہیں اس لئے کہ اللہ والوں کی خوبیوں پر قلم اٹھاکر خلق خدا کو ان کی عظمتوں سے روشناس کرانا بذات خود ایک سعادت ہے اور دنیا جانتی ہے کہ جیسے حضرت امام لاہوری ﷺ نے نقلی اور جعلی اسلام کے ہر ایڈیشن کو مسترد کیا اور لوگوں کو اصلی اور حقیقی یعنی مکی اور مدنی اسلام کی شکل دکھائی اور اہل لاہور کو بالخصوص اور اہل پاکستان کو بالعموم امریکہ اور یورپ کے مغرب سے متاثر اسلام سے محفوظ رکھا۔

زیر نظر کتاب حضرت امام لاہوری ﷺ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالمجید صاحب رحمتہ اللہ علیہ رحیم یار خانی کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا حاکم علی صاحب کی تالیف مبارکہ ہے جس کے ایک ایک باب کو دیکھ کر اور ایک ایک عنوان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی خیر کے کام کی طرف مائل ہوتا ہے تو اللہ پاک خود بخود اس کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ یہ کتاب گلشن ولایت کے ایک ایسے گل سرسبد کی کہانی ہے جو اسی (۸۰) سال تک لاہور میں مہکتا رہا اور لاکھوں علم و

حقیقت کے متوالے بھنوروں کی مانند اس خوبصورت پھول سے تشنہ کام ہوتے رہے۔ حضرت امام لاہوری ﷫ کو عنداللہ یا عندالناس جو مقبولیت نصیب ہوئی۔ اس کا سبب ریا اور قول و فعل کے تضاد سے مبرا زندگی تھی نیز سادگی اور بے ساختگی حضرت امام لاہوری ﷫ کی زندگی کا ایک نمایاں وصف تھا جس نے حضرت کو اپنے معاصرین میں نمایاں و ممتاز اور متقدمین و متاخرین میں ایسا منفرد مقام عطا فرمایا کہ زمانہ کے اعتبار سے بعد میں آنے کے باوجود حضرت **شیخ التفسیر** مولانا احمد علی لاہوری ﷫ سب سے بڑے اور الگ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ حضرت امام الانبیاء ﷺ کے جوتوں کا صدقہ ہے کہ حضرت **شیخ التفسیر** امام لاہوری ﷫ اپنے آقا ﷺ کی مانند آئے بعد میں اور مقام اپنے پہلے والوں سے آگے پایا۔

حضرت کے حیرت انگیز واقعات نہ صرف سالکین طریقت کی ہدایت کا ذریعہ بنیں گے بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان کیلئے رہنمائی کا وسیلہ بھی بنیں گے۔ دنیا میں جب تک انسانیت باقی رہے گی اس کی راہنمائی کیلئے ہادیان شریعت و طریقت کی اہمیت باقی رہے گی۔ جیسے دنیا میں زندگی کی نمود و رونق اور ہنگامہ ورا عنائی کیلئے ظاہری خوبصورتی اور مادی ترقی کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی تعمیرات اور اخلاقی اقدار کی بحالی اور مضبوطی کے بغیر اس کائنات کا وجود ہمیشہ لرزتا رہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ لاتقوم ساعۃ حتی لایقال فی الارض اللہ اللہ

"کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دنیا میں
ایک بھی اللہ کا نام لینے والا باقی ہے"

یہ اللہ والے گویا کہ اللہ کا نام سکھا سکھا کر لوگوں کے دلوں کی دنیا کو سنوارتے اور آباد کرتے ہیں گویا اس دنیا کی زندگی کی ضمانت یہی لوگ ہیں۔ یہ ہوں گے تو دنیا ہوگی یہ نہ ہوں گے تو دنیا نہ ہوگی۔ حضرت اقدس لاہوری ﷫ کے حالات طیبہ کو سمجھ کر پڑھنے والے کے اندر عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور بقول اقبال ﷫

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

حضرت امام لاہوری ﷫ کی مبارک زندگی کے مطالعہ سے پڑھنے والے میں امیدوں کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ مایوسی اور تاریکی کے بادل چھٹتے ہیں۔ گناہ سے نفرت ہوتی ہے اور انسان معصیت سے جان چھڑاتا ہے۔ میں کچھ اور تو نہیں کہتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ امام لاہوری ﷫ کو پڑھ لینے سے انسان اللہ کا بندہ بن جاتا ہے اور جو اللہ کا بندہ بن گیا گویا کہ دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہو گیا۔

بندہ آمد از برائے زندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اللہ ہم سب کو اپنا بندہ بنا دے
ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد

احقر محمد اجمل قادری

مولانا حاکم علی مستقلاً کراچی میں قیام پذیر ہیں وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مختلف کتابوں سے اور رسالوں سے ایسے واقعات چن چن کر نکالے ہیں جن سے مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کی حقیقی عظمت کا صرف احساس ہوتا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس مقام روحانیت پر فائز تھے۔

اس کتاب کا ہر اس گھر میں ہونا ضروری ہے جس کے کسی بھی فرد کا تعلق مولانا عبید اللہ انور ﷫ اور پیرو مرشد مولانا میاں محمد اجمل قادری سے ہے کہ یہ واقعات محبت و عشق اور خود فراموشی کی کیفیات میں اضافہ کرتے ~~ہیں۔ اور بقول پیرو مرشد امام لاہوری ﷫ کو پڑھ لینے کے بعد انسان اللہ کا~~

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

اکتوبر ۱۹۸۵ء کے آخری عشرے میں حاجی محمد صفدر علی مرحوم کیساتھ ان کی ذاتی سوزوکی میں رائیونڈ جارہے تھے صبح نو بجے کے قریب خان پور کے قریب پہنچے تو مرحوم نے اپنے دیرینہ تعلقات کی بنا پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف نیاز حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور مدرسہ میں پہنچ گئے۔ بوجہ علالت حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تو وہاں ملاقات نہ ہو سکی (جس کا ازالہ اگلے سال ہو گیا) لیکن حاجی محمد صفدر علی مرحوم کے جاننے والے کراچی کے میمن عالم دین مولانا محمد حسین صاحب مدرس مدرسہ ہذا نے بہت تواضع کی اور کئی گھنٹے قیام رہا۔ چلتے وقت دو کتابیں ایک مکتوبات حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات، دو دو جلدیں حاجی صاحب مرحوم کو پیش کیں جن میں سے ایک سیٹ میرے حصے میں آیا۔

میرے شیخ حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حاصل کرنیکی ہدایت فرما چکے تھے اسے تائید غیبی سمجھا۔ لمبے اور سست رفتار سفر اور رائیونڈ کے طویل قیام میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات کو پہلے پڑھنا شروع کیا۔ اور اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنے ہوئے ایسے ہی واقعات پر دل میں ایک داعیہ پیدا ہوا کہ کاش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ایسی ہی کتاب لکھی جائے۔

میرے شیخ حضرت مولانا عبدالمجید ﷫ نے روانگی سے قبل لاہور شیرانوالہ دروازہ میں حاضری کی خصوصی ہدایت فرمائی تھی اور مجلس ذکر میں شرکت کے دوران میں حضرت اقدس مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی کو خصوصی سلام پہنچانے کا فریضہ میرے ذمہ لگادیا تھا۔

حسب ہدایت شرف باریابی سے سرفراز ہوا تو آپ نے میرے حضرت کیلئے خدام الدین امام الاولیاء نمبر کا ایک نسخہ عنایت فرمایا جس کے پڑھنے سے خیالات کو مزید مہمیز لگی اور دماغ میں کیڑے نے مسلسل کلبلانا شروع کیا۔

اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالمجید ﷫ سے ذکر کیا تو آپ نے بہت حوصلہ افزائی فرمائی حضرت لاہوری ﷫ کی حیات طیبہ پر ساری کتابیں میرے حوالہ کردیں پرانے رسالہ جات اور خصوصی دعاؤں سے سرفراز فرمایا ذاتی واقعات قلم بند کرائے جوں جوں وقت گزرتا گیا ولولہ اور شوق فزوں تر ہوتا گیا لیکن اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر حوصلہ ہار بیٹھتا دریں اثنا میرے شیخ حضرت مولانا عبدالمجید ﷫ عالم جاودانی کو سدھارے چونکہ چند واقعات میرے شیخ ﷫ کے متعلق بھی ہیں اس لئے صاجزادگان نے بھی جلد لکھنے کی فرمائشیں شروع کردیں۔

میں اتنی بڑی بات دوسروں کے سامنے کہتے ہوئے بھی شرماتا تھا لیکن رفتہ رفتہ صاجزادگان نے اس کتاب کے بارے میں حضرت ﷫ کے دوسرے خلفاء حضرت مولانا محمد اقبال اور حافظ عبدالوحید صاحبان کے کانوں میں بات ڈالدی۔ کراچی سکھر پیر گوٹھ سانگھی امروٹ شریف کے تربیتی اجتماعات نے حوصلہ افزائی کی۔ اور یوں آہستہ آہستہ ارادہ میں پختگی آتی گئی۔ میں نے بہتر سے بہتر بنانے کی اپنی پوری پوری کوشش کی ہے۔ ناقدانہ نظر رکھنے والوں سے درخواست ہے کہ مربیانہ شفقت کے ساتھ میری رہنمائی فرمائیں فروگزاشتوں کوتاہیوں اور خامیوں کی اصلاحی انداز میں رہنمائی فرماکر شرف سرپرستی حاصل فرمائیں۔ کتاب کیلئے مناسب مواد کو اکٹھا کرنا حسب حال اقتباسات جمع کرنا' ترتیب دینا یقیناً بہت ہی کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن دوسرا مشکل ترین مرحلہ ان اوراق کو ایک کتاب کی شکل میں لانا تھا۔

جس کیلئے میں جناب محمد تنویر صاحب نقاش اردو کمپوزنگ سسٹم (کمپیوگرافکس) اور ان کے معاونین کا بے انتہا شکر گزار ہوں، جنہوں نے نہ صرف میری ہمت افزائی کی بلکہ نہایت ہی محنت اور اخلاص کے ساتھ خصوصی جذبہ سے میری نگاہ میں اس بہت مشکل کام کو آسان کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اس مخلصانہ جدوجہد کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

اگرچہ بزرگان دین کے واقعات میں بہترین حصہ ان کی عملی زندگی کے واقعات کو ہی سمجھا جاتا ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں ایسے واقعات بدرجہ اتم اور سب سے نمایاں ہیں۔ حضرت لاہوری قدس سرہ نے جہاں قرآن کریم کی پچاس سال تک خدمت کی تحریک ریشمی رومال اور تحریک خلافت و ہجرت سے لے کر تحریک ختم نبوت و احیاء اسلام تک میں ہر جگہ مثالی کردار ادا کیا وہاں دفاع کے محاذ پر بھی قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور یہاں بھی ان کی حیثیت قائد و رہنما کی تھی۔ انہوں نے مرزائیت کو للکارا، رفض و سبائیت سے نبرد آزما ہوئے۔ اہل بدعت و ہوا سے پنجہ آزمائی کی انکار حدیث کے فتنہ کو موت کی نیند سلایا۔ انگریز اور ان کے گماشتوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ علامہ مشرقی کے افکار پر علمی تنقید فرمائی، لیکن جب سکندری وزارت نے خاکساروں پر ظلم توڑا اور لاہور کے علماء نے اپنی مساجد پر تالے لگادیئے تاکہ خاکسار وہاں پناہ حاصل نہ کر سکیں تو آپ نے مسجد شیرانوالہ کے دروازے کھول دیئے۔ جہاد کشمیر کیلئے عملی کام کیا انجمن خدام الدین قائم کر کے زنانہ مردانہ مدارس تشکیل دیئے تبلیغی رسالے پمفلٹ ہینڈ بل اور ہفت روزہ خدام الدین شائع کر کے مسلسل دینی خدمات انجام دیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی عملی جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمی سیاسی، مذہبی محاذوں پر بہترین کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ ایک عظیم مفسر، مصلح، معلم اور مجاہد تھے انہوں نے جہاں کہیں کوئی فتنہ اٹھتے دیکھا بلا خوف اس کی سرکوبی کی۔ تحریری جہاد کرتے ہوئے نام نہاد اسلامی اسکالروں کا پورا پورا تعاقب کیا وفات سے صرف پچیس دن پہلے دیال سنگھ کالج کے جلسے میں پرویزیت کے تابوت

میں آخری کیل ٹھونکی اور حسب حال نعرہ "منکر حدیث" منکر قرآن ہے۔ منکر قرآن خارج از اسلام ہے قوم کو دیا۔ انہوں نے اعلائے کلمتہ الحق کا فریضہ ادا کرتے ہوئے کبھی کسی مصلحت یا ذاتی مفاد کو آڑے نہیں آنے دیا قرآنی پیغام کو عام کرنے کیلئے درس قرآن کو اپنایا اور اس کا تسلسل اس حد تک قائم رکھا کہ درس قرآن کے دوران میں بچی کی نزاعی کیفیات حتیٰ کہ وصال کی خبر پر بھی درس میں فرق نہ آنے دیا اپنی وفات تجہیز و تکفین کے دن بھی درس کا ناغہ نہ کرنے کی وصیت فرمائی انتہائی ضعف و پیرانہ سالی میں بھی محبوب خدا ﷺ کے سنن و آداب کی آپ نے سختی سے پیروی کی شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد باوجود تبلیغی و اجتماعی مشاغل کے اتباع سنت میں اتنا مجاہدہ حضرت لاہوری کے وجود میں ہی دیکھنا نصیب ہوتا تھا۔ باوجود فالج جیسے خطرناک مرض کے حضرت نے پاکستانی دینی و ملی سیاست میں نمایاں حصہ لیا اور ہمیشہ جمعیت علما اسلام کی قیادت و رہنمائی فرماتے رہے۔ پاکستان میں اسلامی نظام حق کے قیام کی طرف آپ کی بہت زیادہ توجہ رہی۔ اور بر سر اقتدار طبقہ کو ہمیشہ داعیان حق اور مجاہدین علما کے لہجہ میں تنبیہہ فرماتے رہے۔

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جمال حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے جلال مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی جامعیت کا صوری و معنوی مرقع اگر کوئی دھرتی پر ہو سکتا ہے تو وہ حضرت شیخ التفسیر کی ذات گرامی تھی۔ اگر آپ ایک طرف شب زندہ دار صوفی' عارف کامل مفسر قرآن محدث فقیہ اپنی خلوتوں اور جلوتوں کو یاد الٰہی سے آراستہ کرنے والے درویش گوشہ نشین تھے۔ تو دوسری طرف دین حق کی ننگی تلوار حق گوئی و بے باکی کا پیکر متحرک اور جہاد فی سبیل اللہ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ تحریک ریشمی رومال کشمیر ایجی ٹیشن میکلیگن انجینئرنگ کالج کا قضیہ تحریک ختم نبوت' تحریک آزادی ہند اور دیگر ملکی و ملی تحریکوں میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ اس پر فتن زمانے میں اور خاص طور پر لاہور کی اس علمی گمراہی کے زمانہ میں جو "اضلہ اللہ اذا علم" کا ایک عجیب مصداق بن چکا تھا۔ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز کا انداز درس و تفسیر خالص عربی اسلام کا ترجمان تھا۔

جس میں تکلف اور تصنع کا نام تک نہ تھا۔ مرادات قرآنی نہایت سادہ، عام فہم اور قابل عمل انداز میں سامنے آتیں۔ کہ سننے والوں کا جذبہ عمل بیدار ہوتا۔ نور معرفت دل میں اترتا اور حضرت قرآن کو اس قطعیت کے ساتھ پیش کرتے کہ قرآنی جلال کے سامنے کسی احتمال کی کسی لچک کو کوئی جگہ نہ ملتی۔

آپ نے دین کی نشرواشاعت کیلئے انجمن خدام الدین قائم کی۔ موجودہ مسجد کی تعمیر و وسعت اور انجمن خدام الدین کا قیام و استحکام تمام تر حضرت کی مساعی مشکور پر منحصر ہے۔ واقفان حال کا بیان ہے کہ جہاں آج کل بڑی مسجد ہے۔ یہاں کبھی سرکاری اونٹوں کا طویلہ تھا۔ جہاں انجمن کا مدرسۃ البنات ہے۔ وہاں پولیس کی چاند ماری کیلئے جگہ تھی۔ مسجد میں اکا دکا شخص ہی نماز پڑھتا تھا۔ گردو پیش صرف دو تین مسلمانوں کے مکان تھے۔ تمام محلّہ ہندوؤں اور سکھوں سے آباد تھا۔ یا پھر ادھر ادھر کوٹھی خانے تھے۔ مولانا کے قدوم میمونیت لزوم کا یہ فیض تھا کہ دنوں میں ہی کایا پلٹ گئی۔ رفتہ رفتہ نہ صرف یہ علاقہ ہی مسلمانوں کا ہوگیا۔ بلکہ شیرانوالہ کی یہ مسجد علم و نظر کا مرکز بن گئی۔ حریت و استقلال کے معرکوں کو یہاں سے غذا ملنے لگی۔

آپ نے دین کی نشرواشاعت میں بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ تبلیغی رسالے لاکھوں کی تعداد میں ہند اور دیگر ممالک میں مفت تقسیم فرماتے رہے قرآن کریم کا اردو و سندھی میں ترجمہ کیا، مدرستہ البنات بنایا جس میں ہزاروں کی تعداد میں دختران اسلام نے دینی تعلیم اور اسلامی تربیت حاصل کی۔

رسالہ خدام الدین کے ذریعے سے لاکھوں انسانوں تک پیغام حق پہنچ رہا ہے۔ یہ تمام خدمات حسبۃ اللہ کی گئیں۔ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان کو تیز و تند آندھیاں، خوفناک طوفان بھی متزلزل نہ کر سکے تھے۔ اس ضمن میں سب سے اہم مثال ختم نبوت کی پیش کی جاسکتی ہے۔ اس عقیدہ کی تبلیغ اور حفاظت کیلئے ہمیشہ جہاد کرتے رہے۔ آپ نے ان گنت تکلیفیں برداشت کیں چودہ دفعہ جیل کی بند کال کوٹھری میں قید کئے گئے لیکن شمع محمدی کے اس پروانے کے پاؤں کبھی نہ

ڈگمگائے۔ اتباع سنت میں حضرت کا قدم بہت راسخ تھا۔

تعلیم و تفسیر قرآن' پاکیزگی قلوب کے علاوہ دینی و اصلاحی مختلف اداروں کا قیام' اہم قومی تحریکوں میں مجاہدانہ سرفروشی کے ساتھ شرکت' تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے مسلسل خدمت' شریعت و طریقت کے احیاء کے لئے اخلاص' اور پوری قوت سے انتھک محنت' جذبہ حب الوطنی سے سرشار' قلندرانہ رہبری و رہنمائی ان امور کی بہتر انجام دہی کیلئے زندگی میں چودہ بار پابند سلاسل ہونا' کیا یہ سب حیرت انگیز نہیں ہے۔ ان سب جاں فروشیوں کے باوجود عمومی ذہن صرف خوارق کو ہی حیرت انگیز کمالات شمار فرماتے ہیں الحمد للہ حضرت لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ ایسے معمولات سے بھی بھری پڑی ہے گو ایسے اکثر واقعات کو بہت سے معتقدین اپنے سینوں میں ہی لے کر دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں یا بہت سے واقعات ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکے پھر بھی اب تک ایک کثیر مجموعہ ایسے خوارق کا مختلف کتابوں میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر حسب حال جامع تبصرہ ٦۔ اپریل ۱۹۹۵ء کے سیمینار میں حضرت مولانا ضیا القاسمی مد ظلہ العالی کی تقریر سے اقتباس کے طور پر ۱۲ مئی ۱۹۹۵ء کے شمارے میں آچکا ہے جس کو اس کتاب کا حصہ بنانا ضروری سمجھا جو مندرجہ ذیل ہے۔

میں جب ان کے تفسیری میدان کو دیکھتا ہوں تو مجھے وہ رازی رحمۃ اللہ علیہ علیہ کی مسند پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں میں انہیں جب ایک محدث کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے وقت کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں اور جب میں انہیں شب زندہ دار کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے وقت کے جنید رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں اور جب میں انہیں توحید و سنت کے داعی کی حیثیت سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے پنجاب میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل شہید کے جانشین نظر آتے ہیں اور جب میں انہیں مجاہد' غازی اور ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے پنجاب میں خالد بن ولید کی جراتوں کے امین نظر آتے ہیں اور جب میں انہیں پیکر

صدق و وفا تاریخ ساز اور ایک انقلاب انگیز شخصیت کی نظر سے دیکھتا ہوں تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کی خوشبو ان میں نظر آتی ہے اور جب میں انہیں ایک زاہد عالم' مدبر اور ایک بصیرت افروز شخصیت اور جابر سلطانوں کے ساتھ آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے والا سچے اور مخلص جرنیل کی حیثیت سے دیکھتا ہوں تو مجھے ان میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک نظر آتی ہے جب میں انہیں ایک خوشبودار گلشن کی مہکتی ہوئی معطر دنیا میں تلاش کرتا ہوں تو وہ مجھے ایک ایسا حسین و جمیل گلدستہ نظر آتے ہیں جس میں پورے گلشن کے مہکتے پھول سجائے گئے ہوں کمالات اور محاسن کو اگر تمام خوبیوں اور اپنی رعنائیوں سمیت 'مہکتی ہوئی خوشبوؤں سمیت چنے ہوئے پھولوں کے رنگ میں ایک گلدستہ سجادیا جائے اور مجھ سے پوچھا جائے کہ اس گلدستہ کا نام کیا ہے تو میں کہوں گا اس گلدستہ کا نام احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

ان ہمہ صفات کے باوجود اپنی زندگی کے اصل فرائض کی ادائیگی اور منشور و مقصد حیات کے بارے میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری دورہ تفسیر کے طلبا سے اپنے خطاب میں خود فرماگئے کہ "میں نے دس سال حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید پڑھا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں ساری عمر قرآن میں صرف کروں گا اور اسی کو اپنا نصب العین بناؤں گا۔ الحمد للہ 'اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اس وعدہ کو نبھانے کی توفیق بخشی۔

اسی مقصد حیات سے اس کتاب کی ابتدا کی جارہی ہے۔

حاکم علی عفی عنہ
خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خانی
بیت العلم۔ ایف ۱۴۲ سیکٹر ۴۳ بی کورنگی کالونی
کراچی ۷۴۹۰۰۔ فون۔ ۵۰۵۵۵۵۶

مژدہ تکمیل مقصد حیات اور وصیت

میں نے دس سال حضرت مولانا عبید اللہ سندھی ﷫ سے قرآن مجید پڑھا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں ساری عمر قرآن میں صرف کروں گا اور اسی کو اپنا نصب العین بناؤنگا۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اس وعدہ کے نبھانے کی توفیق بخشی۔

جوانی سے بڑھاپے تک یہی مشغلہ رہا اور اب یہ امانت آپ کے سپرد کر رہا ہوں تاکہ میرے دنیا سے جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ خیر جاری رہے۔ یہ سندیں اسی لئے دی جاتی ہیں کہ اب آپ میں صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ اب آپ پر قرآن مجید کا گھر گھر پہنچانا ضروری ہو گیا ہے۔ اگر آپ نے اس فریضہ کو ادا نہ کیا تو یاد رکھیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ گرفت فرمائے گا کہ جب تمہیں میں نے قرآن کی سمجھ دی تھی تو تم نے کوتاہی کیوں کی؟ اور لوگوں تک حق کیوں نہ پہنچایا۔

جب آپ دین حق کی آواز اٹھائیں گے تو لوگوں کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی۔ طعنے دیئے جائیں گے۔ تکالیف پہنچیں گی مگر یاد رکھو کہ ڈٹ کر مصائب کا مقابلہ کرنا آخر فتح تمہاری ہوگی باطل دم دبا کر بھاگے گا۔ میری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح کامیاب بنایا۔ میرے مقابلہ میں بڑے بڑے آئے مگر سب کو منہ کی کھانی پڑی۔

(آخری دورہ تفسیر کے طلبا سے حضرت شیخ التفسیر لاہوری ﷫ کا خطاب)

(ماخوذ از صفحہ ۳۲ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء اور سرورق خدام الدین ۱۷۔ اپریل ۹۵ء اور صفحہ ۱۱۵ امام الاولیا نمبر)

(ہدیہ عقیدت)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

لباس زہد میں جلوہ نما تھی سیرت اطہر
امام الاولیاء احمد علی تقویٰ کا تھا پیکر
عطا کی اک جہاں کو روشنی رشد و ہدایت کی
تھیں اس کے فکر میں تابانیاں عہد رسالت کی
دلوں کو اس نے گرمایا سناکر آیت قرآں
میسر آگئی روحوں کو جس سے لذت ایماں
نگاہوں سے وہ زنگ معصیت کو دور کرتا تھا
خلوص و مہر کی خوشبو سے جاں معمور کرتا تھا
ضیائے سرمدی سے بھردیا تاریک سینوں کو
سرور معرفت بخشا دلوں کے آبگینوں کو
ہلاکت خیز طوفانوں میں تھا وہ ناخدا سب کا
یقین و شوق کی منزل میں تھا وہ رہنما سب کا
سکوں ملتا تھا قلب مضطرب کو اس کی صحبت میں
اضافہ ہر گھڑی ہوتا تھا ایماں کی حرارت میں

شعاع نور سے پرنور ہوجاتا تھا ہر سینہ
ہوا ہر ایک دل قربت سے اس کی مثل آئینہ
نظر آتا تھا زاد راہ عقبیٰ اپنے دامن میں
بہار جاں فزا آجائے جیسے صحن گلشن میں
رسول پاک ﷺ کی سنت کا وہ روشن ستارا تھا
ہر اک حسن عمل سے عہد ماضی آشکارا تھا
نرالی شان سے کرتا تھا وہ تفسیر قرآں کی
حلاوت اس کی ہر اک لفظ میں ہوتی تھی ایماں کی
تھا اس کا فقر آئینہ حمیت اور غیرت کا
زمانہ معترف تھا اس کی علمیت کا عظمت کا
وہ اک ذات گرامی مظہر حق و صداقت تھی
فضائے تیرہ و تاریک میں قندیل حکمت تھی
کسی خواب مقدس کی حسین تعبیر تھی گویا
وہ عہد سلف کی اک دلنشین تنویر تھی گویا
پروئے نظم میں حافظ نے گل حسن عقیدت کے
نظر آئے نئے انداز حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے

حافظ لدھیانوی فیصل آباد
(ماخوذ از خدام الدین ۱۲ مئی ۱۹۹۵ء)

مختصر سوانح حیات

(بہ شکریہ ہفت روزہ "زندگی" لاہور)

لاہور آئے تو ضمانت دینے والا کوئی نہ تھا رخصت ہوئے تو سارا لاہور اشکبار تھا لاکھوں لوگ ان کے جنازے میں شریک تھے

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سراپا جہاد تھی۔ والد گرامی نے دین کا خادم بناکر مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ فرزند ارجمند باپ کی آرزو کی عملی تفسیر بن گیا۔ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں گھر کے ماحول نے جو شمع روشن کی تھی' مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے اسے چار چاند لگادیئے اور پھر روشنی کے اس مینار سے زمانہ ایک مدت تک فیض یاب ہوتا رہا۔

"ریشمی رومال" کی خفیہ تحریک کا بھید کھل چکا تھا۔ ملک کے طول و عرض میں ہنگامہ دار وگیر برپا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دہلی میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ نظارۃ المعارف القرآنیہ پر چھاپہ مارا اور شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کو درس قرآن کے دوران گرفتار کرلیا گیا۔ انہیں پہلے شملہ میں اور پھر جالندھر میں محبوس رکھا گیا۔ بعد ازاں انہیں قید سے تو رہائی مل گئی مگر راہوں (جالندھر) میں نظر بند کردیئے گئے۔ آخر کار انہیں بعض شرائط کے ساتھ لاہور میں پابند کرکے آزاد کردینے کا فیصلہ کیا گیا۔

یہ ۱۹۱۷ء کا ذکر ہے شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ خفیہ پولیس کی نگرانی میں لاہور لائے گئے اور انہیں دو ضامن پیش کرنے کو کہا لیکن اس وقت عالم یہ تھا کہ عروس البلاد لاہور میں اس گرفتار بلا کی ضمانت دینے والا بھی کوئی نہ تھا اور پھر جب تقریباً ۴۵ برس بعد شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اس شہر لاہور سے عالم جاوداں کو روانہ ہوئے تو

لاکھوں کی تعداد میں لوگ دیدہ و دل فرش راہ کررہے تھے۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مرحوم و مغفور نے دعوت کا حق پوری طرح ادا کردیا تھا۔

۲رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ میں ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ جلال میں شیخ حبیب اللہ صاحب کے گھر پہلا بچہ تولد ہوا جس کا نام احمد علی رکھا گیا۔ شیخ حبیب اللہ صاحب نے نومولود کو کتاب و سنت کی خدمت کیلئے وقف کردیا۔ اپنی والدہ محترمہ سے قرآن حکیم کی تحصیل کی۔ حضرت احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کو قبولیت اسلام کی توفیق ارزانی نہیں ہوئی تھی۔ تاہم کبھی کبھی جوش محبت میں نوعمر پوتے کو گھر لے جاتے اور کانوں میں سونے کے چھلے پہنادیتے اور آخر جب عزیز و اقربا محض قبول اسلام کی وجہ سے درپے آزار ہوگئے تو شیخ حبیب اللہ نواحی باہو چک میں منتقل ہوگئے۔ حضرت احمد علی کو تلونڈی کھجور والی کے مدرسہ میں داخل کرادیا جہاں سے پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں انہیں عبدالحق خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ کے حلقہ درس میں داخل کردیا جہاں آپ نے فارسی نصاب سے دینی تعلیم کی ابتدا کی۔

مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ

حضرت گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھے کہ حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر سندھ جاتے ہوئے اپنے عزیزوں سے ملنے کیلئے پنجاب تشریف لائے حضرت سندھی شیخ حبیب اللہ صاحب کی قریبی رشتہ دار تھے۔ اس رشتے سے گہرا اور مضبوط رشتہ اسلام کا تھا۔ حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس عزیز سے ملنے کیلئے باہو چک گئے۔ شیخ حبیب اللہ نے اپنے نو سالہ فرزند احمد علی کو ان کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ اس برخوردار کو دین اسلام کی خدمت کیلئے وقف کردیا ہے۔ اس پر حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوشی

کے ساتھ انہیں اپنی شاگردی میں لے لیا۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے روانہ ہوئے تو خانپور اترے جہاں سے دو میل کے فاصلہ پر موضع دین پور شریف میں ان کے خضر طریقت حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر تھے۔ حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے نو عمر احمد علی کو بیعت کیلئے حضور میں پیش کیا۔ یہ پیش کش قبول ہوئی۔ بعد فراغت حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ حضرت احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو امروٹ شریف اور پھر گوٹھ پیر جھنڈا لے گئے اور تعلیم دینے لگے، حضرت احمد علی اولین شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے ہم درسوں میں پیر میاں ضیاء الدین صاحب، پیر میاں احسان اللہ شاہ صاحب، میاں مہدی شاہ صاحب، مولانا عبدالستار بلوچ، مولانا عبداللہ انصاری اور مولانا اکرام شاہ صاحب کے نام نامی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے ۱۳۲۷ھ میں درس نظامی کی تکمیل کر لی۔

معلّمی اور شادی

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو تحصیل علم کے بعد مدرسے دارالارشاد میں معلّمی کی خدمت سپرد ہوئی۔ یہ مدرسہ حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے گوٹھ پیر جھنڈا میں جاری کیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احمد علی کو اپنی فرزندی میں قبول کر لیا۔ شادی کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے پہلا بچہ عطا کیا جس کا نام حسن رکھا گیا جو ولادت کے صرف سات دن بعد انتقال کر گیا اور اس سے اگلے دن بچے کی والدہ بھی انتقال کر گئیں۔

۱۹۰۹ء میں مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ دیوبند تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے مدرسہ دارالارشاد کی نظامت حضرت احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر گئے۔ انہوں نے اپنے شاگردوں مولانا عبداللہ لغاری اور مولانا محمد صالح کو معاونت پر مامور کیا۔ بعد ازاں بعض مصالح کی بنا پر حضرت احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ سے علیحدگی

اختیار کرلی اور مولانا سندھی کے فرمان پر نوابشاہ کے قریب مولانا سندھی ﷫ ہی کے جاری کردہ مدرسہ میں درس دینے لگے۔

حضرت عبیداللہ سندھی ﷫ کے ایک ہم سبق مولانا ابو محمد احمد صاحب ﷫ نے حضرت مولانا احمد علی ﷫ کے ساتھ اپنی بیٹی کے رشتے کی تحریک کی جسے حضرت سندھی ﷫ نے قبول کرلیا اور مولانا احمد علی ﷫ کو نوابشاہ سے دیوبند طلب کیا اور محرم ۱۳۳۰ میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب ﷫ نے نکاح پڑھایا۔ شادی کے بعد حضرت احمد علی ﷫ واپس نوابشاہ چلے گئے۔

ورود دہلی

مولانا عبیداللہ سندھی ﷫ نے دیوبند پہنچ کر فضلائے دیوبند کی عالمگیر تنظیم جمعیت انصار کی بنیاد ڈالی۔ اسی اثناء میں طے ہوا کہ علی گڑھ کے فارغ التحصیل گریجویٹ طلبا کو قرآن حکیم کی انقلابی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے ایک خاص شعبہ قائم کیاجائے یہ شعبہ نظارۃ المعارف القرآنیہ کے نام سے دہلی میں قائم ہوا۔ اس میں پانچ گریجویٹوں کے ساتھ پانچ مستند علما کو داخل کیا گیا حضرت سندھی ﷫ نے حضرت احمد علی ﷫ کو نوابشاہ سے دہلی طلب کرلیا۔ اس مدرسہ کی پہلی جماعت میں حضرت احمد علی ﷫ بھی شامل تھے۔

اسی زمانہ میں حضرت احمد علی ﷫ نے حضرت عبیداللہ سندھی ﷫ سے درخواست کی کہ وہ درس کے وقت اپنی تقریر ضبط تحریر میں لانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ یہ نوٹس حضرت احمد علی نے حرز جان بناکر رکھے اور انہیں اپنا سب سے بڑا سرمایہ قرار دیتے تھے۔

حضرت سندھی ﷫ کا درس ابھی تیرھویں سپارے تک پہنچا تھا کہ سیاسی حالات کی وجہ سے حضرت سندھی ﷫ کو کابل کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا۔ وہ

نظارۃ کے تمام انتظامات حضرت مولانا احمد علی ؒ کے سپرد کر کے رخصت ہوگئے۔ ان کے جانے کے بعد دو سال تک مولانا احمد علی ؒ فرائض انجام دیتے رہے۔

اسی دوران میں علمائے دیوبند کی خفیہ تحریک ریشمی رومال کا راز منکشف ہوگیا اور پورے ہندوستان میں پکڑ دھکڑ شروع ہوگئی۔ ایک دن حضرت مولانا احمد علی ؒ نظارۃ المعارف القرآنیہ میں درس قرآن مجید دے رہے تھے کہ گرفتار کرلئے گئے۔ مدرسہ حکما" بند کردیا گیا۔ گھر کی تلاشی ہوئی اور تمام سامان بمعہ سندات کے ضبط ہوگیا۔ کچھ دنوں دہلی میں نظربند رہے پھر ایک جیل خانے میں ڈال دیئے گئے۔ چند دن بعد انہیں شملہ جیل منتقل کردیا گیا۔

کچھ عرصہ بعد انہیں شملہ سے جالندھر لاکر ریلوے اسٹیشن کے نزدیک حوالات میں نظربند کردیا گیا۔ ۲۵ دن بعد شہر کی جیل میں منتقل کردیئے گئے۔ اس قید خانے سے رہائی ملی تو راہوں (جالندھر) میں نظربند کردیئے گئے۔

ورود لاہور اور حج

کچھ دنوں بعد حکومت نے حضرت احمد علی ؒ کو رہا کردینے کا فیصلہ کیا لیکن طے یہ کیا کہ انہیں سندھ کے علاقہ میں نہ جانے دیا جائے بلکہ لاہور میں رہنے کا پابند بنایا جائے اس پابندی کیلئے دو ضامنوں کی ضرورت تھی۔ لاہور میں حضرت احمد علی ؒ کا کوئی واقف کار نہ تھا جو ضمانت دیتا۔ معاً انہیں اپنے ایک عزیز قاضی ضیاء الدین مرحوم ایم اے یاد آئے جو ان دنوں گوجرانوالہ کے اسلامیہ ہائی اسکول میں تعینات تھے۔ وہ فوراً ضمانت دینے پر تیار ہوگئے چنانچہ ان کی اور ملک لال خاں کی ضمانت پر رہا کردیئے گئے۔

حضرت مولانا احمد علی ؒ لاہور میں قیام کے فوراً بعد نماز جمعہ مسجد چینیاں والی میں سید عبدالواحد غزنوی ؒ کے پیچھے ادا کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں جناب عبدالواحد غزنوی ؒ نے فرمایا کہ حضرت احمد علی ؒ خود نماز جمعہ

پڑھایا کریں۔ چنانچہ مسجد لائن سبحان خان میں نماز پڑھانے لگے اور ساتھ ہی کٹڑہ مستری اللہ دتہ میں درس قرآن مجید شروع کردیا۔ بعد ازاں سرکاری احتساب کم ہوا تو مسجد سبحان خاں ہی میں درس دینے لگے۔

لاہور میں ورود کے سال میں حج کیلئے درخواست دی۔ پاسپورٹ بنتے ہی سفر حج پر روانہ ہوگئے۔ حضرت احمد علی ﷫ نے اس حج کے بعد مزید ۱۳ حج کئے۔

حضرت مولانا احمد علی ﷫ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد وطن لوٹے تو تحریک خلافت شروع تھی۔ اس دوران میں ہجرت کی تحریک شروع ہوئی۔ حضرت مولانا احمد علی ﷫ مہاجرین کے ایک قافلہ کے امیر مقرر ہوئے اور پشاور سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے جہاں حضرت عبیداللہ سندھی ﷫ سے ملاقات ہوئی۔

اس کے کچھ دنوں بعد حکومت افغانستان اور حکومت برطانیہ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا کہ تمام مہاجرین کو واپس ہندوستان بھیج دیا جائے۔ حضرت عبیداللہ سندھی ﷫ کے اصرار پر مولانا احمد علی ﷫ بھی واپسی پر رضامند ہوگئے۔ آپ ۱۹۲۰ء میں لاہور پہنچ گئے۔ ۱۹۲۲ء میں اشاعت قرآن حکیم اور اشاعت سنت نبوی ﷺ کیلئے انجمن خدام الدین قائم ہوئی اور مولانا احمد علی ﷫ کو متفقہ طور پر اس کا امیر منتخب کرلیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم قائم کیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں انجمن نے طالبات کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا اور پھر ۱۹۵۵ء میں ہفتہ وار خدام الدین کا اجرا کیا۔

۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا احمد علی ﷫ نے بعض معتقدین کی درخواست پر درس قرآن کریم کو ضبط تحریر میں لاکر طبع کرانے کا فیصلہ کیا۔ تفسیر لکھنے کیلئے آپ واہ تشریف لے گئے اور ایک پرسکون جگہ پر کام شروع کیا۔ یہ مترجم و محشی قرآن حکیم ۱۹۲۷ء میں طبع ہوا۔

یکم رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو حضرت مولانا احمد علی ﷫ کی طبیعت ناساز ہوگئی جو دن بدن گرتی گئی۔ ۱۷ رمضان المبارک کو علیل و نحیف ہونے کے باوجود

گھر سے پیدل مسجد تشریف لے گئے۔ دوپہر کے وقت طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور اسی رات ساڑھے نو بجے کے قریب خالق حقیقی سے جا ملے اور یوں یہ شمع تقریباً نصف صدی تک لاہور میں ضیا پاشی کے بعد ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند حافظ حبیب اللہ مہاجر مدنی ہیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی اور پھر دارالعلوم دیوبند بھیج دیئے گئے اور بعد تحصیل علم لاہور تشریف لائے اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ ۱۹۴۷ء میں حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظمہ آئے، اور ہندوستان اور پاکستان کے حاجیوں کو اردو میں درس قرآن دینا شروع کر دیا اور سال کے باقی نو ماہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب صدیق رضی اللہ عنہ میں بیٹھ کر اردو دانوں کو درس دینے لگے اور پچیس سال مسجد نبوی میں درس دینے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انور آپ کے جانشین بنے۔ کتب متداولہ کی تحصیل کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے وہاں سے سندات لے کر واپس آئے۔ کچھ عرصہ تجارت کرتے رہے لیکن پھر قبلہ والد صاحب نے بلالیا اور دین کی خدمت پر مامور کیا۔ حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ پابندیاں اٹھنے پر وارد ہند ہوئے تو لاہور بھی تشریف لائے شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبیداللہ انور کو ان کی خدمت پر مامور کیا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تقریباً بیس سال احسن طریقے سے درس و تدریس، سیاسی سماجی اور روحانی قافلہ سالاری فرماتے رہے۔ مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ خانوادے کی تمام روایات کے امین ہیں اور ادارے کے تمام امور کے نگران و ذمہ دار ہیں، جبکہ ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد اکمل قادری مدظلہ تمام امور میں معاونت فرماتے ہیں۔ حافظ حمید اللہ صاحب سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے عالم فاضل تقویٰ و طہارت کی مجسم تصویر بچوں کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا کرتے انتقال فرما چکے۔ خدا رحمت کند بر عاشقان پاک طینت

باب اول

مقام ولایت

مقبولیت کا اعلیٰ مقام

اتباع سنت میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کا قدم بہت راسخ تھا انتہائی ضعف و پیرانہ سالی میں بھی محبوب خدا ﷺ کے سنن و آداب کی آپ نے سختی سے پیروی کی۔ ساری عمر نہ کسی سے کوئی طمع رکھی نہ کسی سے خائف ہوئے۔ بلاخوف لومتہ لائم' اعلان حق فرمایا کرتے توحید خداوندی کے جلوے آپ کے اعمال و احوال میں نمایاں نظر آتے تھے زندگی کے آخری چند سالوں میں حضرت لاہوری ﷫ کی شخصیت امتیازی طور پر عوام و خواص کا مرجع بن گئی علماء حق کی اکثریت آپ کو اپنا مقتدا و پیشوا جانتی تھی محبوبیت و مقبولیت کا یہ اعلیٰ مقام پاکستان میں کسی اور بزرگ کو نصیب نہیں ہوا ان دنوں حضرت پر روحانیت کا بہت غلبہ تھا مکاشفات کی کثرت تھی بعض تکوینی و تشریعی حکمتوں کے تحت آپ کے مکشوفات کا اظہار بھی زیادہ ہونے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کشفی حالات خود حضرت ﷫ نہیں کہتے بلکہ کہلوائے جاتے ہیں کشف قلوب اور کشف قبور دونوں میں حق تعالیٰ نے آپ کو ایک وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

ایک دفعہ مولانا عبداللطیف جہلمی اور حضرت قاضی مظہر حسین صاحب حضرت اقدس ﷫ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ ایک دن میں نے سر پر تیل لگایا تو اس کے بعد قلب میں ایک قسم کا تکدر پیدا ہوگیا لیکن اس کی وجہ سمجھ میں نہ آتی تھی آخر بعد میں منجانب اللہ یہ انکشاف ہوا کہ تیل جائز نہیں تھا۔

گو محققین صوفیہ کے نزدیک کشف و کرامت ولایت کی شرط نہیں ہے نہ ہی یہ مخصوص کمال ہے لیکن متبع سنت بزرگوں کو کشف و کرامت سے اگر کوئی حصہ ملے

تو یہ حق تعالیٰ کا انعام ہے حضرت لاہوری ﷫ کو حق تعالیٰ نے کشف الٰہی اور کشف کونی دونوں نعمتوں سے حسب حکمت نوازا تھا حسی اور معنوی دونوں قسم کی کرامات سے شرف بخشا۔ جو لوگ آپ کے دامن فیض سے وابستہ ہوگئے انہوں نے حسب استعداد و ہمت آپ کے فیوض و برکات سے حصہ سمیٹا سینکڑوں انگریزی خواں مغربی و فرنگی تہذیب سے متاثر آپ کی زیارت و صحبت کے اثرات سے انہوں نے مسنون و شرعی زندگیاں اختیار کرلیں اور مدنی آقا ﷺ کی ادائیں ان کیلئے محبوب بن گئیں (ماخوذ از خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

دوران درس قرآن روضہ اطہر سے مسلسل نورانی رابطہ

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک بڑے بزرگ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب ﷫ ساکن لکڑ شنگ ہزارہ (جن کا حال میں سو سال کی عمر میں انتقال ہوا) نے بوقت ملاقات بندہ سے فرمایا۔ کہ جب حضرت لاہوری ﷫ شیرانوالہ مسجد میں درس قرآن مجلس ذکریا خطبہ جمعہ المبارک ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ تو ان کا روحانی رابطہ مسلسل نبی کریم حضرت رسول اللہ ﷺ سے رہا کرتا تھا اور بعض اہل کشف کو ادراک بھی ہوجاتا تھا۔ ایک نوجوان ذاکر جسے درود شریف پڑھتے ہی حضوری کی سعادت نصیب ہوجایا کرتی تھی۔ حضرت لاہوری ﷫ کی اقتداء میں نماز جمعہ المبارک ادا کرنے کے لئے میرے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا۔ دوران خطبہ وہ جھوم جھوم جاتا اور درود شریف کے الفاظ ادا کرتا۔ وہ ضبط نہ کرسکا اور دوران خطبہ ہی مجھے کہنے لگا "کہ یہ دیکھئے حضرت مولانا کے قلب مبارک پر ایک نور کا موٹا رسا نما چمکتا ہوا رابطہ قائم ہے جس کے دائیں طرف روضہ اطہر و منور نظر آرہا ہے۔ اور یہ نور وہیں سے نکل کر آرہا ہے۔"

حضرت مولانا غلام ربانی موصوف ﷫ نے جب نماز جمعۃ المبارک کے بعد حضرت لاہوری ﷫ کی خدمت میں الگ بیٹھ کر اس نوجوان کی موجودگی میں یہ

واقعہ اور منظر بیان کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خاموش ایسی باتوں کا اظہار نہیں کیا کرتے بحمد للہ تعالیٰ ایسا تو اکثر ہوتا رہتا ہے۔

(راوی پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہرہ)

اظہار مقام قبولیت

جناب ڈاکٹر لال دین اخگر صاحب مصنف کتاب الحسنات لکھتے ہیں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک دن نماز مغرب کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ مجھے فرمایا کہ آجاؤ۔ میں بڑی مسرت سے اپنے آقاء روحانی کے پیچھے چل دیا۔ آپ یکی دروازے کے پولیس اسٹیشن سے کچھ آگے ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ قریب ہی دائیں جانب ایک مسجد پر نظر پڑی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ حافظ صاحب بیمار ہیں۔ آج نماز ظہر کے بعد ان کو گھر لے گئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ سن کر واپس ہوئے۔ اب حضرت نے بازار میں پہنچ کر احقر کو ساتھ ساتھ چلنے کا اشارہ فرمایا۔ جب میں قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن صبح درس قرآن مجید کے بعد ایک سادہ پوش آدمی مسجد میں ایک طرف کھڑا تھا۔ میں نے اس کے قریب جا کر سلام کے بعد پوچھا کہ آپ کو میرے ساتھ کوئی کام ہے؟ وہ میرا بازو پکڑ کر قدرے دور خلوت میں لے گئے اور فرمایا کہ اس سے پیشتر اور مساجد میں بھی درس سن چکا ہوں مگر آپ کے درس میں ایک محیر العقول منظر دیکھنے میں آیا آپ جتنا عرصہ درس قرآن میں مشغول رہے۔ آپ کے دائیں بائیں صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول پاک ﷺ کی معیت میں کھڑی رہی آپ جب کوئی فقرہ ختم کرتے تو حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے۔ صدقت صدقت۔ درس ختم ہونے کے بعد وہ نورانی منظر ختم ہو گیا۔

مولانا محمد صابر صاحب جو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں

برسوں حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں انہوں نے بتایا کہ حضرت اقدس مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ واقعہ اپنے شیخ پیر طریقت حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی قدس سرہ سے بیان فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا تھا کہ وہ شخص کوئی ابدال ہوگا یا ابدال ہونے والا ہوگا۔ (ماخوذ از صفحہ ۴۴۹، ۴۵۰ کتاب الحسنات)

بفضل اللہ توجہ سے جہاں چاہوں دیکھ لیتا ہوں

مولانا سید امین الحق صاحب خطیب جامع مسجد شیخو پورہ فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اولیاء کرام کے واقعات سے ملتا ہے کہ بعض اولیاء بقید جسم آناً فاناً ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کوئی شک نہیں۔ مگر میں نے کبھی تجربہ نہیں کیا البتہ توجہ سے جہاں چاہوں اللہ کی مہربانی سے دیکھ لیتا ہوں۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۱۷)

جانچ پر ولی ثابت ہوئے

مولانا ظفر احمد قاسم مدرس دارالعلوم عید گاہ کبیروالا ضلع ملتان چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ غالباً جون ۱۹۵۹ء میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے گاؤں موضع کرم پور نزد کبیروالہ تشریف آوری کا پروگرام تھا غائبانہ عقیدت کی بناء پر جذبات میں تلاطم تھے جبکہ علاقے کے ہوس پرستوں بدعتی حلقوں میں انتہائی پریشانی تھی زور شور سے پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ اولیاء کرام کے نہ ماننے والے بلکہ مخالفت کرنے والے آرہے ہیں۔ سخت گرمی کے دن تھے استقبال کیلئے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا کہ تاحد نظر پھیلا ہوا تھا عقیدت مند پروانہ وار جمع ہونے کیلئے ٹوٹے پڑ رہے تھے جبکہ مخالفین کسی شوشہ کی تلاش اور انتشار و افتراق کے پروگرام کے متلاشی تھے چند بدعتیوں کو کہتے سنا کہ ہم نے سنا ہے کہ جو ولی

اللہ ہوتا ہے اگر وہ سو رہا ہو اور اس کے قریب آہستہ سے درود شریف پڑھا جائے تو وہ بیٹھ جاتا ہے آج تمہارے مرشد کا امتحان لینا ہے یہ سن کر میرا تو سر چکرا گیا کہ یہ کونسا معیار ولایت ہے۔ خدایا تو لاج رکھنے والا ہے، ابھی اسی فکر میں غلطاں و پیچاں تھا کہ ایک شور بلند ہوا حضرت آگئے آگئے وہ آرہے نگاہ اٹھی دیکھا کہ ہلکے سبز رنگ کی لمبی سی کار آرہی ہے جیسے ہی کار پہنچی، مولانا حضرت حق نواز رحمۃ اللہ علیہ (پروگرام کے داعی، جھنگوی نہیں) مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ خانیوال والوں نے بڑھ کر استقبال کیا مخلوق دیوانہ وار مصافحہ کیلئے ٹوٹ پڑی مصافحہ سے فراغت کے بعد ایک کنوئیں کے نزدیک شیشم کے درختوں کے نیچے چارپائی بچھادی گئی جہاں حضرت اقدس آرام فرمانے لگے احقر کچھ ہمراہیوں کے ساتھ دستی پنکھا جھلنے کی سعادت سے مشرف ہوا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سوگئے ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سوئے ہی تھے کہ وہی چند بدعتی حضرات نمودار ہوئے میرے پورے جسم میں سنسنی دوڑ گئی پریشانی میں چند لمحات میں ہی پسینہ سے شرابور ہوگیا کہ اچانک حضرت اقدس لاہوری نور اللہ مرقدہ ہڑبڑا کر یہ فرماتے ہوئے اٹھ بیٹھے "بھائی درود شریف ادب و احترام سے باوضو ہوکر پڑھنا چاہئے" وہ احباب حیران اور تعجب میں ڈوب گئے دل کے ساتھ ہی ان کی زبان نے گواہی دی واقعی اللہ والے بزرگ ہیں یہ سنتے ہی میں خوشی سے رونے لگا خدا کا شکر بجالایا اور یہ واقعہ ہمیشہ کیلئے میرے سینہ میں نقش ہوگیا۔ (ماخوذ از صفحہ ۶۰۵، ۶۰۶ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

کھانے میں برکت دیکھ کر ولایت کا اقرار

مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۔ اگست ۷۶ء کی مجلس ذکر میں فرمایا کہ ایک عورت جو بریلوی مسلک سے تعلق رکھتی تھی میری شادی کے بعد شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اور میرا خاوند دونوں غلط عقائد رکھتے تھے اور آپ کو "وہابی" کہتے تھے لیکن اب ہم نے اپنے اس

عقیدے سے توبہ کرلی ہے۔ ہماری توبہ کاذریعہ یہ واقعہ ہے کہ جب آپ کے لڑکے کی شادی تھی تو میں نے دیکھا کہ ایک ہنڈیا چولہے پر پڑی ہے اس سے مہمانوں کو سالن نکال کر دیا جارہا ہے صبح سے ظہر تک یہ عمل ہوتا رہا لیکن ہنڈیا کا سالن ختم نہیں ہوا حالانکہ وہ ایک معمولی چھوٹی سی ہنڈیا تھی جس میں گھروں میں عام طور پر روزانہ کا سالن پکایا جاتا ہے میں نے یہ واقعہ اپنے خاوند کو سنایا تو وہ بھی بے حد متاثر ہوا اور کہنے لگا ہم تو انہیں وہابی سمجھتے تھے لیکن اولیا اللہ کی صحیح کرامات تو یہی ہے لوگ انہیں وہابی گستاخ رسول یا کچھ بھی کہیں ہم تو انہیں ولی مانتے ہیں (ماخذ خدام الدین ۱۹ ستمبر ۹۷)

اولیاء کرام میں مقام

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علیحدگی میں مجھ سے فرمایا کہ مسجد نبوی میں ایک بار بہت سے اولیاء کرام جمع تھے میں بھی ان میں جابیٹھا ایک آدمی عطر لگانے کیلئے آیا سب کو جلدی جلدی عطر لگا کر میرے پاس پہنچا اور عطر لگانے میں بہت دیر کی کبھی ایک جگہ لگاتا کبھی دوسری جگہ۔ میں سمجھا کہ یہ بس صرف میرے عطر ملنے کیلئے ہی آیا ہے اور احقر نے یہ سمجھا کہ حضرت قدس سرہ اولیاء کرام میں تھے ہی ان کے سردار ؒ اسی لئے وہ شخص صرف حضرت سے ملنے آیا اور اسی لئے اس نے زیادہ وقت حضرت کو عطر لگانے میں صرف کیا۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۹۵ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

مجازیب سے ملاقات

قاضی مظہر حسین فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت نے فرمایا مدینہ شریف میں اکثر مجازیب جمع ہوجاتے ہیں جب میں مدینہ شریف حاضر ہوتا ہوں تو مجھ سے آکر ملتے ہیں۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۸)

مرد حق آگاہ

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی مشہور شارح اقبالیات فرماتے ہیں ایک دن علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنے خصوصی معتقدین کی جھرمٹ میں تشریف فرما تھے خواجہ نذیر احمد صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مرد حق آگاہ اور صاحب باطن کا پتہ پوچھا تاکہ ان سے شرف بیعت حاصل کر سکیں تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمت بابرکت میں حاضری دیجئے ان میں جملہ متعلقہ صفات پائی جاتی ہیں خواجہ نذیر احمد صاحب فرماتے ہین مجھے انشراح اور خوشی ہوئی اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوا اور پھر ہمیشہ کیلئے ان کا ہوگیا (رسالہ خدام الدین کے ابتدائی دور کے منتظم آپ ہی ہیں)۔ (ماخوذ صفحہ ۵۳۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں آپ کا مقام

حضرت مدنی قدس سرہ طلبا کو دورہ حدیث کے اختتام پر نصیحت فرماتے۔

علم کی تحصیل آپ نے آٹھ سال دیوبند میں رہ کر کی لیکن آپ کی تکمیل حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دورہ تفسیر سے ہوگی۔ اللہ کا ایک شیر لاہور کے دروازہ شیرانوالہ میں بیٹھا ہوا اللہ اللہ کی ضربوں سے کائنات کا دل مسخر کرنے میں مصروف ہے وہ اللہ کا ایسا مقبول بندہ ہے کہ اس کے درس قرآن میں شمولیت جنت کی ضمانت ہے۔

قاضی عبدالرحمان صاحب اوکاڑوی نے حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لاہور میں قطب زمانہ موجود ہیں ان سے بیعت کر لیجئے۔

یہی وجہ تھی کہ حکیم الامت علامہ قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابوالحسن

علی ندوی مدظلہ العالی مفکر اسلام جیسے اصحاب فکر و نظر آپ کے دورہ تفسیر کی شمولیت سے مستفیض ہوئے اور آسمان فقاہت و روحانیت پر مہرو ماہ بن کر چمکے۔

(ماخوذ از شیخ التفسیر اور ان کے خلفاء صفحہ ۱۵۳/ صفحہ ۴۷۲ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

حجاج کرام میں بلندی مقام کا عرفان

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب ؒ شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعیت العلمائے اسلام کے اجلاس کے دوران میں حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ مجھے اولیاء اللہ کے باطن دیکھنے کا شوق ہے اور حج کے موقعہ پر ایسا کرتا رہتا ہوں میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ جیسے انوار باطن والا میں نے دنیا میں کوئی نہیں دیکھا ان جیسا کوئی بھی صاحب باطن نہیں ہے۔

(ماخوذ از صفحہ نمبر ۶۱۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

اسی ضمن میں جناب پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی مشہور شارح اقبالیات فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس لاہوری نور اللہ مرقدہ نے مجھے عقیدے کی درستگی کیلئے نصیحتا" فرمایا کہ میں نے اللہ کے فضل سے بارہ حج کئے ہیں (دو اس کے بعد کئے) اس موقع پر خانہ کعبہ (حرم شریف) میں تمام دنیا کے اولیاء اور ابدال جمع ہوتے ہین میں نے ان کی زبان سے اور اپنے کانوں سے سنا ہے کہ "عالم روحانی میں اس وقت مولانا حسین احمد مدنی ؒ سب سے بلند تر مقام ولایت پر ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خود حضرت لاہوری ؒ بھی مقام ولایت کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۵۲۶ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

جناب عمر دین صاحب فرماتے ہین کہ جس دن حضرت لاہوری ؒ کا وصال ہوا میں ڈیرہ اسماعیل خان میں تھا میں نے دیکھا بازار میں ایک مجذوب دوڑتا

ہوا چیخ چیخ کر آواز لگاتا جارہا تھا کہ پاکستان کا صدر مرگیا۔ پاکستان کا صدر مرگیا۔ اسی شام ریڈیو پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سنائی گئی۔ ہو سکتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے پاکستان کے روحانی صدر ہوں (ماخوذ از صفحہ ۳۲۶۔ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ایک دفعہ حج و عمرہ سے واپس تشریف لائے تو فرمایا۔ اس سال تمام حجاج کرام میں جس کا مقام سب سے زیادہ ارفع ہے وہ بزرگ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ (ماخوذ کتاب الحسنات از صفحہ ۴۵۵)

حضرت شیر محمد شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں آپ کا مقام

خاندان نقشبندیہ کے سرخیل اولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد نور اللہ مرقدہ' اکثر و بیشتر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن میں تشریف لاتے اور فرماتے۔ "میں شیرانوالہ کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرش زمین سے لے کر عرش بریں تک نور کی قندیلیں روشن ہیں اور دنیا کو منور کر رہی ہیں۔"

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ "پنجاب بھر میں حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی مثل نہیں۔" ایک دفعہ جب آپ شرق پور تشریف لے گئے۔ جمعہ مبارک کا دن تھا۔ آپ مسجد میں خاموش بیٹھے تھے کہ حضرت شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ آپ جمعہ پڑھائیں۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جمعہ پڑھنے کیلئے آیا ہوں۔ لہذا حضرت شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ نے خود آکر آپ کو نماز جمعہ' وعظ اور خطبہ کے متعلق فرمایا۔ لہذا آپ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ واپسی پر حضرت مرحوم نے آپ کیلئے کار کا انتظام کیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے 'خدا جانے شرق پور میں کار کہاں سے آگئی۔ قطب دوراں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈرائیور کو سات روپے دے کر فرمایا کہ مولانا کو مسجد کے دروازے پر اتاریں 'کیونکہ ان کو واپس

جاکر قرآن پاک کا درس دینا ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۴۲ امام الاولیاء نمبر)

مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوئٹہ کے دو خواب

ڈاکٹر لال دین اخگر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کوئٹہ سے شیرانوالہ تشریف لائے۔ یہ دونوں خواب آپ نے میرے سامنے بیان فرمائے۔ میں ان دنوں حضرت لاہوری علیہ الرحمتہ کی سیرت کا دوسرا حصہ مقامات ولایت لکھ رہا تھا۔ مولانا فرماتے تھے کہ ان خوابوں کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند دنوں سے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مقام کے متعلق علما کرام اور صوفیا عظام سے سوال کر رہا تھا۔ جس کا حل پروردگار عالم نے اپنے لطف خاص سے رویائے صادقہ کی صورت میں مجھ احقرالانام پر منکشف فرمادیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

پہلا خواب:۔ میں نے خواب میں محراب کی شکل میں ایک دروازہ دیکھا جس پر جلی حروف سے "قطب الاقطاب" کے الفاظ تحریر تھے۔ میں نے اپنے پاس ایک مجذوب کو دیکھا جس کو میں پہلے سے بھی جانتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ حضرت! یہ دروازہ آپ کا ہے اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا۔ کیا یہ دروازہ میرا ہے؟ تو پھر بھی اس کا وہی جواب تھا۔ بعد ازاں میں نے استفسار کیا کہ حضرت فرمایئے۔ یہ دروازہ حضرت، مولانا احمد علی لاہوری کی ذات گرامی قدر سے منسوب ہے؟ تو میں نے دیکھا کہ اس مرد حق آگاہ کے چہرے پر بشاشت کے انوار دمکنے لگے اور وہ اثبات کے انداز میں مسکرانے لگے۔

دوسرا خواب:۔ میں نے خواب میں ایک نورانی چہرہ بزرگ کو دیکھا۔ میں نے ان سے سوال کیا آپ کے نزدیک حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی مقام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ قطب عالم ہوں گے۔ لیکن میں نے ان سے عرض کیا کہ میرا تو یقین ہے کہ حضرت لاہوری ہمارے عہد کے قطب الاقطاب ہیں۔

میری یہ بات سن کر وہ مثبت اور مسرت آگیں طریق سے مسکرانے لگے اور خاموش ہوگئے۔ (ماخوذ از صفحہ نمبر ۴۴۸، ۴۴۹ کتاب الحسنات)

وراثت نبوی ﷺ

جناب جمیل احمد میواتی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مین نے خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی بلند سفید عمارت ہے مجھے بتایا گیا کہ سب سے اوپر والی منزل نبی جی ﷺ کا مقام کہلاتی ہے جہاں سے سمندر پار کی روشنی نظر آتی ہے کہ اس سے مراد عالم آخرت ہے، اس عمارت کی سب سے نچلی منزل میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے ہیں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر یوں فرمائی کہ الحمدللہ درس قرآن نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق دیا جارہا ہے اور عنداللہ مقبول ہے۔ ایک اور صاحب نے یوں تعبیر دی کہ نبی ﷺ اور حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ قرب و بعد کا معاملہ نہین۔ بلکہ بلندی و پستی کا ہے اور کیوں نہ ہو علما انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

اسی دوران حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھے خواب مبشرات کہلاتے ہیں یہ اجزائے نبوت سے ہیں کبھی کوئی خود اپنے بارے میں خواب دیکھتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نیک بندے کو اس کے متعلق خواب میں بشارت عطا فرماتے ہیں۔ (ماخوذ از صفحہ ١٦ خدام الدین ٢٣ فروری ٦٣ء)

مقام صدیقیت

پروفیسر جناب احمد عبدالرحمان صدیقی مدظلہ نوشہرہ چھاؤنی فرماتے ہیں کہ ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز پیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرف بیعت سے سرفراز فرمایا واپس نوشہرہ گیا تو چند روز بعد خواب دیکھا کہ ایک جگہ کو لوگ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کا مکان بتا رہے ہیں اور یہ بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان کے دروازے سبز تھے۔ میں نے دستک دی ایک بچہ نکلا اس سے پوچھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں تو اس نے سامنے چوبارے کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ وہ سامنے درس قرآن دے رہے ہیں میں گیا اور دیکھا تو سامنے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ درس قرآن دے رہے ہین آنکھ کھل گئی معمہ سمجھ نہ سکا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد علامہ انور صابری صاحب ہندوستان سے بسلسلہ تعزیت تشریف لائے تو انہوں نے سن کر فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بحمد اللہ مقام صدیقیت پر فائز ہین۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۶ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مجذوب کا ملنے آنا (ولی را ولی مے شناسد)

جناب جمیل احمد میواتی خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے ایک بوڑھے آدمی تشریف لائے حضرت الشیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بہت اکرام و احترام کیا مجھ سے چارپائی بچھوائی اور چلتے وقت تانگہ کیلئے کرایہ بھی دیا۔ مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس تواضع اور اکرام پر بڑی حیرت ہوئی اور مجذوب سے (میرے متعلق) فرمایا کہ یہ میرا دوست ہے یہ آپ کے ساتھ جائیگا۔ اس وقت مسجد میں ظہر کی نماز ہو رہی تھی اس مجذوب نے نہ نماز ادا کی اور نہ بعد میں کوئی نماز پڑھی اس کے علاوہ راستہ میں مجھ سے کہا کہ پاک پتن سے آرہا ہوں مجھے حکم ملا ہے کہ تو لاہور میں مولانا احمد علی کی زیارت کو جا مجھے اس کے نماز نہ پڑھنے پر بڑا غصہ تھا لیکن ان کو پہنچا کر جب میں واپس آیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری قلبی کیفیت بھانپ کر فرمایا وہ تو بہت اچھے آدمی تھے۔ میں یہی سمجھا کہ وہ ولی بھی تھے اور مجذوب بھی کیونکہ حضرت نے تقریر کے دوران فرمایا کہ بعض مجذوب اللہ کے ولی ایسے ہوتے ہیں کہ تم ان کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرو۔

(ماخوذ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

حرم میں ذی مرتبہ ولیوں کا اکرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ جانشین حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کی حیثیت سے بارہا حرمین الشریفین کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یہ ہوا کرتا تھا کہ حرمین الشریفین میں روپیہ پانی کی طرح بہاتے اور دل کھول کر راہ خدا میں خرچ کرتے تھے ایک بار حرم میں مجھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ فلاں آدمی کو جاکر اتنی رقم دے آؤ میں صفیں چیرتا ہوا وہاں پہنچا اور چپکے سے مصافحہ کر کے وہ ہدیہ پیش کر دیا نہ ہی میں نے بتایا کہ یہ کس نے بھیجا ہے نہ ہی انہوں نے پوچھا نہ میرے ساتھ ان کی جان پہچان تھی تھوڑی دیر کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی آدمی اپنی جگہ سے اٹھا اور بغیر کسی سے. پوچھے سیدھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک پر عطر لگایا اور واپس اپنی جگہ جا بیٹھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت حرمین الشریفین میں جس قدر اولیا اللہ جمع ہیں ان میں ان کا مقام اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سب سے بلند ہے۔ وہ شخص ترک تھا۔

پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کچھ اور رقم دی اور اشارہ کر کے فرمایا کہ فلاں عورت کو دے آؤ میں نے عرض کیا وہ تو آدمی ہے کیونکہ لباس بھی آدمی کا ہے اور سر پر عمامہ بھی ہے فرمایا تم جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو۔ وہ عورت ہے میں نے تعمیل ارشاد کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ولیہ اس ترک کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۵ خدام الدین ۴ جولائی ۷۹ء خدام الدین ۲۸ مئی ۷۱ء)

قطب وقت کی زیارت

مولانا سید امین الحق صاحب فرماتے ہیں ایک روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جب میں اپنے مرشد حضرت دین پوری ؒ کے ساتھ حج بیت اللہ کو گیا تو فراغت حج کے بعد حضرت دین پوری ؒ نے پوچھا۔ تم نے قطب وقت کو دیکھا میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا جب ترکوں اور عربوں میں جھڑپ ہوگئی اور دونوں طرف سے تلواریں نیاموں سے باہر نکل آئی تھیں تو ایک آدمی دونوں گروہوں کے درمیان بازو پھیلا کر کھڑا ہو گیا تھا اور لڑائی رک گئی تھی اور تم نے دیکھا تھا منیٰ کے میدان میں جب سخت دھوپ اور شدت کی گرمی تھی لوگ پیاس اور پسینے سے بے چین تھے تو ایک شخص اونٹ دوڑاتے ہوئے بلند آواز سے پکار رہا تھا اے اللہ رحم کر ' اے اللہ رحم کر ' باران رحمت کا نزول فرما تو بادل اُمڈ آئے اور بارش برسنے لگی تھی میں نے عرض کی ہاں میں نے دونوں مواقع پر اس شخص کو دیکھا تھا تو حضرت دین پوری ؒ نے فرمایا کہ وہی تو قطب وقت تھا۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۸)

ولی سے ملاقات کرنے پشاور جانا

حافظ اقبال احمد جھنجھانوی کرشن نگر لاہور والے فرماتے ہیں حضرت ؒ ایک دفعہ بذریعہ خیبر میل پشاور گئے بفضل تعالیٰ بطور خادم میں ساتھ تھا۔ چوک ناصر خاں پر ایک ٹمبر مرچنٹ کے ہاں قیام ہوا نمازوں کی حفاظت کیلئے مسجد کی گھڑی سے اپنی جیب گھڑی کا ٹائم ملوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ولی کی زیارت کیلئے پشاور لایا ہے چوک ناصر پر ایک اللہ والے تھے جو حضرت کے جاتے ہی فوراً تشریف لے آئے۔ سر سے ٹخنوں تک سفید عبا تھی اور چہرہ بھی کچھ چھپا رہتا تھا قریب ہی مسجد میں نماز پڑھاتے تھے۔ مختصر سی باتیں کر کے جلدی چلے گئے پھر چائے پر حضرت ؒ کو مدعو فرمایا کچھ اور حضرات بھی تھے چائے کے دوران حضرت ؒ نے ایک صاحب کو کچھ دیا وہ صاحب فوراً بے ساختہ بولے کہ جلدی لو جنت کا سرٹیفکیٹ مل رہا ہے۔ ان کی صدارت میں حضرت ؒ نے باوجود علالت کے رات کو جلسہ عام میں تقریر فرمائی اس دن کی آپ ؒ کی تقریر کا یہ جملہ اب بھی کانوں میں گونج رہا ہے۔ اے

رحمتہ اللعالمین! ہم آپ ﷺ کو خدا تو نہیں مانتے لیکن خدا کے بعد آپ جیسا کسی کو بھی نہیں مانتے۔ (ماخوذ از خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

ایبٹ آباد کے ایک ولی اللہ

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کے روز مجمع عام میں ذکر فرمایا تھا۔ فرمایا لاہور والو! تم بدقسمت ہو اللہ والے تم سے ملنا نہیں چاہتے وہ بزرگ چند دن ہوئے وفات پاگئے۔ اس لئے تمہیں اب بتاتا ہوں میرا ان سے وعدہ تھا کہ ان کی زندگی تک یہ راز مخفی رکھوں گا۔

پھر فرمایا ایک روز میں بازار جارہا تھا اچانک ایک بزرگ بڑھ کر ملے مصافحہ کیا اور کہا مجھے تین روز ہوگئے تمہارے شہر میں آیا ہوں مگر عجیب حال ہے دکانوں پر سور بیٹھے نظر آتے ہیں۔ کچھ کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا' آج تم نظر آئے ہو شکر ہے کوئی تو انسان ملا۔ حضرت نے کہا میں نے انہیں مہمانی کیلئے کہا تو کہنے لگے ایک شرط پر کہ کسی کو بھی میری اطلاع نہ دو تو چلنے کو تیار ہوں کیونکہ لوگ دنیا کے طالب ہیں آکر تنگ کرتے ہیں۔ اللہ کا نام کوئی نہیں پوچھتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ان کی شرط منظور کرلی اور ساتھ لے آیا۔ میرے ہاں تین دن قیام رہا پھر رخصتی چاہی۔ میں نے اتہ پتا چاہا تو ایبٹ آباد پہاڑی کے ایک دامن میں بتایا۔ حضرت کہنے لگے میں کبھی کبھی جاکر مل آتا تھا۔ اب چند روز ہوئے وہ وفات پاگئے ہیں لاہور والو افسوس ہے! اللہ والے تم سے خوش نہیں۔ (ماخذ دو بزرگ ص ۲۹)

اس سلسلہ میں قاضی مظہر حسین صاحب نے مزید بتایا کہ حضرت نے فرمایا ایک دفعہ میں ان کو ملنے کیلئے ایبٹ آباد گیا تو وہ اپنی جھونپڑی میں بیٹھے تھے مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا تو مجھ سے فرمایا تم نماز پڑھاؤ۔ میں نے اس خیال سے نماز پڑھادی کہ الحمدللہ ان کی نظر میں میں مسلمان تو ہوں۔

آپ علیہ الرحمۃ کی دستار مبارک سر پر رکھنے سے عجیب حالات

سبحان اللہ! یہ اللہ والے بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ انسان کو اس کے اصلی روپ میں دیکھتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ اپنے مریدوں کے اسرار سے نور حق کے ذریعے واقف ہوجاتے تھے۔ اسی لئے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ انہیں "جاسوس القلب" کہا کرتے تھے۔ یہ سب کچھ کیسے حاصل کیا جائے۔ اس کیلئے یقیناً بہت محنت کرنی پڑتی ہوگی۔ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ:

"اس منزل کا راستہ یہ ہے کہ پہلے مجاہدہ کرے۔ صفات مذمومہ کو مٹائے تمام تعلقات کو توڑ ڈالے اور پوری طرح اللہ کی ذات کی طرف متوجہ ہوجائے۔ جب یہ سعادت حاصل ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل کا متولی بن جاتا ہے اور علم کے انوار سے اس کو منور کرنے کا ذمہ لے لیتا ہے"۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے اسی حقیقت کو سیدھے سادے لفظوں میں یوں بیان کیا ہے:

"قرآن مجید کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے سے توڑ اور خدا سے جوڑ"

غلہ منڈی خانیوال کی مسجد کے پیش امام محمد سلیمان صاحب حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید اور پسندیدہ مریدوں میں سے تھے محترم صدیقی صاحب (جو حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی پڑنواسی کے میاں اور کچھ دنوں خانیوال میں بینک آفیسر رہے) نے جناب ایم اے تاجی صاحب کو ان کا یہ واقعہ دیا۔

یہ محیرالعقل واقعہ مولانا سلیمان نے صدیقی صاحب کو سنایا۔

"میں اپنا بیشتر وقت حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے ساتھ گزارتا تھا۔ خاموشی سے ان کی خدمت کرتا تھا۔ ایک دن شام کو ہم مسجد میں بیٹھے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کافی

دیر بعد اٹھے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ وضو تازہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی پگڑی اتار کر میرے نزدیک صف پر رکھ دی اور خود وضو کرنے تشریف لے گئے۔ میں خاموشی سے حضرت کو جاتے دیکھتا رہا۔ اچانک میری نظر پگڑی پر پڑی۔ میرے دل میں ایک عجیب خواہش نے جنم لیا کہ میں اس کھدر کی پگڑی کو چھو کر دیکھوں۔ یہ میرے حضرت جی ﷫ کے سر مبارک کی زینت ہے۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ بڑے پیار سے اس پگڑی کو چھوتا رہا۔ اس وقت میں نوجوان تھا ہر بات نئی لگتی تھی۔ نجانے کس خواہش طفلی کے تحت میں نے یونہی بلا ارادہ پگڑی اٹھائی اور اسے، اپنے سر پر رکھ لیا یہ سب کچھ چشم زدن میں ہوگیا۔ جونہی میں نے نظر اٹھائی میں حیران رہ گیا۔ مسجد میں موجود نمازی غائب ہوگئے۔ میرے سامنے اب عجیب و غریب جانور گھوم رہے تھے۔ ان جانوروں میں کتے'' سور، بھیڑیئے اور نجانے کیا کچھ تھے۔ مسجد ایک چھوٹے سے چڑیا گھر میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اللہ اکبر! میں نے گھبرا کر جلدی سے پگڑی سر سے اتاری تو منظر پھر بدل گیا۔ جانوروں کی جگہ دوبارہ آدمیوں نے لے لی۔ جب حضرت جی ﷫ واپس آئے تو میں اپنی جگہ تھر تھر کانپ رہا تھا"۔ (ماخذ صفحہ ۱۸ خدام الدین ۱۱ راگست ۱۹۹۵ء)

اللہ کا شکر ہے حلال جانور بنایا

چودھری محمد الیاس صاحب اسسٹنٹ چیف اکاؤنٹس آفیسر پی ٹی سی ایل ہیڈ کوارٹر اسلام آباد لکھتے ہیں کہ محترم عبدالمعبود صاحب دامت برکاتہ خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد یونس ﷫ نے بتایا کہ میں نے شیخ التفسیر حضرت لاہوری ﷫ سے خود یہ واقعہ سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ چوک بازار سریاں اوجھڑیاں لاہور میں ایک بزرگ بیٹھا کرتے تھے میں جب بھی ان کے پاس سے گزرتا تو اظہار خوشی فرماتے پاس بلاتے گفتگو فرماتے وہ بزرگ یہ بھی فرماتے "مجھے یہاں آدمی کوئی بھی نظر نہیں آتا سب ہی مختلف جانور نظر آتے ہیں" ایک دن اس بزرگ نے اپنی ٹوپی اتار

کر میرے سر پر رکھ دی ٹوپی میرے سر پر آتے ہی مجھے بھی ہر طرف مختلف جانور ہی جانور نظر آنے لگے۔ کوئی کتا تو کوئی خنزیر کوئی کچھ اور غرض جانور ہی جانور نظر آئے انسان کوئی نہیں۔ (سفحہ ۷، خدام الدین ۲۰۔ نومبر ۱۹۹۸ء)

حضرت شیخ التفسیر ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ خود اپنے آپ کو بھی دیکھوں کہ میں کیا ہوں میری نظر ابھی اپنے پاؤں پر ہی گئی تھی جو ہرن کے پاؤں نظر آئے کہ اتنے میں ان بزرگ نے ٹوپی میرے سر سے اتار لی اور میں اپنے جسم کا باقی حصہ نہ دیکھ سکا، میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے حلال جانور بنایا۔

چوہدری محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالمعبود مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت لاہوری ﷺ سے یہ واقعہ ان کے بڑے بھائی نے بھی کئی دفعہ سنا جو ان کی خدمت میں زیادہ حاضرباش تھے۔

محترم پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہرہ والے فرماتے ہیں کہ یہ حضرت اقدس لاہوری ﷺ کے سر پر ٹوپی رکھنے والا واقعہ دوسرا ہے سعودیہ میں حرمین شریفین میں پیش آیا۔

رجال الغیب نے رخصت کیا

سید امین گیلانی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت لاہوری ﷺ ایک دفعہ سرگودھا میں ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لائے۔ نصف شب کے قریب خطاب ختم کرکے حضرت امیر شریعت کے پاس دفتر ختم نبوت میں تشریف لے آئے کیونکہ حضرت امیر شریعت کی کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ میں بھی وہیں موجود تھا۔ نصف گھنٹہ کے قریب دونوں بزرگوں میں باتیں ہوتی رہیں جب حضرت جانے کیلئے اٹھے تو ہم پانچ سات شخص جو امیر شریعت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے احتراما کار تک چھوڑنے کیلئے ساتھ ہو گئے کار سڑک کے ایک کنارے ذرا اندھیرے میں کھڑی تھی۔ حضرت

جب کار میں بیٹھ گئے تو میں نے مصافحہ کیا اور میرے ساتھ جو آئے تھے وہ بھی مصافحہ کرنے لگے اور مزید لوگ بھی جمع ہوگئے کہ بھیڑ سی لگ گئی اور ایک دوسرے سے سبقت مصافحہ کی کوشش میں دھکم پیل معلوم ہونے لگی۔ خیر حضرت کی کار چل پڑی جب انہیں رخصت کر کے میں نے دیکھا تو ہم وہی پانچ سات آدمی تھے وہ بھیڑ بھاڑ غائب تھی میں حیران رہ گیا۔

یہی خیال کیا کہ یہ کوئی رجال غیب تھے جو رخصت کرنے کیلئے آگئے تھے۔

(ماخذ صفحہ ۴۳ دو بزرگ)

خواب میں ختم نبوت کے کام کی ہدایت

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مظفر نگر (یوپی) کے ایک مولوی صاحب کا ایک خط دکھایا اور فرمانے لگے میں اس کو جانتا بھی نہیں بیچارے کو مولوی انور البتہ کہتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں پھر حضرت نے خود ہی وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں خواب درج تھا کہ ان مولوی صاحب کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی اس طرح کہ ایک جلسہ گاہ ہے صدر مقام پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ ﷺ نے مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ احمد علی کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ختم نبوت کا کام خوب جم کر کرے۔

(راوی جناب جمیل احمد میواتی رحمۃ اللہ علیہ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

حق پر کون ہے مسلک کی غائبانہ تائید

جناب حافظ اقبال احمد جھنجھانوی ایک اور خواب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ فیض باغ لاہور کا ایک راج عبدالقادر ایک دن رمضان المبارک میں جامع مسجد شیرانوالہ میں سویا ہوا تھا وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز کے پاس دفتر خدام الدین کے اوپر والے حجرے میں حضور

اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کے بالکل سامنے دو زانو بیٹھے ہیں اور حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے زانو آپ ﷺ کے زانو مبارک سے ملے ہوئے ہیں عبدالقادر راج کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست اکثر مجھ سے جھگڑا کرتا وہ بھی میرے پاس ہے اور ہم دونوں بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں اس مبارک مجلس میں بیٹھ گئے میرے دوست نے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ حضور اقدس ﷺ سے پوچھ لو چنانچہ حضور اقدس ﷺ خود فرماتے ہین اے عبدالقادر کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ فرقوں میں سے کون حق پر ہے حضور اقدس ﷺ نے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔

حافظ اقبال احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اس خواب کی تحقیق کیلئے میں خود فیض باغ گیا اور پھر یہ خواب لکھ کر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کردیا۔

(صفحہ ۲۶ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۵۲۰ کتاب المحسنات)

حضرت مولانا پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی مدظلہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ درس قرآن عزیز (عمومی) کے بعد بوقت اشراق ایک صاحب نے دریافت کیا کہ "دور حاضر میں ہر ایک حق پر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور مختلف مسالک میں مسلمان بٹے ہوئے ہیں آپ کے نزدیک کون حق پر ہے؟" اس کے جواب میں حضرت الشیخ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "کسی پارٹی جماعت یا کسی فرد کے حق پر ہونے یا نہ ہونے کے لئے کسوٹی حضرت رحمتہ للعالمین رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمادی ہے جو "ما انا علیہ و اصحابی" ہے اب ہر ہر جماعت میں جو جو صاحب اس بابرکت سنہری اصول پر پورا اترے۔ یا جماعت پوری اترے یعنی نبی کریم ﷺ اور ان کے معتمدین حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک طریقے پر ہوں پس وہ سب اہل حق کہلائیں گے چاہے کسی مسلک، کسی مدرسہ یا دینی شخصیت سے

تعلق رکھیں اس طرح یہ تمام حق پرست مل کر ایک ناجی فرقہ کہلائیں گے اور یہی اہل السنت والجماعت دنیا و آخرت میں انشاء اللہ العزیز کامیاب رہیں گے۔

مولانا حافظ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا خواب

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک خواب مکہ معظمہ سے تحریر فرمایا جسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن میں بیان فرمایا۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے دائین اور بائیں طرف دور دور تک خیمے لگے ہوئے ہیں جہاں تک نگاہ جاتی ہے ان خیموں میں انسان ہی انسان نظر آتے ہیں۔ پھر اچانک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا، حبیب اللہ تمہیں معلوم ہے کہ ان خیموں میں کون لوگ ہیں۔ تو حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ مجھے نہیں معلوم یہ کون لوگ ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ دائیں جانب کے خیموں میں رہنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے قرآن سیکھا اور بائیں جانب کے خیموں میں رہنے والے وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے اللہ تعالیٰ کا نام سیکھا"

یہ خواب سن کر ہماری جماعت کے ایک شخص نے کہا کہ "پھر میں تو انشاء اللہ دونوں طرف کے خیموں میں ہوں گا کیونکہ میں نے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن بھی سیکھا اور اللہ تعالیٰ کا نام بھی سیکھا" (از صفحہ ۳۳۳ خدام الدین امام الاولیا نمبر)

ایک مرتبہ زیارت سے ولایت کا اقرار

حضرت مولانا محمد یونس صوفی باصفا رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی والے فرماتے ہیں کہ اس گناہ گار کی بیعت کے تقریباً نو یا دس سال بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیں چھوڑ کر اس دنیا

سے تشریف لے گئے۔ میں نے اپنی زندگی میں انہیں کتاب و سنت کے خلاف کوئی کام کرتے نہیں دیکھا۔ بلکہ تمام صفات نبوت حضرت ؒ میں پائی جاتی تھیں۔ وہ معلم بھی تھے، مقرر بھی تھے، مجاہد بھی تھے، متوکل بھی تھے، مزکی بھی تھے، بہادر بھی تھے، امت کے رسوم و رواج پر تنقیدی نگاہیں ڈال کر اصلاح کی طرف جب دعوت دیتے تو امیر و غریب، بادشاہ و فقیر، وزیروں وغیرہ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے حتیٰ کہ علماء سوء اور پیران سوء کو بھی ان کی غلطیوں کی طرف توجہ دلاتے۔

ایک بریلوی مسلک کا شخص میرے سامنے یہ قصہ بیان کر رہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے اولیاء کرام کی زیارت کی ہے۔ مجھے شوق ہے۔ مگر جب میں شیرانوالہ دروازہ لاہور گیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جو کچھ دوسرے اولیاء کرام کی صحبت میں ملتا ہے حضرت لاہوری ؒ کی جوتیوں میں بیٹھنے سے اس سے کہیں زیادہ ملتا ہے۔ نیز جب کبھی جماعت کے احباب مل بیٹھ کر حضرت ؒ کی صحبت میں آنے سے پہلے اپنی زندگی کے حالات بیان کرتے تو کوئی کہتا کہ میں ڈاکو تھا۔ لوگوں کو لوٹا کرتا تھا۔ کوئی کہتا میں شرابی تھا اور دین سے کوسوں دور تھا۔ کوئی کہتا کہ میں سینما کے بورڈ لکھا کرتا تھا اور لوگوں کو بھی سینما دکھلانے کے لئے سینما کے منیجروں سے پاس دلوایا کرتا تھا۔ کوئی کہتا کہ میں قبروں پر سجدے کیا کرتا تھا، جھنڈے لگایا کرتا تھا اور حاجات مانگا کرتا تھا۔ کسی نے کہا کہ میں بیعت سے پہلے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاءللہ کا وظیفہ پڑھا کرتا تھا اور فریاد کن فریاد کن اور دین و دنیا شاد کن، ہر بندے غم آزاد کن یا شیخ عبدالقادر کا ورد کیا کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ بس میں پکا مسلمان ہوں۔ کسی نے گیارہویں شریف کے پکانے اور قوالیاں کرانے کو ہی اصلی دین سمجھا ہوا تھا۔ غرضیکہ اکثر احباب اپنے حالات اس طرح بیان کرتے پھر یہ بھی بتلاتے کہ ان کی کایا اللہ تعالیٰ نے کس طرح پلٹی۔ کسی نے کہا کہ میں نے بتیس ۳۲ رسالوں کا سیٹ پڑھا تو دین حق کی پہچان ہوئی۔ کسی نے بتلایا کہ اصلی حنفیت میری ہدایت کا سبب بنی۔ کوئی کہتا کہ رسالہ خدام الدین پڑھ کر روحانی سکون اور اسلام کے احکامات کا پتہ

چلا۔ کچھ احباب کہتے کہ حضرت لاہوری ﷫ ہمارے شہر میں' ہمارے قصبہ میں' ہمارے گاؤں میں تشریف لائے تو انہوں نے وہاں تقریر فرمائی۔ تقریریں تو جلسہ میں اور علمائے کرام نے بھی کیں مگر حضرت لاہوری ﷫ کی سیدھی سادھی اور اصلاح حال کی باتیں میرے دل میں ایسی اتریں کہ میری زندگی میں روحانی انقلاب پیدا کر دیا۔ کسی نے کہا کہ بیعت کے بعد میں نے مدرسہ جاری کیا' کسی نے مسجد بنائی' کسی نے دین کا علم سیکھنا شروع کیا' اکثر لوگوں نے داڑھیاں رکھ لیں' غرضیکہ ایک روحانی انقلاب ہر اس شخص میں پیدا ہو جاتا جو حضرت لاہوری ﷫ کی صحبت میں چند ساعتیں عقیدت' ادب و اطاعت کے ساتھ بیٹھ جاتا' اس کے علاوہ اسے قرآن سے اور تبلیغ سے عشق ہو جاتا۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۳۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

خوف خدا

حضرت مولانا عبید اللہ انور ﷫ نے فرمایا کہ والد صاحب فرمایا کرتے کہ ڈر لگتا ہے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے اس کو راضی کرنے کیلئے دن رات لگے رہتے فرماتے ہر وقت شیطان تاک میں ہے کوئی پتہ نہیں کس وقت شکست دے دے یہ دین جو' ساری زندگی اللہ اللہ کر کے کمایا ہے سارے کا سارا بھسم نہ ہو جائے۔ فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ قبر تک ایمان کو ساتھ لے جانے کی توفیق دے یہ سارے اعمال جب کام آئیں گے کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے۔ آپ ﷫ کی عجیب کیفیت تھی کہ کئی کئی روز تک نہ کھانا نہ پینا لیکن رات کو فرماتے بیٹا تم سو جاؤ میرے معمولات پورے نہیں ہوئے دن کو مرد عورتیں ملنے والے پریشان کرتے تھے ادھر درس و تدریس بہت طویل ہوتے تھے معمولات پورے نہ ہو پاتے ساری ساری رات اونگھتے رہتے اور معمولات پورے کرنے کی فکر لگی رہتی ساری ساری رات لیٹتے نہ تھے اس وقت لیٹتے جب معمولات پورے ہو جاتے۔ یہ حال ہے جنہوں نے کبھی صغیرہ گناہ کا تصور بھی نہیں کیا ساری زندگی اللہ اللہ کرتے گزری۔

نزدیکاں رابیش بود حیرانی
قرب شاہاں آتش سوزاں بود

(ماخوذ از صفحہ ۱۸ خدام الدین ۱۶ اگست ۱۹۶۸ء)

نظام الاوقات

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ صدر معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نظام الاوقات بہت سے لوگوں کیلئے حیرت انگیز ہوگا وہ تہجد سے فارغ ہو کر نماز صبح کی اذان سے کچھ پہلے مسجد میں آجاتے تھے اور ایک مختصر سی جماعت کو "حجتہ اللہ بالغہ" کا درس دیتے تھے پھر نماز کے بعد درس عام ہوتا تھا جو کم و بیش دو گھنٹہ تک جاری رہتا تھا۔ اس کے بعد صحیح مسلم کا درس ہوتا اس کے بعد دوپہر کے کھانے سے پہلے فارغ التحصیل علماء کیلئے علمی درس ہوتا اور پھر مختصر قیلولے کے بعد یہ درس جاری رہتا نماز عصر کے بعد کالجوں کے طلبا کیلئے درس دیا جاتا۔ شام کے بعد وہ عام ملاقات فرمایا کرتے یا انجمن خدام الدین کے انتظامی امور طے کئے جاتے۔

اللہ اللہ کیا لوگ تھے ان کا سارا وقت اللہ کیلئے وقف تھا انہوں نے اپنے کام کا کبھی کوئی معاوضہ بھی نہیں لیا، فقر و فاقہ میں زندگی گزار دی فرمایا کرتے میری روزی کا بوجھ "ہوالرزاق ذوالقوۃ المتین" پر ہے خدا ان کے مرقد کو عنبریں کرے اور ہمیں ان کے فضائل و خصائل سے مستفید ہونے کا موقع دے۔ آمین

(صفحہ ۲۱۹ امام الاولیاء نمبر)

مسلسل مصروفیت نشان ولایت

حضرت اقدس مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عمر اور ہر دن کے چوبیس گھنٹے اس طرح بے پناہ مصروفیات میں گزرتے۔ درس و تدریس امامت و خطابت تعلیم و تربیت تصنیف و تالیف انجمن خدام الدین کی امارت تبلیغی پمفلٹوں کی

اشاعت و طباعت ذکر و فکر مساجد کی تولیت قرآن مترجم کی اشاعت مدرستہ البنات کی نگہداشت علما کی ٹریننگ ذاتی مجاہدے واوراد تربیت اولاد یتیموں و بیواؤں کی دیکھ بھال بیرونی لوگوں سے ملاقات جمیت العلمائے اسلام کی صدارت ختم نبوت کی امارت انفرادی تقاضے جماعتی ضروریات خطوط کے جوابات ذاتی عبادات روزانہ کے عام مشاغل تھے جو کوئی بھی یہ سب دیکھتا بے ساختہ پکار اٹھتا کہ یہ سب کچھ ایک عام آدمی کے بس کا نہیں ایک ولی اللہ ہی اتنا مصروف پروگرام انجام دے سکتا ہے۔ (صفحہ ۲۹ '۴۳ ماخوذ از خدام الدین شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

جناب ایم اے تاجی فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کیلئے وقت کا (Frame of Reference) کچھ اور ہوتا ہے؟ کیا وہ ہماری Galaxy کے نظام شمس کے اصولوں کے تحت زندگی بسر نہیں کرتے کیونکہ ۶ منٹ اور ۶ گھنٹوں میں تو ایک اور ساٹھ کا تناسب ہے۔ ذرا مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کی دن بھر کی مصروفیات کے بعد رات کے وظائف پر نظر ڈالئے۔ حضرت جی ﷫ مندرجہ ذیل وظائف پڑھا کرتے تھے:

(۱) استغفار ۱۲۵۰۰۰ دفعہ
(۲) یاستار و یا غفار ۱۲۵۰۰۰ دفعہ
(۳) لاالہ الااللہ ۱۲۵۰۰۰ دفعہ
(۴) یارحمان یارحیم ۱۲۵۰۰۰ دفعہ
(۵) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۲۵۰۰۰ دفعہ
(۶) رب اغفرلی بفضلک ۱۲۵۰۰۰

میں نے ان میں سے چند وظائف کو انتہائی برق رفتاری سے پڑھنے کے بعد ان پر صرف ہونے والے وقت کا حساب کیا تو مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے:

نام وظیفہ	عام رفتار	غیر معمولی رفتار	تعداد	اندازا
لاالہ الااللہ	۶۰ دفعہ فی منٹ	۱۰۰ دفعہ فی منٹ	۱۲۵۰۰۰	۲۰ گھنٹے
یاستار یاغفار	۶۰ دفعہ فی منٹ	۱۰۰ دفعہ فی منٹ	۱۲۵۰۰۰	۲۰ گھنٹے
یارحمن یارحیم	۸۰ دفعہ فی منٹ	۱۲۰ دفعہ فی منٹ	۱۲۵۰۰۰	۱۷ گھنٹے
سبحان اللہ وبحمدہ	۹۰ دفعہ فی منٹ	۱۵۰ دفعہ فی منٹ	۱۲۵۰۰۰	۱۴ گھنٹے
استغفار	۵۰ دفعہ فی منٹ	۸۰ دفعہ فی منٹ	۱۲۵۰۰۰	۲۶ گھنٹے

صرف پانچ مختلف وظیفوں کو پڑھنے میں وہ بھی انتہائی تیز رفتاری سے جو

عام آدمی کے بس کی بات نہیں ۹۶ گھنٹے لگتے ہیں جبکہ ہمارے دن رات ۲۴ گھنٹوں پر محیط ہوتے ہیں۔ مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ عموماً عشاء کے بعد گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نماز تہجد کے بعد حفظ کی ہوئی سورتوں کو دوہراتے تھے۔ نماز فجر کے بعد تفاسیر اور مجموعہ احادیث کا مطالعہ فرماتے تھے۔ ہر روز درس قرآن بھی ہوتا تھا۔ پھر حجرہ میں آنے والے مہمانوں سے ملاقات بھی ہوتی تھی۔ ان تمام معمولات کو بجالانے کے بعد ۹۶ گھنٹوں کے وظائف پورا کرنا اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب وقت کی اکائی ہماری اکائی سے مختلف ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اہل علم نے ان کے لکھے ہوئے صفحات کو ان کی عمر کے دنوں سے تقسیم کیا تو روزانہ لکھے جانے والے صفحات کی تعداد انسانی ذہن اور انسانی ہاتھوں سے ممکن نہ تھی۔ یہ جبھی ممکن تھا جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عمر طبعی کے علاوہ اور بھی وقت ہوتا، پس بات پھر وہی آجاتی ہے کہ اہل اللہ کے پاس وقت کے اپنے پیمانے ہوتے ہیں۔ (ہفت روزہ خدام الدین ۱۱ر اگست ۹۵ء)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں آپ روشن ضمیر تھے۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے وقتاً فوقتاً اجلاس کی شمولیت نے علامہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے کردار اور سیرت کے مطالعہ کا موقعہ فراہم کیا۔ علامہ مرحوم کا آئینہ دل توحید و رسالت اور مقامات ولایت کا جائزہ لینے کا مافوق الفطرت ملکہ رکھتا تھا۔ ادھر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو خالق کائنات نے ان فطری اور وہبی عطیات سے نوازا تھا کہ آپ عہد حاضر کے بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، مجاہد فی سبیل اللہ، خطیب اور مرشد روشن ضمیر تھے۔

خواجہ نذیر احمد مرحوم نے جو علامہ اقبال مرحوم کے خصوصی حلقہ احباب کے ممتاز ممبر تھے اور ادھر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر جان و دل سے فدا تھے۔

ارشاد فرمایا کہ حکومت برطانیہ کے نصف النہار کے موقعہ پر مغربی تہذیب کا عروج اس حد تک بڑھ گیا کہ بڑے بڑے گھرانے اسلامی روایات کو فراموش کر چکے تھے۔ ہائی اسکولز اور کالجز ایسے لوگوں سے آباد تھے، جن کا مذہب اسلام سے صرف پیدائشی اعتبار سے تعلق تھا ورنہ ۹۵ فیصد ان کا معاشرتی اور تمدنی رجحان مغربی تہذیب کے اثرات کو قبول کر چکا تھا۔ نوجوان طبقہ کی شبانہ روز زندگی میں اسلامی اقدار کا ذوق بالکل مفقود ہو رہا تھا۔ لہٰذا ہم نے اس لادینی کے طوفان سے مسلم قوم کے نونہالوں کو بچانے کی یہ تجویز سوچی کہ چند ماہ میں تمام کالجوں کے مسلمان نوجوانوں سے انفرادی طور پر مل کر ان سے وعدہ لیا جائے کہ وہ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں تاکہ ان کے قلوب مغربی زہریلے اثرات سے محفوظ رہیں۔ تقریباً تین ماہ کی جدوجہد سے ایک فہرست تیار کی گئی اور ہم چند احباب علامہ مرحوم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تہذیب نو کے سیلاب کی روک تھام کا مسئلہ زیر بحث رہا اور علامہ مرحوم نہایت دردمندانہ انداز سے شامل گفتگو رہے۔ مگر جب ہم نے اپنی تجویز پیش کی تو آپ نے نوجوانوں سے بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ ہم نے ہر لحاظ سے آپ کو مجبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے اپنے موقف سے ایک انچ بھی انحراف نہ کیا۔ آخر کار علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نفس بیعت کا منکر نہیں ہوں۔ بلکہ اس تجویز سے جو جماعت میں پختہ الحاق و تعاون پیدا ہوتا ہے، اس کا بہ دل و جان قائل ہوں، لیکن میں آپ کو اپنے سے بہتر شخصیت کا پتہ دیتا ہوں۔ کیونکہ میں برسوں سے ان کے کردار، عزیمت، للہیت، اخلاص اور مصلحانہ جذبہ کا بغور مطالعہ کر رہا ہوں۔ میری بصیرت کا فیصلہ ہے کہ اس روحانی اور علمی قیادت کی اہلیت حضرت مولانا احمد علی صاحب میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ تمام اہل محفل نے چند ساعت کے بعد اسی فیصلہ پر اتفاق کیا اور اسی بنا پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عشاء کے بعد گریجویٹ حضرات کیلئے درس قرآن کا کام جاری فرمایا۔

حضرت لاہوری ﷫ نے ایک دفعہ علامہ مرحوم کے متعلق فرمایا کہ جب ہمارے حضرت سید تاج محمود امروٹی ﷫ لاہور تشریف لائے تو آپ کی چار پائی رات کو تالاب کے پاس بچھائی گئی۔ سحری کے وقت جو سب سے پہلے آپ کی چارپائی کے پاس زانوئے ارادت تہہ کئے بیٹھا تھا وہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم تھے۔ باطل کی تمام تر طاقتوں نے بابائے حریت کی پچاس سالہ مجاہدانہ زندگی میں بارہا حملے کئے مگر ہر موقعہ پر منہ کی کھائی۔ ہزاروں جھکڑوں نے اس شمع رشد و ہدایت کے علمبردار کو شکست دینے کی کوشش کی۔ مگر منہاج نبوت پر چلنے والے اس اولوالعزم نے اپنی الہامی قوتوں سے اپنے قافلے کو رواں دواں رکھا۔ اور منزل مقصود تک پہنچاکر ہی دم لیا علامہ اقبال مرحوم نے انجمن حمایت اسلام کے ایک اجلاس میں اس مجاہد کبیر حضرت لاہوری ﷫ کی جبیں موسوی پر نگاہ ڈال کر بے ساختہ فرمایا تھا۔

ہوا ہے گو تندو تیز لیکن چراغ اپنا جلارہا ہے
وہ مرد درویش جس کو بخشے ہیں حق نے انداز خسروانہ

(صفحہ ۵۰۲ کتاب الحسنات)

مولانا سید ابوالحسن ندوی کی زندگی پر اہم اثرات (۱)

ڈاکٹر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مد ظلہ العالی عظیم محقق مشہور زمانہ مایہ ناز ادیب صاحب طرز انشاء پرداز مفکر اسلام نے ماہنامہ الفرقان لکھنؤ شمارہ ۱۰ جلد ۲۹ بابت شوال ۱۳۸۱ھ مطابق اپریل ۱۹۶۲ء میں فرماتے ہیں اسی رمضان ۱۳۸۱ھ میں عالم ربانی حضرت مولانا شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔ ان کے متعلق بہت کچھ لکھا جائے گا واقفین حال کی زبان سے بہت سے ایسے حالات و کمالات معلوم ہوں گے جن کی دنیا کو خبر نہیں۔ حضرت اقدس نے باوجود شہرت مرجعیت مقبولیت عام اپنی بعض خصوصیات

(۱) ڈاکٹر مولانا ابوالحسن علی ندوی حضرت لاہوری ﷫ کے خلفائے مجاز میں تیسرے نمبر پر ہیں۔

روحانی کمالات کو ایک طرح سے اخفاو گمنامی میں رکھا ساری عمران کمالات پر پردہ پڑا رہا عام طور پر لوگ ان کو ایک واعظ، خطیب مفسر قرآن کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن ان کے اصلی کمالات اور زندگی کے ان گوشوں کو جاننے والے بہت کم ہیں جن کی وجہ سے وہ سلف صالحین اور علمار بانین کی آخری یادگاروں میں نظر آتے ہیں ان کے زہدو ورع خلوص وللہیت، ایثار و قربانی، استقامت، حق گوئی و بے باکی، کی ان روایات سے پردہ اخفاء ان سے فیض یافتہ مستفید ہونے والے تلامذہ علما و مشائخ اور عوامی حلقے اٹھائیں گے جن کو پڑھ کر اور سن کر ایک عالم ششدر و حیران رہ جائے گا جس سے ایک نئ ایمانی تازگی اور دینی اعتماد اور طمانیت قلب حاصل ہوگی (۱)۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ اور ان کے خلفاء)

آپ کی زندگی کا مبارک دن

حضرت مولانا ابوالحسن ندوی مدظلہ العالی نے ایک کتاب پرانے چراغ لکھی ہے جو مختلف مشائخ، علماء، مبلغین، مصلحین، اساتذہ اور احباب کے متعلق موصوف کے تاثرات پر مشتمل ہے موصوف نے اس میں ایک مقالہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کے متعلق بھی شامل کیا ہے یہ مقالہ لاہوری ﷫ کی مومنانہ اور مجاہدانہ زندگی کی نہایت، ہی پر کشش اچھوتی تصویر ہے۔ اس مقالہ کی ابتداء میں عنوان مندرجہ بالا کے تحت فرماتے ہیں۔

"میری زندگی میں وہ بڑا مبارک دن اور سعید گھڑی تھی جب مولانا احمد علی لاہوری امیر انجمن خدام الدین لاہور سے نیاز حاصل ہوا۔ میری زندگی کے دو بڑے موڑ ہیں جہاں سے زندگی کا نیا راستہ (جہاں تک خیال ہے بہتر اور

(۱) (۲) یہ حقائق بعد میں بالکل صحیح ثابت ہوئے یہ کتاب ان حقیقتوں کا واضح ثبوت ہے۔

مبارک راستہ) اختیار کیا پہلا موڑ جب مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق پیدا ہوا اور دوسرا موڑ اس وقت پیش آیا جب خدا نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچایا مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی یا بری بہرحال موجودہ زندگی سے بہت مختلف ہوتی اور شاید اس میں ادب تاریخ اور تصنیف و تالیف کے علاوہ کوئی اور ذوق رجحان نہ پایا جاتا خدا شناسی اور خدارسی' راہ یابی اور راست روی تو بڑی چیزیں ہیں مولانا کی صحبت میں کم سے کم خدا طلبی کا ذوق خدا کے نام کی حلاوت اور مردان خدا کی محبت اپنی کمی اور اصلاح و تکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا اور ہم عامیوں کیلئے یہی بڑی دولت و نعمت ہے بلکہ حقیقت شناسوں کیلئے یہی بڑی دولت ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۷ اخدام الدین امام الاولیاء نمبر)

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم خطابت

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی تقریب پر اپنے ہاں مدعو فرمایا حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام جسم پر اس وقت پھوڑے نکلے ہوئے تھے اور یہ اس لئے اثر تھا کہ آپ کو انگریزی حکومت کے ہوا خواہوں کے ذریعے سے زہر دلوایا گیا تھا۔ اس علالت میں سفر کا وہم و گمان بھی مشکل تھا۔ مگر ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ جلالی قوتوں نے جمالی انوار کے اشاروں کی تعمیل میں ہی اپنی سعادت سمجھی ہے۔ لہٰذا حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ عازم دین پور شریف ہوئے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کیلئے اسٹیشن پر آدمی بھیجے ہوئے تھے مگر آپ دوسرے چار آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ مسجد میں معتقدین کا بڑا اجتماع تھا۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کو حسب ارشاد منبر کے پاس لانے کیلئے چند خدام نے سعادت حاصل کی۔ اور آپ نے منبر پر بیٹھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ والذین معہ ... الخ کی تلاوت فرمائی اور لوگوں کو خطاب کرکے فرمایا۔ بھائیو! آپ

حضرات کو خیال ہو گا کہ میری بیوی اور بچہ فوت ہو چکے ہیں۔ مجھ کو ان کی جدائی کا غم ہو گا۔ خدا شاہد ہے کہ مجھ کو اپنی بیوی کا غم نہیں ہے بلکہ دین احمد ﷺ کا غم ہے

بے کس با دین احمد ہیچ او را یار نیست
ہر کسے بارکار خود بادین احمد ﷺ کار نیست

اللہ۔اللہ! اس وقت اس الہامی آواز کے بلند کرنے والے مجاہد اسلام نے مجمع پر طائرانہ نگاہیں ڈالیں۔ اور تمام حاضرین چشم زدن بے ہوش پڑے تھے۔ کچھ وقت کے بعد جب چار آدمیوں نے آپ کو منبر سے اتارا۔ تو آپ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے علی تم پان چنو (بیٹا احمد علی شروع میں نے کر دیا ہے اب تکمیل تم کرو) بالفاظ دیگر حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت دین پوری جیسے وحید العصر اجمالی ظہورات کے حامل اپنے مناصب جلیلہ کی تکمیل کیلئے حضرت لاہوری قدس سرہ کو منتخب فرما رہے تھے۔

سبحان اللہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ دین پور شریف میں حاضر ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ میرا جلال دین پور شریف کے جمال افروز ماحول میں مات پڑ جاتا ہے۔
(ماخوذ از صفحہ ۱۰۱ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

خاک پاک روضہ اطہر کو استعمال کیا تو بینائی ٹھیک ہو گئی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نسل کے افراد حرمین الشریفین (خانہ کعبہ اور مسجد نبوی) کی خاکروبی کے عہدے پر فائز ہیں اور آغا کے لقب سے پکارے جاتے ہیں مستقل طور پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں معتکف ہیں۔ روضہ اطہر کی جالی کے اندر قبر شریف کے تعویز پر آویزاں غلاف خاص کی جھاڑی ہوئی خاک پاک ایک آغا نے حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو بطور ہدیہ عنایت فرمائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جوش عقیدت میں اسے سرمہ میں شامل کر لیا۔ نو عمری میں فالج کے حملہ کا علاج حکیم اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا جس سے اگرچہ مرض سے کامل چھٹکارہ مل گیا تھا لیکن دور و نزدیک کی بینائی متاثر رہی اور مستقل چشمہ استعمال کرنا پڑ رہا تھا خدا کی قدرت روضہ اطہر کی خاک پاک ملا ہوا سرمہ استعمال کرنے سے بینائی

بالکل ٹھیک ہوگئی چشمہ اتر گیا چاند عیدین بلا تکلیف آرام سے دیکھ لیتے تھے پھر تاحیات چشمہ کی ضرورت نہ پڑی۔ (ماخوذ از صفحہ ۹ خدام الدین ۱۳ دسمبر ۹٦ء)

اللہ کا خصوصی انعام۔ نقش پا ابراہیم علیہ السلام سے زم زم پینا

۲۰ جون ٦۸ء کی مجلس ذکر میں حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس کے پہلے یا دوسرے حج کا واقعہ ہے کہ چاشت کے وقت طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم علیہ السلام پر نوافل ادا کر رہے تھے کہ اسی وقت کسی نے آکر مقام ابراہیم کا تالا کھول کر نقش پا کو کپڑے سے صاف کیا اور زم زم شریف لاکر نقش کے اندر انڈیل دیا۔ اور حضرت اقدس سے کہا کہ یا شیخ اشرب حضرت اقدس نے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام سمجھتے ہوئے فوراً بلی کی طرح اثر قدم پر منہ لگا کر پانی پی لیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ خدا معلوم وہ فرشتہ تھا یا جن یا انسان تھا۔ (حوالہ صفحہ ۹ خدام الدین ۲۰ دسمبر ۹٦ء)

روحانی شجرہ طیبہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ قادریہ راشدیہ کے شجرہ طیبہ کے مطابق شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سینتیس ویں نمبر پر ہیں آپ سے اوپر تمام کے تمام اکابرین مسلمہ اور مصدقہ طور پر ولایت کے انتہائی بلند مقام پر فائز ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر دو شیوخ حضرت غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے سید العارفین قطب الاقطاب بزم ولایت کے آفتاب و مہتاب ہیں اس طرح سلسلہ راشدیہ نقشبندیہ بھی حضرت محمد بقاء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد چھٹے واسطے سے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہے ہر دو سلسلے کے اکابرین آسمان ولایت کے مہر و ماہ سے مزین ہیں۔ چونکہ ہر دو سلسلہ کے جملہ اکابرین آسمان ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں اس لئے ہر دو جانب سے فیض کے زبردست چشموں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسلسل آبیاری ہورہی ہے۔

مثل کلمہ طیبہ کشجرۃ طیبہ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ

○ الٰہی بحرمت شمس الضحیٰ نور الہدیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ	مدینہ منورہ
○ الٰہی بحرمت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	نجف شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	بصرہ
○ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	بصرہ
○ الٰہی بحرمت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ (۱)	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ	طرطوس
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری قرشی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت سید نامحی الدین عبدالقادر جیلانی اول رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت سید صفی الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
○ الٰہی بحرمت حضرت سید ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ	حلب شریف

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو دسواں نام القول الجمیل میں عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور گیارھواں نام ان کے بیٹے عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے۔

○ الٰہی بحرمت حضرت سید مسعود رحمۃ اللہ علیہ	حلب شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ	حلب شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ	حلب شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین جیلانی حلبی اول رحمۃ اللہ علیہ	حلب شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید محمد غوث گیلانی حلبی اچی رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید حامد گنج بخش کلاں رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت عبدالقادر رابع رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید حامد گنج بخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت سید شمس الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ	اچ شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی خامس رحمۃ اللہ علیہ	پیرکوٹ جھنگ
○ الٰہی بحرمت حضرت سید محمد بقا رحمۃ اللہ علیہ	پیرگوٹھ پگارا
○ الٰہی بحرمت حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ	پیرگوٹھ پگارا
○ الٰہی بحرمت حضرت شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ	سوئی شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت شیخ حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ	بھرچونڈی شریف
○ الٰہی بحرمت حضرت غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ	دین پور / امروٹ
○ الٰہی بحرمت حضرت مرشد نا مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	لاہور

شجرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ راشدیہ

○ محمد رسول اللہ ﷺ
○ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
○ حضرت خواجہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
○ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
○ امام المومنین شیخ المشائخ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
○ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت شیخ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت شیخ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت خواجہ محمد باباسماسی رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
○ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

○	حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت مخدوم محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت خواجہ شیخ سعدی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت خواجہ شیخ حاجی ایوب رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت مخدوم جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیرپایو شریف
○	حضرت سید محمد بقاء رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف پیرپگارہ
○	حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف پیرپگارہ
○	حضرت شاہ حسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سوئی شریف
○	حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھرچونڈی شریف
○	حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ
○	حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

۱۔ مولانا الحاج حافظ محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب خلف اکبر	مدینہ منورہ
۲۔ مولانا عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ جانشین سلطان العارفین حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ	خان پور
۳۔ مولانا الحاج ابوالحسن علی ندویؒ مہتمم دار العلوم	ندوۃ العلماء
۴۔ مولانا الحاج عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد نور	ساہیوال
۵۔ مولانا الحاج بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد	پسرور / سیالکوٹ
۶۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ	لاہور
۷۔ مولانا الحاج الحافظ حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	لاہور
۸۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ میاں علی	شیخو پورہ
۹۔ مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ مدینہ	اٹک
۱۰۔ مولانا عرض محمد رحمۃ اللہ علیہ	کوئٹہ
۱۱۔ مولانا سید احمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	چوکیرہ سرگودھا
۱۲۔ مولانا محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ تھریچانی سانگھی	سکھر
۱۳۔ مولانا گل محمد صاحب	ایران
۱۴۔ مولانا محمد حسن	خانیوال

۱۵۔ مولانا قاضی عبداللطیفؒ ،	جہلم
۱۶۔ مولانا غلام رسول	ڈیرہ اسماعیل خان
۱۷۔ قاری عبدالکریم ترکستانی حال	مکہ شریف
۱۸۔ مولوی محمد علی صاحب کھیڑہ گھروٹ	سرگودھا
۱۹۔ مولوی عبدالمجید علیہ الرحمۃ رحیم یار خانی / کورنگی	کراچی
۲۰۔ مولوی احمد شاہ دیوانی	سندھ
۲۱۔ حاجی میر محمد علیہ الرحمۃ چونگل نزد خانپور شکار پور	سندھ
۲۲۔ حضرت الحاج امین الحق صاحب علیہ الرحمۃ	شیخوپورہ
۲۳۔ مولانا غلام قادر علیہ الرحمۃ	ملتان
۲۴۔ مولوی محمد حسن سندھ	شاہ پور چاکر
(۲۵)۔ دوست محمد غوث پوری	کبیر والا (پنجاب)
(۲۶)۔ مولانا محمد عبداللہ	دین پور (سندھ)

بحوالہ (ملفوظاتِ طیبات صفحہ نمبر ۲۶ اور کتاب الحسنات صفحہ نمبر ۴۴۵ پر)

باب دوئم

مبشرات

خوابوں کے ذریعہ سالکین کی رہنمائی

حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ رحیم یارخانی کا واقعہ بیعت

حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خانی ثم کراچوی خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ میں ایک عالم کا بیٹا ہوں اور ہمارے گھرانے میں پشتوں سے دین کا علم چلا آرہا ہے میں نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنا مطالعہ جاری رکھا اور دیوبندی بریلوی اہلحدیث حتیٰ کہ قادیانی مواد کا بھی پورا پورا مطالعہ کیا۔ یہاں تک کہ میں چکرا کر رہ گیا اور قریب تھا کہ گمراہ ہو جاؤں میں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے صحیح رہنمائی وہدایت کی دعا کی اور استخارہ کیا کئی روز کی محنتوں کے بعد مجھے ایک رات خواب میں ایک نورانی چہرے والے بزرگ لمبی داڑھی کھدر کا کرتہ صافہ تہبند میں ملبوس عصا ہاتھ میں لئے دکھائی دئے اور کہا کہ مسلک اہل سنت والجماعت اختیار کرو آنکھ کھلی تو خواب کا ایک ایک واقعہ اور لفظ یاد تھا اب میں اس چکر میں پڑ گیا کہ آیا مسلک دیوبندی یا بریلوی کو ترجیح دوں اور خواب میں دکھائی دینے والے بزرگ کون ہیں ان دنوں امامت کے سلسلے میں بورے والا گگو سٹیشن کے قریب چک نمبر ۶۵ میں مقیم تھا جب مختلف ملنے والوں سے حلیہ اور لباس وغیرہ کا ذکر کیا تو وہاں کے ایک قاری اور کئی دیگر جاننے والوں نے لاہور میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کے لئے مشورہ دیا میں

کیونکہ کافی پریشان تھا اس لئے جلد ہی لاہور پہنچ گیا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو دیکھا تو ہو بہو وہی بزرگ تھے جو خواب میں دیکھے تھے پہلے تو میں حیران ایک ٹک آپ کو دیکھتا ہی رہ گیا پھر میں نے حضرت سے بیعت کے لئے درخواست کی تو آپ ﷫ استخارہ کرنے کے لئے فرمایا تو میں نے پورے پورے واقعات بیان کئے جس پر آپ ﷫ نے مجھے انتہائی شفقت سے داخل سلسلہ فرمالیا اور اذکار تلقین فرمائے۔

(ماخوذ صفحہ ۳۰۶ حضرت شیخ التفسیر لاہوری ﷫ اور ان کے خلفاء)

ابوالحسن ہاشمی تاندلیانوالہ کا واقعہ بیعت

جناب ابوالحسن ہاشمی تاندلیانوالہ والے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ بیعت کس سے کروں' آپ نے فرمایا کہ تم عاقل بالغ ہو جس سے جی چاہے بیعت کرو نیز فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری شیرانوالہ دروازے والے کو میں نے کسی حالت میں دیکھا ہے (یعنی کشف میں) کہ قادری خاندان میں اسی وقت ان کا کوئی ہم پلہ نہیں۔

میں اس سے پہلے آپ کے اسم گرامی سے واقف تو تھا لیکن آپ ﷫ کی ذات سے واقف نہ تھا۔ والد صاحب نے استخارہ کرنے اور کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے کو فرمایا میں نے اس پر عمل کیا ایک دن بندہ خواب میں حضرت ﷫ کی خدمت میں جارہا تھا کہ راستہ میں ایک مجذوبہ کے پاس ٹھہرا اس نے چائے کا پیالہ عنایت فرمایا طبیعت تو نہیں چاہتی تھی لیکن پی لیا جب میں نے پی لیا تو مجذوبہ کہتی ہیں کہ جاؤ چلے جاؤ جہان تمہارا ارادہ ہے میری اجازت کے بغیر کہاں جاسکتے تھے۔ میں سال بھر سے استخارے کررہا تھا لیکن باوجود اشاروں کے مطلب حل نہ ہوتا تھا بروز جمعرات یکم جنوری ۱۹۵۲ء صبح کے وقت لاہور پہنچا رات کو مجلس ذکر کے بعد بیعت کے لئے عرض کیا کیونکہ مجلس ذکر کے بعد جو بیان حضرت ﷫ نے فرمایا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میں سوال کرتا گیا ہوں اور آپ ﷫ جواب دیتے گئے ہیں بیعت کے وقت

حضرت ﷺ نے فرمایا کس ترغیب سے بیعت کے لئے آمادہ ہوئے ہو میں نے عرض کیا کہ آپ کے رسالہ جات پڑھنے سے تو آپ ﷺ نے فرمایا سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر میں نے بتایا کہ والد صاحب نے ترغیب دی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بات کی سمجھ نہیں آئی پھر میں نے خواب میں مجذوبہ والا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور بیعت سے نوازا۔ (از صفحہ ۱۶۷ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

سپرنٹنڈنٹ جیل ملتان کی بیوی کی بیعت کے لئے رہنمائی

بعض دفعہ ہم جنہیں بہت پارسا سمجھتے ہیں نیک سمجھتے ہیں کبھی کبھی ان کی بجائے ایسے لوگ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ ہوتے ہیں جن کے متعلق ہمارا گمان بھی نہیں ہوتا حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سینٹرل جیل ملتان میں نظربند تھا ایک رات آدھی رات کے بعد میری کوٹھڑی کا دروازہ کھلا میں نے دیکھا سپرنٹنڈنٹ جیل دروازے کے آگے کھڑے ہیں انگلی سے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور کہا چلئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا میری رہائی ہو گئی ہے اس نے کہا نہیں دراصل میری بیوی آپ سے بیعت ہو کر اللہ کا نام سیکھنا چاہتی ہے اسے اللہ کی طرف سے آپ سے روحانی تعلق جوڑنے کا اشارہ ہوا ہے وہ گذشتہ کئی سال سے استخارہ کرتی رہتی تھی کہ میں کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دوں، اسے خواب میں جو بزرگ دکھائے گئے ہیں وہ آپ ہی ہیں کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق میں نے اس سے کہا تھا کہ جو حلیہ تم کسی بزرگ کا بتاتی ہو وہ بزرگ تو آج کل ہماری جیل میں نظربند ہیں کل رات جب آپ سو رہے تھے تو میں سے یہاں لایا تھا اس نے آپ کا چہرہ دیکھ کر کہا کہ ہاں یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں دکھائے جاتے ہیں۔

کبھی کبھی گدڑی میں لعل چھپے ہوتے ہیں کیا پتہ کب کسی کی اللہ تعالیٰ سن لے۔ (ماخوذ از صفحہ ۸ خدام الدین ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۶۲)

رہائش گاہ دینے کی ہدایت

حضرت مولانا ﷫ کا اپنا بیان ملاحظہ فرمایئے!

"مولوی امام الدین صاحب مرحوم پرائمری سکول کے مدرس تھے۔ اکبری منڈی کے قریب ان کے تین مکان تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ ایک مکان آپ کو دے دوں۔ میں نے بہت اچھا کہا اور وہ چلے گئے۔ کچھ عرصے بعد پھر آئے اور کہنے لگے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مکان آپ کو دے دوں۔ میں نے بہت اچھا کہا اور پھر معاملہ ختم ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد پھر آئے کہ آج تو مجھ کو ڈانٹا گیا ہے کہ تمہیں اپنی زندگی پر بھروسہ ہے' جو حکم کی تعمیل نہیں کرتے ہو؟" اب چلئے اور مکان چل کر پسند کر لیجئے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر میں نے جا کر ایک مکان پسند کر لیا۔ مولوی صاحب نے اس کی رجسٹری میرے نام کروا دی اور میں نے اس مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ میں عام طور پر وقت دیکھ کر نماز کے لئے آیا کرتا تھا۔ جب گھر سے نکلتا تو راستے میں کبھی کوئی مل جاتا اور کبھی کوئی۔ اس طرح میری کبھی ایک اور کبھی دو رکعات چھوٹ جاتیں۔ میں نے مولوی صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ نے اشاعت دین کے لئے مکان دیا ہے' مگر میرے دینی پروگرام میں خلل پیدا ہو رہا ہے۔ آپ یا تو مجھے مکان بیچ کر لائن سبحان خاں میں دوسرا مکان خریدنے کی اجازت دیں یا اپنا مکان واپس لے لیں۔ مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے مکان فروخت کرنے کی اجازت دے دی' لہٰذا

میں نے وہ مکان فروخت کر کے اپنے موجودہ مکان کا ایک حصہ بنالیا۔"

(ماخوذ از صفحہ ۸۱، ۸۲ کتاب الحسنات) (صفحہ ۳۵٦ امام الاولیاء نمبر)

تزکیہ نفس کے انکار پر رسول اقدس ﷺ کا دل زخمی ہے

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ مولانا سید امین الحق صاحب مرحوم "طورو" ضلع مردان کے رہنے والے تھے اور علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے یہاں شیخو پورہ کی جامع مسجد میں چالیس سال کے قریب خطیب رہے۔ انہیں اپنی تحقیق اور علم پر اتنا اعتماد تھا کہ کسی دوسرے عالم کو کم ہی مانتے تھے مجھ سے بے تکلف بھی تھے۔ ایک روز میرے ہاں تشریف لائے تو چہرے سے کچھ پریشانی کے آثار ظاہر تھے میں نے عرض کیا مولانا خیر تو ہے کہنے لگے امین میں دو تین دن سے ایک عجیب پریشانی میں مبتلا ہوں میں اسی سلسلہ میں آج مولانا ادریس صاحب کاندھلوی (مرحوم) کے پاس بھی گیا تھا مگر دل مطمئن نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے بتائیں میں تو خیر جاہل مطلق ہوں ممکن ہے کسی ایسی شخصیت کی طرف آپ کی رہنمائی کر سکوں جس سے آپ مطمئن ہو سکیں۔ فرمایا امین پرسوں رات میں نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نہ خود سمجھ سکا نہ کسی دوسرے کی تعبیر دل کو لگی فرمایا خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے محسوس کیا کہ رسول پاک ﷺ کچھ افسردہ سے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ افسردہ کیوں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ابن سعود نے زخمی کر دیا ہے۔ یہ سن کر میں نے حضور ﷺ کا سراپا غور سے دیکھا مگر مجھے جسم اقدس پر کوئی زخم نظر نہ آیا۔ حضور ﷺ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آنکھ کھل گئی یہی پریشانی ہے میں نے کہا مولانا، آپ میری ایک بات مان لیں انشاء اللہ پریشانی دور ہو جائے گی فرمایا کون سی بات میں نے کہا مولانا محمد لقمان علی پوری پر مرزائیت کے خلاف تقریر پر مقدمہ چل رہا ہے اس

سلسلہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب اسی پیشی پر مرزا کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے تشریف لائیں گے آپ ان سے خواب بیان کر کے تعبیر پوچھیں۔ غرض جب حضرت تشریف لائے عدالت کی کارروائی کے بعد مولانا امین الحق صاحب حضرت کو اپنی رہائش گاہ پر لے آئے میں بھی ساتھ تھا۔ فرائض میزبانی ادا کرنے کے بعد مولانا نے اپنا خواب بیان کیا تو حضرت نے بے ساختہ کہا بے شک حضور ﷺ نے سچ فرمایا۔ مگر یہ زخم جسمانی نہیں روحانی ہے۔

مولوی صاحب دیکھئے ناالله تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

مولوی صاحب اللہ تعالیٰ نے تو نبی پاک ﷺ کے چار کام بتائے ہیں اول **یتلو علیھم آیتہ** دوسرا **ویزکیھم** اور تیسرا **ویعلمھم الکتاب** اور چوتھا **والحکمتہ** مگر مولوی صاحب وہاں کی حکومت تین باتوں کو تو مانتی ہے **یتلو علیھم ویعلمھم الکتاب والحکمہ** مگر **یزکیھم** کے قائل نہیں تزکیہ نفس ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ سلسلہ بیعت وارشاد کو تسلیم نہیں کرتے اس سلسلہ کے تمام لوازمات کو بدعت قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہاں کوئی دلائل الخیرات کی تلاوت کرے تو کتاب چھین لیتے ہیں۔

بس حضور پاک ﷺ کو اسی بات کی تکلیف ہے اور اسی کے باعث افسردگی ہے اتنا کہنا تھا کہ مولانا چیخ مار کر رو پڑے۔ انشراح صدر ہو گیا۔ اس سے اگلے دن لاہور جا کر حضرت سے بیعت ہو گئے اور دنوں میں کایا پلٹ گئی خلافت بھی مل گئی۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۴۵، ۴۶)

○○○

باب سوئم

حیرت ناک تصرفات

مولانا مفتی عبد الغنی کشمیری کا بغیر ویزا و پاسپورٹ پاکستان آنا

حضرت مولانا مفتی عبد الغنی کشمیری بہت بڑے عالم دین ہیں بھارت کی بہت بڑی مشہور یونیورسٹی میں عربی کے اعلیٰ استاد ہیں حضرت اقدس قطب العالم شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور سید الصلحاء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہیں فرماتے ہیں کہ برصغیر کی تقسیم کے بعد ۱۹۵۱ء میں کشمیر سے دلی جارہا تھا سفر کے دوران میں جب امرتسر پہنچا تو قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک آنکھوں کے سامنے آگئی اور ان کی خدمت میں لاہور حاضری دینے اور زیارت کی تڑپ دل میں چٹکیاں لینے لگی مگر بین الاقوامی سرحدات کی دیوار حائل تھی صبروضبط کے سوا کوئی چارہ نہ تھا دل میں حضرت اقدس کا تصور جمائے امرتسر سے دلی روانہ ہوگیا۔ واپسی پر امرتسر پہنچا تو وہی صورت حال پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ پیش آئی۔ لاہور کی سمت قدم اٹھنے لگے ایک سردار صاحب نے رہنمائی کی سرحدات کی دیوار گر گئی بھارتی سرحد ختم ہونے کو تھی اور پاکستانی سرحد سامنے نظر آرہی تھی کہ وہاں حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو منتظر پایا محبت وشفقت کی نظر فرماکر آگے آگے چل دیئے بے روک ٹوک دونوں سرحدیں عبور کیں کچھ دور تک پاکستانی سرحد کے اندر بھی آگے آگے رہبری فرماتے رہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یکایک غائب ہو گئے وہیں سے لاہور کے لئے سواری مل گئی۔ شیرانوالہ پہنچا تو فجر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا حضرت اقدس اپنے

معتقدین کے جلو میں تشریف فرما تھے جیسے کسی کی آمد کے منتظر ہوں' دیکھا اور مسکرا کر فرمایا "مفتی صاحب پہنچ گئے" عرض کیا حضرت آپ کو علم ہی ہے بندہ کیا عرض کر سکتا ہے اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی نماز فجر کے بعد خادم کو ہدایت دیں ناشتہ اور آرام کا سامان ہو گیا درس قرآن کے بعد حضرت اقدس سے جی بھر کے ملاقات ہوئی دن بھر شیرانوالہ رہا۔ لاہور کی سیر کی بزرگوں دوستوں اور ساتھیوں سے ملاقاتیں ہوئیں' مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھنے اور فیضیاب ہونے کی سعادت نصیب رہی اور آدھی رات کے بعد فجر سے پہلے اسی طرح امرتسر پہنچا دیا جس طرح لاہور آیا تھا نماز فجر امرتسر میں ادا کی اور خیروعافیت کے ساتھ امرتسر سے کشمیر پہنچ گیا۔

یہ تھا اخلاص کے ساتھ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچنے کی تڑپ اور چاہت کا کرشمہ جو دیکھتی آنکھوں جیتے جاگتے ظہور پذیر ہوا۔

(ماخوذ از خدام الدین مورخہ ۲۶ جون ۱۹۹۲ء مطابق ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ جلد ۳۶ شمارہ ۴۵ صفحہ ۶)

میرے پھینکے ہوئے انڈے جیب سے نکال کر دے دیئے

سید امین گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ جناب سید ابوذر بخاری' فرزند ارجمند حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حاجی دین محمد صاحب بادامی باغ والوں نے جو حضرت شیخ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و معتمد خاص ہیں یہ واقعہ سنایا اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حاجی دین محمد صاحب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے دین پور جانے کے لئے رات کی گاڑی پر سوار ہونے لگے تو حاجی صاحب نے چونکہ کھانا نہیں کھایا تھا اس لئے حضرت کو گاڑی میں بٹھا کر چند ابلے ہوئے انڈے اسٹیشن سے خرید لئے۔ وقت کم تھا آکر گاڑی میں بیٹھ گئے اور جی میں خیال آیا جب حضرت آرام فرمائیں گے تو انڈے کھا لوں گا حضرت کی عادت عام کھانے پینے کی نہیں تھی۔ اس لئے حاجی صاحب کو حجاب

تھا کچھ وقت گزر جانے کے بعد حضرت آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حاجی صاحب نے جیب سے انڈے نکالے ہی تھے کہ حضرت نے حاجی صاحب کو آواز دی اور کچھ باتیں کرنے لگے اسی طرح کئی دفعہ حاجی صاحب نے حضرت کو محو استراحت سمجھ کر انڈے کھانے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت یا تو حاجی صاحب کو مخاطب کرکے کچھ فرمانے لگتے یا بلند آواز سے تسبیح و تحمید کرنے لگ جاتے۔

حتیٰ کہ حاجی صاحب فرماتے ہیں میں نے بھوک برداشت کرنے کا فیصلہ کر لیا اور انڈے نہ کھانے کا تہیہ کرکے سو گیا۔ علی الصبح حضرت شیخ اٹھے اور حسب معمول اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے۔

گاڑی صبح خانپور اسٹیشن پر پہنچی۔ دین پور خانپور اسٹیشن سے قریباً تین میل دور ہو گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حاجی صاحب میری عادت ہے کہ مرشد کی خانقاہ پر پیدل جایا کرتا ہوں۔ لہٰذا پیدل ہی چلیں گے۔ مجھے بھوک نے پہلے ہی ستا رکھا تھا۔ مزید تین میل پیدل چلنا پڑا۔ راستے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دانستہ دو چار قدم پیچھے رہ کر چلتا تاکہ موقع پاکر دو چار انڈے نگل لوں کہ بھوک کی شدت کچھ تو کم ہو جائے مگر حیرت ہوئی کہ میں پیچھے رہ کر جب بھی دونوں ہاتھ پشت کی طرف کرکے انڈے کا چھلکا اتار کر منہ میں ڈالنا چاہتا۔ حضرت شیخ معاً آواز دیتے بھئی حاجی صاحب آپ پیچھے پیچھے کیوں چلتے ہیں۔ میرے ساتھ ہو جائیں۔ تین دفعہ یہی ہوا کہ انڈا چھیلا اور ابھی منہ میں نہ ڈالا تھا کہ حضرت آواز دے لیتے۔ ہر بار میں نے جلدی سے انڈا پھینک دیا اور حضرت کے برابر ہو کر چلنے لگا۔ بالآخر منزل مقصود کے قریب پہنچے تو حالانکہ ہمارے آنے کی حضرت دین پوری کو کوئی اطلاع نہ تھی مگر وہاں چند آدمی خیر مقدم کے لئے موجود تھے انہوں نے بتایا کہ حضرت دین پوری نے انہیں بھیجا ہے کہ مولانا احمد علی صاحب آرہے ہیں۔ انہیں مسابقت کرکے خانقاہ تک لے آؤ۔

وہاں پہنچے تو حضرت دین پوری باہر انتظار فرمارہے تھے۔ بڑی محبت سے ہمارے ساتھ مصافحہ اور معانقہ فرمایا۔ پھر ہم دونوں کو ساتھ لے کر حجرہ میں پہنچے۔

حجرہ میں دونوں بزرگ بالمقابل بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہو گئے نصف گھنٹہ کے قریب یہی عالم رہا۔ پھر حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ بیٹھیں میں ناشتہ کا بندوبست کروں۔ یہ کہہ کر وہ حجرہ سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر مجھ سے پوچھا کیوں حاجی صاحب! بھوک بہت ستا رہی ہے، ساتھ ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ تینوں انڈے جو ندامت کے باعث میں نے راہ میں پھینک دیئے تھے میری طرف بڑھا دیئے اور فرمایا راستے میں کھانے سے صبر بہتر تھا لیجئے اب کھا لیجئے۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۰، ۳۱)

حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت

سکھر کے حکیم محمد رمضان صاحب کا بیان ہے کہ "میں لاہور حاضر خدمت ہوا، مجلس ذکر کے بعد حضرت سے گھر جاتے ہوئے یہ درخواست کی کہ حضرت! مجھے خواب میں سب اولیاء اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے مگر امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت سے تاحال محروم ہوں۔ میں سکھر سے صرف اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ سعادت بھی عطا فرمائے۔ حضرت مسکرا دیئے، گھر کے بیرونی دروازہ پر پہنچ کر اپنے خادم خاص مولوی محمد صابر صاحب کو ارشاد فرمایا کہ "حکیم صاحب کو میرے حجرے میں میرے بستر پر سلا دو"۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ مگر حکیم صاحب بجائے حضرت کی چارپائی پر سونے کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رضائی میں فرش پر سو گئے۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ "میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ان کے ساتھ امام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہیں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب سے فرمایا کہ یہ امام حسن ہیں اور یہ امام حسین ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔ اس خواب سے بیدار ہو کر حکیم صاحب آپ سے بیعت ہو گئے۔ (ماخوذ از صفحہ ۵۷، ۵۸ کتاب الحسنات)

زنا کی بو آنا

ایک مرتبہ موضع (میاں علی) ضلع شیخو پورہ حضرت تشریف لائے آس پاس کافی لوگ جمع ہو گئے حضرت ﷺ نے اچانک فرمایا مجھے زنا کی بو آ رہی ہے۔ لٰہذا آپ سب تشریف لے جائیں۔ تمام مجمع رخصت ہو گیا۔ بعد ازاں ایک موقع پر وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اقرار کے بعد توبہ کی اور حضرت سے بیعت ہو گیا حج ادا کیا اور بقایا عمر شریعت کے مطابق گزاری۔ اللہ ہم سب کو توبہ کی اور شریعت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

(ماخوذ از ختم نبوت ۔۔۔ جلد نمبر ۸ شمارہ ۱۸)

قاتل محافظ بن گیا

حضرت لاہوری قدس سرہ کی ابتدائی زندگی کا مندرجہ ذیل واقعہ حلم و بردباری کا ایک نمایاں باب ہے۔ بابو رحمت اللہ نواں محلّہ اندرون شیرانوالہ دروازہ بیان کرتے ہیں۔

"جب حضرت ﷺ نے شیرانوالہ مسجد میں درس قرآن مجید شروع کیا، تو مخالفین نے آپ کو وہابی وہابی کہہ کر پریشان کرنے کی انتہائی کوشش کی! میں مخالفین کے سرغنہ لوگوں میں پیش پیش تھا لٰہذا میری ڈیوٹی لگائی گئی کہ حضرت ﷺ کو کسی مناسب وقت میں قتل کر دیا جائے۔ اس منحوس منصوبے کی تکمیل کے لئے میں نے درس قرآن حکیم میں آنا جانا شروع کر دیا۔ حضرت ﷺ کے مخالف آپ کو دشمن رسول ﷺ کہہ کر بدنام کرتے تھے، لیکن چند دن کے درس نے احقر کو اس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا، جس کے ایک طرف بولہبی کا جہنم زار شعلہ زنی کر رہا تھا اور دوسری طرف فاروقی مقام کا فردوس بریں اپنی بہاریں دکھا رہا تھا۔ خدائے مقلب القلوب کو شاید میرے والدین پر رحم آیا اور مجھ کو اپنے اس خبیثانہ عزم

سے مکمل توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں نے حضرت کو حقیقی معنوں میں فنا فی الرسول ﷺ دیکھا۔ مخالفین کو جب میری متغیر حالت کا علم ہوا' تو انہوں نے ایک اور اکھڑ مزاج آدمی کو اس فعل شنیعہ کے لئے تجویز کیا۔ بلکہ باقاعدہ طور پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس دن کی اطلاع دی گئی۔ مجھ کو اس چیز کی خبر ہوئی۔ میں اس دن نماز عصر کے وقت مسجد میں بندوق لے کر آیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے بعد گھر جا رہے تھے' تو میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے فرمایا کیا آپ میرے قتل کے ارادے سے آئے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور! آج میں آپ کی حفاظت کے ارادے سے مسلح ہو کر حاضر ہوا ہوں اور میں نے مخالفین سے کہہ دیا کہ جو شخص اس کام کا ارادہ رکھتا ہے' اس کو پہلے میرا سر قلم کرنا ہو گا۔ (ماخوذ از کتاب الحسنات صفحہ ۵۲۶)

بلا اجازت شریک سفر ہونے پر تنبیہہ

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خانی ثم کراچوی خلیفہ مجاز حضرت اقدس شیخ التفسیر لاہوری نور اللہ مرقدہ جن کا نام نامی خلفاء کی فہرست میں انیسویں نمبر پر ہے اپنی زندگی کے اس واقعہ کا اکثر ذکر فرمایا کرتے اور بے انتہا اہمیت دیتے تھے۔ حضرت صوفی مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی والوں نے بھی جناب چودھری محمد الیاس صاحب اسٹنٹ چیف اکاؤنٹس آفیسر پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن اسلام آباد کے گھر پر جناب امام صاحب جامع مسجد پی ٹی سی کالونی اسلام آباد کی موجودگی میں قدرے مختصراً یہ واقعہ سنایا۔

حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ اگر کہیں باہر تشریف لے جاتے تو عام طور پر ایک سے زیادہ معاون ساتھ نہیں لیتے تھے ہمیشہ میزبان کا پورا پورا خیال رکھتے اور کوشش فرماتے کہ میزبان کس طرح بھی زیر بار نہ ہوں حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں صادق آباد سے حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کی زیارت کے لئے لاہور گیا تو میاں

علی اور خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخو پورہ سے چند احباب شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہوئے تھے پروگرام پہلے ہی سے بنا ہوا تھا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نے ان ساتھیوں سے میرا تعارف کرایا اور میرے متعلق بتایا کہ یہ حضرت اقدس کے خلیفہ مجاز ہیں اور صادق آباد سے آئے ہیں ان حضرات نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں میں نے کہا کہ میں بغیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے نہیں چل سکتا وہ فرمانے لگے کہ ہم ڈاکٹر صاحب کی وساطت سے اجازت لے لیتے ہیں آپ ضرور بہ ضرور ہمارے ساتھ چلیں اجازت لینا ہماری ذمہ داری ہے ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نے بھی ان حضرات کی ہاں میں ہاں ملائی میں ڈاکٹر صاحب اور حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خدام کا بے حد اکرام کرتا تھا اور ان سب کا بے حد ممنون و مشکور تھا کہ وہ مجھ سے ہمیشہ بے حد تعاون فرمایا کرتے تھے تھوڑی دیر بعد جب حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ روانگی کے لئے کار میں سوار ہوئے تو ان حضرات نے مجھے بلایا اور کہا اجازت ہے آپ ہمارے ساتھ چلیں میں ڈاکٹر مناظر حسین صاحب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی جب میاں علی کے نزدیک پہنچی تو ایک راجباہہ ہے (چھوٹی نہر) جس کا پل کمزور تھا وہاں گاڑی رک گئی۔ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ہم سب گاڑی سے نیچے اتر آئے اور ڈرائیور نے خالی گاڑی کو پل سے پار کیا۔ پل پار کرنے کے بعد میں غلطی سے گاڑی میں پہلے بیٹھ گیا اور بعد میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر صاحب اور دیگر میزبان حضرات سوار ہوئے لیکن کوئی کسی قسم کی بات نہیں ہوئی میاں علی سے فارغ ہو کر خانقاہ ڈوگراں پہنچے جہاں کچھ احباب نے حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر سرفرازی بیعت کا شرف حاصل کیا واپسی میں تھوڑا ہی سفر کیا تھا مغرب کا وقت قریب تھا کہ گاڑی میں پنکچر ہو گیا۔ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک چادر زمین پر بچھا دی گئی جس پر حضرت اقدس نے ازراہ کرم ڈاکٹر مناظر حسین صاحب کو اور مجھے بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے

ڈاکٹرصاحب سے فرمایا کہ مجھے عبدالمجید سے کچھ بات کرنی ہے آپ ذرا علیحدہ ہو جائیں میں تو پہلے ہی گھبرایا گھبرایا تھا اب تو میرے فرشتے کوچ کر گئے میرا نیچے کا دم نیچے اور اوپر کا اوپر کہ دیکھئے حضرت اقدس ﷺ کیا فرماتے ہیں ڈاکٹرصاحب اٹھ کر تھوڑی دور چہل قدمی فرمانے لگے تو حضرت اقدس ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے میرے ساتھ آنے کی اجازت کس سے لی تھی میں نے پورا واقعہ سنا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ معلوم وہ بیچارے کیا سوچتے ہوں گے ہم سے ایک آدمی ساتھ لانے کا فرمایا تھا جبکہ ساتھ دو آدمی ہیں میں شرم سے زمین میں گڑا جارہا تھا اور دم بخود تھا کہ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وضو ہے یا بناؤ گے میں نے عرض کیا کہ بنانا ہے فرمایا کہ وہ سامنے کھیتوں میں پانی کا نالہ بہہ رہا ہے' وہاں وضو بنا کر آئیں۔ میں اور ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نالے پر وضو بنا کر آئے تو حضرت اقدس ﷺ نے کمال شفقت سے مجھے امامت کے لئے حکم دیا میں پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا لیکن عذر کی تاب بھی نہیں تھی میں تو پہلے ہی حواس باختہ تھا لاچار امامت کی دریں اثناء گاڑی کی اسٹیپنی بدلی جا چکی تھی نماز پڑھ کر گاڑی میں سوار ہوئے اور لاہور واپس پہنچ گئے۔ لاہور پہنچے تو میرے حواس بالکل گم تھے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں ایک ایسی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی کہ اگر وضو بنا رہا ہوں تو گھنٹوں وضو گاہ پر ہی بیٹھا ہوں۔ استنجاء گاہ میں گھنٹوں لگ جاتے اور لوگ دروازہ بجا بجا کر مجھے احساس دلاتے نماز میں قیام میں ہوں تو گھنٹوں قیام میں ہی کھڑا ہوں سجدہ یا رکوع میں گیا تو ویسے ہی رہ گیا غرض اسی بے خودی میں کئی دن اسی طرح گزر گئے یہی کیفیت طاری تھی تقریباً تیسرے چوتھے دن میں حضرت اقدس لاہوری ﷺ کے کمرے کے دروازے کے سامنے قریب ہی اسی عالم حیرانی میں گم بیٹھا تھا کہ حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے مجھے پتہ بھی نہ چلا اسی لئے میں ادباً کھڑا بھی نہیں ہوا اسی طرح عالم حیرت میں بیٹھا رہا حضرت اقدس اپنے کمرے میں تشریف لے جا چکے تو غالباً مولوی اصغر علی صاحب موضع سنسار نزد بہاول

نگر والوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ عبد المجید آپ حضرت اقدس کے استقبال کے لئے کھڑے نہیں ہوئے نہ آپ نے سلام کیا۔ کیا بات ہے میں نے جھرجھری لی اور کہا کہ حضرت کب آئے ہیں مجھے نہیں معلوم اس پر مولانا اصغر علی صاحب اور بھائی محمد یونس راولپنڈی والوں نے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے میری کیفیت بیان کی۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کمرے سے باہر تشریف لائے میں نے حضرت اقدس کو باہر آتے دیکھ کر جلدی سے آپ کی جوتیاں سیدھی کر دیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پاس آکر اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ میں نے معاف کیا پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر فرمایا کہ میں نے معاف کیا پھر چند قدم چل کر تیسری دفعہ فرمایا کہ میں نے معاف کیا ہر دفعہ ہاتھ سے بھی اشارہ فرمایا حضرت کا تیسری دفعہ یہ فرمانا تھا کہ میرے ہوش و حواس بالکل بحال ہو گئے اور ایک نیا جہان مجھ پر منکشف ہو گیا پھر فرمایا کہ یہ میری زندگی کا بہت اہم واقعہ ہے اور ہر وقت میری آنکھوں میں گھومتا رہتا ہے ہر لحہ مجھے یاد رہتا ہے۔ (راوی حاکم علی مولف ہذا)

قرآن ہاتھ میں لیتا ہوں مجھے ہاتھ پکڑ کر مسجد سے نکال دو

ابتداء میں جب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن اور خطبات جمعہ سے اہل لاہور کو مستفید کرنا شروع کیا۔ اس وقت ایک اور عالم صاحب بھی دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے جو دیوبندی مکتب فکر کے علماء سے اختلاف رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں اہل لاہور پر ان مولانا صاحب کا خاصا اثر تھا۔ کیونکہ سالہا سال سے وہ یہاں مقیم تھے۔

دہلی دروازہ والے مولانا صاحب کو یہ ناگوار گزرا کہ کوئی اور عالم ان کا حریف بن کر اہالیان شہر لاہور کو اپنی طرف مائل کرے۔ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے حضرت لاہوری کے خلاف پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا اور جمعہ کی تقریروں اور دیگر اجتماعات میں حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو وہابی بے دین وغیرہ

کے خطابات سے یاد کیا جاتا۔

ادھر حضرت لاہوری ﷫ ہر جمعہ میں ایک جامع تقریر فرماتے۔ قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر ہوتی اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور اسوہ حسنہ مستند احادیث نبوی ﷺ کے حوالہ جات سے بیان کئے جاتے۔ کبھی بھی حضرت لاہوری ﷫ نے ان مولانا صاحب کی بہتان طرازی کا جواب نہیں دیا۔ یہ سلسلہ کافی دن تک چلتا رہا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ چڑھ گیا:

> "اگر قرآن سننا ہو تو شیرانوالہ دروازہ جاکر حضرت لاہوری ﷫ سے سن لو اور اگر گالیاں سننی ہوں تو دہلی دروازہ چلے جاؤ۔"

رفتہ رفتہ اہل لاہور پر حضرت مولانا احمد علی ﷫ کی عظمت واضح ہو گئی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ جوں جوں حضرت لاہوری ﷫ کے معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا توں توں وہ مولانا صاحب جو دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے ان کا جوش رقابت بڑھتا گیا۔ ان کے معتقدین کی کافی تعداد شیرانوالہ دروازہ کے اندر رہتی تھی۔ ان کی تقاریر کا جاہل مریدین پر خاص اثر ہوا اور انہوں نے مل کر کوشش کرنی شروع کر دی کہ حضرت لاہوری ﷫ کو شیرانوالہ دروازہ کی مسجد سے نکال دیا جائے۔

چنانچہ محلہ شیرانوالہ کے کچھ لوگ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ حضرت لاہوری ﷫ کو فوراً مسجد سے نکال دیا جائے اور دوسری طرف حضرت لاہوری ﷫ کے معتقدین نے مزاحمت کی۔ پہلے کچھ دن تو معمولی تکرار ہوتی رہی اور وہ بھی اس وقت جب حضرت لاہوری ﷫ درس دے کر چلے جاتے۔ ایک دن بات طول پکڑ گئی اور حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ دنگہ فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دونوں طرف سے لوگ لاٹھیاں وغیرہ اٹھائے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت لاہوری ﷫ کو اطلاع کر دی کہ مسجد میں فساد ہونے والا ہے۔ حضرت فوراً مسجد میں تشریف لائے۔ پوچھا

کہ تم کیاکر رہے ہو؟ معتقدین نے جواب دیا کہ :

"حضرت! یہ لوگ آپ کو مسجد سے بزور نکالنا چاہتے ہیں اور ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم ان کا مقابلہ کریں گے"

حضرت مولانا احمد علی صاحب ﷫ نے فرمایا کہ :

"میں تو دین سکھانے آیا ہوں' مسلمانوں میں فساد ڈالنے نہیں آیا۔ آپ حضرات کو اگر واقعی مجھ سے محبت و عقیدت ہے تو چند منٹ کے لئے مسجد سے نکل جائیں میں دوسرے حضرات سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آخر ہم سب مسلمان ہیں اور بھائی بھائی ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی عزت اور جان ومال کا احترام کرنا چاہئے۔"

حضرت لاہوری ﷫ کے حکم سے سب معتقدین مسجد سے باہر چلے گئے۔ حضرت نے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے مخالفین سے نہایت اخلاق کے ساتھ گفتگو شروع کی اور فرمایا کہ :

"میں خانہ خدا میں باوضو کھڑا ہوں اور میرے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک ہے۔ میں اپنے خالق حقیقی کو حاضر ناظر جان کر رب العالمین کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں صرف آپ حضرات کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کی غرض سے یہاں آیا ہوں۔ میں کسی دنیاوی لالچ یا غرض سے اس مسجد میں نہیں آیا۔ اگر آپ حضرات مجھ سے بخوشی قرآن کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں اس سلسلہ میں درس کو جاری رکھوں گا۔ اگر آپ حضرات مجھ سے قرآن پاک سننا نہیں چاہتے تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا ہاں ایک عرض ہے کہ آپ میں سے صرف ایک آدمی آکر میرا دایاں ہاتھ جس میں قرآن پاک ہے پکڑ کر مجھے مسجد

سے نکال دے میں پھر کبھی اس مسجد میں نہیں آؤں گا خواہ کوئی بھی مجھ سے یہاں رہنے کی درخواست کرے۔ آئیں کوئی صاحب اکیلے آکر مجھے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال دیں کسی فتنہ فساد اور دھینگا مشتی کی ضرورت نہیں۔"

سب مخالفین حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ رہے تھے مگر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اس طرح قرآن پاک کو دھکا دیا جائے۔ کہنے لگے:

"اچھا مولانا! ہم سوچ کر پھر بتائیں گے فی الحال ہم جاتے ہیں"۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل پھیر دیئے اور آہستہ آہستہ وہ سب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔ اس طرح سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اخلاق حمیدہ سے مخالفوں کو مطیع و فرمانبردار کر لیا۔ ان سب کے عقائد درست ہو گئے۔ (خدام الدین ص ۱۵ تا ۱۷ ستمبر ۱۹۷۱ء، ص ۱۳۵۸ امام الاولیاء نمبر)

انسپکٹر پولیس نے معزز مہمان کی طرح نوازا

ریشمی رومال کی تحریک کے دوران میں حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو دلی سے پابند سلاسل کر کے شملہ لے جایا گیا انگریز کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا ہر شخص لرزاں و ترساں تھا کوئی بھی اہل کار کسی قسم کی رعایت اور تعاون کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا بغاوت کا کیس تھا شملہ میں ہر شخص نیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ناواقف تھا شملہ پہنچنے کے بعد ایک افسر کے سامنے آپ کو پیش کرنے کے بعد حوالات میں بند کر دیا گیا۔ حوالات کا ماحول انتہائی بھیانک اور دل دہلا دینے والا تھا حوالات کا نگراں ایک نیک خو مسلمان انسپکٹر تھا جو آپ سے قطعی ناواقف تھا مگر قادر مطلق کی مشیت نے اس کے قلب میں آپ کی قدر و منزلت ڈال دی اس نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو خاص مراعات سے نوازا جو حوالاتیوں کو کسی طرح بھی نہیں دی جاتیں اس نے اپنے ماتحت عملے کو حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب

وضو اور حوائج ضروریہ کے لئے حوالات سے باہر تشریف لے جائیں تو ہتھکڑی نہ لگائی جائے۔ انسپکٹر خود بازار سے مٹھائی لالا کر حضرت اقدس ﷫ کی خدمت میں پیش کرتا حوالات کے کمبلوں کی بجائے گھر سے صاف ستھرا بستر لاکر دیا یہی نہیں انتہائی عقیدت و احترام سے اپنے گھر لے گیا قالین پر گاؤ تکیہ کی نشست گاہ بنا کر نہایت عزت و اکرام سے بٹھایا اور پر تکلف ضیافت کی تمام خدمات نہایت عقیدت و احترام سے خود بجالاتا رہا۔ نیز فرمایا کہ اس وقت میرے افسران آپ کو حوالات میں نہ پاکر میرے سے باز پرس کر سکتے ہیں میرے پاس کافی و شافی جواب ہے ۔ یہ انسپکٹر صاحب آپ کے صرف حوالات کے نگراں تھے ان کے ذمہ کوئی تفتیش وغیرہ نہیں تھی کہ معلومات حاصل کرنے کے لئے چال چل رہا ہو اور کوئی اہم راز اگلوانا چاہ رہا ہو۔ حقیقتاً یہ کاروائی اللہ تعالٰی کی رحمت واسعہ کا ظہور تھا۔ اور آپ کے تصرفات کا ایک معمولی حصہ۔ (ماخوذ از انوار ولایت)

چور بیس ہزار روپے کا سونا لے کر واپس آ گیا

حافظ ریاض احمد اشرفی صاحب فرماتے ہیں کہ میرا ایک قریبی عزیز تقریباً بیس ہزار روپے کا سونا لے کر بھاگ گیا یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب سونا صرف بائیس روپیہ تولہ تھا اور ہمارے ایک خاندانی بزرگ کے پاس ان کی آٹھ بچیوں کا سونا بغرض حفاظت پڑا تھا میرے والد ماجد نے بڑی گریہ وزاری کے ساتھ یہ واقعہ حضرت اقدس لاہوری نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو حضرت اقدس نے دعا فرمائی اور ایک تعویذ "**فرددنہ الی امہ کی تقر عینھا ولا تحزن**" مفرور کا نام لکھ کر عطا فرمایا جسے سائیکل کے پچھلے پہیے کے ساتھ باندھ کر الٹے چکر دینے کے لئے فرمایا۔ آپ ﷫ کے حکم کے مطابق تعویذ کو استعمال کیا تو دوسرے دن مفرور مع پورے زیورات کے واپس آ گیا اور نہایت نادم تھا۔ اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷫ نے اس سے توبہ کرائی اور کچھ

پانی پر دم کر کے اسے پلایا' الحمدللہ ثم الحمدللہ ہمارے اس عزیز کی حالت دن بدن اچھی ہوتی چلی گئی' اور وہ شخص دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے نہایت ثقہ اور قابل اعتماد بن گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۲۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر۔۔۔ صفحہ ۵۱۴ کتاب الحسنات)

ڈاکو مومن بن گئے

جناب ابوالحسن ہاشمی تاندلیانوالہ والے فرماتے ہیں۔ غالباً فروری ۱۹۵۷ء میں حضرت اقدس مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہ داؤآنہ (یا انو والا) چک نمبر۲۸۲ حکیم علی محمد صاحب کے ہاں تشریف لائے بندہ بھی چند ہمراہیوں کے ساتھ سٹیشن روڈالہ روڈ پر استقبال کے لئے حاضر ہوا حکیم بابا سلطان نامی شخص چک شہامد تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کا رہنے والا علاقہ کے زمینداروں کا پروردہ ڈاکو تھا چوروں کے ساتھ کہیں ڈاکہ ڈالنے جارہا تھا کہ ہجوم دیکھ کر اس نے پوچھا کیا بات ہے تو کسی نے بتایا لاہور سے مولانا احمد علی صاحب آرہے ہیں کہا کہ دیکھتا ہوں کیسے مولوی ہیں ٹھہر گیا۔ حضرت اقدس تشریف لائے تو حضرت سے نظر ملتے ہی اس کی دنیا بدل گئی۔ جب حضرت تانگہ میں سوار ہو گئے تو ساتھ ہی چل دیا لوگوں نے دیکھا کہ تانگے کو پکڑے ہوئے دوڑ رہا تھا۔ حکیم صاحب کے ہاں حضرت کے تشریف فرمانے کے بعد سب سے پہلے تائب ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۶۱۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر' صفحہ ۲۲۶ انوار ولایت حصہ دوم)

کتے زمین میں دھنس گئے

جناب الحاج سید امین الحق صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دفعہ میں سندھ جارہا تھا۔ ریل گاڑی سے ایک چھوٹے اسٹیشن پر اترا۔ رات کا وقت تھا گاڑی سے اور کوئی مسافر نہیں اترا چار

پانچ میل کا پیدل سفر تھا میل دو میل چلنے کے بعد ایک گاؤں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ کہ بڑے موٹے موٹے کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا اور میری طرف کاٹنے کے لئے دوڑے۔ حملہ بھرپور تھا قریب تھا کہ مجھے کاٹ لیں کہ بے ساختہ میری زبان سے لفظ "اللہ" نکلا۔ ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہ کتے زمین میں دھنس گئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۱ خدام الدین ۱۹ مارچ ۱۹۷۱ء)

چوروں کا سردار بال بچوں سمیت سلام کرنے حاضر ہو گیا

۲ ستمبر ۱۹۴۸ء جمعرات کی مجلس ذکر میں سندھ کے حر ڈاکوؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور مولانا عبدالعزیز ٹانگہ پر جارہے تھے گھوڑا اڑتا جارہا تھا اس لئے تین چار میل میں ہی ظہر سے شام ہو گئی۔ ٹانگہ والے نے بتایا کہ آگے سارا چوروں کا علاقہ ہے اور خطرہ ہے۔ وہیں ایک آدمی آیا پاؤں پر گر پڑا اور مصلیٰ لایا اور اپنے بال بچوں کو بھی سلام کرنے کے لئے لایا۔ ٹانگہ والے نے بتایا یہ چوروں کا سردار ہے پتہ نہیں آپ کے آگے کیسے رام ہو گیا۔ پھر ہم نے وہاں نماز پڑھی۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۳ جلد ۱۲ شمارہ ۳ بابت ۳ جون ۱۹۶۶ء)

جادوگر تائب ہو گیا

جناب ابو عبدالرحمٰن ریاض الحسن قادری سرکولیشن منیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے بتایا کہ ان کے والد حضرت شیخ المکرم امام الدین قادری مرحوم کے ماموں جادوگر تھے اور اپنی جادوگری کے زعم میں یہ بات مشہور کر رکھی تھی کہ امام الدین قادری وہابی ہیں اپنی ہمشیرہ سے کہتے تھے کہ تمہارا بیٹا پیروں فقیروں کا منکر ہے وہابی ہے اس سے بزرگ ناراض ہیں اور آپ کے چھوٹے بھائی چوہدری محمد یوسف کو اپنا معمول بنا رکھا تھا ہر نوچندی جمعرات کو اس کو زیر اثر کر کے اس سے کھیلتا کبھی واہ گرو کے کبھی بھگوان کے واسطے ڈالتا اس کو زنجیروں سے

مارتا زمین پر پٹختا اگر میرے چچا بھینس کا دودھ دوہنے بیٹھتے تو بھینس کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنے لگتا کوئی اور دودھ دوہتا تو ٹھیک دودھ آتا۔ میرے والد محترم نے اپنے شیخ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تمام حالات بیان کئے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے ایک آیت ارشاد فرمائی اور طریقہ کار بھی سمجھا دیا والد محترم گھر گئے اور نوچندی جمعرات کو جب ان کے ماموں نے اپنے بھانجے کے ساتھ ان کو زمین پر گرا کر زنجیر کو دھونی دیکر حقہ میں الائچی ڈال کر اپنا عمل شروع کیا اور میرے چچا سے کھیلنا شروع کر دیا اسے کبھی زنجیروں سے مارتا اور کبھی پٹخ پٹخ کر زمین پر گرا دیتا کبھی حقہ سر پر رکھ کر کہنے لگتا کہ میں تیری روح جلاتا ہوں مختلف واسطے ڈالنے شروع کر کے اسے معمول بنا کے اس کی زبان سے کہلوایا کہ میں انڈیا سے آیا ہوں فلاں جگہ سے آیا ہوں اس نے ہمیں ناراض کیا ہے ان کے ماموں اس سے پہلے اپنی ہمشیرہ یعنی میری دادی سے کہہ چکے تھے کہ آج اپنے وہابی بیٹے کو گھر نہ رہنے دینا اس سے بزرگ ناراض ہو جائیں گے جبکہ والد محترم اپنے شیخ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق دروازے کی آڑ میں چھپ کر بیٹھ گئے اور ان کی والدہ سمجھیں باہر چلے گئے ہیں والد محترم اپنے بھائی کے یہ الفاظ سن کر کہ میں انڈیا کے فلاں شہر سے آیا ہوں کھڑے ہو کر اپنے ماموں کے سامنے پہنچ گئے اور کہا کہ پاسپورٹ کہاں ہے۔ (سرحد) کیسے پار کی تو ان کے ماموں نے بہن سے کہا کہ دیکھا ہے نا بزرگوں کا منکر۔ اس پر میری دادی ڈنڈا لے کر والد محترم کو مارنے کیلئے بڑھیں والد محترم ادبا" دور ہٹ گئے کیونکہ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کے ادب کی تاکید فرمائی تھی۔ اور تھوڑی دور بیٹھ کر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا عمل پڑھ کر اپنے ماموں پر دم کیا جس سے ان کا گلا پکڑا گیا اور آنکھیں باہر نکل آئیں تو اس نے اپنی بہن کو اشارہ کر کے اپنی تکلیف بتائی۔ دادی صاحبہ نے میرے والد محترم کو کہا کہ میرا بھائی مر رہا ہے تو آپ نے اپنے چھوٹے بھائی کی طرف اشارہ کر کے کہا روزانہ میرے بھائی کو مارتا ہے اس وقت نہیں منع کیا۔ ایک ہنگامہ سا شروع ہو گیا

سب خاندان والے رشتہ دار بھائی بند وغیرہ جمع ہو گئے میری دادی مرحومہ نے قرآن منگوا کر سر پر رکھ کر دہائی دی۔ تو میرے والد نے پڑھنا چھوڑ دیا چھوٹتے ہی بھاگنے لگا تو بھائیوں نے پکڑ لیا کہ آج فیصلہ کرو۔ روزانہ کہتے تھے کہ مولوی امام دین وہابی ہے پیروں بزرگوں کو نہیں مانتے اس پر والد محترم نے فرمایا کہ یہ میرے پیر کی ایک پھونک کا اثر ہے پھر چھوٹے بھائی کو مخاطب کر کے کہا کہ یوسف بھینس کا دودھ نکالو۔ ان کی والدہ صاحبہ اور دوسرے بھائی کہنے لگے کہ اس کے نکالنے پر تو بھینس کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آتا ہے ظلم نہ کرو تو والد مکرم نے فرمایا کہ آج یوسف ہی دودھ نکالے گا۔ اس پر چچا نے دودھ نکالنا شروع کیا تو سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے دودھ صحیح آرہا ہے اور بہت زیادہ ہے گھر کے برتن بھرنا شروع ہو گئے والد مکرم فرماتے رہے اور برتن لے آؤ وہ بھر جاتا پھر کہتے اور برتن لاؤ آخر ان کی والدہ محترمہ نے کہا کہ اب بس کرو شام کو مسجد میں جاکر یوسف چچا نے اذان دی تو گاؤں کے لوگ پکار اٹھے کہ چودھری صادق علی کے بیٹے یوسف کی آواز ہے یہ تو بیمار تھا اس پر جاننے والوں نے بتایا کہ ان کے بھائی مولوی امام دین صاحب آئے ہیں اور یہ واقع ہوا ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں والد صاحب کے ماموں بھی تائب ہو گئے پورا قرآن با ترجمہ سنا خاندان کے چالیس افراد نے مشرکانہ افعال سے توبہ کی۔

آپ کی نظر کرم سے شیعہ سنی ہو گئے

جناب ابو عبدالرحمٰن ریاض الحسن قادری سرکولیشن منیجر ہفت روزہ خدام الدین فرماتے ہیں کہ اجنیانوالہ ضلع شیخوپورہ میں اہل تشیع زور میں تھے انہوں نے دو سید زادوں کو گمراہ کر کے شیعہ بنا لیا اور کہا کہ اب تم اصلی سید ہوئے ہو سینوں کی مسجد پر قبضہ کر کے اس میں گدھے باندھنے شروع کر دیئے میرے والد حضرت شیخ المکرم ابو الحسن امام الدین قادری ڈاکٹر مناظر حسین نظر کے

کے ہمراہ حضرت لاہوری ﷫ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام واقعات سے آگاہ فرمایا اور بتایا کہ مسجد کا چبوترہ تو ہم نے خالی کرا لیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ وہاں وعظ ہو جائے جس سے لوگوں کو سمجھایا جا سکے۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ مولانا لال حسین اختر تشریف لے آئے۔ حضرت لاہوری ﷫ نے مولانا لال حسین اختر سے پوچھا کہ کیا پروگرام ہے۔ جناب لال حسین اختر صاحب نے جواب دیا کہ عراق سے شیعوں کی کتابیں لایا ہوں آج فلاں فلاں جگہ میری تقریر ہے۔ حضرت لاہوری ﷫ نے فرمایا کہ وہاں میں اطلاع بھیج دیتا ہوں کہ کل کی نشست میں آپ کی تقریر ہے آج آپ ان کے ساتھ اجنیانوالہ تشریف لے جاویں غرض مولانا لال حسین اختر والد صاحب کے ساتھ اجنیانوالہ تشریف لائے اور تقریر فرمائی کہ سید نسل در نسل سید ہوتے ہیں کسی دوسری نسل کا سید نہیں ہو سکتا۔ جس طرح یہودی ہندو وغیرہ نسلا" ہوتے ہیں اسی طرح سید بھی نسلی ہوتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اگر یہ پہلے سید نہ تھے تو اب کیسے ہو گئے اگر پہلے نقلی تھے تو اب اصلی کیسے ہوئے۔ پوری وضاحت سے تفصیلا بیان فرمایا جس سے دونوں سید زادے تائب ہوئے۔ مسجد کو گدھوں سے پاک کیا۔ نماز پنج گانہ شروع کی نماز جمعہ کیلئے خطیب کی ضرورت محسوس ہوئی میرے والد مرحوم دوبارہ اپنے شیخ حضرت لاہوری ﷫ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ ایسا شخص چاہئے جو اہل تشیع سے نبرد آزما ہو سکے اپنا مدعا بیان کیا حضرت اقدس لاہوری ﷫ نے فرمایا کہ آپ شروع کر دیں والد محترم نے پھر عرض کیا کہ حضرت شیعوں کا مقابلہ ہے میرے اندر تو قوت گویائی ہی نہیں ہے اس پر حضرت اقدس لاہوری ﷫ نے ان کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑا اور فرمایا۔

نہ کتابوں سے نہ واعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

پھر فرمایا کہ جاؤ اللہ کا نام لیکر شروع کر دو بس پھر کیا تھا اللہ رب العزت نے سات سال تک توفیق عطا فرمائی شیعوں کے مقابلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے ایسے عقدے کھولے کہ شیعوں کی زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں۔ قتل کے منصوبے بنے لیکن جو حملہ کرنے آیا تائب ہو کر گیا آلہ قتل سامنے رکھ کر معافی مانگی' مدرسہ قائم ہوا جس سے سینکڑوں حفاظ وقرا پیدا ہوئے حضرت اقدس کی دعا کے نتیجے میں شیعوں اور عیسائیوں سے زندگی بھر بار ہا' مناظرے ہوئے اور بڑی ہدایت کا ذریعہ بنے۔

گناہ گار عورت سے لاتعلقی

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ ایک معزز خاندان کے فرد نے جو احقر کا بہت دوست ہے اپنا ایک واقعہ بتایا کہ اس کا ایک عورت کے ساتھ ناجائز تعلق تھا وہ اگرچہ عقلاً اخلاقاً' شرعاً اس گناہ سے یکسر کنارہ چاہتا تھا مگر اس عورت کی توجہ اور اس کے جذبات کا اشتعال پھر گناہ پر مجبور کر دیتا۔ اس لئے وہ بہت پریشان تھا کہ اس گناہ سے کسی طرح نجات ملے وہ اسی کشمکش میں مبتلا زندگی سے بیزار تھا آخر اس نے مجھ پر راز فاش کیا اور کہا خدا کے لئے کسی بزرگ سے اس کا مداوا معلوم کیجئے میں نے حضرت ﷺ کی خدمت میں اشارتاً" معاملہ کا اظہار کر دیا۔ آپ نے تحریر فرما کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اور فرمایا صبح وشام تنہائی میں دس منٹ کے لئے اس عورت کا تصور کیا جائے پھر تصور میں اسے مردہ اور ایک لاش سمجھا جائے پھر سوچے کہ قبر کے گڑھے میں عورت کی لاش سے خون اور پیپ بہہ رہا ہے اور نہ حسن ہے نہ جوانی' نہ جذبات' بدبودار لاش ہے۔ دس منٹ مسلسل اس تصور میں رہے۔ پھر نہایت خضوع وخشوع اور معافی چاہنے کے عاجزانہ انداز میں یہ لکھا ہوا صبح شام ایک ایک تسبیح پڑھے' انشاء اللہ اس گناہ سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ میں نے یہ عمل اس

دوست کو بتایا اس نے باقاعدہ عمل شروع کیا۔ مہینہ سے کچھ دن اوپر ہوئے تو اس نے بیان کیا کہ مجھے اس عورت اور اس کام دونوں سے نفرت بڑھ رہی ہے اور پھر قطعاً وہ بات جاتی رہی اور اس نے مکمل توبہ کر لی۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۶)

ایک توجہ سے پکا نمازی بنا دیا

جناب ایم اے تاجی صاحب پروفیسر ایچی سن کالج لاہور فرماتے ہیں کہ جناب نذیر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قرب وجوار کے رہنے والے ہیں تقریباً چالیس سال پہلے بسلسلہ ملازمت لاہور آئے حضرت، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ ہوا تو بیعت ہو گئے۔ نذیر صاحب کے والد جناب لال بخش صاحب گاؤں میں ہی تھے لیکن نماز سے غفلت تھی نذیر صاحب والد صاحب کے اس عمل سے بہت کڑھتے تھے اور بے حد بے چین اور متفکر تھے۔ ایک دن ان کے والد صاحب لاہور آئے تو یہ انہیں حضرت اقدس کی خدمت میں لے گئے بعد درس حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے والد لال بخش صاحب کا تعارف کراتے ہوئے نماز سے غفلت کا بھی ذکر کیا۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے غور سے لال بخش صاحب کو دیکھ کر فرمایا۔

> "بزرگو ہم دونوں کی داڑھیاں سفید ہو گئی ہیں اور دونوں موت کے دہانے پر کھڑے ہیں نماز پڑھا کرو"۔ اتنا فرما کر چند لمحے آپ خاموش رہے اور پھر دوسرے شخص کی جانب متوجہ ہو گئے۔

نوجوان نذیر صاحب سمجھتے تھے کہ حضرت اقدس قرآن واحادیث کے حوالے دے کر والد صاحب کو سمجھائیں گے اور نماز پڑھنے کا وعدہ لیں گے لیکن ادھر یہ کچھ بھی نہ ہوا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ محفل سے اٹھنے لگے تو نذیر صاحب نے دل گرفتہ آواز میں پھر عرض کیا کہ حضرت ان کے لئے دعا فرما دیجئے گا۔ حضرت اقدس نے مسکرا کر جواب دیا ہاں بھئی دعا بھی کریں گے اور چل

پڑے۔

نذیر صاحب کچھ افسردہ اور ان کے والد انتہائی خوش وخرم محفل سے رخصت ہوئے۔ ایک دو دن بعد لال بخش صاحب گاؤں واپس چلے گئے اور جاتے ہوئے نذیر صاحب سے فرمایا کہ بیٹا جب بھی لاہور آؤں گا تمہارے مولوی صاحب سے ضرور ملوں گا۔

نذیر صاحب نے اداسی کی وجہ سے گاؤں جانا بھی ترک کر دیا تقریباً دو ماہ بعد گاؤں سے ان کا ایک ملنے والا آیا اور ان کے پاس مہمان رہا گاؤں کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے تعجب سے کہا کہ یار تمہارے والد تو لاہور سے جانے کے بعد بڑے پکے نمازی ہو گئے ہیں میں تو بتانا ہی بھول گیا تھا۔ نذیر صاحب نے بڑی حیرانی سے سنا اور یقین نہ کرتے ہوئے بار بار اس بارے میں سوال کئے اور کئی بار اقرار کرانے پر بھی تسلی نہ ہوئی تو مہمان نے جھنجھلا کر کہا کہ میں کوئی مذاق تو نہیں کر رہا ہوں وہ اب اپنا وقت اکثر مسجد میں گزارتے ہیں یقین نہیں آتا تو خود گاؤں جاکر دیکھ لو۔ نذیر صاحب خوشی اور حیرانی کے عالم میں رات بھر کروٹیں بدلتے رہے سو نہ سکے اگلے اتوار کو گاؤں پہنچ گئے واقعی بڑے صاحب کی کایا پلٹ چکی تھی۔ ان کے اوقات اب چوپال کی بجائے مسجد میں گزرتے تھے۔

کچھ دنوں بعد لال بخش صاحب لاہور آئے تو حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا' ان کی زبان دیہاتی اور موٹی تھی الفاظ زبان پر نہیں چڑھتے تھے اس لئے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسم ذات اللہ کا ورد رکھنے کیلئے فرمایا اور یہی ان کا حال و قال بن گیا داڑھی بھی رکھ لی اور ہروقت ذکر میں مشغول رہنے لگے۔

صوفی جمیل احمد رحمۃ اللہ علیہ میواتی دہلی والوں سے جو حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مفتی بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز تھے نذیر صاحب کی اچھی یاد اللہ تھی اپنے والد لال بخش صاحب کی وفات کے بعد جمیل احمد صاحب سے

دعائے مغفرت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا نذیر صاحب جائے شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد صاحب کا خاتمہ ایمان پر فرمایا ہے' کچھ عرصے بعد نذیر صاحب جناب جمیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کو میانی صاحب کے قبرستان لے گئے تو لال بخش صاحب کی قبر کے پاس کچھ رک کر جمیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"میں ان کو جس حال میں دیکھ رہا ہوں اگر آپ دیکھ لیں تو شاید تمنا کر بیٹھیں کہ ابھی موت آجائے اور ان کے پہلو میں دفن ہو جائیں؟ (ماخذ خدام الدین ۸ مارچ ۹۶ء)

آپ کے ساتھ کھانا کھانے سے زانی تائب ہو گیا

حاجی عظمت اللہ صاحب حیدر آباد سندھ کا کہنا ہے کہ غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ میں لاہور میں تھا۔ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بیٹے کی رسم نکاح پر بلایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے حسب معمول کھانے کا پوچھا۔ عام طور پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ انکار کر دیا کرتے تھے۔ مگر اس بار کمال مہربانی سے دعوت منظور فرمالی۔ چنانچہ کھانا پیش کیا گیا۔ قریب ہی ایک متمول نوجوان عزیز نامی کھڑا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ "آئیں بھئی آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔

"جوان نے بوکھلا کر اور ہکلا کر جواب دیا میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں کہاں میں اور کہاں آپ" حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم دونوں انسان ہیں اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھالیا۔ کھانا کھانے کے دوران جوان یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ کھانا کھا کر گھر گیا اور اپنی رکھیل طوائف سے کہا کہ یا تو نکاح کر لے یا یہاں سے چلی جا' اپنا راستہ لے۔ اس نے اسی وقت نکاح کر لیا۔ (ماخذ خدام الدین ۸ مارچ ۹۶ء)

روحانی توجہ کے خصوصی اثرات

(ا) حضرت لاہوری کے روحانی اثرات نے لاکھوں مسلمانوں کو قعر

ضلالت سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر لگایا۔ علوم ظاہریہ میں تمام زندگی گزارنے پر بھی وہ کیفیت حاصل نہیں ہوسکتی جو مرد حق آگاہ کی ایک نظر سے حاصل ہوسکتی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ حضرت امام الاولیا لاہوری قدس سرہ العزیز علوم باطنیہ میں اس بلند ترین مقام پر جلوہ افروز تھے جس کی نظیر اس دور میں کم ملتی ہے۔ اس کا اعتراف ان علماکرام کو بھی ہے جو علوم اسلامیہ میں فاضل مانے جاتے ہیں اور دوسرے اہل دل بزرگان کو بھی ہے۔

(۱) الحاج مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ایبٹ آباد فرماتے ہین کہ ۱۹۶۰ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایبٹ آباد تشریف لائے۔ تو اہالیان ایبٹ آباد نے نماز جمعہ عید گاہ میں ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں قریباً بارہ تیرہ ہزار کا مجمع تھا۔ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آج خطبہ بھی آپ فرمائیں اور نماز بھی آپ ہی پڑھائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میں دونوں کام نہیں کرسکتا۔ آپ خطبہ بھی فرمائیں اور نماز بھی پڑھائیں۔ البتہ میں آپ پر توجہ کروں گا"

خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ میں تقریباً چالیس سال سے خطابت کر رہا ہوں مگر اس دن جتنا موثر خطبہ میں نے پڑھا' اتنا پہلے کبھی نہیں پڑھا تھا۔ اس کا اعتراف اس نماز جمعہ میں شریک ہونیوالے نمازیوں نے بھی کیا۔ (مرد مومن صفحہ ۹۱)

(۲) شیخ محمد شریف صاحب نے ذکر کیا کہ ایک نوجوان مسمی عبدالستار قدم بوسی کا ملتجی ہوا اور اس نے عرض کی کہ "حضرت سینما کو بہت جی چاہتا ہے طبیعت قطعاً نہیں رکتی" حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چند منٹ خاموشی اختیار کی اور توجہ فرمائی۔ پھر پوچھا تو عبدالستار نے فوراً عرض کی کہ "حضرت اب دل میں نفرت پیدا ہوچکی ہے" (مرد مومن صفحہ ۹۱)

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم سوہدروی کا بیان ہے کہ قادیانی ایجی ٹیشن کے سلسلے میں دوسرے علما کی طرح میں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی ملتان جیل

میں الگ الگ کمروں میں مقید تھے۔ سرفیروز خاں نون صوبے کے وزیراعلیٰ مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت کو لاہور تبدیل کر دیا۔ بعد ازاں افسر اعلیٰ جیل نے مجھ سے پوچھا کہ اس کمرے میں کون بزرگ رہتے تھے۔ میں نے بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں جیل میں ہر عالم کو طرح طرح سے تنگ کیا کرتا تھا مگر جب ان کے کمرے میں آتا تو دروازے میں داخل ہوتے ہی میرے آنسو جاری ہو جاتے۔ ایک دو دفعہ میں نے اسے اتفاق سمجھا لیکن متواتر ایسا ہونے سے میں ان کی روحانیت کا قائل ہو گیا اور اس کے بعد آپ کو پریشان کرنے کا خیال تک دل میں نہ لایا۔ (مرد مومن صفحہ ۹۲)

(۴) حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر مناظر حسین نظر کی دعوت پر ایک مرتبہ ضلع شیخو پورہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے رات کو بندہ آمد از برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ دوران تقریر آپ نے لوگوں سے عہد لیا کہ وہ آئندہ نماز باقاعدگی سے ادا کریں گے۔ الحمد للہ بیشتر لوگ پنج وقتہ نماز ہی نہیں تہجد تک کے پابند ہو گئے۔ اور اکثر کا یہ حال تھا کہ اگر ایک دن تہجد قضا ہو جاتی تو یہ محسوس کرتے کہ جیسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ وعدہ یاد دلا رہے ہیں اور وہ فوراً ایفائے عہد پر مستعد ہو جاتے۔ (مرد مومن صفحہ ۹۳)

(۵) حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آر۔اے بازا لاہور چھاؤنی تشریف لائے۔ معلوم ہوتا تھا۔ دنیا استقبال کیلئے ٹوٹ پڑی ہے۔ کافی لوگوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا ڈاکٹر مناظر حسین نظر کے مکان پر عوام کے ایک گروہ کثیر نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرتبہ تشریف آوری سے علاقہ پر یہ اثر ہوا کہ مسجدوں میں نمازیوں کیلئے جگہ تنگ ہو گئی۔ بیشتر لوگ یاد الٰہی میں شاغل ہو گئے۔ اکثر لوگ جو سینما کے بے حد شائق تھے سینما کے نام تک سے متنفر ہو گئے اور برائیوں سے پہلے ہی دن تائب ہو گئے۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ توجہ کا اثر تھا۔

اسی طرح بیشتر مقامات ایسے ہیں کہ جہاں حضرت " صرف ایک مرتبہ

تشریف لے گئے لیکن ہزاروں اشخاص ان کے قدوم میمونیت لزوم کی برکت سے یادالٰہی اور عبادات میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔ (مردمومن صفحہ ۹۳)

یہ کسی رافضی کے قدم کانشان ہے

حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ نے بتایا کہ ۱۹۴۶ء میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ہماری دادی اماں صاحبہ اور والد محترم حضرت امام المہدی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک سفر تھے افراد خاندان کے علاوہ حاجی دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کے بھی سترہ اٹھارہ افراد ساتھ تھے۔

حضرت امام المہدی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دن جنت بقیع گئے تو وہاں پر ایک قدم کانشان تھا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اس پر توجہ دیں" میں نے توجہ دی اور کہا "حضرت! یہ کسی مسلوب الایمان کانشان قدم ہے" فرمانے لگے "تم ٹھیک کہتے ہو یہ کسی رافضی کے قدم کانشان ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا بازی کرتا ہے۔ (ماخذ خدام الدین ۳/اکتوبر ۹۷ء)

لاہور میں چھوڑا ہوا تیل جنات نے جہاز میں پہنچادیا

حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ نے بتایا کہ ۱۹۴۶ء کے سفرحج میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو وجہ المفاصل کی تکلیف تھی جس کی مالش کے لئے ایک تیل خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ وہ خاص تیل لاہور سے روانگی کے وقت ساتھ لینا بھول گئے۔ سفرمیں جب ضرورت پیش آئی تو وہ تیل وہاں بذریعہ جنات پہنچ گیا۔

(ماخذ خدام الدین ۳/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

باب چہارم

ولی کامل کا زہد و تقویٰ اور شان استغناء

والدین کی حیرت انگیز منت

ضلع گوجرانوالہ کے گکھڑ نامی قصبہ کے مشرقی جانب چار میل کے فاصلے پر قصبہ جلال میں نو مسلم شیخ حبیب اللہ رہتے تھے جو نہایت متقی اور دیندار تھے سلسلہ عالیہ چشتیہ سے منسلک تھے۔ ان کی بیوی پیدائشی مسلمان اور ذاکر شاغل متقی پرہیز گار تھی۔ یاد الٰہی اور عبادت گزاری میں دونوں میاں بیوی اکثر مشغول رہتے۔ ایک روز شیخ حبیب اللہ تلاوت کلام پاک فرما رہے تھے جب تیسرے پارے کے بارہویں رکوع کی اس آیت جس میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ اپنے پیٹ کی اولاد کو اللہ کی راہ میں نذر کرتی ہیں پر پہنچے تو اس دعا سے بہت متاثر ہوئے اور ایک عجیب سی کیفیت سے سرشار ہو کر بیوی سے ذکر کیا اور دونوں میاں بیوی نے ایک وجدانی رقت قلب کے ساتھ دربار الٰہی میں ہاتھ پھیلا دیئے اور یہ دعا کی:

> "اے پروردگار! اے عمران کی بیوی کی پکار سننے والے آقا۔ اے موسیٰ کو فرعون سے نجات بخشنے والے مولیٰ۔ اے رب محمد و کعبہ!
> ہم بھی اپنے بچے کو تیرے لئے وقف کرتے ہیں تو اسے قبول فرما۔

چنانچہ اجابت الٰہی نے اس پر خلوص دعا کا استقبال کیا ۱۸۸۶ء مطابق ۱۳۰۴ھ کے مقدس مہینے ماہ رمضان میں جہد مسلسل عمل پیہم کے خوگر مفسر قرآن کو پیدا فرما کر مسلسل دینی کام لیکر ۱۳۸۱ھ کے اسی مقدس مہینے ماہ رمضان میں مطابق ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء واپس بلا لیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۲۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ نمبر ۱۹ مرد مومن)

مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ زاہدانہ تربیت

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نو برس کی عمر تک ہی پہنچ پائے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سندھ کے ولی کامل اور قطب وقت حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت مولانا سندھی نے اس بچہ کی والدہ سے نکاح کر لیا اس لحاظ سے حضرت سندھی مرحوم اس بچے کے سوتیلے باپ بھی ہو گئے چنانچہ اس بچے کے دوسرے بھائیوں کی بھی تربیت مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہو گئی لیکن کچھ عرصہ بعد یہ بچہ اپنی والدہ کی شفقتوں سے بھی محروم ہو گیا وہ نکاح کے بعد کچھ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں۔

مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ سخت مزاج تھے ہر وقت اس بچے کو کام میں مصروف رکھتے گھر کی ہر ضرورت کے لئے یہی بچہ ملازم اور مزدور کا کام دیتا جنگل سے لکڑیاں کاٹنے سے لے کر پانی بھرنا اور اپنے بھائیوں اور مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں تک کے کپڑے دھونا وغیرہ سبھی کام اس بچہ کے ذمہ تھا کوئی شبہ نہیں کہ ننھی سی جان پر اتنا بوجھ ڈالنا بہت بڑی زیادتی ہے لیکن عامی کی نظر اور اہل دل کی نظر کے زاویے مختلف ہوتے ہیں۔ نظر تو یہی ہے جس کا اظہار کر دیا لیکن اہل دل کا نقطہ نظر ہمارے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اہل ظاہر اور اہل باطن کا فرق یہیں سے واضح ہو جاتا ہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کھانے کو بھی پیٹ بھر کر نہیں دیا جاتا تھا۔ حضرت مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے دو روٹیاں آتی تھیں۔ ایک مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کھا لیتے اور دوسری یہ بچہ کھاتا اور یہ حالت اس وقت تک قائم رہی جب کہ یہ بچہ مقتداء انام اور پیشوائے دین بن چکا بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ جب سیری نہ ہوتی اور تقاضہ شدید صورت اختیار کر جاتا تو جنگل میں جا کر پھلیوں وغیرہ سے پیٹ بھر لیا جاتا۔

(ماخوذ از مرد مومن صفحہ ۲۰ و امام الاولیاء نمبر صفحہ ۳۶)

تربیت توکل

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نوراللہ مرقدہ کے ساتھ امروٹ تشریف لائے' تو عربی فارسی صرف ونحو اور منطق وغیرہ حضرت سندھی ﷫ سے پڑھتے تھے حضرت علامہ تاج محمود امروٹی نوراللہ مرقدہ کے زیر تربیت اللہ اللہ کرنے والوں کی جماعت تھی جن کی زندگی اصحاب صفہ کی زندگی سے مشابہ تھی لنگر میں جو کچھ اللہ تعالیٰ بھیج دیتا وہی ان لوگوں کی شبانہ روز کی خوراک ہوتی بعض اوقات دونوں وقت کا فاقہ ہوتا بعض اوقات سوکھی روٹیاں چبائی جاتیں حضرت لاہوری ﷫ فرمایا کرتے کہ بعض دفعہ ستو کی قسم کی خوراک ہوتی جس میں سے ستارے بھی نظر آتے اس کا نام ستارہ پلاؤ تھا۔

بارک اللہ! یہ متوکلین کی جماعت ایک قطب الاقطاب کی سرپرستی میں تمام کائنات سے منہ موڑ کر تسلیم ورضا کے ابواب یاد کر رہی تھی یہ دین حنیف کے وہ شہسوار ہیں جو کہ ہر زمانے میں کائنات کے کسی نہ کسی گوشے میں اسی طرح تربیت پاتے ہیں۔ (ماخوذ انوار ولایت)

قصبہ راہوں' جالندھر میں زمانہ نظربندی میں قیام و طعام

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ ریشمی رومال کی تحریک میں گرفتاری کے بعد مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے دہلی سے شملہ لائے گئے پھر جالندھر میں نظربند کر دیئے گئے ضلعی ڈپٹی کمشنر نے آپ کو قصبہ راہوں ضلع جالندھر میں نظربندی کا حکم سنایا آپ کو بتایا گیا کہ آپ اس قصبہ کی حدود سے باہر نہیں جا سکتے نہ ہی اس قصبے سے باہر کا کوئی آدمی آپ سے مل سکتا ہے اگر آپ کو خط لکھنا ہے تو لکھ کر تھانہ انچارج سب انسپکٹر پولیس کو دیں گے یہ سب انسپکٹر سکھ تھا وہ خط کے مندرجات کا معائنہ کر کے مطمئن ہونے کے بعد مکتوب الیہ کو بھیجنے کا مجاز

تھا۔ حکومت کی طرف سے آپ کا پندرہ روپیہ ماہانہ وظیفہ برائے روزمرہ اخراجات مقرر ہوا۔ یہ حکم سنا کر آپ کو حوالات سے باہر نکال دیا گیا۔

یہ واقعہ ماہ نومبر کا ہے جبکہ اس علاقے میں خاصی سردی تھی آپ کے جسم پر ایک ململ کا کرتہ اور اسپر لمبی عربی عبا پہنے ہوئے تھے اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا اور رضائی بستر او غیرہ نہیں تھا سردی دن بدن زور پکڑتی جارہی تھی پولیس سٹیشن کے ساتھ ہی شاہی زمانے کی ایک مسجد تھی جس میں آپ ﷺ دن رات معمولات اور اوراد و ظائف اور تلاوت میں مشغول رہتے' ان دنوں آپ ﷺ کو قرآن حکیم میں غور و فکر تدبر اور عبادات میں استغراق کا سنہرا موقع میسر آیا۔ صبح شام کھانے کا انتظام سکھ سب انسپکٹر نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا تاکہ پندرہ روپے ماہانہ وظیفہ کو بآسانی ہڑپ کر سکے کھانے کا اہتمام مسلمان سپاہیوں کے ہمراہ کیا گیا مگر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ سپاہی ایندھن اپلے لکڑی وغیرہ دیہاتی چوکیداروں سے حکماً" بطور بیگار منگواتے ہیں تو آپ نے توکل علی اللہ ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیا پولیس انسپکٹر کو اطلاع بھی دی لیکن اس نے کوئی متبادل انتظام و اہتمام نہیں کیا۔ کارساز عالم نے ان حالات میں اپنی رحمت عظیمہ سے ایک غریب بڑھیا کے دل میں آپ کی مدد کا جذبہ ابھارا اور وہ روزانہ بعد نماز عصر مسجد کے باہر کھڑی ہو کر مکئی کے بھنے ہوئے دانے اور گڑ آپ کو پیش کرتی آپ ﷺ ان دانوں اور گڑ پر ہی شام و سحر گزران فرماتے۔

اسی طرح سخت سردی میں ناکافی لباس اور رضائی بستر انہ ہونے کی وجہ سے بے حد اذیت میں تھے۔ مسجد کے ایک نمازی نے متعدد بار آپ سے پوچھا کہ میں آپ ﷺ کے لئے بستر لادوں لیکن اس اقرار کو بھی ایک طرح سے سوال کی قسم سمجھتے ہوئے ہر دفعہ انکار فرماتے رہے آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی پر بھی اپنی احتیاج کا اظہار کرنا' نامناسب سمجھتے تھے یہ اقرار تعلق باللہ میں فتور پیدا کر سکتا تھا اس لئے آپ اجتناب فرماتے رہے۔ چند روز کی آزمائش کے بعد ایک معمر متقی پرہیز گار

شخص بعد نماز عشاء جبکہ آپ بالکل تنہا تشریف فرما تھے ایک نیا لحاف اور نئی تو شک لئے حاضر خدمت ہوا اور نہایت ادب و احترام سے آپ کی خدمت اقدس میں پیش فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عطیہ الٰہی سمجھتے ہوئے اسے قبول فرمالیا۔ یاد رہے یہ واقعہ آپ کی پیرانہ سالی کا نہیں بلکہ جوان العمری کا ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف تیس اکتیس برس تھی۔ (ماخوذ از انوار ولایت اور کتاب الحسنات صفحہ ۲۷ تا ۴۷)

ذریعہ معاش

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے امامت خطابت درس و تدریس تصنیف و تالیف تمام تبلیغی دینی امور اور نکاح وغیرہ کو کبھی بھی ذریعہ آمدنی نہیں بنایا۔

(۱) لاہور سکونت اختیار کی تو ذریعہ معاش کچھ نہ تھا گھر میں کئی کئی روز فاقہ رہتا مگر آپ نے کبھی اپنے دونوں مربیوں کے سامنے ذکر نہیں کیا' ایک دفعہ حضرت غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا بیٹا! گھر کے برتن مانجھ کر رکھ دیا کرو اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اللہ اللہ کرتے رہو اللہ مسبب الاسباب ہے۔ اللہ بہت رزق عطا فرمائیں گے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ اس کے بعد رزق کے دروازے کھل گئے۔ (ید بیضاء صفحہ ۱۶۰)

(۲) جناب قاضی محمد عدیل عباسی ایڈیٹر زمیندار ۱۹۲۲ء لاہور اپنے ایک مضمون "حضرت مولانا احمد علی" میں لکھتے ہیں کہ جمعرات کا پورا دن اور جمعہ کی نماز سے پہلے کا وقت ان ڈیڑھ دنوں میں مولانا اپنی معاش کا بندوبست فرماتے کبھی کتابوں کی کتابت کرتے کبھی صابن سازی کرتے۔ میں نے خود تو صابن بناتے نہیں دیکھا شاید یہ کام گھر میں کرتے تھے لیکن کتابت کی اصلاح میں مشغول دیکھا ہے ڈیڑھ دن کی اس آمدنی سے پورے ہفتہ کا گھر کا خرچ چلاتے اور سارے اوقات دینی کاموں میں صرف فرماتے یہ آمدنی انتہائی قلیل ہوتی تھی میں نے سنا ہے بعض اوقات پورا گھر بھنے چنے پر وقت گزار دیتا۔ مگر بایں ہمہ یہ ممکن نہ تھا کہ شان خودداری

اور فقر و استغناء میں کوئی فرق آئے۔

(۳) قاضی محمد عدیل عباسی صاحب اسی مضمون میں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جمعیت العلماء ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس۔ کلکتہ میں شرکت کے لئے جانا ہوا واپسی میں گورکھ پور کے لوگ سخت اصرار کر کے انجمن اسلامیہ کے جلسے میں لے گئے آپ ﷫ نے تقریر میں درس قرآن جاری فرمانے پر زور دیا اس انوکھی بات کا لوگوں کے ذہنوں پر بڑا اچھا اثر پڑا یہ تعمیری پروگرام تھا اور زمانے کی روش سے ہٹا ہوا۔ جب آپ واپسی کے لئے اسٹیشن پہنچے تو منتظمین انجمن نے پچاس روپے پیش کئے مولانا نے پوچھا یہ کیا ہے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ کہہ دے نذر ہے یہ کہہ کر ٹالنا چاہا کہ کرایہ ہے تو فرمایا لاہور سے کلکتہ اور واپسی کا خرچ جمعیت العلماء ہند نے دے دیا آپ لوگ سٹیشن سے تانگہ پر لے گئے اور واپس لائے اپنے ہاں کھانا کھلایا میرا تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوا تو پھر کرایہ کیسا؟ تب لوگ مجبور ہوئے اور کہا کہ حضرت نذر سمجھ کر رکھ لیجئے تو حضرت شیخ التفسیر ﷫ نے نذر قبول کرنے سے انکار فرمادیا (صفحہ ۳۳ حضرت شیخ التفسیر اور خلفاء نمبر)

زہد و ورع

ڈاکٹر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمتہ اللہ علیہ مشہور زمانہ مفکر اسلام ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مایہ ناز ادیب، خلیفہ مجاز حضرت لاہوری ﷫ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری ﷫ سے ۱۹۲۹ء سے نیاز حاصل تھا، علمی و باطنی تلمذ کا شرف حاصل ہے آپ ﷫ کی خدمت اقدس میں کئی کئی ماہ قیام کی سعادت سے مشرف ہوا، آپ کا سب سے زیادہ روشن امتیازی وصف زہد و ورع احتیاط اور زاہدانہ و مجاہدانہ زندگی ہے آپ انجمن خدام الدین کے امیر اور بانی صدر انجمن تھے جس کے تحت مدرسہ قاسم العلوم، مدرستہ البنات، ہفت روزہ خدام الدین مکتبہ کی دوسری خدمات کثیر التعداد تبلیغی رسائل کا اجراء، ترجمہ و حاشیہ

قرآن اور دیگر دینی سرگرمیاں سب مولانا کی محنت اخلاص اور مقبولیت کی رہین منت تھیں، لیکن یہ امر حیرت ناک ہے کہ آپ ﷫ کی یہ تمام خدمات اعزازی اور رضا کارانہ تھیں اور آپ ان تمام اداروں سے ایک پیسہ بھی لینے کے روا دار نہ تھے اور نہ ہی ان اداروں سے کبھی اپنی اولاد کے لئے کوئی منفعت حاصل کی حتیٰ کہ ہفت روزہ خدام الدین بھی خرید کر پڑھتے تھے۔

ایک دفعہ آپ ﷫ سخت علیل ہو گئے معالجین نے جو دوا و غذا کا نظام بنایا اس کی آپ کی زاہدانہ زندگی میں کہیں گنجائش نہ تھی اراکین نے یہ سمجھ کر کہ ان تمام اداروں کا وجود مولانا کے دم سے ہے آپ ﷫ کے علاج معالجہ پر کچھ خرچ انجمن کے فنڈ سے کر دیا۔ آپ ﷫ کو صحتمند ہونے کے بعد جب یہ معلوم ہوا تو سخت جز بز ہوئے اور فرمایا کہ مجھے ناجائز کھلا دیا۔ اور پورا حساب اپنے پاس سے بے باق کر دیا۔

مدرسہ قاسم العلوم کی طالب علمی کے دوران میں واقفین حال سے کئی دفعہ معلوم ہوا کہ حضرت کے ہاں کبھی کبھی فاقہ ہوتا ہے جبکہ طلبہ کے لئے بڑی فراوانی کے ساتھ کھانے پکتے اور ہم سب طلباء آسودہ ہو کر کھاتے لیکن مجال نہ تھی کہ مولانا کے ہاں اس میں سے ایک دانہ بھی پہنچ جاتا یا ان کے گھر کا کوئی بچہ کبھی اس کھانے سے مستفید ہوتا حالانکہ آپ ﷫ کا دولت خانہ مدرسہ کے عقب میں تھا اور درمیان میں صرف ایک پتلی سی گلی تھی۔ ہم لوگوں کو خوب اندازہ تھا کہ مولانا ﷫ کے ہاں انتہائی عسرت اور نہایت سادگی کے ساتھ گزران ہوتی ہے ہفتہ میں ایک آدھ دن کوئی مزدوری کا کام کر لیتے جس سے پورے ہفتہ اہل و عیال کی گزران کا بندوبست ہوتا اگر کوئی مہمان آجاتا تو اخفاء حال کے لئے کھانے کا انتظام باہر سے فرماتے انجمن کے کسی خادم یا منتظم کو کچھ نقد عنایت فرما کر مہمانوں کی میزبانی ہوتی۔ رمضان المبارک میں عام طور پر غریب مسلمانوں کے ہاں بھی کچھ نہ کچھ اہتمام اور تکلف ہو ہی جاتا ہے لیکن مولانا ﷫ کے ہاں اتنا بھی اہتمام نہ پایا افطار عام طور پر

پنجاب کے رواج کے مطابق چھوہارے یا پانی سے ہو جاتا تھا ایک روز مولانا ﷫ نے فرمایا آج کھانا میرے ساتھ کھانا نماز مغرب کے بعد نوافل سے فارغ ہوئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا مولوی ابوالحسن میں گھر خبر دینا بھول گیا کہ آج آپ ساتھ کھانا کھائیں گے یہ فرما کر مجھے ساتھ چلنے کا اشارہ فرمایا گھر پہنچے تو سادہ روٹی اور ماش کی دال سامنے تھی آپ ﷫ نے میری خاطر دہی کا خاص اہتمام فرمایا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲ حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوری اور ان کے خلفاء)

نماز باجماعت کے وقت کی پابندی

منشی سلطان احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جناب مولا بخش سومرو وزیر اعلیٰ سندھ ملنے کیلئے تشریف لائے۔ جماعت کا وقت قریب تھا اس لئے حضرت ﷫ نے چلتے چلتے چند لمحے بات کی لیکن نماز کی پابندی میں ہرگز فرق نہ آنے دیا۔

(ماخوذ صفحہ ۲۳۰ انوار ولایت حصہ اول)

کمال سادگی

آپ سفر و حضر میں نہایت ہی سادہ اور بے تکلف زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دفعہ نواب بہاول پور کی دعوت پر بہاول پور تشریف لے گئے۔ نواب صاحب کی طرف سے استقبال کے لئے ریلوے سٹیشن پر وزیر اعظم صاحب اور دوسرے خدام حاضر ہوئے۔ حضرت جب پلیٹ فارم پر تشریف لے آئے۔ تو آپ کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک مصلیٰ تھا جس کے ساتھ ایک جیب سی لگی ہوئی تھی اس میں بعض ضروری اشیاء رکھ لیا کرتے تھے۔ وزیر صاحب نے حضرت ﷫ سے معلوم کیا کہ سامان اور خدام کس ڈبے میں ہیں۔ حضرت ﷫ نے فرمایا۔

"میرا سامان صرف یہی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ خادم وغیرہ کوئی ساتھ نہیں چنانچہ اس سادگی میں تشریف لے گئے۔"

(صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ مرد مومن)

آپ ﷺ نے گرمیوں میں ابتداء عمر سے لے کر وفات تک کھدر کا لباس استعمال کیا آپ ہمیشہ کھدر کی لمبی قمیض ۔ شرعی مغلیٰ کا پاجامہ اور کھدر کی ٹوپی پر کھدر کی پگڑی استعمال کرتے تھے۔ پاؤں میں سرخ جوتی ہوتی تھی۔

سردیوں میں گرم کپڑے کی لمبی قمیض 'گرم واسکٹ اور اسپر روئی کا لمبا کوٹ (جیسا کہ بخارا کے علماء استعمال کرتے ہیں) پہنا کرتے تھے۔ پیروں میں گرم جرابیں ہوتی تھیں۔ جن پر شدید سردی کے موسم میں چمڑا چڑھالیا کرتے تھے۔

(کتاب الحسنات صفحہ ۴۰۵)

نہ نکاح پڑھانے کا معاوضہ لیتے نہ اس گھر کا کھانا کھاتے

حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ آپ کبھی کسی سے کوئی چیز یا رقم بطور نذرانہ نہیں لیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں اکثر امراء کے ہاں نکاح پڑھایا مگر نہ دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی اور نہ کوئی ہدیہ وغیرہ وصول کیا۔ ایسی مجالس میں شرکت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ :۔

"دنیاوی لحاظ سے بڑے لوگ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کا نکاح پڑھوانے کے لئے بڑے مولویوں کو بلائیں۔ لہٰذا مجھے بھی کچھ لوگ بڑا مولوی سمجھ کر اس قسم کی دعوت دے دیتے ہیں۔ میں مسنون سمجھ کر قبول کر لیتا ہوں۔ مقصد کوئی کھانا پینا یا کچھ لینا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ شرط لگا کر جاتا ہوں کہ میں کوئی نذرانہ وصول نہیں کروں گا۔ البتہ آپ سے پانچ منٹ لوں گا۔ جس میں سارے اسلام کا خلاصہ عرض کرونگا۔

ایسے واقعات میں سے چند مشہور واقعات درج ذیل ہیں :۔

(ا) نواب مظفر خان مرحوم کی بیٹی کی شادی تھی۔ انہوں نے حضرت ﷺ سے درخواست کی نکاح آپ پڑھائیں ۔ حضرت ﷺ نے قبول فرمالیا۔ سر سکندر حیات خاں وزیراعظم پنجاب لڑکی کے ماموں تھے۔ حکومت وقت کے بڑے

عہدیدار اس تقریب میں شریک تھے جو مہمان محفل میں آتا تو اس کی آمد پر سب لوگ کھڑے ہو جاتے۔ حضرت بیٹھے رہتے۔ البتہ ایک باریش بزرگ نواب محمد حیات قریشی آئے تو آپ کھڑے ہو گئے۔ نکاح کی رسم ادا ہوئی۔ حضرت ﷫ نے خطبہ پڑھا اور دعا کی۔ سر سکندر حیات خاں مرحوم نے ایک قیمتی دوشالے کے کنارے پر ایک سو ایک روپیہ رکھ کر حضرت ﷫ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر حضرت ﷫ نے انکار کر دیا۔ آپ کھانے میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۸۳ مرد مومن)

(۲) اس کے علاوہ متعدد شرفاء اور امراء کی مجالس نکاح میں حضرت کا یہی طرز عمل رہا حتیٰ کہ گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نواب کالا باغ اور لغاری خاندان کے مابین رشتہ کی تقریب نکاح کے بعد اسی معمول کے مطابق واپس تشریف لائے۔ (ماخوذ صفحہ ۱۹۹۔ امام الاولیاء نمبر)

مریدین و معتقدین کے ہاں کھانے سے گریز

نواب مظفر خان مرحوم کی اہلیہ کو خواب میں ہدایت ملی کہ وہ آپ سے دلائل الخیرات کی اجازت لیں حضرت نے نواب صاحب کی درخواست پر ان کی اہلیہ کو بیعت فرمایا۔ دلائل الخیرات کی اجازت دے دی۔ مگر اس قدر روحانی تعلق اور ان کے بے حد اصرار کے باوجود ان کے ہاں بھی کبھی کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ ایک مرتبہ انجمن حمایت الاسلام کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے نواب حبیب الرحمٰن شیروانی تشریف لائے تو نواب مظفر خان صاحب نے نواب حبیب الرحمٰن شیروانی سے سفارش کروادی۔ حضرت نے منظور تو فرمالیا، مگر جب گھر تشریف لائے تو یاد آیا کہ اسی وقت کی دعوت نواں محلّہ کے ایک بڑھئی کی منظور فرما چکے ہیں تو آپ نے معذرت کا رقعہ بھیج دیا اور اس طرح اس دعوت طعام سے علیحدہ رہے۔ (ماخوذ صفحہ ۱۸۳ مرد مومن)

تبلیغی دوروں میں بھی اپنا کھانا ساتھ رکھتے

حضرت ﷺ نے کسی کانفرنس یا جلسے میں شرکت کے لئے کبھی کوئی رقم قبول نہیں کی۔ مدارس عربیہ کے جلسوں میں شرکت کے لئے جب تشریف لے جاتے تو اپنا کرایہ خود ادا کرتے۔ اگر کرایہ نہ ہوتا تو شرکت ہی نہ فرماتے۔ جماعت کی استدعاء پر کسی جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے، تو اس کے لئے بھی ان کی دل جوئی کرتے ہوئے بعض اوقات کرایہ ہی لیتے باقی تمام رقم منتظمین کے حوالے کر دیتے۔

(ا) ۶۱۔ ۱۹۶۰ء میں آپ ایبٹ آباد تشریف لائے تو سب سے پہلے منتظمین جلسہ کو کرایہ میں سے بچی ہوئی رقم واپس کی اور فرمایا میں یہاں اللہ کا نام سکھانے آیا ہوں۔"

(ب) ایک بار حضرت ﷺ کو نواب محمد حیات قریشی سرگودھا والوں نے اپنے علاقے میں تبلیغ کے لئے دعوت دی۔ آپ نے فرمایا "اس شرط پر قبول کروں گا کہ میرے قیام اور طعام کا آپ فکر نہ کریں۔" نواب صاحب نے کہا رہائش کے لئے تو ہمارے ہاں مسجد ہے۔ مگر ہمارے گاؤں میں ہوٹل کوئی نہیں جہاں سے آپ کھانا کھا سکیں۔ مگر حضرت ﷺ رات مسجد میں قیام فرماتے اور کھانے کے لئے جو خشک روٹیاں گھر سے لے گئے تھے وہ تناول فرماتے اور کنوئیں کا پانی پی لیتے۔

(ج) ایک بار حضرت ﷺ سوات کے علاقے میں تبلیغ کرنے کے لئے گئے۔ اور وہاں کے لوگوں سے شرط رکھی کہ تمہارے ہاں کچھ نہیں کھاؤں گا چنانچہ اپنے دستور کے مطابق میٹھی روٹیاں پکوا کر ساتھ لے گئے۔ مگر اتفاقاً داڑھوں میں درد شروع ہو گیا اور وہ روٹی نہ کھا سکے۔ اس لئے آٹھ دن تک صرف دو پیسے کے ٹماٹر لے کر کھاتے رہے۔

(د) ایک بار حضرت ﷺ بہاولپور کے علاقے میں تبلیغی دورے پر گئے لیکن باوجود اصرار کے کھانا نہیں کھایا۔ بھوک زیادہ ستاتی تو بیگ میں سے بھنے ہوئے

چنے تھوڑے سے گڑ کے ساتھ کھا لیتے اور پانی پی کر اگلے گاؤں چلے جاتے۔ بعض جگہ لوگ روپوں کی تھیلیاں پیش کرتے لیکن حضرت ﷫ لینے سے انکار کر دیتے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۸۴ مرد مومن)

رسالہ خدام الدین نقد قیمت دیکر خریدتے

انجمن خدام الدین کی ساری مطبوعات حضرت ﷫ کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ مگر آپ نے ان کی فروخت سے کبھی ایک پائی تک نہ لی۔ کس قدر بلند مقام کے مالک تھے۔ آپ اپنے اور اپنے اعزہ کے لئے ہفتہ وار خدام الدین کا پرچہ بھی مفت نہیں قیمت ادا کر کے لیا کرتے تھے۔ (ماخذ صفحہ ۱۸۵ مرد مومن)

کار لینے سے انکار

حضرت ﷫ کے ایک مخلص مرید (جناب عبدالحمید خاں صاحب فیروز سنز والے جو آپ کی سوانح حیات مرد مومن کے مصنف بھی ہیں) نے ایک مرتبہ ایک نئی کار حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے یہ عرض کیا کہ کار کے ڈرائیور' مرمت' پٹرول وغیرہ کے تمام مصارف میں ادا کرتا رہوں گا' مگر حضرت ﷫ نے اپنی شان استغناء کو برقرار رکھتے ہوئے نئی کار قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۵۲۸ امام الاولیاء نمبر)

پانچ دن کے فاقے کے باوجود نکاح پر عطیہ لینے سے انکار

(۱) حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری ﷫ نے فرمایا کہ ایک دن میرے ایک دوست بڑی شاندار موٹر کار میں نکاح پڑھوانے کے لئے لے گئے میرے گھر میں پانچ دن کا فاقہ تھا اور مجھ سے چلنا بھی بڑا مشکل تھا لیکن یہ اصول تھا کہ جہاں نکاح پڑھانے جاتے وہاں نہ کھانا کھاتے تھے نہ ایک گھونٹ پانی کا پیتے خدا کی

شان! فرمانے لگے جب میں نکاح سے فارغ ہوا۔ ۱۹۲۴ء کی بات ہے سستے زمانے تھے اور اس مالدار آدمی نے مجھے ۵۰ روپے دیئے تو میں نے کہا اللہ آپ کو برکت دے میں نے اللہ کی رضا کے لئے نکاح پڑھانا اپنا معمول بنالیا ہے۔ میں اس کو قبول نہیں کرتا۔ حضرت اقدس ؒ فرماتے تھے میرا نفس مجھے کہنے لگا' احمد علی تو نے مانگے تو نہیں خود ہی دے رہا ہے مگر میں نے اپنے نفس کو فوراً ڈانٹا کہ آج تو ایک دفعہ اصول سے ہٹا تو ساری زندگی کبھی بھی اصول پر عمل پیرا نہیں ہو سکے گا اپنے رب کی ذات پر بھروسہ کر کہ اللہ مجھے بلا حیلہ' بلاواسطہ دینے پر قادر ہے جو اللہ پاک نکاح پڑھوانے والے کے واسطے سے دے سکتا ہے۔ وہ بلا واسطہ بھی دے سکتا ہے حضرت لاہوری ؒ فرماتے ہیں کہ میں کوٹھی سے باہر آیا تو میں نے کہا کہ میں پیدل ہی چلا جاؤں گا مزنگ سے شیرانوالہ کا فاصلہ پانچ میل ہے۔ پانچ دن کا فاقہ اور پیدل چلنا' میں چوک میں پہنچا تو ایک تانگا میرے قریب آکر رکا اور ایک ملنگ سا انسان بڑے ادب اور احترام سے اترا اور اس نے میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں یہ اپنی امانت وصول کیجئے اور مجھے آگیا (اجازت) دیجئے۔ میں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام رام چند ہے اب آپ دیکھئے اللہ پاک نے اس کے ہاتھوں خود پہنچا دیئے۔ حضرت اقدس ؒ نے اس کی کلائی پکڑ کر پوچھا آپ ہیں کون؟ مجھے جانتے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ کافی عرصہ ہوا کہ ایک مسلمان بزرگ آئے اور میرے پاس پچاس روپے امانت رکھوائے میں نے سال بھر انتظار کیا وہ بزرگ نہ آئے میں نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ بہت دن ہوئے وہ وفات پا چکے ہیں۔ میں نے معلوم کیا کوئی ان کا بیٹا۔ کوئی پوتا' کوئی عزیز کوئی رشتہ دار کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ کوئی ہے۔ ایک دن خواب میں مجھے آپ کی شکل دکھائی گئی کہ وہ پچاس روپے اس مسلمان کو دینے ہیں۔ اس آدمی کو دے آؤ۔ تو کہنے لگا کہ میں نے آپ کا حلیہ ایک مسلمان قلی سے اسٹیشن پر پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ حلیہ تو مولانا احمد علی کا ہے جو شیرانوالہ میں ہوتے ہیں۔ آج میں دکان

سے فارغ ہوا اور آپ کی مسجد میں پہنچا تو وہاں معلوم ہوا کہ آپ مزنگ نکاح پڑھانے فلاں کے گھر گئے ہیں تو میں اس کوٹھی پر آیا کوٹھی والوں نے بتایا ابھی نکل کر گئے ہیں سو میں آپ کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا۔

(ماخوذ از خدام الدین ۶ تا ۱۹ جولائی ۱۹۹۰ء جلد ۳۵ شمارہ ۵۲/۵۱)

(ب) حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب (جہلم) والے فرماتے ہیں باتوں باتوں میں ایک دفعہ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک روز عصر کا وقت تھا مجھے بھوک لگی ہوئی تھی گھر پہنچ کر کھانے کو کچھ مانگا۔ بیوی نے بتایا آج گھر میں کھانے کھلانے کو کچھ بھی نہیں۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا حضرت تشریف لے چلئے اور نکاح پڑھا دیجئے۔ انہوں نے نکاح پڑھانے کے بعد پانچ روپے پیش کئے مگر میں نے قبول نہ کئے۔ واپس آکر مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل رہا تھا کہ ایک شخص نے پانچ روپے ہدیتاً دیئے وہ میں نے قبول کر لئے جن سے خورد ونوش کا بندوبست کیا۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۱۵)

ایک اسٹیشن پہلے اتر کر پیدل جلسہ گاہ پہنچے

ایک دفعہ ضلع سیالکوٹ کے قصبہ (نوشہرکے زیاں) میں حضرت کا وعظ تھا سینکڑوں لوگ گاڑی کے وقت اسٹیشن پر استقبال کے لئے گئے مگر حضرت کو نہ پایا اور لوٹ آئے آخر کار جلسہ شروع کر دیا گیا قرآن پاک کی تلاوت ہوئی نظمیں اور نعتیں پڑھی گئیں مولانا بشیر احمد پسروری علیہ الرحمۃ نے تقریر شروع کر دی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ تنہا تشریف لے آئے ہیں احباب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کسی نے عرض کیا حضرت ہم تو اسٹیشن پر استقبال کے لئے گئے تھے اور مایوس لوٹ آئے حضرت نے فرمایا میں اسی لئے تو قلعہ سوبھا سنگھ اتر گیا تھا اب وہاں سے یہاں تک پہنچا ہوں میرے استقبال کی کیا ضرورت تھی ان باتوں سے طبیعت کو مناسبت ہی نہیں۔ (ہفت روزہ ختم نبوت ۔۔۔ جلد ۸ شمارہ ۱۸)

پولیس کو تلاشی میں گھر میں کھانے پینے کا سامان بھی نہ ملا

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات فرماتے ہیں کہ انجمن حمایت الاسلام لاہور نے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کی فرمائش پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے "اشاعت اسلام کالج" قائم کیا تھا تاکہ آریوں اور عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمان مبلغین اور مناظرین تیار کئے جا سکیں۔ کالج کی کمیٹی کے صدر مولانا احمد علی ؒ اور سیکرٹری شیخ عظیم اللہ مرحوم ایڈووکیٹ منتخب ہوئے۔ بحیثیت پرنسپل میرا تقرر کیا گیا۔ کالج نیا نیا قائم ہوا تھا۔ اس لئے انتظامی معاملات میں ہدایات لینے کے لئے مجھے اکثر اوقات حضرت لاہوری ؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔

یہ ۱۹۳۲ کا واقعہ ہے حسب معمول دن کے دس ساڑھے دس بجے کالج کی ڈاک لے کر احکامات لینے کے لئے حضرت کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ سینکڑوں لوگ حضرت کے گھر کے سامنے جمع تھے۔ کئی چارپائیاں سڑک پر بچھی ہوئی تھیں معلوم ہوا کسی نے مخبری کی ہے کہ حضرت ؒ کا تعلق بھگت سنگھ اور دت کی دہشت پسند انقلابی تنظیم سے ہے۔ حضرت ؒ کے گھر میں اس تنظیم نے بم چھپائے ہیں۔ جو گھر میں کسی کوٹھری میں چھپا کر رکھے ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ انسپکٹر سی آئی ڈی اپنے ماتحت اسٹاف کو ساتھ لیکر خانہ تلاشی کر رہے ہیں۔ حضرت لاہوری ؒ اپنے فرزند مولوی عبیداللہ انور سلمہ، کو جن کی عمر اس وقت غالباً دو تین سال کی تھی گود میں لئے ٹہل رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا تم ذرا بچے کو گود میں لے لو تو میں اندر ہو آؤں۔ میں نے صاحب زادہ بلند اقبال کو اپنی گود میں لے لیا اور ٹہلنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت ؒ آگے آگے اور سی آئی ڈی کا اسٹاف پیچھے پیچھے مکان سے برآمد ہوئے اور سب لوگ چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ سکھ انسپکٹر نے حضرت ؒ سے کہا مولوی صاحب مجھے ندامت ہے اس مخبر نے بالکل جھوٹی اطلاع دی تھی۔ دوبارہ اسے مغلظات دینے کے بعد اس نے کہا آپ مجھے معاف کر دیں۔ حضرت ؒ نے

فرمایا مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے تم نے تو اپنا فرض منصبی انجام دیا۔ لیکن تمہیں مطمئن کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ "معاف کیا" اس پر اس سکھ افسر نے شکریہ ادا کیا اور کہا مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شوق سے پوچھو۔ اس نے کہا میں نے آپ کے سارے گھر کی تلاشی لی ہے۔ اس لئے باورچی خانے کی تلاشی بھی لی ہے۔ نہ تو آپ کے گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہے اور نہ باورچی خانے میں نمک و مرچ' ہلدی گرم مصالحہ' ادرک و پیاز یا رات کی باسی روٹی ہے آپ کے گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ (اس نے واقعی تلاشی لی تھی۔ ہر ڈبہ کھول کر دیکھا تھا) تو آپ کھاتے کہاں سے ہیں اور زندگی کیسے بسر کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت مسکرائے اور فرمایا "ہم فقیروں کا قانون حیات یہ ہے کہ اگر اللہ بھیج دیتا ہے تو کھا لیتے ہیں ورنہ روزہ رکھتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی اس کے عادی ہیں چنانچہ جس دن گھر میں کچھ نہیں ہوتا تو یہ بچہ (عبیداللہ انور) بھی اپنی ماں کی طرح صرف پانی پر گزارہ کرتا ہے۔ فقیر تو آخرت کی فکر کرتا ہے۔ روٹی کی فکر نہیں کرتا۔ ہم تو فقیر ہیں ہمارا رزاق اللہ ہے" یہ سن کر اس سکھ انسپکٹر اور اس کے غیر مسلم سٹاف کی آنکھوں میں آنسو آگئے رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے کہا کہ واہ گرو کی کرپا سے آج ایک رشی مہاتما کے درشن ہو گئے اور اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھول کر دس روپے کا نوٹ نکال کر حضرت کے چرنوں میں ارپن کر دیا" یہ اسی کے الفاظ ہیں یعنی رقم آپ کے قدموں میں بطور نذر پیش کرتا ہوں۔ حضرت ﷫ نے مسکرا کر فرمایا "انسپکٹر صاحب! تم نے دیکھ لی میرے اللہ کی کارسازی اور غریب نوازی! یہ کہہ کر آپ نے اپنے مرید سے کہا لو بھائی یہ نوٹ لے جاؤ اور کھانے پینے کا سامان لے آؤ۔ یہ فرما کر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

کارساز ما بفکر کار ما
فکر ما در کار ما آزار ما

"وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

ایک دن غالباً ۶۱/۱۹۶۰ء میں مجھ سے فرمایا "اللہ کا معاملہ میرے ساتھ بڑا عجیب ہے۔ میں کلمہ حق کہنے کی پاداش میں ۱۳ مرتبہ جیل جا چکا ہوں اور اللہ ۱۳ بار ہی مجھے اپنے گھر (خانہ کعبہ) بلا چکا ہے۔ (ایک حج بعد میں کیا)۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۹۰ کتاب الحسنات صفحہ ۵۲۹ خدام الدین امام اولیاء نمبر)

بے سرو سامانی کی کیفیت دیکھ کر ڈاکٹر کی خدام کو تنبیہہ

کیپٹن غازی خدا بخش صاحب فرماتے ہیں۔ لاہور کی زندگی کے ابتدائی ایام پر ہی غور کریں۔ کس قدر سیرت رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔ اللہ اللہ۔ گرمی کا موسم ہے اور حضرت ؒ بیمار ہو گئے ڈاکٹر بلایا گیا اس نے گھر کے اثاثے کا جائزہ لیا تو چند مٹی کے برتن نظر پڑے وہ بھی خالی ظرف ہے مظروف نہیں۔ چارپائی پر بستر نہیں۔ ایک تہبند اوپر ڈالا ہے مکان کی تنگی سے ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب معائنہ کرنے کے بعد نیچے اترے اور ہمیں کوسنے لگے کہ اتنا جید عالم اور اس کے گھر کی یہ حالت۔ ہوش کے ناخن لیں۔ اور سب سے پہلے مکان تبدیل کر دیں۔

دوستو! اگر ایک ایسا وقت تھا تو آخر صبر اور توکل سے ایسا وقت بھی آیا کہ حضرت ؒ معہ اہل و عیال چودہ بار حرمین شریف پہنچے۔ اور ایک دفعہ واپس تشریف لا کر فرمایا "اس دفعہ تو ہزار روپیہ صرف ہوا ہے اور عزیز حافظ حبیب اللہ کی مکے مدینے میں خاطر و مدارت اس کے علاوہ!

یہ ہے قرآن پر عمل کا نتیجہ۔ جب توکل اختیار کرنے والا توکل کرتے ہوئے ذکر و شکر سے کام لیتا ہے اور صبر و نماز سے مدد لیتا ہے تو اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔

پھر وہ دیتا ہے تو بغیر حساب دیتا ہے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے وہاں سے دیتا ہے جہاں سے سان گمان بھی نہ ہو۔ کسی امیر یا رئیس کو اتنی دفعہ حجاز جانا' میسر نہیں ہوا

جتنی دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس ارض مقدس میں بذریعہ ہوائی جہاز جانا نصیب ہوا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۳۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

کڑوا سالن کھایا

سنت کے اتباع میں آپ کی عادت یہ تھی کہ کھانا پسند ہو یا نہ ہو کبھی نقص نہیں نکالتے تھے' ایک مرتبہ آپ کھانا کھانے بیٹھے تو نمک کی زیادتی کی وجہ سے سالن کڑوا ہو گیا تھا' آپ نے بدقت کھانا کھایا مگر اپنی اہلیہ سے تذکرہ نہ کیا۔ ہوا یہ کہ آپ کی اہلیہ نے نمک کی جو ڈلی ہنڈیا میں ڈالی تھی وہ نکالنی یاد نہ رہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کھانا کھانے کے بعد جب انہوں نے کھانا کھایا تو اس بات کا احساس ہوا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۵ حضرت لاہوری ؒ اور خلفاء)

کئی دن کی باسی پھپھوندی روٹی کھالی شکوہ زبان پر نہ لائے

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ گھر میں دیر سے تشریف لائے' رات ہو چکی تھی۔ گھر میں طبیعت ناساز تھی۔ حضرت نے نیند سے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ صاحبزادی نے اٹھ کر کھانا دیا' اتفاق سے صاحبزادی صاحبہ کو پتہ نہ تھا کہ تازہ روٹی کہاں رکھی ہیں وہ غلطی سے کئی دن کی باسی روٹی اٹھا لائیں اور سالن برتن میں ڈال کر حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے جو دیکھا تو روٹی بہت سخت تھی اس پر پھپھوندی (پھوٹی) جمی ہوئی تھی۔ صاحبزادی صاحبہ کے علم میں یہ بات نہ تھی لیکن حضرت نے اسے بتانا بھی مناسب نہ سمجھا اور دل سے فیصلہ کر لیا کہ:

> "اللہ تعالیٰ جو روز اچھی اور تازہ روٹی دیتا ہے اگر آج اس نے یہ باسی روٹی سامنے رکھوا دی ہے تو اس کی نعمت سے کیسے انکار کیا جائے۔ غرضیکہ اسی روٹی کو کھا لیا۔"

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ

> "کھانے میں کراہت بھی محسوس ہوتی تھی' جی متلاتا تھا' قے آیا چاہتی

تھی مگر نفس کو سزا دی اور چار و ناچار ساری روٹی کھالی۔"

اس واقعہ کو بیان کر کے فرمایا کہ:

"یہ دونوں مریبوں "خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ" حضرت سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے انانیت اور نفس کو مسل کر رکھ دیا۔ (خدام الدین ص ۵۔ ۲۶ جون ۱۹۶۴ء)

ضرورت کے باوجود سعودیہ میں گھڑی نہیں خریدی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس ذکر میں فرمایا کہ حضرت اقدس ایک دفعہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی ہمراہ تھا وہاں جاکر آپ نے اپنی گھڑی برادر بزرگوار مولانا حبیب اللہ صاحب دامت برکاتہم کو دے دی۔ واپسی پر جب ہم کراچی پہنچے تو حضرت نے مجھے حکم دیا کہ بازار سے ان کے لئے کوئی گھڑی خرید لاؤں میں نے سوچا ہم گھڑیوں کے گھر سے آرہے ہیں۔ دام بھی سستے تھے شرعاً بھی کوئی قباحت نہ تھی۔ کیونکہ گھڑی ضرورت کے لئے خریدنا تھی۔ کاروبار کے لئے نہیں۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے۔ گھڑی خریدنے کا شرعی جواز موجود تھا۔ لیکن میں اس ادنیٰ سی رعایت سے فائدہ اٹھانا بھی تقویٰ کے خلاف سمجھتا ہوں اور میرا یہ اقدام اس غلط روش سے عملی تردید ہے جس نے کاروبار کی شکل اختیار کر لی ہے۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۵)

شادیوں میں رسوم سے بچنا

لڑکی کے نکاح میں قرن اولیٰ کی تقلید

(۱) شادیوں میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

چودہ سو سال بعد احکامات الٰہی پر اسی طرح قرن اولی کے مطابق عمل کیا اپنی دختر نیک اختر کا نکاح ایک بے گھر بے در بے بس و ناتواں لیکن متقی و پرہیزگار طالب علم مولوی نوراللہ سے کیا نکاح کے لئے ان کا لباس بھی اپنے پاس سے بنا کر دیا۔ اور تمام رسموں کی جڑیں کاٹ دیں۔ (خدام الدین ۱۶ فروری ۹۶ء)

(۴) ۲۸ ستمبر ۱۹۵۵ء کے دن صاحبزادے مولوی حمید اللہ کی شادی تھی مولوی عبید اللہ انور مستورات کو لے کر ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء کو چکوال چلے گئے۔ ۲۸ ستمبر کو برات دولہا اور والد صاحب حضرت مولانا کے علاوہ صرف مولوی عبدالمجید سوہدروی پر مشتمل تھی انکے کہنے پر ایک ٹانگہ والے میاں محمد دین کو ساتھ لے لیا مہر ۱۲۵ روپیہ مقرر ہوا۔ شرائط لڑکی کو جو قمیض گھر والے دیں وہ بند گلے کی ہوں آستین پوری ہوں برقعہ سادہ ہو میز کرسی کوچ وغیرہ کچھ نہیں ہونا چاہئے برتنوں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لڑکی کے والد نے چار سو روپیہ اور ماموں نے دو سو روپیہ دئے کہ جو سامان مناسب سمجھیں خرید لیں۔ رات کو حافظ غلام حبیب کے اصرار پر حضرت نے مسجد میں تقریر فرمائی صبح درس قرآن دیا۔ یکم اکتوبر کو مدرسہ کے طلباء اور مسجد کے نمازیوں کے علاوہ چند احباب کو مدرسہ قاسم العلوم میں ولیمہ کا کھانا کھلادیا۔ جو گھر میں آلو گوشت مستورات نے پکایا تھا نان تندوری تھے۔

(ماخذ صفحہ ۱۴ خدام الدین ۶ دسمبر ۱۹۹۶ء)

غیبی امداد سے طباعت قرآن شریف

توکل پر ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ کیپٹن غازی خدا بخش اور مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد یں تو کئی بنائی ہیں لیکن اس وقت مرمت کیلئے فنڈ کی قلت ہے۔ دونوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مودبانہ عرض کیا اور جمعہ میں فنڈ کے لئے اپیل کی درخواست کی فرمایا بیٹا میرے کام تو سب توکل پر چلتے ہیں۔ سنو! گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کو بھیجا

انہوں نے کہا کہ ہم کچھ رقم اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ ہم انجمن خدام الدین کا شائع کردہ قرآن عزیز عکسی چھپوانا چاہتے ہیں اس کی آمدنی میں نہ کوئی میرا حصہ ہے اور نہ میری اولاد کا حصہ ہے۔ لہٰذا اس وقت یہی کار خیر درپیش ہے۔ آپ اسے چھپوا دیں۔ انہوں نے کہا کیا اندازہ ہوگا اندازہ لگوا دیا جائے۔ چند دنوں کے بعد وہ دونوں حضرات پھر آئے اور پوچھا کیا اندازہ لگایا گیا ہے بتایا پچاس ہزار چنانچہ انہوں نے پیش کر دیا۔ بیٹو! میں تو کوئی اپیل نہیں کرتا۔ میرے کام تو اس طرح اللہ کے توکل پر چل رہے ہیں۔ وہی عکسی قرآن عزیز اب قریباً ایک لاکھ کے صرف کثیر سے شائع ہو رہا ہے۔

(صفحہ ۳۳۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

تربیت پسران برائے توکل

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ ارشد سید العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ حضرت قطب العالم کی زیارت آخری سے گذشتہ سال شعبان میں مشرف ہوا حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ دیر تک بیٹھ کر اپنے ارشادات عالی سے سرفراز فرماتے رہے توکل کے سلسلے میں فرمایا کہ میں نے اپنے تینوں بیٹوں کی تکمیل کر دی ہے اور سب کو تاکید کر دی ہے کہ دینی خدمت پر کوئی معاوضہ نہیں لیں گے۔ مولوی حبیب اللہ مدینہ منورہ میں بلا تنخواہ درس دیتا ہے (اس کا ذکر بھی غالباً کشفا" فرمایا کیونکہ گذشتہ دنوں پڑیال ضلع راولپنڈی سے محترم صوبیدار عبدالمجید صاحب نے خط کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ مدینہ منورہ میں ایک مولوی نے اکابر دیوبند کے خلاف سخت تقریر کی ہے اور کہا ہے کہ مولوی حبیب اللہ (حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے) مدینہ منورہ میں سعودی حکومت سے تنخواہ لیتے ہیں۔ اس بات کی تصریح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادی)

(ماخوذ از صفحہ ۲۱ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

صاحبزادوں کی تربیت میں احتیاط

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حافظ حمید اللہ صاحب مرحوم نے یہ واقع خود مجھ سے بیان فرمایا کہ وہ تالاب پر بیٹھے روٹی کھا رہے تھے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور پوچھا یہ کھانا کہاں سے لیا ہے حافظ حمید اللہ صاحب نے کہا کہ طلبہ کے کھانے میں سے لیا ہے یہ سن کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیت رسید کی اور اپنی جیب سے دو آنے نکال کر دیئے کہ جاکر منشی کے پاس طلبہ کے اس کھانے کی قیمت جمع کرا کے آؤ۔ طلبہ کے اس کھانے میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

حالانکہ یہ سب محض آدھی روٹی اور تھوڑا سا آلو کا سالن تھا قیام پاکستان سے پہلے جب کا یہ واقعہ ہے۔ اس کی قیمت ایک آنہ بھی نہ تھی۔

(بروایت چودھری محمد رفیع صاحب صفحہ ۱۳۱ امام الاولیاء نمبر)

تبلیغی جلسہ میں شرکت کیلئے غیبی امداد

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اوکاڑہ شہر کے وسط میں اللہ کے فضل و کرم سے ایک نہایت دیدہ زیب اور عظیم الشان مسجد تاج المساجد کے نام سے ابھی زیر تعمیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی جامعہ عثمانیہ قائم ہے اور اس مسجد کے نیچے مسجد اور مدرسے کے اخراجات کے لئے سینکڑوں دکانیں ہیں۔ یہ مسجد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جانثار مرید قاضی عبد الرحمان صاحب کے خواب کی نہایت پاکیزہ تعبیر ہے۔

قاضی صاحب نے ایک گزشتہ اجلاس کا عجیب و غریب واقعہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں نیا نیا اوکاڑے میں آیا تو یہاں ہمارے ہم خیال کم تھے۔ میں نے ایک عظیم الشان جلسے کے انعقاد کا اہتمام کیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کچھ اور مقررین کو شرکت کی دعوت دی۔ جب حسب عادت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت کا

مشروط وعدہ فرمایا کہ ہم اگر اللہ کو منظور ہوا تو حاضر ہوں گے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے وقت پر کرایہ مہیا فرمادیا تو انکار نہیں' اگر کرایہ نہ بھجوایا تو پھر مجھے معذور سمجھیں۔ قاضی صاحب فرمانے لگے کہ میں جلسہ شروع کرا کے لوگوں کے بار بار حضرت ﷺ کے متعلق پوچھنے سے کہ آئے ہیں یا نہیں' سخت پریشان ہو گیا کہ حضرت ﷺ تو تشریف لائے نہیں اور دنیا مجھے چھوڑے گی نہیں۔ پروپیگنڈا میں نے کافی کیا ہوا تھا' چنانچہ مجھے خیال گزرا کہ حضرت ﷺ نے مشروط وعدہ فرمایا تھا اور شاید کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے تشریف نہ لائے ہوں' میں جلسہ شروع کرا کے لاہور روانہ ہو گیا کہ منت سماجت کر کے اور اپنے خرچہ سے انہیں لے آؤں۔

جب لاہور پہنچا تو حضرت ﷺ مکان پر تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا "حضرت! جلسہ شروع ہو چکا ہے' اوکاڑہ میں ایک دنیا آپ ﷺ کا انتظار کر رہی ہے' آپ ﷺ یہیں ہیں' تشریف لے جانے کا کوئی خیال ہے یا نہیں؟" تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "آپ کو میری شرط تو یاد ہی ہوگی؟ وہ شرط اگر پوری ہو گئی ہوتی تو میں آپ کے پاس ہی ہوتا۔ ان حالات میں اپنے اصول کی بناء پر مجبور ہوں"۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بڑا اصرار کیا کہ "حضرت! اس دفعہ میرے ٹکٹ پر تشریف لے چلیں' وہاں دنیا آپ ﷺ کے نام پر جمع ہے' لوگ مجھ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں' میں انہیں کس طرح منہ دکھاؤں؟ اس دفعہ جیسا بھی ہو آپ تشریف لے چلیں۔ پھر دیکھی جائے گی۔" حضرت ﷺ نے فرمایا کہ "میں کسی کے کہنے پر اپنے اصول سے روگردانی نہیں کیا کرتا آج آپ کے کہنے سے اپنے اصول نظر انداز کر دوں' کل دوسروں کو پھر کس طرح جواب دے سکوں گا؟ یہ بات ہونی بڑی مشکل ہے" قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں بڑا ہی پریشان اور مایوسی کی تصویر بنا کھڑا تھا اور اوکاڑے واپس جانے کی مجھے ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے آتے ہی حضرت ﷺ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور کچھ ان کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا' "حضرت! یہ جناب کے کسی تبلیغی دورے میں خرچ کرنے کیلئے

ہے۔" قاضی صاحب کہتے ہیں اس واقعہ کو دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا، حضرت ﷫ نے مسکرا کر وہ رقم میرے ہاتھ میں تھما دی اور مجھے کہا کہ "میں اسٹیشن آتا ہوں، تم چل کے ٹکٹ لو۔" قاضی صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، مارے خوشی کے آنسو بہہ نکلے اور میں خوشی خوشی اسٹیشن پہنچا۔ اپنا اور حضرت ﷫ کا ٹکٹ لے کے گاڑی میں جگہ محفوظ کرنے کے لئے آگیا اور پھر بڑی بے چینی سے حضرت ﷫ کا انتظار کرنے لگا۔ مگر انتظار بسیار کے باوجود حضرت تشریف نہ لائے اور گاڑی لاہور اسٹیشن سے چل دی۔ میرا ایک قدم گاڑی کے اوپر، ایک قدم نیچے، سخت اضطراب میں تھا، نہ گاڑی پر سوار ہونے کی جرات ہوتی تھی نہ اترنے کی ہمت پڑتی تھی۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ آخر گاڑی لاہور کے اسٹیشن سے چل کر باہر شیڈ کے پاس نہ معلوم کس وجہ سے چند منٹ کے لئے رک گئی۔ میں پھر گاڑی سے اتر اتر کے اسٹیشن کی طرف نظریں دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں دور سے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے حضرت ﷫ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ قاضی صاحب کہتے ہیں میری اس کیفیت مسرت و انبساط کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، حضرت ﷫ نے گاڑی پر قدم رکھا تھا کہ گاڑی چھوٹ گئی اور اس طرح منزل مقصود پر جب پہنچے تو رات کے نو دس بجے کا وقت تھا اور گرمیوں کی راتیں تھیں، جلسہ بڑی کامیابی سے ہو رہا تھا کہ حضرت ﷫ کے پہنچتے ہی لوگوں کی بھی خوشی کی حد نہ رہی۔

(حوالہ خدام الدین ۳۱ جولائی ۶۴ء، ۱۲ فروری ۹۸۔)

مثالی خاندان کے مثالی واقعات

بیوی کی قناعت اور صبر و شکر گزاری

مولانا حبیب اللہ ﷫ فرزند ارجمند حضرت شیخ التفسیر ﷫ لکھتے ہیں کہ: مرحوم و مغفور اعلیٰ حضرت قبلہ ابا جان ﷫ کے تمام اوقات دینی خدمات جلیلہ میں

مصروف رہتے تھے۔ دینی خدمات کے انہماک کی وجہ سے وہ دینوی اشغال سے منقطع تھے۔ اس وجہ سے ان کی گزر بسر اور دینوی معیشت اس طرح منظم اور باقاعدہ مرتب نہیں تھی جس طرح عام دنیاداروں کی ہوتی ہے۔ عسر اور یسر کے دور اکثر و بیشتر آجاتے تھے۔ رزق میں کشائش اور تنگی پھر کشائش اور تنگی حتیٰ کہ فاقوں تک نوبت آجاتی تھی لیکن تمام سازگار اور ناسازگار حالتوں میں والدہ مرحومہ نے حق رفاقت نبھایا۔ رزق کی تنگی کی وجہ سے کبھی بھی زبان پر کوئی حرف شکایت نہیں لاتیں۔ ہمیشہ صبر و شکر ان کا شیوہ و شعار تھا۔ گھر کی ضروریات کیلئے کبھی بھی روپیہ پیسہ کا ان سے مطالبہ نہیں کیا۔ اللہ نے جو رزق دیا اسی پر قناعت کی رزق کی بہتات کی دل میں مطلق حرص نہیں تھی۔

والدہ مرحومہ کی اس سیر چشمی اور قناعت نفس نے ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کو دینی خدمات میں بڑی مدد پہنچائی۔ قبلہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ والدہ مرحومہ کی اس اخلاقی خوبی کے ہمیشہ معترف رہے۔ اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ دین میں سب سے زیادہ میری مدد تمہاری والدہ نے کی ہے۔ اگر تمہاری والدہ کی طبیعت میں دنیا کی طمع اور حرص ہوتی اور وہ مجھ کو گھر کی ضروریات کیلئے روپیہ پیسہ کیلئے شدید مجبور کرتی تو میں بھی کہیں نوکری کرتا۔ کسی اسکول کا ٹیچر، کسی کالج کا پروفیسر یا کسی مطبع میں تصحیح کا کام کرتا۔ پھر دینی خدمات تو نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ والدہ مرحومہ کے اس ایثار و قربانی کو اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل ہوا ہے اور اس کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو بھی اپنے برگزیدہ گروہ میں شامل فرمالیا ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

(ماخوذ از خدام الدین ۷ دسمبر ۹۶ء)

تربیت یافتہ بیوی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بات لطیفے کے طور پر یاد آئی، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو

اخبار سنانے کی ڈیوٹی میری لگ گئی کہ میں رات کو اخبار سے خبریں سناؤں۔ اس بات پر میری والدہ محترمہ مجھ سے ناراض ہوگئیں وہ فرماتی تم اللہ اللہ کرو قرآن حدیث پڑھو یہ کیا کہ تم خود اپنا بھی وقت ضائع کرتے ہو اور حضرات ﷺ کے کان بھی کھاتے ہو۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ضروریات ہیں اس زمانے میں بے خبر انسان اچھا نہیں ہمیں بھی حالات حاضرہ کی کچھ نہ کچھ خبر تو ہونی چاہئے انور ضروری خبریں روزانہ مجھے سنا دیتا ہے معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا میں آج کیا ہو رہا ہے اگر انسان اس سے بے خبر ہو تو اصلاح اور تصدیق کیسے کر سکے گا۔

لیکن والدہ محترمہ فرماتیں کہ "جدوی میں اخبار ویکھدا اے بھیڑیاں ای گلاں نظر آئیاں نیں کدی چنگی گل نظر نہیں آئی اب میں اخبار اٹھاتا ہوں تو واقعی سو فیصدی ان کی بات صحیح تھی موت کی خبریں ڈکیتی کی خبریں زنا چوری اور سینہ زوری کی خبریں ہی ہوتی ہیں۔ (ماخوذ از خدام الدین ۲۸ مئی ۷۱ اور صفحہ ۴۲ جولائی ۹۷ء)

حضرت مولانا حبیب اللہ کے دو خواب بسلسلہ والدہ مکرمہ

(۱) کچھ دن ہوئے خواب میں دیکھتا ہوں کہ نہایت ہی پر بہار موسم ہے۔ رات کا وقت ہے۔ چاند کی چاندنی خوب کھل رہی ہے۔ بڑی سہانی رات ہے۔ سرور و طمانیت کی بڑی ہی دلکش فضا ہے۔ عجیب رونق اور شادمانی ہے یکایک چاند زمین پر گرا اور گرتے ہی غائب ہو گیا۔ تمام فضا تاریک ہوگئی۔ تمام سرور و فرحت متبدل بہ احزان و ہموم ہو گئے۔ سخت پریشانی کی حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ محترمہ والدہ ماجدہ صاحبہ کا انتقال پر ملال ہو گیا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس حادثہ الیمہ کی مجھ کو اطلاع دی جا رہی ہے۔

جو اطلاع اللہ تبارک کی طرف سے مجھ کو ملی تھی بعد میں اپنے اعزہ کے خطوط اور اخبارات سے تصدیق ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ماخذ صفحہ ۱۶ خدام الدین ۲۷ دسمبر ۹۶ء)

(۲) چند دن ہوئے کہ خواب میں دیکھتا ہوں۔ ایک نہایت ہی پر فضا مقام ہے۔ بہت ہی سرسبز و شاداب وادی ہے۔ اس میں ایک مختصر سا چھوٹا سا مکان ہے۔ اس مکان کے چاروں طرف اندر اور باہر سفید چنبیلی کے پھولوں کی بیلیں اس کثرت سے ہیں کہ مکان کی تمام دیواریں باہر والی اور اندر والی انہی سے ڈھک گئی ہیں۔ دیوار کا کوئی حصہ بھی نظر نہیں آتا۔ ان بیلوں پر کثرت سے چنبیلی کے پھول ہیں پھولوں کی کثرت کی وجہ سے مکان کے باہر اور اندر والی دیواریں سفید ہی سفید نظر آرہی ہیں۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ چنبیلی کے پھولوں کی اتنی پیاری اور عمدہ خوشبو اس کثرت سے ہے، کہ اس وجدانی اور ذوقی کیفیت کو الفاظ سے ادا کرنا محال ہے۔ فوق القیاس اور بروں از وہم۔ اس مکان میں مرحومہ و مغفورہ والدہ ماجدہ صاحبہؒ قیام پذیر ہیں۔ اور حسب معمول اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول ہیں۔ بڑی خوش باش مسرور و شاداں و فرحاں بڑی پر سکون فضا بڑا پر بہار منظر بڑی دل کشا کیفیت ہے جس کو دیکھ کر خوشی اور مسرت کی انتہا نہیں رہی۔

اتنے میں خواب سے میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کی تعبیر میں نے یہ سمجھی کہ انشاء اللہ العزیز مرحومہ و مغفورہ والدہ ماجدہ صاحبہؒ کو بھی اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے مقربین بارگاہ الٰہی کے گروہ میں شامل فرمالیا ہے۔۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۷ خدام الدین ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء)

حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

محترم حاجی صدیق صاحب راوی ہیں کہ میں ایک دفعہ حج پر گیا تو میرے پاس امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کا خط تھا جو ان کے بھائی حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دینا تھا۔ مکہ معظمہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ آج کل حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے ملنا ترک کیا ہوا ہے۔ صرف چند مخصوص احباب سے ملاقات ہوتی ہے۔ ایک صاحب کو خط دیا۔ جنہوں نے دو دن کے بعد واپس کر دیا۔ بالآخر خط

مولانا غلام رسول صاحب کو دیا جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے اور مکہ معظمہ میں نئے آنے والے حاجیوں کو خطاب فرماتے تھے اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ انہوں نے وہ خط مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچادیا اور دو دن بعد بتایا کہ آپ کے نام زبانی پیغام یہ ہے کہ خط پڑھ لیا گیا ہے اور آپ کیلئے دعا کردی گئی ہے۔ اب ملاقات کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں خاموش ہوگیا۔ اگلے دن شام کو وعظ فرماتے ہوئے مولانا غلام رسول صاحب نے کہا (مفہوم پیش خدمت ہے)

صاحبو! یہاں ایسے نفوس قدسیہ موجود ہیں جو سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو زندگی دی ہے ان کا ایک ایک لمحہ دین کے کاموں میں اور اس کی بندگی میں صرف کیا جائے۔ لہٰذا ان کے پاس ذاتی کاموں اور ملاقاتوں کیلئے بھی وقت نہیں۔ وہ تو سرتاپا فنافی اللہ ہیں"

چند لمحے رکے پھر حاضرین کو دیکھا اور گویا ہوئے:

"مولانا حبیب اللہ حافظ قرآن ہیں۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور میں ان کے سامنے قرآن ہاتھ میں لئے ان کو سنتا ہوں۔ چند دن گزرے ایک شام کو حسب معمول مولانا حبیب اللہ مجھے قرآن سنا رہے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ایک آیت کے نیچے سرخ روشنائی سے یا سرخ پنسل سے نشان لگا ہوا ہے۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ آخر اس آیت کو انڈر لائن کیوں کیا گیا ہے۔ کیا اس میں کوئی خاص بات ہے؟ حضرت نے ٹال دیا اور کہا کہ آگے چلئے۔ مگر میں نے اصرار کیا اور مسلسل اصرار کرتا رہا کہ مجھے اس خاص آیت کو نشان زدہ کرنے کی وجہ بتلائی جائے جب میرا اصرار بہت بڑھ گیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ ماننے والا نہیں تو سر جھکا کر کہنے لگے۔ مولوی صاحب! میں کچھ عرصہ قبل خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھا ہوا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا تو اچانک.... ہاں اچانک اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وہ حصہ میرے سامنے وا کر دیا جس کی بھڑکتی، لپٹیں مارتی ہوئی آگ میں، میں

نے انسان کو گرتے ہوئے اور موم کی طرح پگھلتے ہوئے دیکھا۔ میں لرزہ براندام رہ گیا۔ یہ تھے حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو قطب الاقطاب، شیخ المشائخ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلف رشید تھے۔"

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔

(ماخذ خدام الدین ۲۷ دسمبر ۹۶ء)

مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی منت
انعامات الٰہیہ کا ایک عجیب واقعہ

مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں بھائی حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے منت مانی کہ اس حج میں والدین سے ملاقات کرا دے تو ایک ہزار طواف کروں گا یہاں حالات سفر چنداں ساز گار نہیں تھے گھر میں صرف ایک ہی آدمی کیلئے زادراہ تھا پچھلے سال بھائی مولوی حمید اللہ والدین کے ساتھ حج کر آئے تھے اس لئے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اس سیاہ کار سے فرمایا تم اپنے لئے درخواست دیدو وہاں مولوی حبیب اللہ بھی دعائیں کرتا ہے اس لئے اگر میں اکیلا جاؤں اور تمہاری والدہ ساتھ نہ ہو تو ظاہر ہے اس کی خوشی پوری نہ ہوگی چونکہ حج فارم میں پوچھا جاتا ہے کہ پہلے حج کیا یا نہیں ظاہر ہے غلط بیانی تو ہو نہیں سکتی تھی اس لئے درخواست نامنظور ہوگئی۔

اللہ کی قدرت کے قربان کہ یہ مشکلات اور موانع از خود دور ہوتے چلے گئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے ایک صاحب ملاقات کو آئے اور بتایا کہ فلاں دن حج کیلئے کراچی سے روانگی ہے۔ رخصت ہونے کی بعد کراچی پہنچ کر انہوں نے از خود کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی کراچی سے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فون کیا کہ اس سال کے آخری ہوائی جہاز سے ہم تینوں یعنی والدین اور اس سیاہ کار کیلئے سیٹیں بک ہوگئی ہیں فوراً کراچی آئیں۔ اس طرح قدرت نے یہ کرشمہ دکھایا اور بھائی صاحب کی منت پوری ہوگئی (حوالہ صفحہ ۹ خدام الدین ۲۰ دسمبر ۹۶ء)

واقعات مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

سفر حج کے لئے زاد راہ کا غیبی انتظام

حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ نے بتایا کہ ۱۹۷۱ء میں میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا ہمارے حضرت اقدس امام الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کی میٹنگ میں شرکت کے لئے کراچی گئے تھے جہاں سے خلاف توقع جلدی لوٹ آئے اور بتایا ہوائی اڈے پر حاجی یوسف صاحب لینے آئے تھے وہ ابھی اسی وقت عمرہ کر کے پہنچے تھے انہوں نے مجھے حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کا پیغام دیا اور کہا کہ حضرت نے یاد فرمایا ہے اور فرمایا ہے جلدی آؤ اور بچوں کو لے کر آؤ۔ انہوں نے آج تک کبھی مجھے حکم نہیں فرمایا زندگی میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد یہ ان کا پہلا حکم ہے۔ اس لئے فوری تعمیل ضروری ہے۔ فوری طور پر ٹیکے وغیرہ لگوائے ہیلتھ سرٹیفکیٹ لئے راتوں رات کراچی روانہ ہو گئے رات گیارہ بجے جہاز کی روانگی تھی۔ حضرت کے پاس کل سات سو روپے تھے جو کراچی تک ہوائی جہاز کے ٹکٹوں کے لئے کافی تھے سفر کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہماری امی جان مدظلہا ہم دونوں بھائی اور چھوٹی ہمشیرہ پانچ افراد تھے۔ سب کے ٹکٹ آ گئے۔ ہم حضرت اقدس کے ہمراہ ٹیکسی کے لئے جا رہے تھے کہ ایک اجنبی آدمی آیا اور پوچھنے لگا کہ مولانا عبید اللہ انور کا مکان کون سا ہے۔ حضرت اس آدمی کو ایک طرف لے گئے اس نے کہا کہ "جی مجھے ہوائی جہاز پر سوار ہونا ہے میں باہر ملک (کویت یا کوئی اور) سے آیا ہوں میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوں ان کا مرید ہوں میں نے جب کاروبار شروع کیا تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پیسہ کا حصہ رکھا تھا یہ آٹھ نو ہزار روپیہ بنے ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین کو دینے ہیں چنانچہ حضرت اقدس کے ہاتھ میں تھما کر چلا گیا۔

"خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را"

دوڑ لگوا کے اس آدمی کے ذریعہ اللہ نے غیبی امداد فرمائی۔ حضرت نے کہا کہ آپ اتنی جلدی میں ہیں آپ بیٹھیں کون ہیں کہاں سے آئے ہیں وہ کہنے لگے حضرت مجھے بہت جلدی ہے میرا جہاز نکل جائے گا فلائٹ تیار ہے "خدا حافظ" کراچی سے آگے سفر بحری جہاز کا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے کل سفر خرچ مہیا کر دیا۔

(خدام الدین ۳/ اکتوبر ۶۹۷)

جوتے کے تلے کی خاک بھی اکثیر

ابوالحسن ہاشمی تاندلیانوالہ لکھتے ہیں کہ میں کئی سال سے مرض بالچھڑ میں مبتلا تھا۔ کئی حکیموں سے علاج کرایا لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور علیہ الرحمۃ کمالیہ تشریف لائے تھے جہاں بندہ بھی حاضر خدمت ہوا واپسی میں چونکہ مجھے تاندلیانوالہ آنا تھا اس لئے حضرت اقدس کے ہمراہ ریل میں سوار ہو گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ ریل میں سو گئے تو میں نے حضرت علیہ الرحمۃ کا جوتا اٹھا کر اس کے تلے کو تمام سر اور داڑھی پر جہاں جہاں بالچھڑ کے اثرات تھے پھرا لیا۔ الحمدللہ اس کے بعد مرض جاتا رہا۔ حضرت علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک اکثیر ہوتی ہے اس میں وہ موتی ہیں جو بادشاہوں کے تاج میں نہیں ہوتے۔

(ماخوذ از خدام الدین امام الاولیا نمبر صفحہ ۶۲۰)

آپ کے طفیل تھوڑے سامان میں برکت

غالباً جولائی ۱۹۶۵ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور علیہ الرحمۃ احقر کے غریب خانہ پر رونق افروز ہوئے۔ ان دنوں بندہ پر کسمپرسی کی حالت تھی بمشکل تین سیر چینی، ۲۰ سیر آٹا کچھ گوشت، دال میسر آئی۔ اس لئے کسی کو اطلاع بھی نہ دی

کہ حضرت دعا کر کے چلے جائیں گے۔ لیکن آپ کا پروگرام خدام الدین میں چھپ گیا صبح سویرے عقید تمند علاقہ ساہیوال وغیرہ سے آنے شروع ہو گئے بندہ بیمار تھا مہمان نوازی بھی نہ کر سکتا تھا بہرحال رشتہ داروں نے مہمانوں کو کھلانا پلانا شروع کیا حضرت ۴؍ بجے شام پہنچے تھے رات ٹھہر کر صبح واپس تشریف لے گئے تو میں نے بھائی سے پوچھا کہ آٹا چینی وغیرہ کس سے لائے ہو' پیسے ادا کرنے کا انتظام کریں انہوں نے کہا کہ سب کچھ تمہارے گھر پڑا تھا دیکھا تو ابھی ۳؍ سیر چینی سے ۳ پاؤ باقی پڑی ہے اور آٹا بھی باقی ہے کم و بیش مہمان سو کے لگ بھگ تھے ہر ایک کو دو دو تین دفعہ چائے پلائی ۔۔۔ کھانا گاؤں کے لوگوں نے بھی کھایا۔ واپسی پر آپ نے مجلس ذکر میں فرمایا کہ جسمانی طور پر بڑی تکلیف ہوئی اور روحانی طور پر بڑی مسرت ہوئی۔

راوی ابوالحسن ہاشمی (ماخوذ خدام الدین امام الاولیا صفحہ نمبر ۶۲۰)

تنگ دستی کا ازالہ (یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع)

ایک دن حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بندہ نے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی تو حضرت نے وظیفہ یا بدیع العجائب کا ورد کرنے کی تلقین کی۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد فرمایا گھر چلیں لکھ کر دیں گے۔ اور ترکیب سمجھادی اور فرمایا بارہ دن حرام مشتبہ مال سے پرہیز کرنا۔ تمام سائلوں کے بعد بندہ گھر کے دروازہ پر انتظار کرتا رہا۔ عصر کی نماز بھی دیر سے دوڑ کر مسجد میں پڑھ کر پھر آستانہ مبارک پر جاکر بیٹھ گیا۔ اب دل میں خیال کر رہا تھا کہ حضرت سے عرض کروں گا کہ ۱۲؍ دن کی خوراک بھی آپ عنایت فرمائیں۔ میرا حال کیسا ہے۔ آپ کی خادمہ نے ایک لفافہ لاکر مجھے دیا۔ جب کھولا تو وظیفہ بھی لکھا ہوا تھا اور ایک معذرت نامہ کہ مجھے بخار ہو گیا اس لئے دیر ہو گئی۔ ایک لفافہ میں پانچ روپے اور لکھا تھا کہ یہ حقیر ہدیہ قبول فرمائیں۔ یہ تو ہے اللہ دلوں کی کسر نفسی۔

راوی ابوالحسن ہاشمی (ماخوذ خدام الدین امام الاولیا صفحہ نمبر ۶۲۰)

باب پنجم

تصرفات بعد از وفات

مردے نے آپؒ کے نزدیک دفن ہونے کی نشان دہی کی

پیر محمد غنی قادری رحمۃ اللہ علیہ زاہد وعابد پرہیز گار سیالکوٹی بزرگ تھے جن کا جولائی ۱۹۶۲ء کے دوسرے جمعہ کو گنگارام ہسپتال لاہور میں انتقال ہوا۔ وفات کے تقریباً دس گھنٹے بعد جب ان کی میت کو تجہیز وتکفین کے بعد سیالکوٹ لے جایا جانے لگا تو ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا جس کو انجام جنگ کراچی اور زمیندار اور سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے جلی سرخیوں سے شائع کیا جب میت کو سیالکوٹ لے جانے کے لئے کار میں رکھا گیا تو میت کے منہ سے "مولانا احمد علی" کے الفاظ سنائی دیئے جو ان کے صاحبزادے جناب احسان قریشی صاحب ایم اے پرنسپل گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس سیالکوٹ اور دو دیگر اصحاب نے سنا چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا پیر صاحب مرحوم کو قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی دفن کیا جائے چنانچہ میت کو کار سے اتار لیا گیا اور سیالکوٹ لیجانے کا پروگرام منسوخ کر کے انہیں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی سپرد خاک کیا گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳ خدام الدین جلد ۸ شمارہ ۱۱ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء)

ناقابل فراموش واقعہ بیمار کا علاج

جناب فضل حق فاروقی سانده کلاں لاہور والے اپنی زندگی کا یہ اہم واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ مورخہ دس دسمبر ۱۹۷۷ء بعد نماز عصر میں اپنی اہلیہ ارشاد بیگم

کے ساتھ اپنے گھر کے بالائی کمرے میں بیٹھا تھا۔ گھریلو معاملات پر بات چیت ہو رہی تھی کہ میری اہلیہ کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی میں کھچاوٹ محسوس ہوئی وہ اسے بار بار مسلنے لگی اور پریشان ہو گئی میں نے پوچھا تو بتایا کہ میرے ہاتھ کے اعصاب میں کھنچاوٹ ہو رہی ہے اور انگلیاں اکٹھی ہو رہی ہیں میں نے فوراً ہیٹر جلایا اور زیتون کے تیل کی مالش ہاتھ پر کر دی اور بیوی کو رضائی اڑھا کر لٹا دیا۔ دریں اثنا مغرب کی اذان شروع ہو گئی میں نے وہیں کمرے میں نماز ادا کی اور بیوی سے کہا کہ اٹھ کر نماز پڑھ لے وقت تنگ ہو رہا ہے وہ لحاف میں منہ ڈھانپے ہوئے تھی میری آواز کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں چارپائی کے قریب گیا اور رضائی کا پلہ ہٹا کر چہرہ دیکھا تو میری چیخ نکل گئی چہرہ ٹیڑھا ہو چکا تھا آنکھیں کھنچ گئی تھی یعنی شدید قسم کا لقوہ ہو گیا تھا میں نے نبض پر ہاتھ رکھا وہ بھی معلوم نہیں ہوئی میں نے گھبرا کر گھر کے دوسرے افراد کو آواز دی سب آ گئے فوراً قریبی ڈاکٹر حکیم محمد اقبال صاحب کو بلایا انہوں نے بتایا کہ جسم کے بائیں حصہ پر فالج کا حملہ ہوا ہے ساتھ شدید قسم کا لقوہ بھی ہو گیا ہے جسم کا نصف حصہ بیکار ہو چکا ہے۔ حالت انتہائی تشویش ناک ہے۔ آپ حضراتِ مریضہ کے ساتھ جاگ کر رات گزاریں میں دوائیاں بھیجتا ہوں وہ دیتے رہیں۔ صبح مناسب علاج ہو گا بھیجی ہوئی دوائیاں منہ میں پانی کے ساتھ ڈالتے تو منہ ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے دوائی کا استعمال انتہائی مشکل ہو گیا۔ شہد ملا ہوا پانی چمچہ سے منہ میں ڈالتے تو سائڈ سے نکل جاتا۔ مریضہ کے آنسو بھی جاری تھے' بے ہوشی طاری تھی صبح ڈاکٹر صاحب نے ٹیکہ لگایا جنگلی کبوتر کے گوشت کی یخنی دوا المسک وغیرہ دوائیاں استعمال کرائیں۔ کئی دن بعد مریضہ نے بولنے کی کوشش کی لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی اسی ناگفتہ بہ حالت میں گیارہ دن گذر گئے کوئی خاص افاقہ نہیں ہوا میں نہایت پریشان تھا رات نو دس بجے کا وقت تھا میری بیوی رضائی میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے کچھ بڑبڑاہٹ کی آواز محسوس ہوئی جیسے کسی سے بات کر رہی ہیں میں نے رضائی ہٹا کر دریافت کیا کہ کس سے بات کر رہی ہو تو جواب دیا

حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ پیرو مرشد تشریف لائے تھے اور فرماتے تھے کہ تو میری روحانی بیٹی ہے تو روزانہ کلام اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتی تھی وہ نہیں پہنچ رہا اس لئے پتہ کرنے آیا تھا گھبراؤ مت صحت یاب ہو جاؤ گی جو علاج میں بتاؤں وہ کرو باقی سب چھوڑ دو۔ میں نے پوچھا کیا علاج بتایا ہے تو کہا کہ فرما گئے ہیں کہ ایک گلاس گائے کے خالص دودھ میں ایک ٹکڑا دار چینی کا ڈال کر جوش دیں اور دو تین ابال آنے دیں (دار چینی کا وزن نہیں بتایا) اس ابلے ہوئے دودھ پر ایک دفعہ سورہ یٰسین پڑھ کر دم کریں۔ پھر سات عدد قرنفل (لونگ) پیس کر منہ میں ڈال کر دودھ پی کر لیٹ جائیں انشاء اللہ سات دن میں اللہ تبارک تعالیٰ صحت عطا فرمائے گا۔ میں نے اگلے ہی دن سے بتائے ہوئے نسخے پر عمل شروع کر دیا۔ باقی سب علاج ترک کر دیئے تیسرے دن کے استعمال سے کثرت سے پسینہ آیا سارے کپڑے تربتر ہو گئے پسینہ ہی کے دوران میں جسم کے بیکار حصہ میں حرکت پیدا ہوئی جبکہ جسم کے تندرست حصہ پر کوئی پسینہ وغیرہ نہیں آیا غرض اسی طرح سات دن کے مسلسل استعمال سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحت کاملہ عطا فرمائی اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی اب وہ پہلے کی طرح بالکل صحت مند چاق وچوبند ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب مرض کے کوئی اثرات نہیں ہیں۔

میری اہلیہ نے ۱۹۴۳ء میں موضع ڈیرہ افغاناں تحصیل شکر گڑھ میں حضرت اقدس لاہوری نور اللہ مرقدہ سے میری اجازت سے شرف بیعت حاصل کیا تھا جہاں حضرت اقدس تبلیغی جلسہ میں شرکت کی غرض سے ٹھہرے ہوئے تھے بوقت بیعت آپ نے فرمایا تھا کہ آج سے تم میری روحانی بیٹی ہو پنجگانہ نماز میں کبھی کوتاہی نہ کرنا ہر نماز کے بعد استغفار ودرود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی جس پر وہ کاربند ہیں اور آپ کے وصال کے بعد سے کچھ حصہ کلام اللہ سے پڑھ کر ایصال ثواب بھی کرتی رہتی ہیں۔

(ماخوذ از صفحہ ۶۱۵، ۶۱۶ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

تحویل مسجد نور گوجرانوالہ اور بھٹو حکومت کی ذلت

مولانا عبدالحمید سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ فرماتے ہیں کہ مسٹر بھٹو کے دور اقتدار میں جب محکمہ اوقاف کے عاقبت نااندیش حضرات نے مسجد نور کو اوقاف کی تحویل میں لینے کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیا تو گوجرانوالہ کیا تمام ملک سے دیندار طبقہ کے لوگوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ہر طبقہ کے لوگوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ حتیٰ کہ کالجز اور مدارس اسلامیہ کے طلبا نے بھی اس کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں قید و بند کے علاوہ مارپیٹ ظلم و تشدد اور ہر طرح سے اذیتیں اور تکالیف برداشت کیں اس میں لئیم الطبع وزیر اوقاف کا بھی بہت کچھ حصہ تھا اور محض انتقامی کاروائی کے لئے یہ اقدام کیا گیا تھا۔ انہیں دنوں کا واقعہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس لاہوری ﷫ مدرسہ نصرۃ العلوم تشریف لائے ہیں اور مسجد نور کے شمال کی طرف کی دیوار کے ساتھ قبلہ رخ کھڑے ہیں اپنے روایتی کھدر کے لباس میں ہیں سر مبارک پر کھدر کا عمامہ ہے۔ چہرہ مبارک سرخ ہے جیسا کہ غصہ کی حالت ہوتی ہے ایسی حالت میں دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہوئی ہے اور جوش میں فرما رہے ہیں "میں تو صرف اسی کے سامنے درخواست کروں گا میں تو خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کے سامنے بھی عرض نہیں کرتا" میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ آپ ﷺ تو رحمت للعالمین ہیں اور اعدا کے ساتھ بھی مہربانی فرماتے ہیں "پھر فرماتے ہیں میں تو اس بات کا انصاف صرف بارگاہ خداوندی سے چاہتا ہوں۔ اسی خواب میں میں نے یہ بھی دیکھا کہ مسجد نور کے اندر سے ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا کتا نکلا اور بھاگتے ہوئے مدرسہ کے شمالی دروازے سے نکل گیا جس سے مجھے خیال آیا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کا شر ملک سے دفع ہو گیا۔

مسجد نور کی تحریک ابھی پوری طرح ختم نہیں ہوئی تھی کہ خدا تعالیٰ نے

پیپلز پارٹی کے خلاف بڑی تحریک شروع کرا دی جس میں بے شمار قربانیوں مصائب شدیدہ اور شہادتوں کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مستعبد حکومت اور پیپلز پارٹی کو ذلت اور خواری کے ساتھ اقتدار سے محروم کر دیا کہ جس کی مثال شاید ہی تاریخ میں ملے۔ یہ حضرت اقدس کی کھلی کرامت ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۳۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

خدام الدین خریدنے سے آپ کی روح خوش ہوتی ہے

میرے ایک دوست حضرت مولانا شمس الحق صاحب' جو ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک مدرسہ کے ناظم ہیں' یہ واقعہ ان کی زبانی ہے' فرمانے لگے چند دنوں کی بات ہے کہ اقتصادی حالات ٹھیک نہ تھے اور خدام الدین کا چندہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ سوچا بند کروا دیتا ہوں اور پاس بیٹھے ہوئے طلباء سے اس بات کا تذکرہ ہوا اور دل میں سوچا آج ہی بذریعہ ڈاک دفتر خدام الدین کو آگاہ کرتا ہوں کہ ناگزیر حالات کی وجہ سے میرا خدام الدین بند کر دیں مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ میں خط نہ لکھ سکا۔ رات جب میں سویا تو حضرت امام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی قبل ازیں میری آپ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی مگر آپ کی تصویر کئی بار دیکھ چکا تھا قلبی محبت تو تھی۔ یہ بھی عرض کرتا چلوں میری بیعت کا تعلق حضرت امام الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ فرمانے لگے۔ "مولانا خدام الدین کو جاری رکھو۔ کیا اس سے نفع نہیں مل رہا؟ انشاء اللہ یہی آپ کی نجات کے لئے کافی ہے۔" صبح اٹھتے ہی پہلا کام خدام الدین کی خدمت میں ڈاک کا سلسلہ تھا۔ مرسلہ: میاں محمد علی چک نمبر ۲۱/۲۸۸۔ ضلع لیہ

(صفحہ ۲۶ ماخوذ از خدام الدین ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء)

بزرگوں سے سوء ظن آخرت تباہ کر دیتا ہے

(۱) حکیم آزاد شیرازی صاحب مدیر تذکرہ لاہور نے مندرجہ ذیل دو

واقعات حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ سے سوء ظن اور اس کے عبرت ناک انجام کے بارے میں لکھے ہیں دونوں واقعات آپ کے وصال کے بعد کے ہیں۔

(۲) میرے ایک اہل حدیث دوست تھے جو کسی زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد کے شیدائی، جمعیت علماء ہند کے فدائی اور مجلس احرار کے سپاہی تھے۔ لیکن قیام پاکستان سے چند سال پہلے مودودی صاحب سے متاثر ہو کر جماعت اسلامی کے نہایت پر جوش اور مخلص رفیق بن گئے۔ وہ اکثر حضرت مولانا احمد علی ؒ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتے تھے میں انہیں دبے لفظوں میں اس سے روکا کرتا تھا۔ حضرت ؒ کے وصال پر جب حضرت ؒ کی قبر کی مٹی سے خوشبو آنے کی خبریں پھیلیں۔ ان صاحب نے اس کا بھی مذاق اڑایا اور یہ مذاق اپنے ہر ملنے والے سے کرنے لگے۔ اب میں کسی اور کیفیت سے دوچار تھا۔ اس لئے انہیں بہت سمجھایا کرتا کہ آپ دوسروں کے اعمال پر تنقید کرنے کے بجائے اپنی عاقبت کی فکر کیا کیجئے۔ لیکن وہ اس روش سے باز نہ آئے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ انہوں نے خودکشی کر کے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ـــ اللہ تعالیٰ ان کی ان لغزشوں کو معاف فرمائے۔

(ب) اسی طرح ایک اور صاحب تھے جو اپنے آپ کو پیغمبروں کی نسل بتایا کرتے اور نماز روزہ کی ضرورت اس لئے محسوس نہ کرتے کہ وہ خود آل پیغمبران تھے۔ اسی پر بس نہیں۔ سارا دن علمائے کرام پر دشنام طرازی ان کا مشغلہ تھا۔ سربازار دوستوں کا مجمع لگا کر بے تکی باتیں کرتے رہتے۔ میں نے انہیں علیحدگی میں کئی بار سمجھایا کہ "صاحب! آپ اپنی زبان پر کنٹرول رکھئے۔ ایسا نہ ہو کہ قدرت کسی سزا میں مبتلا کر دے۔ لیکن وہ صاحب باز نہ آئے۔ پھر کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے پکڑا، فالج گرا، چلنے پھرنے اور بولنے سے معذور ہو گئے۔ لاکھوں کا کاروبار تباہ ہو گیا۔ اور آج کئی سال سے سامان عبرت بنے بیٹھے ہیں۔ بیگانے تو کیا اپنے بھی

ان کے کام نہیں آتے۔

(ماخوذ صفحہ ۲۷۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

مرید کو وفات سے پہلے خواب میں ملاقات کی خوشخبری

حکیم آزاد شیرازی صاحب مدیر تذکرہ لاہور فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے اپنی وفات سے پندرہ دن پہلے مجھے یہ اپنا خواب سنایا کہ میں ایک لق و دق صحرا سے گزر رہا ہوں طویل مسافت طے کرنے کے بعد اچانک ایک ہرا بھرا جنگل دکھائی دیا۔ جہاں چاروں طرف سرسبز درخت اگے ہیں' رنگا رنگ کے پھول کھلے ہیں' خوشبوؤں سے لبریز ہوائیں چل رہی ہیں' گویا دامان باغبان و کف گلفروش کا منظر ہے۔ میں آگے بڑھتا جاتا ہوں اچانک صلی علیٰ صلی علیٰ آ گئے وہ آ گئے صلی علیٰ صلی علیٰ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پیرو مرشد حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ تشریف لا رہے ہیں۔ میں انہیں آگے بڑھ کر السلام علیکم کہتا ہوں وہ وعلیکم السلام فرماتے ہیں۔ مصافحہ اور پھر معانقہ کی سعادت سے مشرف فرماتے ہیں۔ یہ خواب بیان کر کے والد مرحوم نے نہایت پر مسرت لہجے میں مجھے فرمایا کہ "بیٹا! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میں جلد ہی سفر آخرت پر روانہ ہونے والا ہوں اور اپنے شیخ سے جلد جنت الفردوس میں جا ملوں گا" چنانچہ دو ہفتے بعد والد گرامی بھی اس دنیائے فانی سے عالم بقا کو روانہ ہو گئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۸۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ہدیہ عقیدت آغا شورش کاشمیری

عمر بھر قرآن کا پیغام پھیلاتا رہا
ہر گھڑی اسلام کی تبلیغ فرماتا رہا

دوست داران جنوں کا دل بڑھانے کے لئے
اپنے تلوے راہ کے کانٹوں سے سہلاتا رہا

گوشہ زندان میں کیا دار و رسن کے ساز پر
داستان جرات اسلاف دہراتا رہا

سید خیر البشر کے خلق کی تصویر تھا
اس صنم آباد میں توحید کی شمشیر تھا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۸ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

باب ششم

واقعات اجابت دعا

آپ کی دعا سے سعادت حج حاصل ہوگئی

اولیاء اللہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ان کی برکات روحانیہ سے شجر وحجر بھی متمتع ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ بھی الحمدللہ مستجاب الدعوات تھے چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

"مولانا محمد صابر صاحب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دامن شفقت سے لڑکپن سے ہی وابستہ رہے۔ بابا قائم دین مرحوم گھاس فروخت کر کے اپنی روزی کمانے والا مزدور تھا۔ اب عرصہ بیس سال سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں درویشانہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ یہ چند ایک ایسے لوگ تھے، جن کی درویشی پر اصحاب صفہ کی محویت کا گمان ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے کے سامنے تشریف فرما تھے۔ اتنے میں بابا قائم دین مرحوم حاضر خدمت ہو کر اپنی توتلی زبان میں کہنے لگا۔ مولوی جی! دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو حج کروائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور ہم دونو کا نام لے کر حج کی دعا فرمائی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہمارے حق میں حرف بحرف قبول ہوئی۔ ہم دونوں اگلے سال ایک ہی ہوائی جہاز میں حج زیارت حرمین الشریفین کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۵۹ کتاب الحسنات)

تبادلہ رک گیا

"خواجہ نذیر احمد مرحوم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص

مریدین میں سے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے بھائی خواجہ لطیف اکبر صاحب محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ ایک دفعہ ان کا تبادلہ ایسے اسٹیشن پر ہونے والا تھا۔ جہاں تین اسٹیشن ماسٹروں کو قتل کیا جا چکا تھا۔ بھائی صاحب حضرت ﷺ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور کچھ پڑھنے کے لئے بھی ارشاد کیا۔ بھائی صاحب اب متعلقہ افسر کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ میرا تبادلہ وہاں نہ کیا جائے۔ اس نے ایک نہ سنی۔ آرڈر لکھنے شروع کر دیے۔ لکھنے کے بعد دیکھا تو کسی اور آدمی کا نام لکھا گیا۔ کاغذ پھاڑ ڈالا اور اسی طرح دو اور کاغذوں پر آرڈرز لکھنے کی ناکام کوشش کی۔ بار بار کسی اور آدمی کا نام لکھا جاتا۔ آخر کار کہنے لگا۔ بھائی صاحب! جائیے آپ اسی اسٹیشن پر کام کریں، جہاں پہلے سے کام کرتے ہیں۔ آپ کا مرشد بڑا کامل معلوم ہوتا ہے۔"

ماخوذ از صفحہ ۴۵۹ کتاب الحسنات

ناجائز تنگ کرنے والے زمین خالی کر گئے

جناب ڈاکٹر لال دین اخگر صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ہمدم دیرینہ مولوی حیات محمد صاحب ساکن ریحانوالہ ضلع شیخوپورہ کا بیان ہے کہ میری زمین میں مزارع مجھ کو ناجائز تنگ کرتے تھے۔ میں نے بڑی کوشش کی، کہ ان سے نجات ملے لیکن کوئی صورت بن نہ آئی۔ ایک دن میں حضرت ﷺ کی معیت میں آپ کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ دل میں بار بار خیال آیا کہ میں حضرت سے دعا کے لئے عرض کروں۔ لیکن ہر بار طبیعت رک جاتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ اپنے در ولایت پر پہنچ گئے۔

میں نے حضرت ﷺ سے مودبانہ مصافحہ کیا۔ حضرت ﷺ پردے کے اندر قدم رکھتے ہی باہر تشریف لائے۔ میں ٹھہر گیا۔ میرے قریب تشریف لاکر فرمانے لگے۔ "آپ فکر نہ کریں، کام ہوگیا ہے، اطمینان سے جائیں۔" میں نے حضرت ﷺ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ کونسا کام ہو گیا ہے۔ بہرصورت آپ کے ارشاد میں ایک روحانی مسرت کا پیغام تھا۔ آخر شام تک میں اپنے گاؤں میں پہنچ گیا۔ میری بیوی خلاف معمول خوش تھی۔ روٹی وغیرہ میرے سامنے لائی اور الحمدللہ کہہ کر بتانے لگی کہ آج وہ مزارع ہماری زمین چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ بلکہ اپنا چھپرا اور مویشیوں کے کھونٹے بھی اکھاڑ کر لے گئے ہیں۔ بیوی کی یہ باتیں سن کر حضرت والا شان کے اطمینان بخش الفاظ یاد آئے اور میرے یقین میں معتدبہ اضافہ ہوا۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۵۵، ۴۵٦ کتاب الحسنات)

طباعت قرآن کے لئے پچاس ہزار روپے مہیا ہو گئے

(ا) حضرت شیخ التفسیر ﷺ نے ۱۹۵۸ء میں مکہ معظمہ میں غلاف کعبہ کو تھام کر عکسی قرآن حکیم کی طباعت کے لئے دعا مانگی تھی، جس کو رب العزۃ نے نہایت پراسرار طریق سے قبول فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے حجرے میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں دو مخیر حضرات میرے پاس تشریف لائے۔ میں ان سے واقف نہیں تھا۔ انہوں نے انجمن خدام الدین کے کسی کار خیر میں معاونت کی پیش کش کی۔ میں نے ان کے سامنے عکسی قرآن مجید کی طباعت کا ذکر کیا۔ وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ چند دن کے بعد آئے۔ پچاس ہزار کی رقم خطیر طباعت قرآن کی خاطر میرے حوالے کر گئے۔ آپ اس واقعہ پر دلی مسرت محسوس کر رہے تھے۔ اور اکثر درس میں فرمایا کرتے تھے۔

خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

(ماخوذ از صفحہ ۴٦۰ کتاب الحسنات)

مسجد کی مرمت کے لئے فنڈ مل گیا

ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ منشی سلطان احمد کا بیان ہے کہ مسجد کے ٹھیکیدار محمد علی صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اچھرہ والی مسجد کا فرش قابل مرمت ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا لاگت آئے گی اس نے کہا تقریباً چھ سو روپیہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کل تشریف لائیے اس کے جانے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ منشی صاحب فنڈ میں کوئی رقم نہیں ہے۔ تقریباً آدھا گھنٹے بعد حاجی محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم تشریف لائے اور مبلغ چھ سو روپیہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ کسی مسجد پر صرف کر دیں۔ (ماخذ صفحہ ۲۵۲۔انوار ولایت)

بے راہ روی کی اصلاح

حافظ ریاض احمد اشرفی روالپنڈی والے لکھتے ہیں کہ میرا ذاتی واقعہ ہے کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عزیز کی بے راہروی سے نالاں حاضر ہوا۔ درس کے بعد میں نے بات کی۔ کچھ توقف کے بعد حضرت نے دعا فرمائی اور ایک تعویذ دیا اس تعویذ پر میرے اس عزیز کا نام بھی تحریر فرمایا اور کہا کہ اسے بائیسکل کے پچھلے پہئے کے ساتھ باندھ کر الٹا گھماؤ۔ انشاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ ایسا ٹھیک ہوا کہ بائیس برس تک ٹھیک ہی رہا۔ ایسی کایا پلٹی کہ تا حیات ٹھیک رہا۔ (ماخوذ صفحہ ۱۴۱ امام الاولیاء نمبر)

خدام الدین سے اصلاح

ڈاکٹر لال دین اخگر مصنف انوار ولایت لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا حجرے میں علیحدہ وقت لیا بغل سے رسالہ خدام الدین نکال کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا کہ حضور میں کنجر ہوں ہمارا

خاندان اتنے افراد پر مشتمل ہے ہم چند ماہ سے اس رسالے کو پڑھ رہے ہیں اب ہم تمام مردوں عورتوں نے بدکاری سے توبہ کر لی ہے جس جگہ ہم رہتے ہیں اسے چھوڑ کر اسی لئے دوسری جگہ جا رہے ہیں ہماری استقامت کیلئے دعا فرمائیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی۔ (ماخذ صفحہ ۱۲۷ انوار ولایت حصہ دوئم)

آپ کی دعا سے اولاد

حضرت مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں کل گیارہ بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے میں نے انتہائی پریشانی میں حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے سامنے اپنے دکھ کی کہانی سنائی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے خیر کے علاوہ ایک تعویذ بھی عنایت فرمایا جس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ایک فرزند عطا کیا جس کا نام رشید احمد رکھا گیا وہ اب دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے مغلوک الحال خوشحال ہو گئے اور بے اولاد صاحب اولاد ہو گئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۵ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

صالح اولاد کے لئے دعا اور عالم ہونے کی پیش گوئی

پروفیسر ایم اے تاجی صاحب لکھتے ہیں کہ پچھلے منگل کو درس کے بعد سب احباب مدرسے میں جمع تھے۔ ایک بزرگ تلہ گنگ سے تشریف لائے تھے ان کے صاحبزادے بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہ بزرگ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ اس دن بہت خوش تھے ان بزرگ کے بارے میں فرمایا کہ آپ نے حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد صالحہ کیلئے دعا کی درخواست کی تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قبلہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ آپ کو لڑکے سے نوازے گا جو نہ صرف حافظ ہو گا بلکہ مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل

کرے گا۔ پھر حضرت اقدس نے بزرگ کے ساتھ بیٹھے ہوئے سیاہ ریش سنجیدہ نوجوان کی طرف اشارہ فرماکر کہا دیکھ لیجئے یہ صاحبزادے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں انہوں نے نہ صرف مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کی بلکہ دین کے مفتی ہونے کا شرف بھی حاصل کیا۔ نوجوان مفتی صاحب مسکرا مسکرا کر شرماتے رہے۔

(ماخذ صفحہ ۷ اخدام الدین یکم دسمبر ۱۹۹۵)

واقعہ اولاد والدہ ریاض الحسن قادری صاحب

جناب ابو عبدالرحمٰن ریاض الحسن قادری سرکولیشن منیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے بتایا کہ میری والدہ محترمہ نے حضرت لاہوری ؒ سے بیعت کے بعد اولاد کے سلسلے میں دعا کیلئے عرض کیا کیونکہ پہلے بیٹا اور بیٹی بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے اور میرے والد کے جادوگر ماموں نے کہہ دیا تھا کہ بزرگ ناراض ہیں اس لئے بچے فوت ہو جاتے ہیں ایک تعویذ بھی دیا تھا حضرت اقدس لاہوری ؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ اولاد دے تو اس کی پرورش کر کے اللہ کو راضی کرنے کا موقع مل گیا ورنہ اللہ کی عبادت کر کے اس کو راضی کرنے کا موقعہ مل گیا پھر اس تعویذ کو پانی میں بہانے کا حکم دیا اور دعا فرمائی پھر اللہ نے اولاد دی چار بیٹے بھی اور چار بیٹیاں سب ہی کا تعلق تربیت مرکز حقہ شیرانوالہ سے ہے حضرت اقدس ؒ کی دعا کی برکت سے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا حافظ قرآن اور ایک بیٹی عالمہ فاضلہ مدرسۃ البنات جامعہ محمودیہ (مدرسہ مولانا حق نواز جھنگوی) میں ہیڈ معلّمہ ہیں۔

سزائے موت کی معافی

حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور فرماتے ہیں کہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے کہ عید میلاد النبی کے سلسلے میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد

علی لاہوری ﷺ سے بورسٹل جیل تشریف لانے کی استدعا کی بے حد مصروفیات کے باوجود آپ نے آنے کا وعدہ فرما لیا اور فرمایا کہ آٹھ بجے بورسٹل جیل کے دروازے پر پہنچ جاؤں گا ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ ٹھہر سکوں گا چائے وغیرہ کا کوئی انتظام نہ کیا جائے نہ ہی سواری کا اہتمام کیا جائے۔

وقت مقررہ پر بورسٹل جیل تشریف لے آئے میں بمعہ افسران جیل چشم براہ تھا قیدی اسکول کے ہال میں جمع تھے اور معززین بھی تشریف فرما تھے حضرت اقدس ﷺ نے ایک گھنٹہ علم وعرفان اور قرآن وحدیث کے موتی برسائے سب چھوٹے بڑے بے انتہا محظوظ ومستفید ہوئے اس وقت کے انسپکٹر جنرل شیخ اکرام (جنہوں نے خطبہ استقبالیہ بھی پڑھا تھا) بے انتہا متاثر ہوئے اور ڈسٹرکٹ جیل چلنے کی درخواست کی آپ نے از راہ نوازش منظور کیا اور پانچ منٹ بعد جیل پہنچ گئے تمام قیدی ایک بڑ کے درخت کے نیچے جمع تھے آپ ﷺ نے عام فہم زبان میں قرآن اور احادیث نبویہ بیان فرمائیں جس سے سب کے ایمان تازہ ہوئے۔

اسی دوران میں محمد رفیق نامی سزائے موت کے قیدی نے حضرت ﷺ کی زیارت کی خواہش سپرنٹنڈنٹ جیل تک پہنچائی اس شخص کی تمام اپیلیں خارج ہو چکی تھیں صرف پھانسی کی تاریخ کا تعین باقی تھا۔ حضرت اقدس ﷺ اس کی دلداری کے لئے کال کوٹھڑی تشریف لائے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل اور راقم الحروف (حافظ محمد امین صاحب) ساتھ تھے قیدی نے آپ سے دعا کی درخواست کی اس وقت کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ سزائے موت اس مرحلہ پر ٹل جائے گی لیکن حضرت اقدس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے صاحب دعا کی روحانی عظمت مجیب الدعوات کی رحمت اور شان کریمی پر منحصر ہے۔ اور اس واقعہ کے ٹھیک چالیس دن بعد ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو ایوب خاں کے اقتدار سنبھالنے پر حکومت کی طرف سے پہلے یوم انقلاب کی خوشی میں ایک خسروانہ فرمان نکلا کہ پھانسی والوں کی سزائے موت معاف کی جاتی ہے یہ ہے اس مرد درویش کی دعا کی برکت کہ اللہ تعالیٰ نے پھانسی

کے تخت سے اتار دیا اور زندگی بخش دی۔ (ماخذ ص ۸۷۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

سکندر مرزا کی جلاوطنی کا اعلان

سکندر مرزا صدر پاکستان نے اقتدار کے نشے میں چور ہو کر علمائے حق کو للکارا اور کہا تھا کہ ان کو چاندی کی کشتی میں بیٹھا کر ہندوستان بھجوا دیا جائے گا اس کے جواب میں حضرت اقدس ترجمان حق حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں علی الاعلان فرمایا تھا کہ اے سکندر مرزا گوش ہوش سے سن تو نے ایوان حکومت میں بیٹھ کر اور طاقت کے بل بوتے پر علمائے حق کے بارے میں یہ اعلان کیا ہے کہ انہیں چاندی کی کشتی میں سوار کر کے ملک بدر کر دیا جائے گا اور ہندوستان پہنچا دیا جائے گا۔ احمد علی جو اللہ کے در کا ادنیٰ فقیر ہے مسجد کی ٹوٹی پھوٹی چٹائی پر بیٹھ کر یہ جوابی اعلان کرتا ہے "کہ ہمارا بھی اللہ نہیں اگر وہ لوہے کی کشتی پر سوار کر کے تجھے ملک سے باہر نہ دھکیل دے اور انگلستان نہ پہنچا دے جو تیری جائے پناہ ہے۔"

یہ اعلان حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جابجا ملک کے طول و عرض میں مختلف مقامات پر پے در پے کیا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کچھ ہی عرصہ بعد اور گنے چنے دنوں میں سکندر مرزا کو بہ یک بنی دو گوش اقتدار سے دھکیل کر نظر بند کر کے جہاز میں سوار کر کے انگلستان بھیج دیا گیا جہاں کسمپرسی کے عالم میں سسک سسک کر مر گیا اور ترجمان حق ولی اللہ کی زبان سے نکلی ہوئی بات من و عن پوری ہوئی۔

(بحوالہ خدام الدین شمارہ ۷ جلد ۳۶۔ ۷ ستمبر ۱۹۹۰ء)

ریشمی رومال کی تحریک میں جیل سے رہائی

ریشمی رومال تحریک کے سلسلے میں دہلی شملہ جالندھر ہوتے ہوئے آخر میں قصبہ راہوں میں نظر بند تھے کہ ایک دن کوئی بزرگ مسجد میں تشریف لائے۔

انہوں نے اپنا نام سلطان الاذکار بتایا اور حضرت مولانا ؒ کو ایک وظیفہ تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ اسے سات دن تک مسلسل بعد از نماز عشاء باقاعدگی سے پڑھئے۔ انشاءاللہ آپ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ ساتویں دن آپ نے وظیفہ ختم کیا۔ تو رات آپ کو رہائی کی خبر مل گئی اور دوسرے دن آپ کو راہوں سے لاہور لایا گیا۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے احسان عظیم کا کرشمہ ہے ورنہ یہ مقدمہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا سنگین تھا۔ حکومت برطانیہ کے خلاف ایک کھلی سازش تھی۔ جس کا انجام تختہ دار یا کالے پانی کی سزا ہو سکتی تھی۔ مگر خداوند قدوس کو اپنے جان نثاروں کی حفاظت و بقا منظور تھی، جس میں کوئی آڑے نہیں آسکتا۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۷ کتاب الحسنات)

کینسر ٹھیک ہو گیا

حضرت مولانا عبیداللہ انور ؒ کا بیان ہے کہ بیگم محمودہ لغاری نے خود مجھ سے بیان کیا کہ "میرے پیٹ میں کینسر تھا، ایکسرے کیا گیا اور میو ہسپتال میں داخلے کا فیصلہ ہوا اس کا علاج آپریشن تجویز ہوا، میں حضرت ؒ کی خدمت میں دعا کرانے کے لئے حاضر ہوئی تو حضرت نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ "اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ بیماری بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور شفا بھی اسی کی جانب سے ہے اور صحت کے لئے دعا فرمائی حضرت کے ان کلمات کے بعد میری پریشانی ختم ہو گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ شفا دے دیں گے۔ میں نے آپریشن کرانے سے انکار کر دیا، ڈاکٹر صاحب نے مرض بڑھنے کے خطرہ سے مجھے خبردار کیا لیکن جب میں کسی طرح تیار نہ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ ٹھیک ہیں تو پھر ضرورت نہیں، پھر ایکسرے کرالیا جائے، جب ایکسرے کا نتیجہ سامنے آیا تو اس پھوڑے کا کہیں نام ونشان بھی نہ تھا اور میں پہلے ہی دن سے تندرست ہو چکی

تھیں۔" (ماخوذ صفحہ ۴۵۷ کتاب الحسنات صفحہ ۲۰۰ امام الاولیاء نمبر' انوار ولایت ص: ۲۴۲)

محمد طیب صحت یاب ہو گیا

ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں حضرت ﷺ کی دختر ہمایوں بخت مجھ سے کئی دفعہ کہہ چکی ہیں کہ محمد طیب بیمار تھا۔ ابا جان مرحوم عیادت کے لئے تشریف لائے بچے کی حالت نہایت ابتر تھی۔ ابا جان نے آتے ہی دم کیا دیکھتے ہی دیکھتے طیب کا بخار اتر گیا اور چند منٹوں میں بالکل تندرست ہو گیا چند دنوں میں کمزوری بھی دور ہو گئی۔ (ماخذ صفحہ ۲۴۳۔ انوار ولایت)

سل کی بیماری ٹھیک ہو گئی

چودھری محمد الیاس صاحب اسسٹنٹ چیف اکاؤنٹس آفیسر پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کمپنی لمیٹڈ ہیڈ کوارٹر اسلام آباد لکھتے ہیں کہ صوفی محمد یونس ﷺ راولپنڈی والے جو لباس چال ڈھال اور اتباع میں اپنے مرشد کا نمونہ تھے فرمایا کرتے کہ میں اپنی ریش مبارک سے حضرت لاہوری ﷺ کے جوتے صاف کرتا تھا جب بھی لاہور شہر میں داخل ہوتا ادب کی وجہ سے اپنی جوتیاں اتار کر ننگے پیر ہو جاتا اور اسی طرح ہمیشہ اپنے مرشد حضرت لاہوری ﷺ کے دربار میں حاضری دیتا۔ ایک دن حضرت لاہوری ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ جوتیاں پہن لیا کرو' صوفی محمد یونس ﷺ نے بتایا کہ میں مرض سل میں مبتلا تھا جس کی وجہ سے پھیپھڑوں سے خون آتا تھا ایک دن لاہور میں بیماری نے زور کیا اور خون آنا شروع ہو گیا' اسی حالت میں حضرت اقدس ﷺ نے دیکھ لیا اور پوچھا کیا ہوا ہے یہ کیا ہے عرض کیا کہ مجھے سل کی بیماری ہے اس نے زور کیا ہے اس لئے منہ سے خون آ رہا ہے حضرت اقدس ﷺ نے اسی وقت دعا فرمائی اور اللہ کے فضل سے خون آنا بند ہو گیا چالیس سال ٹھیک رہا۔ مارچ ۹۲ء میں وفات سے قبل بیماری عود کر آئی اور دوبارہ حملہ کر دیا جو جان لیوا ثابت

ہوا۔

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد مرحوم شجاع آبادی نے یہ واقعہ بیان فرمایا۔

"ایک دفعہ میرا بازو ٹوٹ گیا اور علاج کے بعد درد وغیرہ جاتا رہا۔ لیکن میرا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچتا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتاریاں ہوئیں، تو ملتان جیل میں میرے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی گرفتار ہو کر تشریف لائے اور علماء کرام بھی وہاں موجود تھے۔ لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ قاضی صاحب! آپ نماز پڑھایا کریں۔ میں نے تعمیل حکم میں نمازیں پڑھانی شروع کر دیں۔ ایک دن جماعت میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ عین میرے پیچھے کھڑے تھے۔ جب سجدے میں گئے تو آپ کی مبارک ٹوپی کی نوک میرے پاؤں کے تلوے میں لگی۔ مجھ پر یہ واقعہ بڑا شاق گزرا۔ میں نے اگلی نماز کی جماعت نہ کرائی۔ ایک دو دن کے بعد حضرت نے مجھ کو دوبارہ فرمایا۔ قاضی صاحب! آپ نماز پڑھایا کریں۔ میں نے ہاتھ کی تکلیف کا عذر کیا اور کہا کہ میرا ہاتھ منہ تک نہیں جاتا۔ یہ سن کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت شفقت سے میرا بازو پکڑا۔ اپنے دست مبارک کو میرے ٹوٹے ہوئے بازو پر پھیرا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ شفاء اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اور اسی قسم کے چند ایمان افروز کلمات آپ کی زبان سے صادر ہوئے میں خاموشی سے سنتا رہا۔ نماز عشاء پڑھی گئی۔ سونے کا وقت آیا۔ سب سو گئے۔

پروردگار عالم کی قسم! اگلی صبح کو میں نے نماز کے لئے وضو کیا۔ میرے دونوں ہاتھ بالکل ٹھیک تھے۔ جبکہ ماہر سرجن ڈاکٹر امیر الدین صاحب فرما چکے تھے کہ بغیر آپریشن ٹھیک نہیں ہو گا۔

(ماخوذ صفحہ ۲۵۶ کتاب الحسنات --- صفحہ ۸۶ء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء)

حج کی خوشخبری

جناب لال دین اخگر نے فرمایا کہ "نومبر ۶۱ء میں" میں نے ملک کرامت اللہ صاحب انور سے حج بدل کے تصفیہ کے بعد حضرت کو ایک عریضہ اجازت کے لئے لکھا۔ آپ نے بجائے اجازت کے حج کی خوشخبری سے مسرور فرمایا۔

میں نے حج کے لئے درخواست دے دی۔ مگر ۹ فروری ۶۲ء کو اعلان ہوا کہ اس سال حج بدل کی درخواستوں کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اگلے سال قرعہ اندازی ہوگی۔ میں مایوس نہ ہوا۔ کیونکہ حضرت علیہ الرحمۃ کی پیش گوئی پر پورا پورا یقین تھا۔

چنانچہ کچھ دنوں بعد پھر اعلان ہوا کہ حج بدل کی درخواست دینے والوں میں جو لوگ درجہ اول کا خرچ برداشت کر سکتے ہیں وہ کمشنر لاہور کو عرضی بھیجیں۔ میں نے درخواست بھیج دی اور قرعہ اندازی میں میرا نام نکل آیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۹۴ مرد مومن)

حج کیلئے اجابت دعا

بروز اتوار ۳۱ر اگست ۷۹ء لنگر کسی بھوربن درس قرآن کے دوران حضرت مولانا محمد جمیل اجمل صاحب خلیفہ مجاز حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ نے فرمایا کہ حضرت امام الاولیا لاہوری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں محمد اسماعیل صاحب چک نمبر ۶۲۸ تحصیل جڑانوالہ نے حج کی سعادت کیلئے دعا کی درخواست کی حضرت اقدس علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بعد نماز عشاء آجانا۔ تمہارے لئے دعا کی جائیگی۔ اسماعیل میاں بعد نماز عشا حوض کے مغرب میں آپ علیہ الرحمۃ کے کمرہ خاص کے دروازے کے نزدیک بیٹھ کر طلبی کا انتظار فرمانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے کمرے میں بلایا۔ جہاں ایک طرف بہت سارے نوٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس میں سے اپنے حج خرچ کیلئے ضرورت کے مطابق رقم لے لیں تو اسماعیل صاحب نے کہا کہ حضرت مجھے رقم نہیں چاہئے میرے لئے آپ دعا

فرمادیں اس پر آپ ﷺ نے دعا کیلئے دونوں ہاتھ اٹھادیئے اور حج کی دعا کی اسماعیل صاحب اپنے گاؤں چلے گئے کچھ ہی دنوں بعد ایک صاحب نے آکر کہا کہ ہم حج پر جارہے ہیں ہمارے آدمیوں میں ایک آدمی کم ہوگیا آپ ہمارے ساتھ چلیں تو اسماعیل صاحب نے اس طرح دوسرے کے خرچ پر جانا مناسب نہ سمجھا اور اپنی بھینس بیچ کر مطلوبہ رقم حاصل کر کے ان کو دیدی اور ان کے ساتھ بخیروعافیت فریضہ حج ادا کیا۔ (مولف)

دیوانی کہیں چلی گئی

ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ مولانا فقیر محمد کا بیان ہے کہ ہمارے گھر کے قریب ایک عورت دیوانی ہوگئی وہ ہمارا دروازہ باہر سے بند کر دیتی اور کھڑکی کے راستے گھر میں ڈھیلے اور مٹی پھینکا کرتی تقریباً پانچ چھ ماہ یہ مصیبت رہی تنگ آکر حضرت اقدس لاہوری ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا دعا کریں گے میں نے عرض کیا کہ اگر معاملہ ٹھیک نہ ہوا تو پھر عرض کروں گا آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ اسے کہیں لے جائے گا' جب گھر آیا تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ دیوانی آج رات سے کہیں چلی گئی ہے اور اب بیس سال گذر گئے وہ دوبارہ نہیں آئی۔ (ماخذ صفحہ ۲۴۹ انوار ولایت)

بچے نے گالیاں چھوڑ دیں۔

صوفی محمد یونس ﷺ راولپنڈی والوں کا بیان ہے کہ میرا بچہ گالیاں بہت دیا کرتا تھا اور باوجود منع کرنے کے یہ عادت نہ چھوڑتا تھا ایک دفعہ میں اسے حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت ﷺ نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ "بیٹا! اب گالیاں نہیں دیا کرو گے؟ پھر فرمایا! وعدہ کرو کہ پھر کبھی گالی نہ دو گے۔" بچے نے سر ہلا دیا۔ اس کے بعد حضرت ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "لو جی!

اس نے ہمارے ساتھ وعدہ کر لیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ گالی نہیں دے گا۔" چنانچہ اللہ کے فضل اور حضرت ﷺ کی توجہ سے اس بچے نے آج تک گالی نہیں دی۔

(ماخوذ مرد مومن صفحہ ۱۹۵)

جیل سے رہائی

جناب دل احمد سکھر والے فرماتے ہیں کہ ملتان شہر میں ہمارا ایک پڑوسی محمد حیات تھا لوگ مہر کہہ کر پکارتے تھے۔ اور یہ پولیس میں حولدار تھا۔ میرے بڑے بھائی صاحب کی اور اس مہر حولدار کی آپس میں کافی لگتی تھی۔ لیکن جب بھی میرا اور اس کا سامنا ہوتا میں دعا سلام کر لیتا۔ کافی عرصہ کے بعد میں نے اسکو دیکھا کہ اس کے چہرے پر داڑھی ہے مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرانگی بھی۔ میں نے جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس سے پہلے مجھے تمہاری داڑھی دیکھ کر نفرت ہوتی تھی۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ حضرت لاہوری ﷺ کچھ رفقاء کے ہمراہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تمام رفقاء کی داڑھی تھی حضرت لاہوری ﷺ کا قد دراز تھا ہاتھ میں عصاء تھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے تھے میں نے جب دیکھا تو میرے جسم میں کشش سی پیدا ہوئی اور میں حضرت کے پیچھے چل دیا حضرت ایک مسجد میں تشریف فرما ہوئے میں بھی بیٹھ گیا۔

حضرت ﷺ نے رفقاء سے بات شروع کر دی اسی دوران میں نے محسوس کیا کہ میں اس محفل میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہوں کیوں کہ میری داڑھی نہیں تھی۔ میں وہاں سے اٹھ کر آگیا اور دوسرے دن ڈیوٹی پر گیا اور اپنے افسر کو استعفیٰ دے دیا افسر نے مجھے بہت سمجھایا اور کہا کہ تمہاری ترقی ہونے والی ہے تم استعفیٰ مت دو لیکن میں نہ مانا اور استعفیٰ دے کر آگیا اور داڑھی رکھنا شروع کر دی جب داڑھی تھوڑی سی بڑی ہوئی تو میں حضرت لاہوری ﷺ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا۔ حضرت مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے اب تم ہماری محفل میں بیٹھنے کے قابل ہو

گئے ہو۔ اس کے بعد حضرت سے میں نے ذکر پوچھا کچھ دنوں بعد مہر محمد حیات قتل کے جھوٹے مقدمے میں گرفتار ہو گیا جیل سے اس نے حضرت لاہوری کو بہت لمبا خط لکھا جس کے جواب میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی خط کے دوسری طرف چند سطر تسلی کی لکھ دیں مہر محمد حیات نے کہا کہ اس کے بعد جیل مجھے جیل ہی نہیں لگی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کچھ رفقاء کے ہمراہ اس سے ملنے جیل گئے تو دیکھا کہ جس کمرے میں قید ہے۔ اس میں نہایت گرمی ہے اور مہر محمد حیات نے کرتہ اتارا ہوا ہے قبلہ رخ بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی پشت کی جانب بیٹھ گئے۔ اسے جب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے دیکھا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں تو فوراً ذکر ختم کیا اور دعا سلام کی۔ حضرت لاہوری نے فرمایا کیسے ہو۔ مہر محمد حیات نے کہا کہ حضرت جب سے آپکا جواب پڑھا تو میرے لئے جیل جیل ہی نہ رہی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا چاہتے ہو میں نے کہا کہ (یعنی مہر محمد حیات نے) کہ اب رہائی کو دل چاہ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر ادھر ہی رہو میں نے عرض کیا جیسا حضرت فرمائیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رفقاء سے پوچھا انہوں نے بھی یہی کہا کہ رہائی ہو جائے تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم فلاں دن فلاں تاریخ کو رہا ہو جاؤ گے لہٰذا اسی دن اسی تاریخ کو میں رہا ہو گیا۔

(جناب دل احمد صاحب نے جناب عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں صاحبزادگان عبدالواحد اور عبدالماجد کے سامنے خود سنایا)

مرد مومن سے اجابت دعا کے واقعات

کئی سال کی مریضہ ٹھیک ہو گئی

۱۹۴۳ء کا ذکر ہے' لاہور کے محلہ خضری گلی کے ایک شخص کی لڑکی تین چار سال سے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ لاکھ دوائیں کیں مگر کوئی کارگر نہ

ہوئی۔ایک دن اچانک حالت غیر ہو گئی اور اس کی زندگی کی طرف سے سب مایوس ہو گئے۔ کسی شخص نے لڑکی کے متعلقین سے کہا کہ حضرت ﷺ سے رجوع کریں۔ وہ لوگ حضرت ﷺ کو لے آئے آپ نے آتے ہی لڑکی کے چہرے پر نظر ڈالی۔اور کلام الٰہی کی آیات پڑھ کر اس پر دم کیں گھر کے کسی فرد نے آپ سے دریافت کیا "حضور لڑکی کو کیا عذر ہے؟" آپ نے فرمایا "آپ لوگ خدائے لم یزل پر یقین رکھیں وہ ضرور اپنا فضل و کرم فرمائیں گے"۔ سبحان اللہ ایسا ہی ہوا۔اس ارحم الراحمین کی مہربانی سے بے لڑکی چند ہی دنوں میں صحت یاب ہو گئی۔

عدالتی فیصلے کے مطابق حسب حال دعائیں

حضرت ﷺ کے دو مریدوں پر عدالت میں مقدمے چل رہے تھے دونوں حضرت ﷺ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔

ایک مرید نے کہا "حضرت کل مقدمے کا فیصلہ ہے دعا فرمائیں" حضرت ﷺ نے فرمایا "اچھا اللہ رحم کرے"

دوسرے نے بھی عرض کیا "حضرت میرا بھی کل فیصلہ ہے دعا کریں "حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ استقامت دے"

دوسرے دن جب پہلا شخص عدالت میں پہنچا تو جج نے اسے بری کر دیا اور دوسرے کو ایک سال کی سزا ہوئی۔

دوسری جیل میں منتقلی کی پیش گوئی

۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے سلسلے میں دیگر اسیروں کے ساتھ ملتان کی سینٹرل جیل میں قید تھے۔ آٹھ اپریل کو آپ نے اپنے احباب سے دوران گفتگو فرمایا

غنیمت شمر صحبت دوستاں　　　که گل پنج روز است در بوستاں

ٹھیک پانچ روز بعد ۱۳؍اپریل کو حضرت کی منتقلی کے احکام آ گئے اور آپ

کو سینٹرل جیل سے ڈسٹرکٹ جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ (ماخوذ از ص ۱۹۳'۱۹۴ مرد مومن)

اسیری اور رہائی

مولانا محمد شریف صاحب بہاولپوری نے بتایا کہ ۱۹۶۱ء میں میانوالی ایک تقریر پر مارشل لاء کے تحت مقدمہ میں میری ضمانت منظور نہ ہوتی تھی۔ حضرت کے ارشاد پر بارہ روز بارہ ہزار دفعہ

یا بدیع الحجاب باالخیر

کا وظیفہ عمل میں لایا گیا' فوراً ضمانت منظور ہوگئی اور آخر کچھ تاریخوں کے بعد مقدمہ سے بریت بھی ہو گئی۔ (ماخوذ از دو بزرگ صفحہ ۱۳)

چوری سے نجات

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ لاہور کے مشہور کارکن میاں سلطان محمد (ہوشیار پوری) نے بتایا کہ میری گھڑیوں کی دکان تھی ایک روز حسب معمول علی الصبح دکان کھولنے آیا تو تالا ٹوٹا ہوا تھا اور سارا مال چوری ہو چکا تھا۔

اس کے بعد خدا معلوم کیا وجہ تھی کہ اکثر میرا مال' میری گھڑیاں' میرے روپے گم ہو جاتے تھے یا چوری ہو جاتے۔ ۱۹۶۰ء تک یہی حال تھا کہ میں مولانا انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف الرشید حضرت والا کی وساطت سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ پر لکھ دیا۔

رب انی مغلوب فانتصر

فرمایا روزانہ ایک تسبیح اس کی پڑھ لیا کرو اور ایک درود شریف کی میں نے تقریباً ایک ماہ پڑھا اس کے بعد آج تک میرے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۱)

○○○

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے گم شدہ کار واپس مل گئی

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فدائی اور مخیر انسان حاجی شفیع اللہ صاحب کراچی میں رہتے ہیں انہوں نے واقعہ سنایا کہ میری کار کچھ لوگ کرائے پر لے گئے اور حیدر آباد پہنچ کر میرے ملازم ڈرائیور کو کسی بہانے سے نیچے اتارا اور خود کار بھگا کر لے گئے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لاہور پہنچا اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمادی اور میں پولیس کے پاس رپورٹ درج کرا کے خاموش ہو گیا خدا کرنا کہ چودہ ماہ بعد (جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا) مجھے اطلاع ملی کہ آپ کی کار مل گئی ہے' آکے لے جایئے۔ میں نے جب کار دیکھی تو وہ پہلے سے بھی اچھی حالت میں تھی۔ دراصل جن لوگوں نے وہ کار ہتھیائی تھی' انہوں نے کافی عرصہ اسے غائب رکھا اور اس کے ٹائر ٹیوب بھی نئے ڈال دیئے بعض گھسے ہوئے پرزے بھی بدل دیئے اور اتنا عرصہ گزرنے کے بعد ابھی کار گیراج سے نکالی ہی تھی کہ پولیس نے پکڑ لی اور مجھے پہلے سے بھی اچھی حالت میں کار واپس مل گئی۔

(حوالہ خدام الدین ۲۷ مارچ ۹۸ء / ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء)

"فیروز سنز" کی مسروقہ رقم واپس مل جانے کا عجیب واقعہ

فیروز سنز والے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بے انتہا عقیدت مند اور جاں نثار مرید ہیں۔ امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے اخبار میں پڑھا کہ "فیروز سنز" والوں کے ہاں ایک بڑی رقم چوری ہو گئی اور ان کا گھریلو ملازم چوری کر کے اپنے وطن فرنٹیر کی طرف چلا گیا۔ وہاں وہ سالم ٹیکسی لے کر اپنے گاؤں کی طرف جانے لگا تو اسکی حیثیت وغیرہ دیکھ کر پولیس مین کو شک ہوا۔ اس نے پوچھ گچھ کی اور ذرا دھمکی دی تو اس نے صاف بتلادیا کہ میں

نے فیروز سنز لمیٹڈ لاہور سے یہ رقم چوری کی ہے رقم غالبا چالیس پینتالیس ہزار روپیہ تھی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان کا گھریلو ملازم جو روزانہ دفتر سے نیچے سے چابیاں لاکر مینیجر صاحب کے تکیے کے نیچے رکھ دیا کرتا تھا اور صبح جاکر دفتر والوں کو دے دیا کرتا تھا۔ ملازم پرانا اور معتمد تھا اس لئے کبھی اس سے بے اعتمادی کا خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کی نیت جو بگڑی' اس نے مالکوں سے گھر جانے کی چھٹی مانگی' انہوں نے کہا کام کون کرے گا؟ تو اس نے کہا میں اپنی جگہ ایک آدمی کو دے جاؤں گا ایک رات چابیاں اس نے اپنے پاس ہی رکھیں اور تجوری میں سے ساری رقم نکال کر سوٹ کیس میں بھرلی۔ اس نے گھر جانے کے لئے ٹیکسی لی ہی تھی کہ کسی پولیس مین کو شک گزرا تو اس نے پکڑ لیا بعد میں اپنے ہیڈکوارٹر لے گیا۔ انہوں نے نوکر سمیت یہ ساری رقم اپنے کسی معتمد افسر کے ہاتھ لاہور بھجوائی۔ اس افسر نے جاکر "فیروز سنز" والوں سے پوچھا "آپ کی کوئی رقم چوری ہوئی ہے؟" تو انہوں نے انکار کردیا پولیس افسر نے پھر کہا کہ "آپ تحقیق تو کریں؟" تو انہوں نے کہا "نہیں' ہماری کوئی چوری نہیں ہوئی۔" جب نوکر کو لاکر سامنے پیش کیا تو انہوں نے کہا "نوکر تو ہمارا ہی ہے۔" اور جب انہوں نے سیف کھول کر دیکھا تو واقعی رقم اس میں تھی ہی نہیں تجوری کھول کر دیکھنے سے پہلے ہی وہ گرفتار ہوگیا۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور زکوۃ صدقات ہمیشہ دیتے رہتے ہیں انہیں کسی قسم کا ڈر یا نقصان نہیں ہوتا۔

(حوالہ خدام الدین ۲۷ مارچ ۱۹۹۸ء / ۱۴ اگست ۱۹۶۷ء)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے گم شدہ بیٹا مل گیا

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کہیں دور دراز سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور ہم نے ملا دیا۔ اس نے عرض کی کہ "میرا بیٹا دو ڈھائی برس سے نہیں

مل رہا، خدا معلوم زندہ ہے یا مرگیا۔ آپ ﷺ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں؟" حضرت نے تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد فرمایا "زندہ ہے" اس نے پوچھا کہ "میں اسے کس طرف تلاش کرنے کے لئے جاؤں؟ آیا پشاور کی طرف کراچی کی طرف یا کوئٹہ کی طرف؟" حضرت ﷺ نے تھوڑی دیر مراقبے کے بعد ارشاد فرمایا "کراچی کی طرف" چنانچہ وہ بیچارا چلا گیا اور پانچ روز کے بعد اپنے بیٹے کو لے کر صبح درس کے بعد حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ "میں جب کراچی جارہا تھا تو حیدرآباد سٹیشن پر نیچے اترا، وہاں اتفاقاً مجھے ایک دکان پر مل گیا اور میں وہیں سے اسے واپس لے آیا ہوں۔ اب آپ ﷺ دعا فرمائیں اور اس کو بھی تلقین فرمائیں کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے"۔

(حوالہ خدام الدین ۲۷ مارچ ۱۹۹۸ء / ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء)

سانپ کے ڈسے ہوئے کو آپ کے دم سے فوری آرام

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مسجد لسوڑے والی جو ہمارے گھر کے قریب ہی چونے منڈی کی طرف ہے۔۔۔اس کے موذن کو، جو فجر کی نماز کی اذان دینے کے لئے سیڑھیوں پر چڑھ کے جارہا تھا، سانپ نے کاٹ لیا۔ حضرت ﷺ کے پاس سانپ کے کاٹے کا عمل تھا۔ وہ فوراً حضرت ﷺ کے مکان پر آگیا حضرت ﷺ نماز فجر کے لئے نیچے اتر رہے تھے۔ اسے یہاں آنے کی وجہ پوچھی اس نے بتایا کہ "مجھے پنڈلی پر سانپ نے کاٹ کھایا ہے"۔ حضرت ﷺ نے گھر سے فوراً نمک منگوا کر دم کر کے دیا۔ اس کے چاٹنے اور زخم پر لگانے سے خدا نے فوراً شفاء دے دی۔ بابا جی نے جاکر اذان دی، نماز پڑھی اور پھر آئے اور پوچھا کہ "اب مجھے کیا کرنا ہے؟" حضرت ﷺ نے فرمایا "کسی علاج کی ضرورت نہیں۔" پھر وہ کافی عرصہ تک اسی مسجد میں قیام پزیر رہا۔

(حوالہ خدام الدین مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۴ء) اور ۲۰ فروری ۹۸)

باب ہفتم

مکاشفات

واقعات کشف قلوب

پیر فضل علی قریشی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو مچھلی پیش فرمانا

پروفیسر جناب احمد عبدالرحمٰن صدیقی مدظلہ نوشہرہ والے فرماتے ہیں کہ غالباً ۱۹۶۴ یا ۱۹۶۵ء میں سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں مشہور نقشبندی مجددی شیخ مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خانیوال والوں کی خدمت میں حاضر تھا انہوں نے حضرت قطب العالم شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ دور حاضر میں ان کی نظیر نہ تھی آپ کا قلب اتنا نورانی تھا کہ اہل کشف بھی نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتے تھے ایک مرتبہ میں اپنے شیخ و مرشد قطب وقت حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بحیثیت خادم شیرانوالہ دروازہ کی مسجد میں پہنچا راستے میں (غالباً) حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مچھلی تناول فرمانے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ جب مسجد پہنچے تو حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دفتر خدام الدین کے سامنے بنے ہوئے غسل خانہ میں غسل فرمانے چلے گئے اور یہ خادم چھوٹی مسجد میں بیٹھ گیا اتنے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لائے اور بڑے غور سے ادھر ادھر دیکھ کر مجھ سے فرمایا کہ کون تشریف لائے ہوئے ہیں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی روحانی قوت سے ادراک فرما رہے ہیں میں نے حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کا عرض کیا تو فرمایا کہ اچھا میں ابھی آیا اور غالباً گھر تشریف لے گئے تھوڑی سی دیر بعد کہ ابھی حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ غسل سے فارغ ہی ہوئے

تھے کہ حضرت اقدس لاہوری ؒ ایک خوان میں روٹی اور مچھلی لے آئے دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اہل باطن کی دنیا ہی اور ہوتی ہے۔

(ماخوذ از خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ نمبر ۵۳۲)

دل پر تو ذکر کا اثر نہیں

جناب الحاج سید امین الحق صاحب فرماتے ہیں میرے ساتھ ایک صاحب تھے اسے اپنے ذکر اذکار کا بہت زعم تھا رات دن میرے کان کھاتا تھا۔ میں حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری ؒ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے چلا تو میرے ساتھ ہو لئے میں نے ان سے کہا شاہ صاحب آپ نے مجھے بہت ستایا ہے خدارا حضرت کے ہاں خاموش رہنا کبھی مار نہ پڑ جائے اس نے محتاط رہنے کا اقرار کیا' جب ہم حضرت اقدس ؒ کے پاس پہنچے تو گو کہ اس سے پہلے میں نے حضرت اقدس ؒ کو کبھی ترش رو نہیں دیکھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ میں نے ان صاحب کو ساتھ لاکر اچھا نہیں کیا۔ میں نے حضرت اقدس ؒ سے معذرت کے ساتھ عرض کیا کہ یہ صاحب کبھی فرماتے ہیں کہ دس سال سے اللہ اللہ کر رہا ہوں کبھی کہتے ہیں بیس سال سے ذکر کر رہا ہوں۔ حضرت اقدس ؒ نے جواب دیا اس کے دل پر تو رائی کے دانے کے برابر بھی اثر نہیں ہے یہ کب ذکر کرتا ہے۔ وہ شخص رو پڑا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ حضرت بیعت فرمالیں لیکن آپ ؒ نے منع فرما دیا کہ نہیں نہیں جاؤ۔ پھر تصوف کی اصطلاح میں فرمایا کہ یہ غفلت کیوں ہو جاتی ہے۔ قلب کس کا بیدار ہوتا ہے۔ قلب کی بیداری کا کیا مطلب ہے۔ قلب کی بیداری کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی زبان سے ذکر کرے، تو دل بھی توجہ کرتا ہو اور جب اس پر قائم رہو گے تو پھر یہ بیداری حضوری میں بدل جائے گی۔ پھر غفلت نہیں رہتی پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ مقام آتے ہیں کہ آدمی کی قوت ادراکیہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۱ خدام الدین ۱۹ مارچ ۱۹۷۱ء)

گھر بیٹھے مدینہ میں مقیم بیٹے کے حالات بتانا

(۱) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت مولانا لاہوری ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے گھر والی پوچھا کرتی تھی کہ اس وقت (مولانا) حبیب اللہ صاحب (مدینہ میں) کیا کام کر رہے ہیں خیریت سے تو ہیں میں نے اس کو بتایا کہ اس وقت وہ فلاں جگہ ہیں اور فلاں کام کر رہے ہیں اس نے وہ تاریخ اور وہ وقت اور کام لکھ لیا جب عمرہ کو تشریف لے گئیں دریافت کرنے پر حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب نے وہی کچھ فرمایا جو انہوں نے فرمایا تھا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۹۶ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

(۲) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے ایک دفعہ خلوت میں فرمایا مولوی حبیب اللہ (حضرت کے صاحبزادے) مدینہ طیبہ میں رہتا ہے۔ جب کچھ خط کو دیر ہو جاتی ہے تو اس کی والدہ پریشان ہو جاتی ہے اور مجھ سے پوچھتی ہے اس کا کیا حال ہے تو میں اللہ کے فضل وکرم سے) پانچ منٹ میں بتلا دیتا ہوں کہ وہ کہاں ہے؟ کیا کر رہا ہے۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۷)

مسجد کے مینار پر حرام کا مال لگا ہے

جمعرات ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ ھ مطابق ۲۹ جون ۶۱ء کی مجلس ذکر میں حضرت لاہوری ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور میرا چھوٹا لڑکا حمید اللہ تانگہ میں بیٹھ کر کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں مسجد کے مینار کو دیکھ کر کہا کہ اباجی اس مینار کو دیکھو تو میں نے کہا کہ اس مسجد کے مینار سے حرام کی بو آرہی ہے اس کے بعد میرے بیٹے نے بتایا کہ مسجد بنانے والوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم کنجریوں سے مسجد کی تعمیر کیلئے چندہ جمع کریں گے۔ الحمد اللہ! مجھے حلال حرام کی تمیز ہے (ماخوذ خدام

الدین ۷ جولائی ۱۹۶۱ء)

اللہ والوں کی نگاہ دل پر ہوتی ہے

"ڈاکٹر لال دین اخگر مصنف انوار ولایت لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاؤں میں چپل تھے ارادہ تھا کہ حضرت ﷺ کے پاس جب حاضری کا موقعہ ملے گا تو چپل پہن کر نہیں جاؤں گا لیکن چھٹیوں میں یہ امر مجبوری جانا پڑا اور ایک دو منٹ میرے چپل حضرت ﷺ کے سامنے پڑے رہے میرے دل میں بار بار اس کا خیال آیا شام کو بعد نماز مغرب جب حاضری کا موقعہ میسر آیا تو آپ ﷺ نے باتوں باتوں میں فرمایا کہ اللہ والوں کی نگاہیں آپ کے جوتوں پر نہیں دلوں پر ہوتی ہے دیکھنا مقصود یہ ہوتا ہے کہ کہیں تعلق باللہ میں کوئی بگاڑ تو نہیں پیدا ہو گیا۔

(ماخذ صفحہ ۲۱۴ انوار ولایت حصہ دوئم)

دلی خواہش کے بغیر بیعت نہ کرنا

مولوی احمد دین صاحب آف ڈوگر' میاں علی ضلع شیخو پورہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص بیعت کے لئے آیا' تین دن تک رہا اور برابر بیعت ہونے کی درخواست کرتا رہا' مگر آپ ﷺ انکار فرماتے رہے آخر اس نے ایک روز چلا کر کہا جو آتا ہے اسے بیعت کر لیا جاتا ہے مگر مجھے محروم کر دیا جاتا ہے۔ کیا حضور ﷺ کا یہی طریقہ تھا؟ اس پر آپ اسے کمرے میں لے گئے اور فرمانے لگے "عزیز! تمہارا دل تو مانتا نہیں سچ بتاؤ مجھ سے بیعت کس لئے ہونا چاہتے ہو؟ اس نے کہا جہاں میں شادی کرانا چاہتا ہوں وہ سب آپ کے مرید ہیں' ان کی شرط یہ ہے کہ آپ سے مرید ہو جاؤں تو پھر رشتہ ملے گا؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ "میں نے بار بار تمہارے دل کی طرف توجہ کی' مگر اس کا انکار ہی پایا۔ اور فرمایا "میں اگر اندھا ہوتا تو بیعت کر لیتا۔" اس شخص نے کہا کہ حضرت! پہلے میں مجبوراً آتا تھا لیکن اب میرے دل کی

دنیا بدل گئی سچے دل سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہتا ہوں' آپ نے ہاتھ بڑھا دیا (بیعت کرنے کے لئے) اور فرمایا۔ واقعی اب ٹھیک ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۸۵ حضرت شیخ التفسیر اور ان کے خلفاء صفحہ ۴۵۴ کتاب الحسنات)

خیالات پڑھ کر جواب دیا

ایک دفعہ جناب ڈاکٹر لال دین اخگر صاحب نے ارادہ کیا کہ میں حضرت سے پوچھوں گا۔ اگر کسی مرید کو خواب میں اپنے روحانی پیشوا سے کچھ ارشادات غیبیہ سننے کا موقعہ ملے تو کیا اس کی اطلاع پیر صاحب کو بھی ہوتی ہے۔ میں نے ابھی سوال بھی نہیں کیا تھا کہ راستے میں چلتے چلتے مجھ کو قریب بلا کر فرمانے لگے :"کہ خواب میں اگر کسی کو اپنے مرشد کامل کی زیارت ہو اور کوئی اطلاع وبشارت کی صورت بھی وقوع پذیر ہو' تو اس کی اطلاع پیر صاحب کو ہونا ہرگز ضروری نہیں۔ دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے صحیح خبر کا القاء مرید صادق کے دل میں کیا جاتا ہے اور پیر کی صورت میں اس لئے ظہور ہوتا ہے کہ میرے پیر صاحب جب بیداری میں ہر بات سچی کرتے ہیں تو خواب میں بھی صحیح اطلاع دے رہے ہیں۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۵۴ کتاب الحسنات)

آنے والوں کی' کی ہوئی باتیں دہرا دیتے

ڈاکٹر لال دین اخگر مصنف انوار ولایت اپنے واقعہ بیعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سینٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے ہم تین چار طلباء آپ کے درس قرآن میں اتوار کو حاضر ہونے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ راستے میں بعض مسائل زیر بحث آتے جب ہم درس میں آکر بیٹھتے تو کئی دفعہ حضرت ﷺ ہماری بحث کے الفاظ دہرا کر جوابات ارشاد فرماتے خصوصیت سے میری بیعت کا سبب اس طرح کے واقعات ہیں۔ (ماخذ صفحہ ۲۱۴ انوار ولایت حصہ دوئم)

تمہیں فیض مجھ سے مقدر نہیں

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات فرماتے ہیں:

میں نے غالباً ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوری ﷺ سے تخلئے میں عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت کر لیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے مراقبہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تمہیں مجھ سے فیض مقدر نہیں ہے۔ ورنہ میں تو تمہیں خود بیعت کر لیتا۔ ہاں چند اوراد بتائے دیتا ہوں۔

(۱) رب اغفروارحم وانت خیرالراحمین

(۲) حسبی اللہ لاالہ الاھو علیہ توکلت

(۳) ماشاءاللہ لاقوۃ الاباللہ

(۴) افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیربالعباد

(ماخوذ صفحہ ۱۵۲ امام الاولیاء نمبر)

قلندرانہ توجہ سے انقباض ختم

حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب (ڈیرہ اسماعیل خان) مولانا لاہوری ﷺ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ حضرت ﷺ کے پاس تربیت باطنی کے لئے حاضر ہوئے۔ مجاہدہ میں حافظ صاحب کا قدم بہت آگے تھا۔ زہد و ریاضت سے جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ دوران قیام انقباض کی کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت ﷺ کے حجرے میں حاضر ہوئے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا۔ مولانا کوئی کام ہے۔ عرض کیا۔ حضرت ﷺ میں تباہ ہو گیا۔ تین دن سے انقباض کی سخت شکایت ہے۔ حافظ صاحب کا بیان ہے کہ میری بات سن کر حضرت ﷺ نے میری چھاتی پر اپنے داہنے ہاتھ کی انگلی پھیری۔ اسی وقت میری کیفیت ٹھیک ہو گئی۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۵۸ کتاب الحسنات)

گھر بیٹھے ماسکو کی خبر دی

خواجہ نذیر احمد صاحب نے ایک دفعہ اپنے گھر کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کی ایک صاجزادی صاحبہ کی شادی وزارت خارجہ میں ملازم ایک عزیز سے ہوئی تھی کچھ مدت بعد وہ ماسکو (روس) اپنی ڈیوٹی پر گئے تو گھر والے بھی ساتھ تھے خواجہ صاحب کی صاجزادی ہفتہ عشرہ بعد اپنی خیریت سے مطلع کر دیا کرتی تھیں ایک مرتبہ بہت تاخیر ہو گئی خواجہ صاحب کی بیوی بہت پریشان ہو گئی اور صدمہ سے نڈھال ہو کر حضرت لاہوری ﷫ سے حال عرض کرنے کے لئے خواجہ صاحب سے فریاد کی خواجہ صاحب نے ڈرتے ڈرتے حضرت لاہوری ﷫ سے عرض احوال کیا حضرت مسکرائے اور آنکھیں بند کر کے چند لمحے بعد فرمایا الحمد للہ خیریت سے ہے اپنے گھر میں بیٹھی کپڑا سی رہی ہے خواجہ صاحب کی بیوی نے سنتے ہی خط لکھا جس میں دیگر امور کے علاوہ یہ بھی معلوم کیا کہ یاد کر کے لکھنا کہ فلاں دن فلاں وقت تم کیا کر رہی تھیں۔ صاجزادی نے جواباً خط میں بتایا کہ اس تاریخ کو فلاں وقت میں کپڑا سی رہی تھی سب خیریت سے ہیں اور ڈاک میں کسی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔

(ماخوذ از خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ ۵۳۴)

ملتان جیل میں ٹہلتے ہوئے صاجزادگان کی مصروفیت بتادی

مولانا محمد علی جالندھری ﷫ فرماتے ہیں ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے موقعہ پر ملتان جیل میں تھے۔ رشتے داروں سے ملاقات کی سہولت کیلئے رشتہ داروں اور احباب ملاقات کا نام لکھوانا پڑتا ہے میں نے حضرت اقدس لاہوری ﷫ سے کہا تو فرمایا ضرورت نہیں کچھ دنوں بعد بڑی بیرکوں میں منتقل ہونے کے بعد درس قرآن اور مجلس ذکر کا باقاعدہ اہتمام کیا شام کے کھانے کے بعد عموماً چہل قدمی کی جاتی تھی میں نے پھر عرض کیا کہ رشتے داروں کے نام لکھوا دیں تو فرمایا گھر کی خیر

خیریت معلوم ہو جاتی ہے میں سمجھا کہ جیل کے کسی اہلکار کی وساطت سے خیریت کا پتہ مل جاتا ہو گا تو فرمایا آج دوپہر پتہ کیا تھا لڑکے جامعہ اشرفیہ گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ چلتے چلتے رک گئے ذرا گردن جھکائی پھر چل پڑے اور فرمایا خیریت ہے اب دونوں کھانا کھا رہے ہیں۔ (ماخذ صفحہ ۲۴۴ انوار ولایت)

دل سویا ہوا ہے

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کلاچوی (برادر عزیز قاضی عبداللطیف صاحب) نے فرمایا کہ حضرت الشیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے ٹانک میں ہمارے ایک عزیز نے حضرت مدنی ؒ سے اپنی نسبت ارادت ظاہر کرتے ہوئے بیعت کے لئے عرض کیا تو حضرت اقدس لاہوری ؒ نے فرمایا مدنی ؒ کی بیعت کافی ہے اور پوچھا کہ حضرت نے جو وظیفہ بتلایا تھا وہ پڑھتے ہو' انہوں نے کہا کہ ہاں پڑھتا ہوں اس پر حضرت ؒ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھ بند فرمائی اور کہا عزیز جھوٹ مت بولو تم نے وظیفہ جاری نہیں رکھا تمہارا دل سویا ہوا ہے۔

(ماخوذ از خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ ۳۸۴ صفحہ ۸۸ حضرت لاہوری ؒ اور ان کے خلفاء)

دل گرفتہ کی عزت افزائی

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات فرماتے ہیں غالباً جون ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے ایک دن پنجاب پبلک لائبریری میں ایک شخص نے میری بہت توہین وتحقیر کی۔ مجھے فطری طور پر بہت صدمہ ہوا خصوصاً اس لئے کہ وہ شخص عمر کے لحاظ سے میرے بیٹے کے برابر تھا اور علم کے لحاظ سے نہ عربی دان نہ فارسی دان نہ میٹرک۔ چونکہ مجلس احرار میں رہ چکا تھا اس لئے خطابت میں ماہر تھا تضحیک آمیز انداز میں اس نے مجھ سے تقریر میں مقابلہ کا چیلنج کیا اور تحقیر آمیز انداز اختیار کیا یہ

جمعرات کا دن تھا پانچ بجے حسب معمول مجلس ذکر میں شرکت کے لئے مسجد شیرانوالہ دروازہ پہنچا حسن اتفاق سے حضرت کے پیچھے صف میں جگہ مل گئی سلام پھیرنے کے بعد حضرت اقدس نے مجھے دیکھا میں نے سلام کیا تو حضرت اقدس حسب معمول بغل گیر ہونے کے لئے کھڑے ہو گئے اور مجھے سینہ سے لگا لیا یہ حالت دیکھ کر یکلخت میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کہ اس شخص نے تو میری اس قدر توہین کی اور حضرت اقدس نے کہ جن کے سامنے میں ایک ذرہ بے مقدار اور طفل مکتب تھا میری اسقدر تعظیم کی سچ مچ مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ یہ حال دیکھ کر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا "یہ بھی اسی کی طرف سے ہے اور دوپہر جو واقعہ گزرا وہ بھی اس کی طرف سے تھا۔ پس ساری عمر اس کی مشیت کے سامنے سر تسلیم خم کئے رکھنا۔" (ماخوذ از صفحہ نمبر ۵۳۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

شادی عورت سے ہوتی ہے دولت سے نہیں

جناب عمر دین صاحب فرماتے ہیں کہ میں پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کا طالب علم تھا شادی ہو چکی تھی لیکن ایک عورت مجھ سے شادی کی زبردست تمنا رکھتی تھی۔ اس کے بھائی نے بارہا برملا مجھے اس کام کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی مذکورہ عورت کے نام لاکھوں روپے کی جائیداد تھی مجھے بڑے بھاری کاروبار کا لالچ دیا اور ایک خطیر رقم کا چیک میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے میری بیوی کو بھی راضی کر لیا میرے دوستوں تک بات پھیل گئی انہوں نے میرے لالچ میں مزید اضافہ کیا اور کہا تمام عمر کما کما کر مرجاؤ گے پھر بھی اتنا مال نہیں ملے گا شیطان اور میرے نفس دونوں نے مجھے ورغلایا۔ اس قدر لالچ میں مبتلا کیا کہ میرا ایمان ہل گیا لیکن دل کو چین نہیں آتا تھا۔ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو چکا تھا۔ آخر کار حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام قصہ صاف صاف پیش کر دیا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دوسرے دن سویرے حاضر ہونے کے لئے

فرمایا۔ اگلے دن میں حسب ارشاد حاضر ہو گیا' آپ صبح کے اوراد وظائف اور اشراق سے فارغ ہو کر حجرہ میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر مراقبہ کیا اس کے بعد مجھے بلا کر ارشاد فرمایا بیٹا شادی عورت سے ہوتی ہے دولت سے نہیں تمہاری موجودہ بیوی بہت اچھی ہے۔ اس کے بعد مجھے اطمینان حاصل ہو گیا اور دوسری شادی نہیں کی لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر اس وقت میں اس عورت سے شادی کر لیتا تو اس کے دیگر لواحقین مجھے قتل کر دیتے زندہ نہ چھوڑتے۔

(ماخوذ از خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ ۳۲۶)

حضرت مولانا محمد حسن صاحب خانیوال والوں کے واقعات

اللہ والوں کی صحبت میں لغزش دھل جاتی ہے

حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کے ہاں قیام کے دوران میں آپ کو اپنی کسی غلطی پر سخت ندامت ہوئی تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں' اگر جذبات صحیح ہوں اور کوئی لغزش ہو جائے تو اللہ والوں کی صحبت میں آنے کی وجہ سے دھل جاتی ہے۔

تیمّم جائز ہے

ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تیمّم فرما رہے تھے کہ مولانا محمد حسن صاحب کے دل میں خیال آیا کہ حضرت تساہل فرما رہے ہیں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد حسن مریض کے لئے تیمّم جائز ہے۔

اخراجات سے مرشد نہیں گھبراتا

ایک مرتبہ حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہ

درس دے رہے تھے کہ مولانا محمد حسن صاحب کے دل میں خیال آیا کہ خرچ کے معاملے میں حضرت اقدس ﷫ پر بار بنا ہوا ہوں تو حضرت نے درس کے دوران میں ہی فرمایا کہ "طلب صادق ہو اور مرشد کامل ہو تو مرشد نہیں گھبراتا کچھ ملا تو مل کر کھائیں گے ورنہ فاقہ کریں گے۔"

(ماخذ حضرت شیخ التفسیر لاہوری ﷫ اور ان کے خلفاء صفحہ ۲۹۷)

لمبی داڑھی کی وضاحت اور سند

مولانا دوست محمد قریشی نے فرمایا کہ احمد پور شرقیہ (ڈیرہ نواب صاحب) کے اسٹیشن کے باہر آرام کے لئے ایک چارپائی پر حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ میری گود میں سر مبارک رکھے ہوئے تھے اس عاجز نے دریافت کیا کہ حضرت ریش مبارک قبضہ سے زیادہ کیوں ہے تو آپ ﷫ کے آنسو جاری ہو گئے اور بڑے درد آمیز لہجے میں فرمایا ان بالوں میں میرے پیر طریقت کے ہاتھ لگ چکے ہیں مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ان پر قینچی استعمال کروں۔ اس کے بعد فرمایا قریشی صاحب آج کل لوگ داڑھی کی قدر نہیں کرتے اپنے کھیتوں کی حفاظت کرتے ہیں لیکن مصطفیٰ ﷺ کی کھیتی (داڑھی) کی حفاظت نہیں کرتے اس کی قدر قیامت کے دن معلوم ہو گی جب کہ ادائے سنت کے اجر میں چہرے پر نورانیت نظر آئے گی۔

مولانا عبدالشکور دین پوری فرماتے ہیں کہ حضرت ﷫ نے فرمایا کہ مجھے مرشد سے عقیدت ہے حضرت دین پوری ﷫ کو وضو کرا رہا تھا کہ حضرت نے میری داڑھی میں ہاتھ ڈال کر تین چار بار خلال کیا میں نے اشارہ سمجھ لیا کہ مرشد کا حکم ہے کہ قبضے پر داڑھی کٹانا چھوڑ دے اس دن سے کٹانا چھوڑ دی یہ میری عقیدت ہے۔ (ماخذ صفحہ ۱۴، ۳۸ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

جناب عبدالواحد بیگ مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے درس قرآن مجید کے بعد میں مسلسل حضرت ﷫ کی داڑھی مبارک کو دیکھے جا رہا تھا اور سوچ

جارہا تھا کہ حضرت نے داڑھی اتنی لمبی کیوں بڑھارکھی ہے۔ عام طور پر بقدر قبضہ حد شرعی سنتے آرہے ہیں اللہ تبارک وتعالٰی نے یہ بات حضرت ﷺ کے ذہن میں منتقل فرمادی حضرت ﷺ نے قریب ہی پڑی ہوئی کتاب مظاہر حق شرح مشکواۃ شریف اٹھائی۔اور کھول کر ایک مقام پر پڑھنے کا اشارہ فرمایا وہاں داڑھی کے متعلق حضور اقدس حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان لکھا تھا کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کراؤ۔ مسئلہ کے کئی پہلو واضح کیے گئے تھے آخر میں اس طرح کا جملہ درج تھا کہ مختار یہ ہے کہ اس کو کسی طرف سے بھی نہ چھیڑا جائے۔ لہٰذا میں مطمئن ہو گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷ امام الاولیاء نمبر خدام الدین)

خود بخود قلب جاری ہو گیا

مولانا عبدالحمید سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ فرماتے ہیں ایک دفعہ جمعرات کے دن گوجرانوالہ سے چند اصحاب کے ساتھ حضرت اقدس لاہوری ﷺ کی زیارت و ملاقات اور مجلس ذکر میں شرکت کی غرض سے حاضر خدمت ہوا مغرب کی نماز کے بعد حسب دستور مجلس ذکر ہوئی پھر حضرت ﷺ نے اپنے دستور کے مطابق وعظ و نصیحت فرمائی اور عشاء کی نماز ادا کی حضرت سے ملاقات کی درخواست کی تو فرمایا جس نے ملاقات کرنی ہے وہ ٹھہر جائے کچھ دیر انتظار کرتے رہے جب حضرت کا ملاقات کے لئے باہر آنے کا وقت قریب ہوا تو بے ساختہ خود بخود میرا قلب جاری ہو گیا اور اللہ اللہ کا ذکر کافی دیر تک جاری رہا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت اقدس کی کرامت ہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۲۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

جناب عبدالحمید خاں کے کشف حالات کے چند واقعات

مولف مرد مومن جناب عبدالحمید خان فرماتے ہیں کہ حضرت کا نام تو سنا تھا مگر کبھی درس قرآن میں شرکت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی تھی جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ صبح درس قرآن بھی دیتے ہیں تو قرب مکان کے باعث اس میں شرکت کی

آرزو پیدا ہوئی۔

آخر ایک دن اپنے بیٹے عبدالحی کو لے کر درس میں گیا۔ درس شروع ہو چکا تھا۔ میں چونکہ آخر میں پہنچا تھا اس لئے سب سے آخر میں ہی بیٹھنا مناسب جانا۔ جب میں بیٹھنے لگا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آگے آجاؤ تعمیل ارشاد کی گئی۔ اگلے دن میں پھر تاخیر سے پہنچا اور جب آخری صف میں بیٹھنے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

درس قرآن مجید میں اس امتیازی رواداری سے طبیعت بہت مکدر ہوئی مجبوراً درس کے خاتمہ تک زچ پچ ہو کر بیٹھ گیا اور دل میں عہد کیا کہ آئندہ یہاں کبھی نہ آؤں گا۔

درس ختم ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع عام میں فرمایا کہ میں جاہ و منصب کے مدنظر کسی کو اپنے قریب نہیں بٹھاتا۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ سمجھدار لوگ میرے قریب بیٹھیں کہ ان کے دل میں بات جلد اثر کرتی ہے اور وہ دوسروں تک میرے خیالات پہنچانے کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں یہ جملہ سنتے ہی میں حضرت کا قائل ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عین حیات پابندی اوقات سے حاضر درس ہوتا رہا۔

ایک موقعہ پر میں جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ میرے انگوٹھے میں بلیڈ لگ گیا جس کی وجہ سے کافی خون بہہ نکلا۔ درس میں جانے لئے دیر ہو رہی تھی۔ میں نے جلدی جلدی زخم کو سپرٹ کے سے صاف کیا جس سے کسی حد تک خون نکلنا بند ہو گیا اور اس زخمی ہاتھ کو اپنی اچکن کی جیب میں ڈال کر حسب دستور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں جا بیٹھا۔ گھر سے چلتے وقت دل میں خیال آیا کہ دیکھیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سپرٹ کے استعمال کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور آتے ہی بلا استفسار فرمانے لگے۔ آپ کو معلوم ہے مسجد میں کبھی کبھی بجلی بند ہو جاتی ہے لیکن میں مٹی کا تیل نہیں جلاتا کہ بو آتی ہے اسی لئے موم بتیاں منگوا کر رکھتا ہوں کہ بوقت ضرورت

استعمال ہو سکیں۔

میں عام طور پر نماز مغرب مسجد شیرانوالہ میں جاکر ادا کیا کرتا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مجھ پر یہ خاص کرم تھا کہ ہمیشہ صف اول میں اپنے ساتھ ہی کھڑے ہونے کا شرف عطا فرماتے تھے۔

ایک دن جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ سے نماز مغرب کے لئے مسجد میں تشریف لا رہے تھے اور میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا منتظر تھا۔ آپ نے آتے ہی مجھ سے دریافت فرمایا کہ "آپ اس وقت فلاں وظیفہ پڑھ رہے تھے؟ میں نے تعجب بھی کیا اور اثبات میں جواب دیا۔ (ماخوذ از مرد مومن صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۷)

حرام حلال کا امتیاز

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بیالیس سال مسلمانان لاہور کو توحید کا پیغام سناتے رہے لاکھوں نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنا دیا اور ہزاروں کو اللہ سے ملا یا شرک و بدعت کو صحیح صحیح سمجھا دیا ہزاروں تقریریں کیں لاکھوں پمفلٹ شائع کئے ساری عمر سچ بولا لقمہ حلال کھایا حتیٰ کہ خدام الدین بھی ہمیشہ خرید کر پڑھا علامہ ڈاکٹر اقبال کا مرد مومن اور مرد حر کا مصداق میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پایا آپ رحمۃ اللہ علیہ علامہ ڈاکٹر اقبال کے اس مشہور شعر کے مصداق تھے۔

سر دیں صدق مقال اکل حلال
خلوت و جلوت تماشائے جمال

(صفحہ ۵۲۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

سونگھ کر چوری کا محسوس کر لینا

مجھ سے حضرت اقدس کے ایک مرید نے کہا کہ میں پرانے لوہے کا کاروبار کرتا ہوں حضرت اقدس کی جوتیوں کے صدقے میں لوہے کو سونگھ کر بتا سکتا

ہوں کہ مال چوری کا تو نہیں ہے۔ (صفحہ ۵۲۸ امام الاولیا نمبر)

دودھ میں بدبو آرہی ہے

ایک شخص نے حضرت ﷫ کی دعوت کی حضرت ﷫ نے فرنی سونگھ کر فرمایا کہ دودھ میں سے خوشبو کی بجائے بدبو آرہی ہے یقیناً دودھ ناجائز طریقہ سے حاصل کیا گیا ہے تحقیق کے بعد حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا۔
(صفحہ ۵۲۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

کشف کے صحیح ہونے کا یقین

آپ ﷫ کا کشف اس قدر صحیح ہوتا تھا کہ آپ بار ہا فرمایا کرتے اگر ایک آدمی غسل خانہ میں غسل کر رہا ہو تو میں اس کے بدن کے اترے ہوئے پانی کو دیکھ کر یہ بتا سکتا ہوں کہ یہ غسل کرنے والا مقرب بارگاہ الٰہی ہے یا راندہ درگاہ خداوندی ہے۔

یاد رہے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ ﷫ بھی سامنے وضو بنانے والے کے گرتے ہوئے پانی سے کشفاً" معلوم فرما لیتے تھے کہ اس کا کونسا گناہ اس پانی میں دھل رہا ہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۸۸ حضرت لاہوری اور خلفاء صفحہ ۱۸۹ مرد مومن)

داڑھی نہ کٹانے کی ہدایت

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی فرماتے ہیں کہ حضرت کی قوت قدسی چونکہ شعاع آفتاب مصطفیٰ سے متنیر تھی اس لئے جس کی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر یہ فرمایا "آئندہ مت کٹانا" اس نے ساری عمر نہیں کٹائی۔

کرشن نگر لاہور کے بازار میں میرے ایک خواجہ تاش قمر الدین باربر ہیں۔ جب وہ حضرت ﷫ سے بیعت ہوئے تو حضرت نے ان سے کہا "میاں قمر

الدین اب داڑھی مت کٹانا" وہ دن ہے اور آج کا دن! میرے دینی بھائی قمر الدین نے آج تک اپنی داڑھی نہیں تراشی اور چونکہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے ان کی چھوٹی سی داڑھی کو مس کر دیا تھا۔ اس لئے ان کی داڑھی بالکل حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک سے مشابہ ہے۔ جسے شک ہو ان کی دو کان میں آ کر دیکھ لے جو قمرالدین دلی میں صرف آٹھویں دن نماز پڑھتا تھا۔ بیعت کے بعد سے اس میں یہ انقلاب عظیم پیدا ہو گیا کہ پانچوں نمازیں مسجد میں باجماعت پڑھتا ہے اور اس نے مجھ سے کہا میری آمدنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے بھائی قمرالدین کی قسمت پر رشک آتا ہے۔

(ماخوذ از صفحہ نمبر ۵۲۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

کشف حالات مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

بروز جمعرات ۱۲ نومبر ۱۹۹۲ء کی مجلس ذکر میں حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ مالی پریشانی میں مبتلا تھے گھر میں روز مرہ اخراجات کے لئے بھی کئی دن سے کچھ نہ دے سکے تھے گھر والوں نے اپنے طور پر دکانداروں سے ادھار سامان لیکر وقت گزاری کا سامان کر لیا تھا اس لئے حضرت مولانا صاحب ذہنی طور سے بے انتہا متاثر تھے ان حالات کو حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشفاً" محسوس فرمالیا اور کسی جاننے والے کے ہاتھ ایک لفافے میں سو روپیہ کا نوٹ رکھ کر بفا ضلع مانسہرہ حضرت ہزار روی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا۔ (یہ واقعہ کہیں پڑھا بھی ہے لیکن اب حوالہ یاد نہیں آرہا)

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا ادراک اور استقبال

حضرت قاری عبدالسمیع صاحب مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا

نے فرمایا کہ سید الاحرار مجاہد کبیر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی ﷫
حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم سرگودھوی کی دعوت پر گنجیال ضلع خوشاب تشریف لے
جارہے تھے الحمدللہ میں بھی ان کی معیت میں تھا راستے میں حضرت مولانا احمد علی
لاہوری ﷫ کے پاس قیام کرنا قرار پایا لہٰذا لاہور پہنچ کر حضرت مدنی ﷫ اور میں
تانگہ میں سوار ہو کر شیرانوالہ پہنچے تانگہ مسجد کے دروازے کے قریب آیا تو میں
نے احتیاطاً عرض کیا کہ شاید حضرت لاہوری ﷫ مسجد میں تشریف فرما ہوں گے جس
پر حضرت مدنی ﷫ نے بڑے وثوق سے فرمایا نہیں۔ نہیں" مولانا مدرسہ قاسم
العلوم میں ہیں۔ ابھی تانگہ مدرسہ کی جانب آگے بڑھا ہی تھا کہ مدرسہ قاسم العلوم
سے حضرت لاہوری ﷫ عجیب والہانہ انداز میں بڑی تیزی کے ساتھ ننگے سر اور
ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے تانگہ کے پاس پہنچ گئے حضرت مدنی ﷫ نے مولانا لاہوری
﷫ کو تانگہ میں سوار ہونے کے لئے کہا لیکن آپ ﷫ اسی طرح خادمانہ انداز میں
ننگے سر ننگے پاؤں تانگہ کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے مدرسے تک پہنچے نہایت ادب
واکرام سے حضرت مدنی ﷫ کو بٹھایا اور فرائض میزبانی انجام دیئے میں دیکھ رہا تھا
کہ حضرت لاہوری ﷫ کا رونگٹا رونگٹا فرط مسرت سے دمک رہا تھا اور میں دل
ہی دل میں محو حیرت تھا کہ الٰہی یہ لوگ اپنے اکابر کے اکرام و تعظیم میں کس قدر
دیوانے ہیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۵۲۱ کتاب الحسنات)

حبیب گھڑی کی ضرورت پوری کردی

حضرت مولانا عبدالمجید ﷫ رحیم یار خانی حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ
سے اجازت ملنے کے بعد ۱۹۵۹ء کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ اس سال ہمارے
چک سے کچھ احباب حج کے لئے تشریف لے گئے میں نے ان میں سے ایک سے کہا کہ
میرے لئے ایک جیب گھڑی لیتے آئیں واپسی پر آہستہ آہستہ آپ کی رقم ادا کردوں
گا انہوں نے کہا کہ رقم فی الحال دیدیں تو ممکن ہے ورنہ مشکل ہے حج کے بعد مجھے

کسی نے بتایا کہ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ بھی حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی کے بعد میں نے لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے علیحدہ کر کے تخلیہ میں فرمایا "کہ بیٹا تمہیں جیب گھڑی کی ضرورت تھی میں آپ کے لئے گھڑی لایا ہوں یہ کہہ کر گھڑی میرے حوالے کی" میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے اس کشف پر حیران رہ گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۰۷ حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء)

ذکر میں سستی پر تنبیہہ

حضرت مولانا عبدالمجید رحیم یار خانی ثم کراچوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ شادی ہونے کے بعد ابتدائی دنوں میں یومیہ اذکار و معمولات میں کچھ تساہلی اور غفلت کا شکار ہوگیا انہی دنوں میرے ایک ملنے والے نے لاہور میں حضرت اقدس شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضری کا شرف حاصل کیا تو ان کے ذریعہ حضرت نور اللہ مرقدہ نے مختصر پیغام ارسال فرمایا "انہوں نے بتایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یومیہ اذکار میں سستی اور غفلت نہ کریں" میں سن کر حیران رہ گیا کہ اس راز سے سوائے میرے اور کوئی بھی واقف نہ تھا تساہلی بھی بہت معمولی تھی لیکن اگر یہ تاکید موصول نہ ہوتی تو اضافہ کا اندیشہ تھا میں نے فوراً اصلاح کر لی اور آئندہ ہمیشہ کے لئے محتاط ہوگیا۔ (راوی حاکم علی)

مرد مومن سے کشف کے مزید واقعات

دل موافق ہونے پر بیعت کرنا

صدر جمعیت علماء سرحد مولانا سید گل بادشاہ صاحب راوی ہیں کہ میں نے پشاور کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط دیا کہ اس کو بیعت

فرمائیں۔ وہ نوجوان حاضر ہوا تو تیسرے دن حضرت ﷺ نے اس کو بیعت کیا۔

کچھ عرصہ بعد بر سبیل تذکرہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ پہلے دن میں نے اس نوجوان کے قلب کی طرف توجہ کی تو اس کو ناموافق پایا۔ اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ دوسرے دن وہ آیا تو میں نے پھر انکار کر دیا۔ تیسرے دن آیا تو میں نے اس کے قلب کو موافق پایا اور بیعت کر لیا۔

پل پر پڑے بھکاری ذکر میں فنا ہیں

ایک دفعہ حضرت ﷺ کہیں سفر پر جا رہے تھے جب لاہور اسٹیشن کے پل پر سے گزرے تو چند لمحوں کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ایک جانب کوئی خستہ حال بھکاری سو رہا تھا اور دوسری طرف ایک مفلوک الحال بھکارن لیٹی ہوئی تھی۔ حضرت ﷺ نے مصاحبین سے فرمایا کہ یہ عورت بہت بلند درجہ رکھتی ہے اور یہ آدمی ذکر قلبی میں فنا ہے۔ پر کون ان کو جانتا ہے۔

(ج) بینک ملازم سے بھینس کی خدمت کا اظہار

ایک دفعہ آپ حج بیت اللہ کے ارادے سے کراچی پہنچے تو وہاں بینک کے ایک بہت بڑے عہدے دار نے حضرت کو چائے کے لئے مجبور کیا۔ حضرت ﷺ عموماً کسی کی دعوت قبول نہیں فرماتے تھے۔ لیکن آپ نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔

ظہر کے بعد جب آپ ان صاحب کے گھر تشریف لے گئے تو چائے آئی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری چائے میں دودھ نہ ڈالنا۔ صاحب خانہ نے عرض کیا کہ حضرت یہ سب چیزیں میری کمائی کی ہیں اور دودھ بھی گھر کی بھینس کا ہے۔ انہوں نے بہت اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ بھینس تو تمہاری ہے مگر چپڑاسی تمہارا ملازم نہیں، بینک کا ملازم ہے۔ وہ تمہاری بھینس کو چارا ڈالتا ہے۔ صاحب خانہ چپ رہ گئے اور حضرت نے بغیر دودھ کے چائے پی۔

دوسرے کی باری کا پانی چرا کر باغ کو دیا ہے

ایک دن حضرت ﷺ صبح ہی صبح گھر سے کہیں باہر تشریف لے گئے۔ آپ کی غیر موجودگی میں آپ کا ایک مرید سرگودھا سے مالٹوں کا ایک ٹوکرا لے آیا۔ اس نے ٹوکرا دروازے پر رکھ دیا اور حضرت ﷺ کے متعلق دریافت کیا جواب ملا کہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ ظہر کے وقت آئیں گے۔ اس شخص نے ٹوکرا گھر میں رکھوا دیا اور خود مسجد میں جاکر بیٹھ گیا۔

حضرت ﷺ تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ ٹوکرا کیسا ہے؟ جواب ملا ایک شخص لایا تھا جو مسجد میں بیٹھا ہے۔ حضرت سیدھے مسجد تشریف لے گئے۔ اس شخص نے اٹھ کر سلام کیا آپ نے جواب دیا اور کہا "یہ حرام میرے لئے لائے ہو' اس کو اور کوئی کھانے والا نہیں تھا؟"

وہ شخص پریشان ہو کر بولا "حضرت یہ حرام کا مال نہیں میں اپنے باغ سے توڑ کر لایا ہوں" حضرت نے فرمایا "لائے تو اپنے باغ سے ہی ہو مگر تمہیں یاد ہے کہ ایک دفعہ پانی کی باری کسی اور باغ والے کی تھی لیکن تم نے چوری چھپے اپنے باغ کو پانی دے لیا تھا۔ کیا اس کے بعد بھی یہ مال حلال ہے؟" وہ شخص خاموش ہو گیا اور عرض کی۔ حضرت ﷺ آپ درست فرماتے ہیں"۔

بیٹے کی صحت یابی کی جیل میں خوش خبری

تحریک ختم نبوت کے دوران مولانا محمد علی ﷺ اور دیگر اکابر علماء ملتان جیل میں نظر بند تھے۔ جہاں حضرت امام الاولیاء بھی نظر بند تھے۔ مولانا محمد علی نے ایک دن اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں آیا تو میرا اکلوتا بیٹا بیمار تھا ابھی تک اس کی کوئی اطلاع نہیں آئی معلوم ہوتا ہے وہ رحلت کر چکا ہے مگر میری پریشانی میں اضافہ نہ کرتے ہوئے گھر والوں نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ جب سب

حضرات اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تو حضرت ؒ نے مولانا محمد علی صاحب کے کمرے میں جاکر فرمایا۔ صاحبزادہ بفضل تعالیٰ درست ہے چونکہ آپ کے گھر والے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے ابھی تک آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ دو چار دنوں تک آپ کو خط آجائے گا چنانچہ چند دنوں کے بعد مولانا محمد علی صاحب کو گھر سے اسی مضمون کا خط آگیا۔

نقش پا دیکھ کر گمراہی کی پہچان

مولانا حبیب اللہ صاحب راوی ہیں کہ ایک دفعہ سفر حجاز میں جب حضرت ؒ مدینہ تشریف لائے اور میں بھی ساتھ تھا تو راہ چلتے چلتے حضرت نے نقوش پا دیکھ کر فرمایا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقش پا کسی ایماندار کے نہیں ہیں۔ بعد ازاں تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ واقعی ایک گمراہ اور بدعقیدہ انسان تھا جو دوسرے ملک سے مدینہ منورہ کسی غرض کے لئے آیا تھا۔

عمر خان میواتی کے شکوک کا ازالہ

اجنیانوالہ کے چوہدری عمر خان میواتی برادری کے سربراہ ہیں۔ وہ حضرت ؒ کے اور آپ کے مسلک کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر کے ہمراہ محض آزمائشی طور پر حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ اگر حضرت ؒ نے میرے دل کے شکوک و شبہات دور کر دیئے تو میں توبہ کر لوں گا اور حضرت ؒ سے بیعت کر لوں گا۔ اس کے آتے ہی حضرت ؒ نے از خود ایسی باتیں ارشاد فرمائیں جن سے ان کے شبہات دور ہو گئے اور وہ حضرت ؒ کے مرید ہو کر اس قدر گرویدہ ہو گئے کہ ساری برادری کو ان کی بدولت حضرت ؒ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۹ مرد مومن)

سفر خرچ برداشت فرمایا

حضرت مولانا عبدالمجید نوراللہ مرقدہ رحیم یار خانی خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر ﷫ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تنگ دستی سے دوچار تھا حضرت لاہوری کی زیارت کے لئے بے چین تھا لیکن میرے پاس بمشکل صادق آباد سے لاہور تک کا ایک طرف کا وہ بھی پسنجر ٹرین کا کرایہ ہو سکا۔ راستے کے خرچ یا واپسی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اللہ کا نام لیکر گاڑی میں سوار ہو گیا پسنجر ٹرین میں وقت بھی دگنا لگا اور دیگر خرچ کو تو کچھ تھا ہی نہیں تین چار سو میل کا سفر تھا بہت پریشان ہو کر لاہور پہنچا تو حضرت اقدس ملتے ہی بہت خوش ہوئے اور بے ساختہ فرمایا بہت تکلیف اٹھا کر پہنچے ہو اب واپسی کی فکر نہ کر یہ میرے ذمہ ہے میں حیران ہوا کہ ابھی میں نے تو کچھ بھی عرض نہیں کیا ہے اور آپ ﷫ نے پورا قصہ ہی مختصر کر دیا۔ بڑی شفقت اور محبت سے مجھے اتنی رقم عطا فرما دی کہ لاہور قیام کے دوران میں اور واپسی پر صادق آباد تک کسی قسم کی تنگی نہ ہوئی۔ (راوی حاکم علی)

(۲) جناب رحیم الدین صاحب کوٹ ادو والے حال آباد کورنگی کراچی نے یہ واقعہ سنایا کہ حافظ غلام حبیب صاحب چکوال والوں نے بہادر آباد کراچی میں حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کے معتقدین کی ایک محفل میں اپنا یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ میرے ذاتی حالات کشیدہ تھے اور دل نے حضرت لاہوری ﷫ کی یاد چٹکیاں لے رہی تھی یک طرفہ کرایہ بمشکل حاصل کر پایا اور ملاقات کی دھن میں بے پروا ہو کر لاہور پہنچ گیا میرے پاس دیگر اخراجات کے لئے بھی کچھ نہ تھا اس لئے بھوک نے بھی بہت ستایا راستے میں یا لاہور پہنچ کر بھی ایک کھیل تک میرے منہ میں نہیں گئی اسی پریشان حال میں شیرانوالہ دروازہ پہنچا اور مسجد میں ایک طرف بیٹھ گیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری ﷫ تو کہیں باہر گئے ہوئے ہیں لیکن آج آمد متوقع ہے خدا کی قدرت کہ حضرت اقدس جلد ہی تشریف لے آئے آپ سے ملا تو

ملتے ہی فرمایا بڑی پریشانی اٹھا کر آئے ہو اب تم میرے مہمان ہو اور واپسی بھی میرے ذمہ ۔ پھر بغیر میری کسی معروضات کے فرمایا کہ سختی تھوڑے دن کی ہے عنقریب ختم ہو جائے گی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں بھی ان حالات سے گزر چکا ہوں یہ فرماتے ہوئے پانچ روپے مجھے عنایت فرمائے میں حیران تھا کہ ابھی میں نے کچھ کہا نہیں پہلے سے متعارف نہیں حالات سے اس طرح باخبر ہیں کہ کوئی اپنا انتہائی قریبی عزیز یا دوست یا ماں باپ بھی اس طرح واقف نہیں پھر جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا بالکل ویسا ہی ہوا تھوڑے ہی دنوں میں حالات نے پلٹا کھایا اور سب کچھ بحمداللہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

اللہ کی رحمت کا قبل از وقت اظہار

جناب عبدالواحد بیگ صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دن درس قرآن کے بعد حضرت ﷺ کے حجرہ مبارک میں حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں بیٹھا تھا کہ حضرت اقدس ﷺ نے اچانک فرمایا عبدالواحد میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت میں تم پر اللہ کی بڑی رحمت ہے۔ مجھے یکلخت یہ محسوس ہوا کہ جیسے میں جیل کی کوٹھڑی میں بند ہوں ۔ حضرت اقدس سے اجازت لیکر گھر ناشتے کے لئے گیا تو میری اہلیہ نے ملتان جانے کی خواہش کا اظہار کیا میں نے سمجھایا کہ یہاں حضرت اقدس کے سایہ عاطفت میں ہیں روزانہ درس قرآن سنتے ہیں بچے قرآن حفظ کر رہے یہ نعمتیں وہاں کہاں اگر اصرار کرو گی تو میں تمہیں چھوڑ کر واپس آجاؤں گا یا جیل میں ہوں گا اور تم گھر میں بیٹھی افسوس کر رہی ہو گی لیکن چند ہی روز بعد حالات ایسے ہو گئے کہ لاہور چھوڑنا پڑا ملتان آگئے۔ یہاں آنے کے کچھ ہی عرصے بعد ایوب خاں مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر اور صدر پاکستان سے منسوب چند ایسی سرخیاں اخباروں میں چھپی کہ دل کباب ہو گیا برداشت نہ کر سکا اور ان کے جواب میں عقل بڑی یا بھینس کے عنوان کے تحت چند سطری بینر لکھ کر بازار میں لٹکا

دیئے۔ جو ارباب اقتدار کو سخت ناپسند ہوئے سپیشل ملٹری کورٹ نے چند معاونین شرف الدین دیوانہ مولانا محمد صدیق وغیرہم کے ہمراہ جیل بھیج دیا۔ جب، حضرت اقدس ﷫ کو اس ابتلا کی لاہور خبر پہنچی تو سب سے پہلے استقامت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ فرض کفایہ ادا کیا ایمان کی مضبوطی کی دلیل ہے نیز بچوں کے لئے دو سو پچاس روپے اور دو تھان پارچاجات ملتان بھجوائے اور مولانا خدا بخش صاحب ملتانی کو کہلا بھیجا کہ بچے نابالغ ہیں کمانے کے قابل نہیں ہیں ان کا ہر طرح خیال رکھیں اور محسوس نہ ہونے دیں کہ باپ جیل میں ہے مجھے جیل میں حضرت اقدس ﷫ کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی سخت صدمہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۰۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

تانگہ پلٹنے کا پہلے ہی کشف ہو گیا

غالباً فروری ۱۹۵۷ء میں داؤ آنہ چک نمبر ۲۸۲ حکیم علی محمد صاحب کے ہاں تشریف لائے واپسی پر ایک جگہ کیچڑ تھا۔ حضرت اقدس لاہوری ﷫ تانگے سے اتر گئے سب نے کہا کہ حضرت یہ تو کوئی خاص کیچڑ نہیں ہے آپ بیٹھے رہیں لیکن حضرت اقدس اصرار کے باوجود تانگہ سے اتر گئے ایک حافظ صاحب محمد عیسیٰ تانگہ میں رہ گئے تانگہ چلا تو تھوڑا آگے جا کر پلٹ گیا حافظ صاحب کیچڑ میں لت پت ہو گئے سب نے حضرت کی کرامت کو مان لیا۔ (ماخوذ از صفحہ ۶۲۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

باوضو کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کا امتیاز

ایک دفعہ آپ نے کسی کے ہاں کھانے کی دعوت قبول فرمائی۔ کھانے کے بعد پھل کے ساتھ چلغوزہ کی گریاں بھی رکھی گئیں۔ آپ نے ان سے زیادہ شوق فرمایا۔ صاحب خانہ جو پہلے سے ہی حضرت ﷫ کے کشف حال کا قائل تھا' عرض پرداز ہوا "حضرت! آپ کو دوسرے پھلوں کی نسبت چلغوزے زیادہ پسند آئے

ہیں۔" آپ نے فرمایا "ان میں نورانیت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔" دراصل یہ گریاں صاحب خانہ کی چھوٹی صاحبزادی نے وضو کرکے اور دو نفل پڑھنے کے بعد ذکر قلبی میں مشغول رہ کر تیار کی تھیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۸۶ مرد مومن)

ہذا حلال وہذا حرام

ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ ایک دن احقر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دو پیالوں میں دودھ اور گھی رکھا تھا۔ حضرت ﷺ چٹائی پر چارپائی سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے مجھے تنہا دیکھ کر فرمایا فلاں تکلیف تھی معالج نے گائے کا گھی اور دودھ تجویز کیا تھا حافظ حمید اللہ دونوں چیزیں لے آئے۔ لیکن گھی میں حرام کی آمیزش ہے میں استعمال نہیں کروں گا۔ (ماخذ صفحہ ۲۵۲ انوار ولایت)

بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانے سے گریز

ماسٹر فقیر محمد فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت اقدس میرے گھر تشریف لائے کھانا تیار کیا گیا آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے صرف ایک لقمہ ایک پلیٹ سے اور ایک لقمہ دوسری پلیٹ سے اٹھایا اور خاموش ہو گئے مولوی محمد عیسیٰ صاحب موجود تھے انہوں نے تنہائی میں پوچھا تو فرمایا کہ کھانا بے نمازی عورت نے پکایا ہے دراصل کھانا ماسٹر صاحب کی ماں نے پکایا تھا اور وہ نمازی نہیں تھی۔

(ماخذ صفحہ ۲۵۴ انوار ولایت)

۱۹۴۶ء میں حضرت اقدس ﷺ معہ اہل و عیال بحری جہاز کے ذریعہ حج کیلئے تشریف لے گئے جہاز میں کھانا پکانے والا عملہ بے نماز تھا۔ حضرت ﷺ ہر روز درس قرآن مجید دیا کرتے تھے جہاز میں سندھی حجاج کرام بھی تھے اس لئے سندھی میں بھی درس قرآن ہوتا تھا۔ کیونکہ افغانی بھی جہاز میں شریک سفر تھے اس لئے اکثر و بیشتر فارسی میں بھی بیان کرنا پڑتا تھا۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ اپنے اوراد و وظائف

میں مستغرق رہتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے پکانے والوں سے بارہا تاکید کی کہ نماز پڑھیں لیکن کوئی بھی نہ مانا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے تھے اس لئے پورے سفر میں مسلسل بھوکے رہے اور نہایت کمزور ہو گئے اس بحری جہاز کا نام ایس ایس انگلستان تھا جہاز جدہ پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھوک سے نڈھال تھے۔ ساحل پر اتر کر ایک بھنی ہوئی مچھلی کھائی جس سے پیچش کا عارضہ لاحق ہو گیا اور تقریباً ایک ماہ اس تکلیف میں مبتلا رہے لیکن اس بات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش تھے کہ اس سفر پر ہم کچھ حاصل کرنے آئے ہیں کھونے نہیں آئے۔ الحمد للہ بے نمازیوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھانے سے دل مردہ ہونے سے بچ گیا عبادت الٰہی میں خشوع و خضوع محفوظ رہا۔ (ماخوذ از صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸۔ انوار ولایت حصہ اول)

رزق مشتبہ ہے

چودھری محمد الیاس صاحب اے سی اے او پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن لمیٹڈ نے لکھا ہے کہ مولانا عبدالمعبود صاحب امام مسجد پھولوں والی رحمٰن پورہ راولپنڈی خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور راولپنڈی کے نزدیک ایک گاؤں کی مسجد میں امامت کرتے تھے۔ مولانا عبدالمعبود صاحب نے بتایا کہ گاؤں کے ایک گھر سے میرے لئے کھانا آتا تھا جس کے گھر سے کھانا آتا تھا وہ شخص بظاہر نہایت نیک متقی پرہیزگار تھا لیکن میں دلی طور پر مطمئن نہیں تھا اس لئے میں نے گندم کا آٹا دال چاول جو اس کے گھر سے آئے ایک پیکٹ بنا کر حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پارسل کر دیا ور اس رزق کی کیفیت کی تصدیق چاہی۔ جس وقت پارسل حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا خوش قسمتی سے صوفی محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر خدمت تھے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے پارسل دیکھتے ہی فرما دیا کہ مشتبہ رزق ہے۔ پارسل پر راولپنڈی

کے قریب کا پتہ دیکھ کر صوفی محمد یونس ﷫ کو تجسس ہوا کہ دیکھنا چاہئے کہ یہ کون آدمی ہے جو حرام حلال کا دھیان رکھتا ہے چنانچہ صوفی صاحب ﷫ مجھ سے ملنے گاؤں تشریف لے آئے اس طرح صوفی صاحب ﷫ سے رفاقت کی ابتدا ہوئی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی۔

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا نور بصیرت

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور ﷫ نے فرمایا کہ حضرت ﷫ کی وفات کے بعد جب پہلی دفعہ مجھے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانے کا اتفاق ہوا تو ایک صاحب نے دعوت کی۔ دعوت کے دوران میزبان صاحب کے بیٹے نے کہا کہ ایک بات سنانی ہے۔ اور کہا کہ میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا' چھٹی پہ آیا ہوا تھا۔ حضرت لاہوری ﷫ اس شہر میں تشریف لائے' رات کو وعظ فرمایا' صبح کو درس دیا' کھانا نہ صبح کھایا نہ رات کو کسی کا قبول کیا' اسٹیشن کی طرف جارہے تھے' گاڑی لیٹ تھی' میں نے عرض کیا مولوی صاحب! آپ نے نہ رات کو کھانا کھایا ہے نہ اب کھایا ہے' بات کیا ہے؟ فرمایا بیٹا! کسی نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا لادو تو میں کھالوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ میرے دماغ میں اس وقت کیڑا تھا۔ میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا تو مجھے کالج کے اساتذہ نے مولویوں سے متنفر کر رکھا تھا۔ میں نے کہا" مولانا! آپ پہچان لیں گے کہ کسی نمازی کا پکا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا "انشاء اللہ پہچان لوں گا" کہنے لگا میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ مولویوں کا فراڈ ہو گا' لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ بہر حال میں جلدی سے گھر آیا۔ میری والدہ پنج وقتہ نمازی تھیں' میں ان کا بھی مذاق اڑایا کرتا تھا وہ اس وقت تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھیں۔ میں نے کہا ایک مولانا لاہور سے آئے ہیں اور کہتے ہیں نمازی کا پکا ہوا کھانا لاؤ تو کھالوں گا ورنہ بھوکا ہی بہتر ہوں۔ میری والدہ جلدی سے اٹھیں ناشتہ تیار کر دیا ہماری نوکرانی نے بھی گھر والوں کیلئے ناشتہ تیار کیا تھا میں نے چالاکی۔ سے اپنی والدہ کا اور اپنی نوکرانی کا

تیار کردہ دونوں ناشتے لے لئے اور گڈ مڈ کرکے لے گیا۔ دونوں کی پکی ہوئی روٹیاں اوپر نیچے رکھ لیں۔ کہنے لگا کہ میری حیرت کی حد نہ رہی کہ انہوں نے نوکرانی کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا اور والدہ کی پکی ہوئی روٹیاں نکال نکال کر کھالیں اور یہ بھی فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک دن رہنا ہے' میں نے یہیں حساب پورا کرلیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میرے دماغ پر بہت بڑی چوٹ لگی' میں حیران تھا کہ میں نے تو مذاق کیا تھا لیکن اس روز مجھے یقین آیا کہ اسلام کا دین سچا ہے' اور علما میں اب بھی کوئی نہ کوئی رمق اور جان موجود ہے۔ اگر مجھے ملاقات کا وہ سنہری موقع نہ ملتا اور یہ صورتحال پیش نہ آتی تو مجھے شاید اسلام پر اتنا یقین اور ایمان نہ ہوتا بعد میں ان کی زیارت کا کبھی موقع نہ مل سکا لیکن ایک ہی رات میں انہوں نے میرے دماغ کو درست کردیا۔

(حوالہ۔ مجلس ذکر مطبوعہ "خدام الدین" ۳۰ جولائی ۱۹۷۱ء) ماخوذ خدام الدین ۲۹ر اگست ۹۷ء)

مشتبہ لقمے سے بچنا

بمقام لنگر کسی بھوربن ۳۱ر اگست ۹۷ء کے بیان میں محترم مولانا جمیل اجمل صاحب خلیفہ مجاز حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ نے محترم محمد امین صاحب اوکاڑے والوں کا بھی واقعہ بیان فرمایا جس کی چند ہی گھنٹے بعد محترم علامہ اکرام الحق خیری مدظلہ نے اپنے بیان میں بحوالہ محترم مولانا عبدالرشید انصاری مدظلہ ریذیڈنٹ ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین مزید وضاحت فرمائی اور ان کے بیان کے بعد محترم نذیر حسین صاحب (جن کا بیان کردہ ایک توجہ سے نمازی ہونے کا واقعہ تیسرے باب میں درج ہے) نے بتایا کہ پچھلے سال محترم محمد امین صاحب نے مجھے خود یہ واقعہ مدرسہ برلب نہر کلویا ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اجتماع میں سنایا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ محترم مولانا محمد امین صاحب اوکاڑے والے جو آج کل خیرالمدارس ملتان میں ہیں کے پاس ان کی جوانی کے دور میں ایک جاننے والے نے آکر کہا کہ مجھے یہ

مشتبہ مال پانچ روپے ملے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں محمد امین صاحب نے فرمایا مجھے دیدو تو وہ بڑے حیران ہوئے اور پوچھا کہ آپ اس کا کیا کریں گے تو محمد امین صاحب نے ایک پروگرام پیش کیا کہ اس رقم کے کچھ پھل لیتے ہیں جن پر خفیہ نشان لگالیں گے اور کچھ اپنی صحیح رقم کے پھل لے کر ان نشان زدہ کے ساتھ ملالیں گے اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کی خدمت میں پیش کریں گے سنا ہے وہ مشتبہ چیز کی شناخت کر لیتے ہین دونوں حضرات پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئے حضرت ؒ نے پھل لینے سے انکار فرمادیا تو محمد امین صاحب نے اصرار کیا جس پر آپ ؒ نے مشتبہ پھل چھانٹ کر الگ کردیئے اور صحیح پھل قبول فرمالئے۔ یہ دونوں بہت ہی متاثر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ جس پر آپ ؒ نے فرمایا کہ آپ آزمانے آئے تھے آزما چکے اب جائیں۔ یہ بہت ہی نادم و شرمسار ہوئے اور واپس ہوگئے۔ بعد میں محمد امین صاحب حضرت اقدس کو راضی کر کے ان سے بیعت ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ (حاکم علی)

ابوالحسن ہاشمی تاندلیاوالہ والوں کے مختلف حالات

ہر مرید کی پوری خبر رکھنا

جناب ابوالحسن ہاشمی صاحب تاندلیانوالہ والے فرماتے ہیں کہ ایک دن بندہ حضرت اقدس ؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو دل میں خیال آیا کہ یہاں بڑے بڑے علماء و صلحا آتے ہیں میں کس گنتی میں ہوں نہ تو کبھی حضرت اقدس نے نام دریافت فرمایا نہ قوم یا مقام کے بارے میں پوچھا میں بڑی مسجد میں بیٹھا ان ہی خیالات میں الجھا ہوا تھا کہ اچانک حجرہ مبارک کھلا آپ باہر تشریف لائے تو دروازے پر نعلین مبارک کا جوڑا پڑا ہوا تھا میں اٹھا کر ہمراہ چل پڑا آپ استنجا کرنے جارہے تھے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے قوم کیا ہے کتنے بھائی ہو کیا کام

کرتے ہو کہاں رہتے ہو۔ یہ سب پوچھا۔
فراغت کے بعد حضرت اقدس حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے میں پھر مسجد میں جا بیٹھا تو پھر خیالات کی رو بہکنے لگی کہ اتفاقیہ پوچھ لیا ہے کب یاد رہے گا۔ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت اقدس کے خادم خاص مولوی صابر صاحب نے آکر آواز دی کہ ابوالحسن کہاں ہو حضرت اقدس نے یاد فرمایا ہے مجھے فوراً ایسا محسوس ہوا کہ جیسے سینے پر ایک چوٹ لگی ہے اور دل سے حقائق کا قائل ہو گیا کہ یہاں سب کا خیال رکھا جاتا ہے۔ واپس آنے کے بعد پھر خیالات نے بہکنا شروع کر دیا کہ تو حضرت کو مفت کی تکلیف دیتا ہے کھانے بستر وغیرہ کے لئے حضرت پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ رات کو مجلس کے بعد فرمایا کوئی اللہ والوں کے ہاں اللہ کا نام پوچھنے آئے اللہ والے اس کا بوجھ محسوس نہیں کرتے صاف الفاظ میں فرمایا چائے روٹی بستر وغیرہ کی جو خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں بلکہ آنے والوں کا احسان سمجھتے ہیں کہ اس کے نام کی امانت کا حق ادا ہوا۔

(ماخوذ از صفحہ ۶۱۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

بازاری مٹھائی سے منع کرنا

ایک دن حاضر خدمت ہوا تو حضرت اقدس حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے میں زیارت کے لئے ترس رہا تھا دن کے گیارہ بجے تھے بھوک بھی لگی ہوئی تھی دروازہ پر لکھا ہوا تھا دروازہ نہ کھٹکھٹائیں یہاں ہوا تو نماز کے وقت ملوں گا دل میں آیا کہ روٹی کھانے کو جاؤں تو شاید آپ چلے جائیں پھر مٹھائی خرید کر کھانے کا خیال آیا۔ باوجود مٹھائی کی دکان کے تین چکر کاٹنے کے مٹھائی خریدنے کی جرات نہیں ہوئی اتنے میں حضرت اقدس حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ سبق میں لذت پیدا ہوئی میں نے عرض کیا کہ گاہے گاہے' آپ نے فرمایا کہ بازار سے مٹھائی لیکر نہ کھانا اس میں بلیک کی کھانڈ ہوتی ہے۔ میں گاؤں کا ڈپو ہولڈر تھا۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ڈیو کا استعفیٰ دے دیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۶۱۷ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

مشرک پیر کے بارے میں بذریعہ خواب انتباہ

ہمارے گاؤں کے نزدیک ایک وجودی پیر تھا گاؤں کے چند احباب نے اس سے ملنے کی ترغیب دی میں صاف انکار کر دیتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکل بھی نہ دکھائے احباب کے اصرار پر جانے کا ارادہ کیا تو ایک دن حضرت اقدس حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ خواب میں میرے گھر تشریف لائے میں گھر میں موجود نہ تھا گھر آیا تو حضرت اقدس کو انتظار میں پایا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے مجھے وقت دیا تھا میں مقررہ وقت پر کیوں غیر حاضر ہوا دیکھتے ہی فرماتے ہیں آؤ چلیں ایک جنگل میں جا کر فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ رات کا وقت ہے میں نے عرض کیا یا حضرت آپ کہاں جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پیر کے ہاں جس کے ہاں شرک و بدعت کی نہر چل رہی ہے۔اسی پر آنکھ کھل گئی اور توبہ کی۔

(ماخوذ از صفحہ ۶۱۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

نماز کے لئے جگانا

ایک دن بندہ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد سو گیا جماعت کی ذمہ داری مجھ پر تھی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس نے میری چادر اوپر سے پکڑ کر کھینچ لی جاگا تو دیکھا کہ حضرت اقدس سامنے کھڑے ہیں ایک جھٹکا سا لگا اور غائب ہو گئے' اٹھا وضو کیا اور مسجد پہنچ گیا جماعت کا وقت پورا تھا۔ (صفحہ ۶۱۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

صلہ رحمی کا سبق

ہمارا برادری کا ایک جھگڑا تھا ہمارے چچا صاحب نے ہم پر زیادتیاں کیں

ہم بھی بدلہ پر اتر آئے ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا انہی دنوں آپ ؒ نے مجلس ذکر میں صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں بیان فرمایا جو ہفت روزہ خدام الدین میں بھی شائع ہوا۔ جس میں فرمایا کہ صلہ رحمی حسن سلوک یہ ہے کہ توڑنے والے سے رشتہ جوڑے وہ توڑے پھر جوڑے یہ رسالہ میں نے والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ میں یا تو شیخ سے کٹا یا والد سے کٹا پہلے فرمایا کہ بزدل ہو پھر فرمایا صلح کر لیں دل میں آیا کہ زیادتی ان کی ہے ہم صلح کے لئے کس طرح کہیں تو رات کو چچا صاحب خود برادری کو لیکر معافی مانگنے آئے یہ تھی میرے شیخ کی کرامت۔ (صفحہ ۶۱۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

قرآن کے انوار اور شرک کی ظلمت کا انکشاف

مولانا عبدالحئی صاحب ساکن بھوئی گاڑ نزد واہ کینٹ کا بیان ہے کہ ۱۹۳۲ء میں جب حضرت لاہوری ؒ واہ گاؤں کے مغل باغات کے چشموں کے پاس قران پاک کی تفسیر لکھنے کے لئے تشریف لائے تھے تو ہماری درخواست پر ہمارے بھوئی گاڑ بھی تشریف لائے۔ میں آپ کے لئے گھوڑی لے کر حاضر ہوا تھا۔ جب حضرت ؒ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں دو درختوں کی درمیانی جگہ کو دیکھ کر فرمایا یہاں پر چارپائی بچھا دو یہاں مجھے نور نظر آتا ہے۔ مولانا عبدالحئی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگ اس جگہ بیٹھ کر مدتوں قرآن شریف پڑھایا کرتے، حضرت ؒ نے واپسی پر فرمایا کہ مجھے ٹیکسلا کا برباد شدہ مقام دکھاؤ۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت ؒ نے فرمایا یہاں سے جلدی جلدی گزرو یہ لوگ شرک کرتے کرتے مرے ہیں۔

(ماخوذ سرورق خدام الدین ۲۹ ستمبر ۹۵ء)

یہ دودھ اور دہی ٹھیک نہیں اور لاؤ

مولانا عبداللطیف صاحب خطیب گنبد والی مسجد جہلم فرماتے ہیں ایک روز

لاہور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک برتن میں دودھ اور دوسرے برتن میں دہی لے کر آیا اور عرض کیا کہ حضرت دم کر دیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا اور فرمایا "اور لے آؤ یہ تو اچھے نہیں ہیں" حضرت معمولی توجہ سے حلت اور حرمت معلوم کر لیا کرتے تھے۔

(ماخذ صفحہ ۱۴ دو بزرگ)

اللہ تعالیٰ کسی کو جہنم میں نہیں پھینکتے

سید امین گیلانی نے لکھا ہے کہ مولانا محمد لقمان صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پر شیخو پورہ میں مرزائیت کے خلاف ایک تقریر کی بناء پر مقدمہ چلا۔ مرزا غلام احمد دعوی نبوت کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اس فتویٰ کے لئے عدالت میں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کو تشریف لانے کے لئے عرض کیا۔ حضرت بخوشی اس تاریخ کی پیشی پر عدالت تشریف لے آئے۔ عدالت سے فارغ ہو کر مولانا سید امین الحق صاحب حضرت کو اپنے ساتھ لے آئے۔ ان کے حجرہ میں حضرت لاہوری خود مولانا امین الحق صاحب اور تیسرا میں تھا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مولانا امین الحق صاحب سے مصروف گفتگو تھے اور میں حضرت کے سامنے دو زانو بیٹھ کر موقع پا کر حضرت شیخ کے چہرہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ جی میں خیال آیا کہ میں سید ہو کر جہنم کے کنارے کھڑا ہوں اور حضرت غیر مسلم کی اولاد تھے۔ لیکن اللہ اللہ یہ مرتبہ اور مقام گویا ایک جہنمی ایک جنتی کی زیارت کر رہا ہے۔ اچانک حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھا اور فرمانے لگے نہیں بیٹا نہیں اللہ تعالیٰ کسی کو بھی جہنم میں نہیں پھینکنا چاہتے لوگ تو خود کوشش کر کے جہنم میں کودتے ہیں میں فوراً سنبھلا اور سمجھ گیا کہ حضرت پر راز افشا ہو گیا۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۲)

زیارت کی خواہش پر گھر آگئے

مرزا غلام نبی صاحب جانباز مرحوم نے بتایا کہ ان سے ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم نے یہ واقعہ بیان کیا۔

"ایک دفعہ ان کی اہلیہ نے حضرت کی زیارت کی خواہش کا اظہار کیا۔ ماسٹر صاحب نے کہا شاید حضرت کو ناگوار گزرے۔ اس لئے میں تو تمہیں وہاں لے جانا مناسب نہیں سمجھتا۔ رات یہ ذکر ہوا۔ صبح ہوئی تو اچانک حضرت کا ٹیلی فون آیا کہ میں آپ کے ہاں آرہا ہوں۔ میں نے بصد مسرت عرض کیا۔ حضرت آپ کا اپنا گھر ہے تشریف لے آئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت تشریف لے آئے۔ چند منٹ نیچے دفتر میں بیٹھ کر فرمایا کہ اوپر چل کر بیٹھیں۔ میں حضرت کو لے کر اوپر آگیا۔ حضرت تھوڑی دیر بیٹھک میں بیٹھ کر گفتگو فرماتے رہے۔ پھر واپس تشریف لے گئے مگر حضرت نے ایسی کوئی بات نہ کی جس سے میں یہ سمجھتا کہ حضرت اس بات کی وجہ سے آج ہمارے غریب خانہ کو رونق بخشنے کے لئے آگئے۔ بالاخر یہی سمجھ میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑھیا کی مخلصانہ آرزو کو اس رنگ میں پورا فرمایا۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۹)

بغیر عشر نکالی ہوئی کھانڈ قبول کرنے سے انکار

چوہدری محمد اکبر صاحب (خیر پور ملیاں) ضلع شیخو پورہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ۱۹۶۱ء پھاگن کا مہینہ تھا میں نے اپنے گنے کی قریباً چھ من کھانڈ تیار کی۔ اس میں سے کچھ کھانڈ لے کر حضرت کی خدمت میں گیا۔ کھانڈ پیش کی تو حضرت نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اصرار کیا تو بتایا کہ "کھانڈ درست نہیں" میں حیران ہوا۔ بہرحال واپس آکر سوچا تو دو باتیں ذہن میں آئیں ایک تو میں نے ابھی تک مشین والے کا کرایہ ادا نہیں کیا تھا دوسرا نہ میں نے ابھی تک چینی کا عشر ادا کیا تھا

میں نے فوراً دونوں کام کئے عشر بھی نکالا اور مشین کا کرایہ بھی مشین والے کو دے آیا۔ قریباً ایک ماہ کے بعد میں اپنی بیوی کے ہمراہ جو حضرت ہی سے بیعت تھی اور انہیں اپنا سبق سنانا تھا۔ حاضر ہونے پر میں نے عرض کیا کہ حضرت جی چاہتا تھا کہ تھوڑا سا گھی آپ کے لئے لیتا آؤں۔ مگر کھانڈ کی واپسی کے باعث ہمت نہ پڑی۔ ڈرتا تھا آپ کہیں خفا نہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا گھی کہاں پڑا ہے۔ میری بیوی نے بتایا گھر کی فلاں سمت کے کمرہ میں پرات کے اندر ڈبہ میں ہے۔ حضرت نے سر مبارک کو دو منٹ تک سینے کی طرف جھکایا پھر فرمایا گھی تو پاکیزہ ہے۔ پھر فرمایا چینی کہاں پڑی ہے میں نے بتا دیا تو حضرت نے پھر توجہ کی اور بعد میں فرمایا اب تو چینی بھی پاکیزہ ہے۔

چوہدری محمد اکبر کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ واقعی عشر اور کرایہ ادا نہ کرنے کے باعث حضرت نے واپس کر دی۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۲)

شیخی خورے نمائشی آدمی کے گھر کھانے سے احتراز

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مولانا سید محمد طفیل صاحب گیلانی خطیب جامع مسجد گوجرہ کی دعوت پر حضرت لاہوری ﷫ گوجرہ تقریر فرمانے کے لئے تشریف لے گئے مجھے بھی اس جلسہ میں شرکت کی دعوت تھی میں ایک معتدل شیعہ دوست علی عباس صاحب بخاری کو ساتھ لے کر عصر کے قریب گوجرہ پہنچا۔ اس وقت تک حضرت تشریف نہ لائے تھے۔ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا محمد طفیل صاحب ہمیں اپنے مکان پر چائے کے لئے لے گئے ہم چائے پینے ہی والے تھے کہ ایک اور صاحب وارد ہوئے بڑے باتونی قسم کے تھے۔ جب چائے پینا شروع ہو گئی تو آداب اکل و شرب کے خلاف وہ صاحب کیک، پیسٹری، بسکٹ وغیرہ بری طرح سمیٹتے جاتے تھے۔ مجھے ان کی یہ ادا پسند نہ آئی اور ان کی اس حرکت سے طبیعت میں بڑی بیزاری سی پیدا ہو گئی۔ خیر جب وہ کھا پی چکے تو پوچھا حضرت لاہوری کس وقت تشریف لائیں گے مولانا نے بتایا کہ مغرب تک انشاء اللہ پہنچ جائیں گے۔ اس نے

بڑے نمائشی لہجہ میں کہا بس جب حضرت تشریف لے آئیں مجھے فوراً اطلاع کر دیں۔ میں نے مرغ بند کیا ہوا ہے اسی وقت ذبح کر کے پکوالوں گا۔ وہ صاحب یہ تاکید کر کے چلے گئے۔

میں نے مولانا سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں۔ انہوں نے متعارف کرایا تو میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ پھر حضرت نے ان کا کھانا نہ کھایا۔ میرے دوست بھی سب کچھ دیکھ اور سن رہے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کیسے کہہ رہے ہیں مولانا نہ کھائیں گے میں نے کہا میرا یقین ہے کہ حضرت ان کے ہاں کھانا نہیں کھائیں گے' بات ختم ہوئی۔ حضرت تشریف لے آئے۔ نماز مغرب کے بعد وہی صاحب آگئے اور کھانے پر بلا کر لے گئے۔ جب ہم تانگے میں سوار جا رہے تھے تو میرے دوست نے کہا آپ کے شیخ کھانا کھانے چل پڑے مجھے فکر تو لاحق ہوئی مگر میں نے پھر بھی وثوق سے یہی جواب دیا ابھی کھانا کھایا تو نہیں۔

ہم میزبان کے مکان پر پہنچ گئے۔ ایک چارپائی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے۔ کچھ دوسرے ساتھی دوسری چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پشت کی طرف بیٹھ کر آہستہ آہستہ حضرت کے شانے دبانے لگا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاحب خانہ سے باتیں کرنے لگے ان باتوں میں کچھ اشارے اور کنائے تھے جنہیں نہیں معلوم صاحب خانہ سمجھا کہ نہیں لیکن میرا وجدان کہہ رہا تھا کہ حضرت درپردہ اسے ہی ہدایت فرما رہے ہیں۔ نصف گھنٹہ بیٹھے ہوں گے کہ میزبان نے حضرت کو کھانے کے لئے پوچھا کہ یہیں تناول فرمائیں گے یا فرش پر بیٹھ کر' حضرت نے فوراً فرمایا کہ میں کھانا تو نہیں کھاؤں گا۔ جنہیں ضرورت ہو کھالیں میں نہیں کھاؤں گا میں تو محض اس لئے یہاں تک آگیا کہ آپ کی دل شکنی نہ ہو۔ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہو رہا ہے میں نے گھڑی دیکھ کر عرض کیا پونے آٹھ۔ پوچھا جماعت کب ہوتی ہے کسی نے کہا سوا آٹھ حضرت نے فوراً جوتا پہنا فرمایا چلو راستہ میں بھی وقت لگے گا جماعت نہ رہ جائے۔ راستہ میں پھر میرے دوست نے کہا کہ آپ کی بات سچ نکلی۔ آپ اپنے

مرشد کے مزاج شناس ہیں۔ ورنہ میں تو سمجھا تھا انہیں کیا پتہ وہ تو "ان جانے" کھا لیں گے لیکن آج پتہ چلا کہ ایسی بصیرت رکھنے والے بزرگ ابھی موجود ہیں۔
(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۳)

پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہرہ والوں کے واقعات

علماء کرام کے اجلاس میں شرکت

پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی مدظلہ العالی نے بتایا کہ مجھے نو عمری سے ہی بفضل اللہ تعالیٰ حضرت اقدس لاہوری ﷫ سے فیض حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ علماء کرام کا ایک اجلاس منعقد ہو رہا تھا اس اجلاس کی کاروائی سننے کی شدید تمنا تھی۔ لیکن اراکین مجلس شوریٰ کے علاوہ اس اہم میٹنگ میں اور کسی کی شرکت نہیں ہو سکتی تھی اس خیال سے کہ یہ علمائے کرام شاید اعتراض کریں گے اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی اس لئے بندہ مدرسہ قاسم العلوم کے بڑے ہال کے باہر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت اقدس لاہوری ﷫ تشریف لائے تو مجھے دیکھ کر فرمایا یہاں کیوں بیٹھے ہو ایک بالٹی میں پانی لو اور ایک دو گلاس لے لو۔ اندر دروازے کے نزدیک بیٹھو اور علماء کو پانی پلاؤ۔ اس طرح میری دلی مراد بر آئی اور کسی کو بھی اعتراض نہ ہوا۔

مسلمان نجس نہیں ہوتا

ایک دفعہ میں اوپر سو رہا تھا کہ فجر کے قریب طہارت کی ضرورت پیش آگئی ان دنوں ایک ہی غسل خانہ تھا جو آج کل کے ترخدام الدین کی جگہ تھا میں جلدی جلدی زینہ سے اتر رہا تھا کہ اچانک حضرت لاہوری ﷫ زینہ کے سامنے سے گزرے مجھے چونکہ طہارت کی ضرورت تھی اس لئے میں ٹھٹک کر زینہ کے

دروازے کی آڑ میں ہو گیا کہ حضرت ﷺ نہ دیکھ پائیں لیکن آپ ﷺ نے محسوس فرمالیا اور فرمایا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا۔ آؤ مصافحہ کرو۔

ہفتہ وار حاضری کی سوچ کی اصلاح

حصول فیض کے لئے مسجد شیرانوالہ مستقل قیام تھا۔ زمانہ اوائل عمری کا تھا ان ہی دنوں کا ذکر ہے۔ کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ مستقل یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے ہفتہ وار درس وذکر میں میں شامل ہو جایا کرو۔ اپنا سبق لیکر گھر چلے جایا کرو میں بھی ان ہی لائنوں پر سوچنے لگا کہ حضرت اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مستقل صحبت سے جو فیض حاصل ہوتا ہے جو اصلاح ہوتی ہے وہ کبھی کبھار کی ملاقاتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور مصافحہ مبارکہ کا شرف عطا فرماتے ہوئے اس ناچیز کا ہاتھ اپنے دست حق پرست میں دباتے ہوئے ارشاد فرمایا استقامت اور محبت سے میرے پاس رہو اللہ تعالیٰ آپ سے دین کا بہت بڑا کام لیں گے اور انشاء اللہ قبول فرمائیں گے۔ کوئی تکلیف ہو یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہہ دیا کریں ہروقت آپ کو اجازت ہے اور میری دعائیں اور توجہات آپ کے ساتھ ہیں۔

مدینہ میں قدموں کے نشان پر توجہ دینے کا عجیب واقعہ

امام المہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک میں وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں مل سکتے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ کے نام کی برکت اور توجہ دینے سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اس چیز میں نور ہے یا ظلمت' یہ حلال ہے یا حرام؟ اور یہ بھی کہ فلاں شخص کے دل میں ایمان ہے؟ کس درجے کا؟ اور اگر کفر ہے تو کس درجے کا؟ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نام کی بڑی برکات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی اللہ نے نعمت عطا فرمائی ہے کہ اگر کسی کافر کی شکل وصورت

'لباس' وضع قطع مسلمان کی بنادی جائے تو میں بتلا سکتا ہوں کہ ہذا کافر تھا یہ بے ایمان ہے۔ حضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے ہمیں کسی کی وضع قطع اور ظاہری لباس دھوکے میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ہم حقیقت کا اندازہ اللہ کے نام کی مدد سے کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر فرماتے تھے کہ اگر کسی کافر کو داڑھی رکھا کر' مونچھیں کٹا کر' کلاہ اور دستار پہنا کر صرف فوٹو میرے سامنے رکھ دیا جائے تو میں انشاء اللہ بتادوں گا کہ ہذا کافر تھا اسی طرح اگر کسی مومن مسلمان کی وضع قطع' شکل وشباہت کافر کی بنادی جائے مثلاً داڑھی منڈادیں' چٹیایا اس کے سر پر سکھوں والے کیس اور بال یا ہیٹ' کوٹ' ٹائی وغیرہ لگا کر صرف تصویر مجھے دکھلا دی جائے تو میں خدا کے فضل وکرم اور اس کے نام کی برکت سے ایک سیکنڈ سے پہلے بتلادوں گا کہ ہذا مومن تھا حضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کسی چیز کی حلت و حرمت اور نور و ظلمت معلوم ہونے کا تعلق علم غیب سے نہیں۔ یہ تو محض خدا کا فضل وکرم ہے' چالیس سال شیخ کی صحبت میں بیٹھنے' محنت' ریاضت' مجاہدوں وغیرہ کوششوں کے بعد اگر اللہ تعالیٰ اپنے نام کی برکت سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو یہ علم غیب نہیں ہو جائے گا علم غیب کی تعریف یہ ہے کہ بلا حیلہ' بلا وسیلہ' بلا ذریعہ جو چیز حاصل ہو یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ جو کچھ خبر دیتے ہیں وہ وسائل' ذرائع' محنت' ریاضت سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ میں جہاں عارضی طور پر قیام تھا وہاں سے مسجد نبوی ﷺ جارہے تھے۔ راستے میں کچھ آدمیوں کے پاؤں کے آثار نظر آئے' ان سے ذرا پیچھے ایک اور شخص کے پاؤں کے نشانات دکھائی دیئے۔ حضرت ﷺ نے اس اثر قدم پر توجہ دینے کے بعد فرمایا "اس شخص کے قلب میں ایمان نہیں"" مجھے ذرا شک اور تردد ہوا۔ یہاں تو سب حاجی آتے ہیں جن کے گناہ حج کرنے کے ساتھ ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دل کو تشویش ہوئی تو حضرت ﷺ کو مسجد میں چھوڑ کر میں نے آثار قدوم کا پیچھا کیا تو وہ جنت بقیع میں پہنچا۔ وہاں جاکے کیا

دیکھتا ہوں کہ چار پانچ ایرانی ایک طرف کھڑے کچھ پڑھ رہے تھے اور ایک ایرانی ان سے علیحدہ کھڑا ہے۔ وہ قدم جو پیچھے دکھائی دے رہا تھا وہ اسی کا تھا جس کے متعلق حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کے قلب میں ایمان نہیں ہے' میں نے دیکھا کہ وہ شخص فارسی میں نیم بلند آواز میں حضرت فاطمہ ؓ حضرت علی ؓ کو دعائیں دے رہا ہے اور ساتھ ہی حضرت حسین ؓ کے حق میں بھی اسی طرح والہانہ محبت کا اظہار اور ان کی شان میں بھی بڑے اچھے کلمات کہہ رہا ہے' مگر ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر ؓ' حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ کو غاصب کہہ رہا ہے اور نہایت نازیبا جملے اور گستاخانہ کلمے کہہ رہا ہے۔

(حوالہ۔ خدام الدین مطبوعہ ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء ۱۳ اپریل ۹۸

اللہ والوں کی وائرلیس میں ایک منٹ بھی خرچ نہیں ہوتا

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور ؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حج میں گرمی کی وجہ سے میدان عرفات میں کثرت سے اموات واقع ہوئیں۔ والدہ مرحومہ ؒ نے جب یہ اخباری خبر سنی تو انہیں مولانا حبیب اللہ ؒ کی فکر لاحق ہوئی اتنی زیادہ کہ کھانے پینے اور آرام وغیرہ کو ترک کر دیا' لیکن حضرت ؒ پورے طور پر مطمئن تھے۔ ہماری والدہ ؒ نے ایک روز عشاء کی نماز کے بعد جو آئے تو ان سے کہا کہ "مجھے اتنی پریشانی ہے اور آپ آرام کرتے کھاتے پیتے اور بڑے مطمئن نظر آتے ہیں۔"

حضرت ؒ نے فرمایا "ہمیں اللہ نے اطمینان بخشا ہے' کیوں نہ آرام کریں اور کھائیں پئیں؟" والدہ ؒ نے کہا کہ "مجھے بھی مطمئن کرو اور میرے رنج و غم کو کم کرو۔" حضرت ؒ نے فرمایا "کس طرح تمہیں اطمینان ہو سکتا ہے؟" انہوں نے کہا "جوابی تار بھی دیا ہے' اس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں اور مجھے تو فکر ہونا ہی چاہئے کم از کم مجھے یہ تو پتہ چلے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟" حضرت ؒ نے

فرمایا "الحمدللہ زندہ ہے۔" انہوں نے پوچھا کہ اس وقت کیا کر رہا ہے؟ حضرت ﷫ نے توجہ دے کر فرمایا "اس وقت آرام کر رہا ہے۔" اور اسی طرح دوسرے دن عشاء کی نماز کے بعد والدہ ﷫ نے پوچھا "کیا کر رہا ہے؟" حضرت ﷫ نے پھر توجہ دے کر ارشاد فرمایا کہ "اس وقت فلاں کام میں مصروف ہے۔" علیٰ ہذا القیاس اکثر و بیشتر پوچھتی رہتیں حضرت ﷫ انہیں فرماتے رہتے ڈھائی تین ماہ بعد عمرے پر جانے کا اتفاق ہوا، تو میں نے دن اور تاریخیں نوٹ کی ہوئی تھیں اور ان سے یہ بتلائے بغیر ان دنوں کے اس وقت کے مشاغل وغیرہ معلوم کئے تو وہ سب باتیں اسی طرح ٹھیک نکلیں تھیں۔ بعد میں ہم نے ان کو بتایا کہ یہ صورت حال پیش آئی اور اس میں حضرت ﷫ نے فلاں فلاں دن یہ یہ باتیں بتلائی تھیں جن کی آپ کی زبان سے تصدیق ہوگئی ہے۔

حضرت ﷫ نے فرمایا کرتے تھے کہ "ہماری جو روحانی وائرلیس ہے وہ تمہاری اس وائرلیس سے زیادہ تیز ہے۔ اس میں تو کچھ وقت صرف ہوتا ہے مگر ہماری وائرلیس میں ایک منٹ بھی خرچ نہیں ہوتا اور فوراً جواب آجاتا ہے۔"

(حوالہ۔ خدام الدین مطبوعہ ۳ راپریل ۱۹۹۸ء / ۱۴راگست ۱۹۶۴ء

چھ سو روپے مل گئے

جناب فقیر عباس فرماتے ہیں حیدر آباد ڈویژن نیو سعید آباد پیر آباد کے قریب پیر جھنڈا کی درس گاہ ہے۔ یہاں حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ ۱۹۵۸ء میں جلسہ دستار بندی میں تشریف لائے پیر جھنڈا کے مدرسہ کے آٹھ علماء کی دستار بندی کرنی تھی یہ جلسہ تین دن جاری رہا اس جلسہ کے پہلے دن ایک شخص کے ۶۰۰ روپے گم ہوگئے پہلے دن کافی مرتبہ اعلان ہوا کہ جس کسی کو ۶۰۰ روپے ملے ہیں وہ واپس کر دیں دوسرے دن کے پروگرام میں بھی اعلان ہوا مگر کسی نے بھی رقم واپس نہیں کی تیسرے دن حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ نے جب بیان شروع کیا تو

مجمع میں سناٹا چھا گیا اور ہر شخص کی نگاہ حضرت لاہوری کے چہرے پر جم گئی حضرت کا بیان ابھی درمیان میں ہی تھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میرے پاس یہ ۶۰۰ روپیہ ہے **اصل مالک** آکر لے جائے جب بعد میں پوچھا گیا کہ دو دن پہلے اعلان ہوتا رہا لیکن تم نے رقم واپس نہیں دی اس شخص نے کہا کہ میں یہ رقم واپس نہیں دیتا لیکن حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ نے میری آنکھیں کھول دیں اور بیان کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ یہ رقم مجھے بے چین کرنے لگی اور رقم دینے کے بعد ایسا لگا کہ جیسے پہاڑ کا بوجھ اتر گیا ہو۔ کیونکہ اس وقت چھ سو روپیہ بڑی رقم ہوتی تھی۔

عجیب تعمیل ارشاد

شعبان المبارک ۱۴۲۶ھ کی پندرھویں شب کو حیدر آباد کی نورانی مسجد میں مجاہدین کا پروگرام تھا محترم راشد حنفی صاحب نے فون کر کے ساتھ چلنے کی دعوت دی اور اگلے دن شاہ پور چاکر میں حضرتِ اقدس جناب مولانا محمد حسن صاحب خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا مژدہ سنایا، حسب پروگرام پندرہ شعبان کو تقریباً ۱۲ بجے دن شاہ پور چاکر پہنچے اور شرف باریابی سے سرفراز ہوئے۔ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات نامی کتاب پیش خدمت کی، کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے اپنے شرف خلافت کا واقعہ پڑھتے ہوئے بتایا کہ میری زندگی کا ایک اور واقعہ بھی اس سلسلے میں بہت اہم ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ایک دفعہ حضرتِ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، بعد نماز دس پندرہ احباب مسجد سے لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں ساتھ ہو لئے، آپ نے گھر پہنچ کر سب احباب کو مصافحہ کر کے رخصت فرما دیا اور مجھے فرمایا کہ محمد حسن آپ ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں کچھ بات کرنی ہے۔ گھر میں جانے کے بعد شاید حضرت اقدس کسی ضروری کام میں مصروف ہو گئے اور میرے بارے میں بھول گئے میں وہاں کھڑا رہا، نہ بیٹھا نہ ادھر ادھر ہوا، تقریباً سات آٹھ گھنٹے کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ گھر سے باہر وارد ہوئے تو مجھے باہر کھڑا دیکھ کر یاد آیا کہ مجھے ٹھہرنے کا (بقیہ صفحہ ۳۰۸ پر)

باب ہشتم

واقعات کشف قبور

قبر میں والدین کے حالات سے آگاہ کیا

جمعرات یکم شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ جنوری ۶۱ء کی مجلس ذکر میں حضرت لاہوری ؒ نے فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کی نگاہ فیض کے اثر سے بحمد اللہ اتنی توفیق میسر آگئی ہے کہ اب مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔

ایک صاحب مولوی فتح محمد بہاولپور کے کسی مدرسے کے سفیر تھے ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے اپنے والدین کے بارے میں استفسار کیا کہ مرنے کے بعد اب ان کا کیا حال ہے میں نے دونوں کے نام دریافت کئے اور بتایا کہ تمہارا باپ سخت تکلیف میں ہے البتہ تمہاری والدہ راحت میں ہے یہ سن کر مولوی فتح محمد نے اعتراف کیا کہ واقعی میرا والد مشرک تھا اس کا عقیدہ ٹھیک نہیں تھا۔

(ماخوذ خدام الدین ۲۷ جنوری ۶۱ء)

ولی اللہ کی ہڈیاں ہیں

ہائیکورٹ کے ایک ایڈووکیٹ نے بتایا کہ حضرت نے کراچی میں کسی بنک کے گودام سے ایک انبار کے نیچے سے ہڈیاں نکلوائیں اور انہیں باقاعدہ دفن کروایا۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک ولی اللہ کی ہڈیاں ہیں۔

(مرد مومن صفحہ ۱۹۰)

آپ کے صدقہ میں اللہ نے بخش دیا

ایک بار حضرت ﷫ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے اس گاؤں میں حضرت ﷫ کی ایک خادمہ رہتی تھی جو اس وقت فوت ہو چکی تھی۔ حضرت ﷫ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ "اس پر اللہ کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں مجھے کہتی ہے" ابا جان! آپ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔

(صفحہ ۱۹۰ مرد مومن)

قبر کے مکین اللہ والے ہیں

ایک بار حضرت ﷫ ریل گاڑی میں جا رہے تھے۔ ریلوے لائن سے دور ایک قبر نظر آئی۔ حضرت ﷫ فرمانے لگے۔ "اس قبر کے مکین بڑے اللہ والے ہیں۔" حالانکہ وہ قبر بالکل خستہ تھی۔ (صفحہ ۱۹۰ مرد مومن)

تینوں نیک آدمی ہیں

ایک دفعہ آپ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے تین قبریں برابر برابر تھیں۔ ارشاد فرمایا "تینوں نیک آدمی ہیں۔ لیکن درمیان والے کا درجہ بلند ہے۔ اس کا عقیدہ توحید میں بہت پختہ ہے۔" (صفحہ ۱۹۰ مرد مومن)

غلط قبر کی نشان دہی

حضرت ﷫ کی ایک خادمہ مرتے وقت اپنے متعلقین کو تاکید کر گئی کہ جب حضرت ﷫ اس گاؤں میں تشریف لائیں تو آپ کو میری قبر پر ضرور لانا۔ حضرت وہاں تشریف لے گئے تو ایک شخص آپ کو قبرستان لے گیا۔ ایک جگہ تین قبریں تھیں۔ اس شخص کا خیال تھا کہ ان میں سے ایک قبر اس لڑکی کی ہے۔ مگر

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا۔ "ان قبروں سے کوئی قبر اس لڑکی کی نہیں۔" حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جلدی واپس جانا تھا۔ آپ تشریف لے گئے۔ دوسرے دن وہی شخص لڑکی کے وارثوں میں سے ایک آدمی کو لے کر قبرستان آیا تو واقعی لڑکی کی قبر دوسری جگہ نکلی۔ (صفحہ ۱۹۰ مرد مومن)

مریدہ کے بیٹوں کا حال

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مریدہ کے دو بیٹے فوت ہو چکے تھے۔ اس نے حضرت سے دونوں بیٹوں کی قبروں کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک بیٹا جنتی ہے اور دوسرا عذاب میں مبتلا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا واقعی جنتی بیٹا شہادت کی موت مرا ہے اور دوسرے نے خودکشی کی تھی۔ (صفحہ ۱۹۰ مرد مومن)

عذاب میں مبتلا ہے

انگلستان میں تعلیم پانے والے ایک پاکستانی طالب علم کی موت پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی والدہ سے فرمایا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے۔ اس وقت تو اس کی والدہ بڑی متفکر ہوئی۔ مگر چند دنوں کے بعد جب وہاں سے اس کالج کے پرنسپل کا تفصیلی خط آیا تو اس میں درج تھا کہ:

"وہ لڑکا باغ میں مردہ پایا گیا اور اس کی لاش کے پاس زہر کی خالی شیشی پڑی تھی جو کھا کر اس نے خودکشی کی تھی۔ (صفحہ ۱۹۲ مرد مومن)

شاہی قلعہ لاہور میں سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

ڈاکٹر لال دین اخگر مولف کتاب **الحسنات** نے خود حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے **سفینۃ الاولیاء** مصنفہ داراشکوہ میں پڑھا کہ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لاہور کے قلعے کے اندر

غربی کونے میں ہے۔ میں نے اپنے چھوٹے لڑکے حافظ حمید اللہ صاحب کو ساتھ لیا اور قلعے میں چلے گئے۔ ہاں جاکر ادھر ادھر دریافت کیا مگر کہیں مزار کا سراغ نہ ملا۔ آخر کار ہم قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ شاہ جہاں کی مسجد کے دروازے سے باہر مجھ کو خدائے ذوالمنن کے فضل سے انوار ولایت نظر آئے اور اب میں بتا سکتا ہوں کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا سر مبارک کہاں ہے اور پاؤں مبارک کہاں ہیں۔ لیکن عامۃ الناس میں فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب قبر کے ساتھ جو مکاشفہ و مراقبہ میں گفتگو ہوئی۔ اس کو دہرایا جو کہ حسب ذیل ہے:

"اصل علی ہجویری منم۔ از غزنی آمده بودم۔ ایں جا برلب دریا نشستہ بودم۔ ایں جا مردم وایں جا دفن کرده شدم۔ او ہم کہ مشہور است۔ ہمنام من است واز شہرماست۔"

مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف قبور از احسان قریشی صابری

جناب احسان قریشی صابری پرنسپل گورنمنٹ کالج کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ سیالکوٹ کے اپنے بیان کا جو کہ آپ نے محولہ بالا حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ واقعہ کے ضمن میں ہفت روزہ خدام الدین میں ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں شائع کروایا تھا۔ خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

خلاصہ: "راقم الحروف (احسان قریشی) کو حضرت شیخ التفسیر سے عمر بھر میں صرف ایک ہی دفعہ ملنے کا اتفاق ہوا اور وہ ملاقات ہی ایسی ملاقات ہے، جس پر ہزاروں ملاقاتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ چھ سات سال ہوئے کہ احقر نے اخبارات میں یہ خبر پڑھی کہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بناء پر فرمایا ہے کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر لاہور کے قلعہ میں ہے۔ میں اس خبر کو پڑھ کر بڑا حیران ہوا اور دل میں ٹھان لی کہ کسی جمعرات کو لاہور جا کر حضرت مولانا احمد علی صاحب سے

ضرور ملاقات کروں گا۔ حضرت کی زیارت بھی ہو جائے گی اور اپنے دل کے شکوک بھی رفع کروں گا۔ چنانچہ اگلی جمعرات کو لاہور روانہ ہو گیا۔ حضرت اقدس مفتی حسن محمد ﷫ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ احقر ان کے ہاتھ پر بیعت تھا۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ مولانا احمد علی صاحب سے ملنا ہے۔ اور فلاں بات کے متعلق گفتگو کرنا ہے۔

مفتی صاحب نے میری عرض سن کر فرمایا:۔

> ”میاں احسان! وہاں شوق سے جاؤ۔ لیکن ادب ملحوظ خاطر رہے۔ جتنا تم میرا ادب کرتے ہو۔ اس سے دس گنا زیادہ ان کا ادب کرنا۔ یاد رکھو۔ اس وقت سلسلہ عالیہ قادریہ کا کوئی اور ایسا شیر روئے زمین پر زندہ انسانوں میں موجود نہیں۔ جیسے مولانا احمد علی صاحب ہیں۔ تمہاری باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے جیسے تمہیں ان کی باتوں کا یقین نہیں ہے۔ تم شوق سے ان سے سوالات پوچھو مگر ادب ملحوظ خاطر رہے۔ مولانا احمد علی صاحب کی آواز سے زیادہ اونچی آواز بھی مت نکالنا۔ تم انگریزی خواں انسانوں میں میں نے ایک کمی دیکھی ہے کہ جب کوئی شیخ پکڑتے ہو تو اس کا ادب تو بہت کرتے ہو۔ لیکن دوسرے سلاسل کے بزرگوں کا ادب کماحقہ نہیں کرتے ہو“

میں نے مفتی صاحب سے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت! مولانا صاحب کی جوتیوں کی خاک کو بھی اپنے سے افضل سمجھتا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں۔ احقر بڑے ہی ادب سے گفتگو کرے گا۔

القصہ! احقر نماز عصر کے وقت شیرانوالہ دروازہ کی مسجد میں حاضر ہوا اور حضرت ﷫ سے پانچ منٹ تخلیہ میں بات کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب میں نے آپ کی خدمت میں سوال کیا تو آپ نے جواب

دیا۔ ”قلعہ میں مدفون بزرگ اور بھاٹی گیٹ میں دفن شدہ بزرگ دونوں ایک ہی نام، ایک ہی شہر اور ایک ہی محلّہ کے رہنے والے ہیں اور میں دونوں کو اہل اللہ سمجھتا ہوں۔“

میں نے سمجھا۔ حضرت ؒ اس کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے۔ چنانچہ میں نے اجازت چاہی۔ لیکن حضرت ؒ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میری بات پر اعتبار نہیں آیا ”کہ ایک اور علی ہجویری بھی قلعہ میں مدفون ہیں“۔ میں نے عرض کیا حضرت اگر میں ہاں میں جواب دیتا ہوں تو سوءادب ہے جس سے میرے مرشد نے منع فرمایا ہے اگر نہ میں جواب دوں تو کذب بیانی ہے۔ فرمانے لگے آپ کس کے مرید ہیں میں نے عرض کیا مفتی حسن محمد صاحب سے ارادت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ آپ کے شیخ بڑے بزرگ ہیں ان کے مدارج بحمداللہ بڑے بلند ہیں پھر فرمایا میری بات صحیح تھی یا آپ کو میری بات میں شک ہے میں نے عرض کیا حضرت سوءادب کی شماتت کی امان پاؤں تو عرض کروں فرمایا نہیں نہیں صاف صاف بات کریں اس میں کوئی سوءادب نہیں“ میں نے عرض کیا کہ ”مجھے شک ہے کہ علی ہجویری نامی کوئی اور بزرگ موجود ہیں“ حضرت نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے اپنے دل کی بات کھول کر کہی ہے اب آپ اس طرح کریں دو تین منٹ مراقبہ میں بیٹھیں اور دل میں اس بات پر غور کریں کہ علی ہجویری نامی کوئی بزرگ لاہور کے قلعہ میں مدفون نہیں ہیں چنانچہ احقر نے آنکھیں بند کر لیں اور مراقبہ میں چلا گیا ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میں قلعہ لاہور میں بیٹھا ہوں ایک قبر شق ہوئی اور ایک سفید لباس نورانی صورت بزرگ وہاں سے نمودار ہوئے اور فرمانے لگے۔ ”وہ علی ہجویری میرے ہم نام ہیں ہم شہر اور ہم وطن ہیں“ اتنا فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے اور میں نے آنکھیں کھول دیں۔ حضرت اقدس لاہوری نوراللہ مرقدہ کے دست مبارک چومے اور واپس آگیا

فی الواقع حضرت اقدس کا کشف کامل تھا کہ بیداری میں ہی احقر کو قلعہ

والے بزرگ کی زیارت کرادی۔

(خدام الدین ۱۵ مارچ ۶۳ء ماخوذ از صفحہ ۴۶۱ تا ۴۶۴ کتاب الحسنات)

تائید مزید

پروفیسر محمود یوسف سلیم چشتی صاحب مشہور شارح اقبالیات فرماتے ہیں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے چند سال قبل غالباً ۱۹۵۸ء میں اپنی مجلس میں فرمایا تھا کہ سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شاہی قلعہ کی شمالی دیوار سے متصل واقع ہے جو مرور ایام سے عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے اگر کھدائی کی جائے تو ظاہر ہو جائے گا اس پر بعض لوگوں نے تنقید و تردید کی تو میں نے ایک تائیدی مضمون لکھا جو روزنامہ آفاق میں شائع ہوا جس میں شہزادہ دارا شکوہ مرحوم کی کتاب "سفینۃ الاولیاء" کا حوالہ دیا جو غالباً ۱۶۵۰ء میں چھپی تھی۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون پڑھ کر میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

(ماخوذ صفحہ ۵۲۵، ۵۲۶ امام الاولیاء نمبر)

قبر نہیں ہے اندر سے خالی ہے

حضرت مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ دو دھوچک تحصیل شکر گڑھ میں ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ شرکت کے لئے تشریف لیجارہے تھے تانگہ میں اگلی سیٹ پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے جبکہ میں پیچھے بیٹھا تھا کوچوان اگلی طرف نچلے حصہ میں بیٹھا تھا کہ تانگہ کا وزن برابر رہے۔ راستہ میں ایک سادہ اور پرانا مقبرہ آیا جس پر قبہ نما گنبد بنا ہوا تھا جب تانگہ اس قبہ کی برابر سے آگے نکل گیا تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا مولوی بشیر یہ قبر بالکل خالی ہے اس کے اندر کوئی میت نہیں ہے یہ کیا بات ہے میں نے عرض کیا

حضرت مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس کا مقبرہ ہے اور کتنی مدت سے ہے جب دودھوچک پہنچ گئے تو میں نے پیر بھائی مولوی حکیم عبدالحق صاحب سے دریافت کیا کہ فلاں دائرے میں جو قبر ہے اس میں کون صاحب ہیں اور قبر کتنی پرانی ہے تو انہوں نے فرمایا نزدیک والے پنڈ (گاؤں) کا ایک بے دین بھنگی چرسی پوستی افیونی ملنگ تھا جس کی موت ضلع لائل پور (فیصل آباد) کے کسی چک میں ہوئی تھی اور وہ دفن بھی وہیں کیا گیا تھا اس کے چیلے چانٹوں نے باہمی مشورہ کرکے یہاں بھی اس ملنگ کی ایک ڈھیری بناکر اس پر یہ قبہ نما گنبد بنالیا اور اسی پر اب میلہ بھی کرتے ہیں یہاں کوئی بھی دفن نہیں ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب سے واقع سنکر میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے اس بلند مقام کشف پر حیران رہ گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۵ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء مرد مومن صفحہ ۱۹۱، صفحہ ۱۲، ۱۶ مئی ۶۹ء)

حضرت سید میراں برخوردار اور دیگر بزرگوں کے حالات

مولانا بشیر احمد صاحب پسروی بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶۰ھ میں پسرور تشریف لائے تو میں انہیں حضرت سید میراں برخوردار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لے گیا وہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کے بعد فرمایا شہدائے کرام کے انوار کی کیفیت باقی صلحاء کے انوار سے امتیازی قسم کی ہوتی ہے حضرت کو اس سے قبل حالانکہ اس مزار کے متعلق کوئی واقفیت نہ تھی۔ پھر میں نے تاریخ کی روشنی میں ان کی شہادت کا پورا واقعہ عرض کیا۔ حضرت شہید کی قبر کے ساتھ ہی ایک طویل قبر نوگزہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت نے وہاں بھی مراقبہ کیا اور فرمایا صاحب قبر کہتے ہیں۔ میرا قد اتنا دراز نہیں۔ ہاں عام انسانوں سے کچھ دراز ہے یہاں سے ہم محلہ دو برجی میں حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے وہاں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کے بعد فرمایا یہ بزرگ اعلیٰ درجہ کے متقی اور بڑے عابد تھے۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۱۷)

اپنے بیٹے کو تم نے اپنے ہاتھوں دوزخ میں ڈالا ہے

مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میراں فلاں فلاں بیٹا لاہور سے بی اے پاس کرنے کے بعد لندن پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے گیا وہاں سے واپس آنے کے بعد بیمار ہوگیا قرآن شریف نہیں پڑھ سکا روزے بھی نہیں رکھے اور نماز کے بھی پاس نہیں گیا بلکہ دین سے ناواقفیت کی بناء پر خود سر اور عیاش واوباش ہو گیا۔ اسی حالت میں مرگیا حضرت دیکھ کر بتائیں کہ اس کا خاتمہ کیا ہوا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے چند لمحے آنکھیں بند کر کے مراقبہ فرمانے کے بعد آنکھیں کھول کر فرمایا تو نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے جہنم میں ڈالا ہے۔ (ماخوذ صفحہ ۳۸ خدام الدین ۲۲ ستمبر ۱۹۶۳ء)

حاجی یوسف صاحب کراچی والوں کی بیوی کا حال

آپ کے ایک مخلص اور صالح مرید جناب حاجی محمد یوسف صاحب کراچی والوں نے بیان کیا کہ میری اہلیہ کا انتقال ہوا تو میں سخت پریشان تھا' حضرت کے پاس لاہور آیا اور اس کی بابت پوچھا' حضرت نے فرمایا کہ وہ تکلیف میں ہے' میری پریشانی کی حد نہ رہی' ساتھ ہی فرمایا کہ علاج بتاتا ہوں کہ ہر چھوٹے بڑے نیک کام (صدقہ وخیرات) میں اس کا حصہ رکھ لیا کریں اگر کسی کو ایک روٹی دیں تو آدھی کا ثواب اسے بخش دیا کریں۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ میں نے اس پر عمل کیا حضرت (ایک آدھ ماہ کے بعد) کراچی تشریف لائے تو میں انہیں میوہ شاہ کے قبرستان میں بیوی کی قبر پر لے گیا تو وہاں جاتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا "الحمدللہ! اب بالکل ٹھیک اور خوش ہیں۔" (ماخوذ از صفحہ ۸۷ حضرت لاہوری کے خلفاء)

مزارات بالاکوٹ کی حقیقت

مولانا سید گل بادشاہ صاحب (مرحوم) کا بیان ہے کہ انہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی کی موجودگی میں شہدائے بالاکوٹ کی بابت پوچھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہاں میں نے مولانا سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ کیا تو واقعی انہی کا مزار تھا لیکن جب سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر مراقبہ کیا تو صاحب قبر نے بتایا کہ میں سید احمد بریلوی نہیں ہوں لوگ غلطی سے مجھے سید احمد بریلوی سمجھتے ہیں میرا نام سید احمد ہے۔" مرد مومن میں "سید احد" لکھا گیا ہے اول الذکر نام درست معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں اس قسم کے نام ہوتے ہیں۔ سید احمد اور سید احد میں فرق بھی بہت کم ہے جس سے اشتباہ ہونا بعید نہیں۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۴ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

بنات الرسول کے مزارات کے انوار

جناب مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک بار مجھ سے علیحدگی میں فرمایا کہ جنت البقیع میں اب کے تنہائی میں جانے کا موقعہ ملا۔ بنات رسول کے مزارات پر مراقبہ کیا ان کے مزارات سے وہ انوار متوجہ ہوئے۔ جو سینکڑوں بار چلہ کرنے والوں کے مزار سے متوجہ ہوتے ہیں۔

حالانکہ بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چلہ نہیں کیا تھا سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم کی برکت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بھی بہت ہی بڑی چیز ہے۔ ہر ایماندار کے ایمان کا رشتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے حضرت دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی منکر کے

آگے اس وابستگی کا ذکر کیا تو آپ کے اس بیان کی اس نے اصرار سے تردید کی آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا رشتہ توڑ دوں اس نے کہا بے شک توڑ دو آپ نے ہاتھ مارا وابستگی کا دھاگا ٹوٹ گیا وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۹۶ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

حرام موت مرا ہے

محمد اکبر صاحب "خیر پور ملیاں"، ضلع شیخو پورہ بیان کرتے ہیں۔ میں ایک روز لاہور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تھا کشف اور توجہ کا ذکر آگیا۔ اس سلسلہ میں فرمایا ہمارے محلّہ میں ایک عورت رہتی ہے اسے اچانک کراچی سے تار آیا کہ تمہارا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی پتہ نہیں میرا لڑکا کیسے مرا ہے۔ اس سے قبل اس کی علالت وغیرہ کی کوئی اطلاع نہیں آئی میں نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ حرام موت مرا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ عورت آئی تو بتایا کہ اس کے لڑکے کی موت زہر کھانے سے واقع ہوئی تھی۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۴)

حالت اچھی نہیں

محمد اکبر صاحب ہی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے حضرت نے گاؤں کی سمت دریافت فرمائی۔ میں نے سمت بتادی حضرت نے توجہ کے بعد فرمایا اس کی حالت اچھی نہیں۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۵)

پاؤں ننگے ہیں

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ مرزا غلام نبی جانباز صاحب مرحوم نے بتایا کہ ان سے حاجی دین محمد صاحب مرحوم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص محمد حسین جو حضرت کے مخلص عقیدت مندوں میں سے تھا اور ایک بار حضرت کے ہمراہ عمرہ

کرنے کا شرف بھی حاصل کر چکا تھا۔ لاہور میں اچانک بیمار ہو کر فوت ہو گیا ہم نے دوسرے روز حضرت سے اس کی وفات کا ذکر کیا۔ حضرت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے بعد فرمایا۔ مجھے بروقت اطلاع کیوں نہ دی ہم نے عرض کیا۔ آپ کی ضعیفی اور ناسازی طبع کے پیش نظر۔ فرمایا چلو مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ قبر پر پہنچ کر حضرت نے دعا فرمائی اور مراقبہ کیا۔ پھر فرمایا محمد حسین کی حالت تو اچھی ہے۔ مگر پاؤں ننگے ہیں۔ عرض کیا۔ وہ جو بیت اللہ سے کفن لایا تھا اتفاق سے چھوٹا نکلا۔ اس لئے سر ڈھانپ دیا اور پاؤں ننگے رہنے دیئے۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۴۰)

ooo

بقیہ صفحہ ۱۷۲ سے آگے

ختم کردو" میں نے سمجھا کہ یہ حضرتؒ کا کوئی تصرف ہے انہوں نے کوئی عمل کیا ہے کہ ہر کسی پہ چھا گئے فرمایا "اچھا میں نسخہ آپ کو بھی بتا دیتا ہوں" میں ہمہ تن متوجہ ہو گیا تو فرمایا "مولانا یوسف صاحب میں نے دین کی خدمت کر کے آج تک معاوضہ نہیں لیا جہاں جاتا ہوں کرایہ ہوتا ہے تو چلا جاتا ہوں نہیں ہوتا تو نہیں جاتا ہوں وہاں کھانا اور پانی بھی قبول نہیں کرتا ہوں" مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ میں نے مدرسے پہنچتے ہی پشاور میں مولوی ایوب جان کو فون کیا وہ جو فلانی خاندانی جائیداد سے میرا اس میں جو حصہ ہے اس کی قیمت جلد بھجواؤ۔ اس نے جلدی قیمت بھیج دی جس سے میں نے بتیس برسوں میں مدرسے سے جتنی تنخواہ وضع کی تھی سب کی سب داخل کرا دی۔ (خدام الدین ص ۱۹ جولائی ۹۹ء)

باب نہم

اکابرین سے عقیدت 'مشائخ کا ادب

عقیدت 'ادب اور اطاعت کا عجیب واقعہ

بروز ہفتہ ۳۰؍ اگست ۹۷ء اجتماع لنگر کسی بھوربن قبل از نماز عصر محترم المقام حضرت میاں صاحب محمد اجمل قادری مدظلہ 'جانشین امام الہدیٰ نے اپنے بیان کے دوران فرمایا کہ حضرت اقدس لاہوری ﷫ اپنی تعلیم و تربیت کے دوران امروٹ شریف میں حضرت اقدس تاج الاولیا تاج محمود امروٹی ﷫ کے خادم خاص کے فرائض انجام دیتے تھے اور بوقت تہجد آپ کے وضو اور طہارت کیلئے دو لوٹے پانی کے لے کر آپ ﷫ کے ساتھ جنگل میں جاتے تھے حضرت اقدس امروٹی ﷫ کا معمول تھا کہ ہر روز کسی ایک سمت دور تک چل کر ایک مقام پر اپنے عصا مبارک کو (جو نیچے سے لوہے کی سم (کیل) کے ذریعہ نوکیلا تھا اور اب حضرت ﷫ کے تبرکات میں ہمارے ہاں محفوظ ہے) کو زمین میں گاڑ دیتے اور حضرت لاہوری ﷫ وہیں سے ایک لوٹا طہارت والا حضرت اقدس ﷫ کی خدمت میں پیش فرمادیتے اور دوسرا وضو کے پانی والا لوٹا اپنے پاس رکھتے اور حضرت اقدس ﷫ کی آمد پر پیش فرماکر وضو کراتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ رات کے اندھیرے میں حضرت اقدس ﷫ نے روانگی کی وقت عصا مبارک حسب عادت زمین میں گاڑ دیا جو حضرت لاہوری ﷫ کے پنجے سے پار ہوکر زمین میں گڑ گیا۔ حضرت لاہوری ﷫ نے اف تک نہ کی اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا حضرت اقدس فراغت کے بعد واپس تشریف لائے تو حضرت لاہوری ﷫ ہمیشہ کی طرح قدم بڑھاکر لوٹا نہ پیش کرسکے اور وہیں کھڑے کھڑے لوٹا حضرت کی طرف بڑھادیا جو حضرت اقدس نے محسوس فرمالیا

کہ یہ ایسا کیوں کر رہا ہے لیکن کچھ نہ فرمایا۔ وضو کے بعد جب عصا مبارک کو زمین سے کھینچا تو لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر سے خون کا فوارہ ساتھ میں بر آمد ہوا جو حضرت اقدس کے چہرہ انوار کو بھی خون آلود کر گیا' چونکہ جب عصا ہمیشہ کی طرح آسانی سے نہ نکلا تو آپ نے جھک کر نکالا صحیح حالت سمجھ آئی اور خون کے چھینٹے چہرے پر لگے' حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً لعاب دہن حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پنجے پر زخم کی جگہ لگایا جس سے تمام تکلیف رفع ہو گئی اور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو گوشت کے ملنے اور زخم فوری بھرنے کا بہت ہی فرحت انگیز احساس ہوا۔ (حاکم علی)

اکرام قطب عالم شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

(ا) جناب جمیل احمد میواتی خلیفہ مجاز حضرت شیخ المشائخ سید العارفین قطب الارشاد مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ متعلقین میں یہ بات بہت مشہور تھی کہ مشائخ کا ادب جس کو سیکھنا ہو وہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھ لے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ لاہور میں جمعیت العلمائے اسلام کی کانفرنس ہو رہی تھی جس کے دوران روئیداد کے پمفلٹ تقسیم کئے گئے تھے میں نے بھی خاصی تعداد ساتھ لی تاکہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں جاکر پڑھے لکھے لوگوں میں تقسیم کروں۔ میں وہاں پہنچا ہی تھا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں پہنچ گئے دل میں خیال آیا کہ تقسیم سے پہلے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کر لوں چنانچہ میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ بھائی نہ 'حضرت مولانا کے سامنے تقسیم نہ کرنا آگے پیچھے تقسیم کر دینا یہ کہہ کر گھبراتے ہوئے اپنے جوتوں کو اتارا اور جلدی سے عصا رکھتے ہوئے حضرت کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے جس طرح ایک شاگرد اپنے استاد کے سامنے اور مرید اپنے پیر کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ سلام کیا اور گردن جھکا کر بیٹھ گئے۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۶ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

(ب) سید امیر علی قریشی مدنی فرماتے ہیں کہ لاہور میں ایک مرتبہ مال روڈ پر واقع حاجی عبدالمتین صاحب کے بنگلے میں حضرت اقدس قطب عالم شاہ عبدالقادر رائپوری ﷫ قیام فرما تھے کہ ایک دن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ تشریف لائے اس وقت تقریباً ایک سو عقیدت مندوں کا مجمع حاضر خدمت تھا' بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے حضرت اقدس رائپوری ﷫ چارپائی پر محو استراحت تھے اور ارادتمند چارپائی کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے ان میں عامتہ الناس تو برائے نام تھے اصلاً یہ مجمع اصحاب علم وفضل اور معرفت وروحانیت کے بادہ نوشوں کا تھا مگر جب حضرت شیخ التفسیر تشریف لائے تو ان کے لئے حضرت اقدس نے کرسی منگوا کر اپنی چارپائی کے بالکل قریب رکھوائی اور اپنے وقت کے یہ دونوں بزرگ اولیاء کرام ایک دوسرے کے اس طرح روبرو بیٹھے کہ ان کے سینے آمنے سامنے تھے' دونوں بزرگ سلام ودعا اور خیر خیریت پوچھنے کے بعد خاموش ہو گئے اور مجلس پر بھی سناٹا چھایا ہوا تھا کہ جیسے کوئی یہاں بیٹھا ہی نہیں ہے۔ دونوں بزرگوں نے بظاہر کسی موضوع پر کوئی گفتگو نہیں فرمائی لیکن بقول سلطان الاولیاء حضرت سلطان باہو ﷫

دل! دریا' سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو

یعنی اہل حق اور اصحاب صدق وصفا کے قلوب کی گہرائی دریاؤں اور سمندروں کی گہرائیوں سے بھی بڑھ کر ہے ان کے دلوں کی گہرائی کی تہہ میں کیا کچھ ہے؟ عام لوگ کیسے جان سکتے ہیں' دل کے آئینے میں یار کی تصویر رکھنے والے دو صاف شفاف دل آمنے سامنے تھے۔ انہوں نے باہم کیا کیا دیکھا' کیا کیا دکھایا اور کہایا سنایا کوئی کیا جانے دیکھنے والے تو ظاہر کی آنکھوں سے صرف یہی دیکھ رہے تھے کہ اقلیم رشد وہدایت کے دونوں آفتاب وماہتاب نظریں نیچے کئے سر جھکائے بیٹھے رہے اور کچھ ہی دیر بعد پہلے حضرت شیخ التفسیر ﷫ نے سر اوپر اٹھایا اور بس یہ فرمایا حضرت! اب اجازت چاہتا ہوں۔

علمائے کرام کی عزت کرو

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیان میں فرماتے تھے کہ سنو۔! ہوش کرو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے باطن کی آنکھیں دی ہیں اور مجھے علم ہے کہ جو نوجوان علمائے کرام کو گالیاں دیتے مرگئے ہیں ان کی قبریں دوزخ کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میرے ساتھ آکر بیٹھ جاؤ میں نے یہ فن چالیس سال میں سیکھا ہے تم کو میں چار سال میں سکھادوں گا مگر بیوی کو چار سال کا خرچہ دے کر آنا کہیں وہ تمہاری جان کو بعد میں نہ روئے۔ یا تو مان جاؤ اپنا رویہ بدلو علمائے کرام کی عزت کرو عبادت الٰہی کو اپنالو آؤ آکر یہ فن سیکھو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ لاہور بے دینوں کا شہر ہے اکثر بے حیا کنجریوں کے پجاری رنڈی باز ہیں رات کو اپنی بیوی اور نوجوان لڑکیوں کو پانچ میل دور سینما دکھانے لے جاتے ہیں شرم نہیں آتی ہوش کرو۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۴ خدام الدین ۲۲ اپریل ۶۳ء)

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی سے عقیدت

حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے روحانی کمالات کی وجہ سے بے انتہا انس و عقیدت تھی اس سلسلہ میں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ملفوظ غالباً آپ کے اکثر خدام و متوسلین نے بارہا سنا ہوگا کہ میں بارہا مکہ معظمہ گیا ہوں وہاں اہل اللہ کے جھنڈ کے جھنڈ ہوتے ہیں مگر میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انوار و مرتبہ کا کوئی ولی نہیں دیکھا" اس سے خود حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے بھی انوار و مرتبہ کا مقام سمجھ میں آتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس بلند و بالا مقام پر فائز ہیں کہ تمام اولیاء کرام کے مقام و مراتب کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۶۱۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

آرام میں خلل کے خیال سے آنے کی اطلاع پہلے نہ دینا

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ میں ایک ممتاز کمال تھا کہ چھوٹوں پر انتہائی شفقت

اور بڑوں سے بہت زیادہ حسن عقیدت وادب کا معاملہ فرماتے قطب دوراں شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ﷫ کا بھی بہت احترام واکرام فرماتے تھے۔ حضرت رائے پوری ﷫ کی علالت ونقاہت کے ایام میں جب آپ ملنے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ کوشش فرماتے کہ آنے کی پہلے سے کوئی اطلاع نہ ہو تاکہ آرام میں کوئی خلل نہ پڑے۔

سبحان اللہ کس قدر تواضع اور شان عبدیت کا غلبہ تھا۔

(صفحہ ۱۹ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

ڈاڑھی کے بال حضرت مدنی کے جوتے میں سینے کی ہدایت

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات فرماتے ہیں:

حضرت اقدس لاہوری ﷫ شیخ الاسلام حضرت مدنی ﷫ کو کیا سمجھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنی داڑھی کے وہ بال جو کہ کنگھی کرتے وقت اس میں آجایا کرتے تھے، مولوی عبیداللہ انور سلمہ کو دیئے کہ تعطیلات کے بعد جب تم دیوبند جاؤ تو حضرت اقدس مولانا مدنی ﷫ کی پاپوش کے تلے میں سلوا دینا تاکہ میرے بالوں کو عزت نصیب ہو جائے۔

(ماخوذ از صفحہ ۵۲۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

نشست گاہ کا بھی اکرام

ایک دفعہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ چند گھنٹے کے لئے جمعیت العلماء اسلام کے ایک جلسہ میں شرکت کے لئے کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں تشریف لائے واپسی کا ارادہ فرما رہے تھے کہ مولانا عبدالکریم صاحب مہتمم مدرسہ عربی المدارس نے ایک حجرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت مدنی ﷫ نے اس کمرہ میں ایک گھنٹہ تخلیہ فرمایا اور پھر بیعت کا سلسلہ بھی یہیں شروع

فرمادیا تھا اتنا سننا تھا کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ بے اختیار اس کمرے کی طرف لپکے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف گاہ معلوم فرماکر عجلت سے وہیں تشریف فرما ہوئے اور فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے پھر معمولی درخواست پر خواہشمندوں کو بیعت بھی فرمالیا۔

۱۹۵۷ء میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ۱۹۵۸ء کی پہلی سہ ماہی میں جب مدرسہ ھذا کے سالانہ جلسے میں شرکت کے لئے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کلاچی تشریف لائے تو جلسہ میں تعزیتی قرارداد پیش کرنے کے لئے عرض کیا گیا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو وصال کے الفاظ زبان پر لانے سے قاصر ہوں تم قرارداد پڑھ دو میں دعا کروں گا۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

تعلق لوجہ اللہ، ایک دوسرے سے قلبی لگاؤ

حضرت مولانا حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ کے حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق محض لوجہ اللہ تھا اور یہ تعلق شریعت میں نہایت پسندیدہ ہے حدیث شریف میں وارد ہے "کہ قیامت کے دن اعلان ہو گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو میری اور میرے دین کی عظمت کی خاطر آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا اس دن بجز میرے سایہ کے کوئی سایہ نہیں۔" یہ کتنی بڑی بشارت ہے کہ جس کے مستحق شیخ التفسیر قدس سرہ نظر آرہے ہیں۔

(صفحہ ۶۱۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر، صفحہ ۱۳ خدام الدین ۲۳ فروری ۶۳ء)

مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط ذخیرہ آخرت

(۱) حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہمیشہ یہی محسوس ہوا کہ حضرت

مدنی قدس سرہ کی دوری بلکہ وفات نے بھی ان کی محبت میں کوئی فرق نہیں پیدا کیا حالانکہ یہ دونوں چیزیں محبت کو سرد کرنے والی ہیں ایک مرتبہ حاضری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب ہے۔ جو میرے لئے ذریعہ نجات ہے۔ یہ فرمانے کے بعد چوکھٹے میں جڑا ہوا مکتوب لائے ایک تمہیدی تقریر فرمائی کہ کامل وہ ہوتا ہے کہ جو تحریر دیکھ کر ہی دل کے حالات معلوم کرلے میں نے تقسیم کے بعد لکھا کہ ہم بہت دور ہو گئے جس کے جواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ مکتوب تحریر فرمایا جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں۔

مندرجہ بالا خط میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت پر اثر الفاظ میں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی تسلی و تشفی فرمائی اور فرمایا کہ ہمارا تعلق جسمانی قرب وبعد پر منحصر نہیں ہے یہ ایسا تعلق ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے ہم سب ہی حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے دریوزہ گر اور خواجہ تاش ہیں" حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے خط میں ایسا تاثر نہیں ظاہر کیا تھا لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کامل تھے اس لئے میری قلبی کیفیات ان پر منعکس ہو گئیں۔ خط لکھتے وقت گرچہ الفاظ ایسے نہیں تھے لیکن مجھ پر رقت طاری تھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں میری اسی کیفیت کا خیال رکھا۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۳ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

(ب) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ الاسلام مولانا احمد حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مخصوص قلبی تعلق تھا جس کا آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اظہار فرمایا کرتے ایک دفعہ رفیق محترم مولانا عبداللطیف جہلمی اور راقم الحروف حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مکتوب دکھایا جو قیام پاکستان کے بعد دیوبند سے بھیجا تھا غالباً حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس گرامی نامہ کو قیامت میں نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعض دفعہ جمعیت العلمائے ہند کے اجلاس میں تین تین چار گھنٹے بیٹھنا پڑا ہے میں ہمیشہ دوزانو ہی بیٹھتا تھا۔ (صفحہ ۱۹ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

تواضع وانکساری

حضرت مولانا حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ امیر جامعہ مدینہ لاہور نے فرمایا حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے کہ میں ایسے ہی نہیں بلکہ علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اس وقت روئے زمین پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسی کوئی دوسری جامع وبلند پایہ شخصیت موجود نہیں ہے فرمایا کہ مجھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گھنٹوں بھی اگر بیٹھنا پڑے تو ہمیشہ دوزانو بیٹھتا اور میں نے یہ خواہش کی کہ میری داڑھی کے بال حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک جوتیوں میں سی دیئے جائیں۔" اس سے جہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی مقام ظاہر ہوتی ہے وہاں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی غایت درجہ تواضع وانکساری بھی ظاہر ہوتی ہے جبکہ حضور اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی ہے کہ جو اللہ کو خوش کرنے کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ نصیب فرماتا ہے کیا ٹھکانا ہے اس عظمت ورفعت کا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی جزا میں نصیب فرمائی کہ پاکستان میں پاکستانی مشائخ طریقت میں سے کسی سے اتنا فیض نہیں ہوا جتنا شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا اور آپ سرگردہ علماء قرار پائے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۳ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مقام مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ حکومت کہتی ہے عطاء اللہ فساد پھیلاتا ہے۔ ان اللہ کے بندوں کو معلوم نہیں اگر عطاء اللہ فساد پر

آمادہ ہو جائے تو مرزائیت کا قلعہ قائم نہیں رہ سکتا میں کہتا ہوں کہ اگر بخاری شام کو حکم دے دیں تو صبح ہونے سے پہلے (ربوہ) کی اینٹ سے اینٹ بج جائے پھر فرمایا حکومت کی گولیوں اور بندوقوں میں وہ طاقت نہیں جو طلباء کی زبان میں ہے۔ ہمارے ایک عطاء اللہ شاہ بخاری بحمد للہ سب پر بھاری ہیں اور جب تک وہ زندہ ہیں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ ایک مرتبہ تو حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے شاہ جی کے متعلق یہاں تک ارشاد فرمایا۔ محشر کا دن ہو گا۔ رحمت دو عالم ﷺ جلوہ افروز ہوں گے صحابہ کرام ؓ بھی ساتھ ہوں گے بخاری آئے گا حضور نبی اکرم ﷺ معانقہ فرمائیں گے اور کہیں گے بخاری تیری ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت میں گزری اور کتاب و سنت کی اشاعت میں صرف ہوئی آج میدان حشر میں تیرا شفیع میں ہوں۔ تیرے لئے کوئی باز پرس نہیں جا اور اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے اور تیری جماعت کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہیں جس طرف سے چاہو کھلے بندوں جنت میں داخل ہو سکتے ہو۔

(ماخوذ از ختم نبوت جلد ۸ شمارہ ۱۸)

سید عطااللہ شاہ بخاری ولی کامل ہیں

حضرت مولانا عبیداللہ انور علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ ہفت روزہ خدام الدین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے کہ لوگ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ کو ایک بہت بڑا خطیب 'ایک سیاستدان 'ایک محب وطن اور جرات و بے باکی کا ستون ضرور تسلیم کرتے ہیں لیکن شاہ جی کے روحانی مرتبے سے قطعی طور پر واقف نہیں۔ ورنہ ان کے پاؤں دھو دھو کر پیتے۔ حضرت اکثر فرمایا کرتے شاہ جی ولی کامل اور اسلام کی شمشیر برہنہ ہیں لیکن انہوں نے اپنے اوپر "مزاح" کی چادر اوڑھ لی ہے اس لئے ظاہربین لوگ ان کے مقام کا تعین نہیں کر سکتے۔ یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس

مجاہد اعظم کے ساتھ جیل میں رہ کر دیکھا ہے اتنا ہنستے ہیں اور رفقائے جیل کو اتنا ہنساتے ہیں کہ ان کے سب غم غلط ہو جاتے ہیں۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۱۸)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی شان میں کوتاہی پر سرزنش

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم سے ریلوے اسٹیشن پر ملاقات ہوئی غالباً یہ ۱۹۵۹ء یا ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے۔ مجھ سے بغلگیر ہوئے اور کہنے لگے "اگرچہ تم نے میرے شیخ (حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی شان میں گستاخی کی تھی اور اسی لئے میں نے تم سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر کل حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں تمہارے لئے دعائے خیر کر رہے تھے۔ میں نے حیران ہو کر کہا حضرت انہوں نے تو حضرت اقدس مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی تھی، وغیرہ وغیرہ تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا "قاضی صاحب الحمدللہ اس نے میرے سامنے اظہار ندامت کیا ہے اور میرے ہاتھ پر اپنے اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ میرا دل تم سے صاف ہو گیا اور میں تم سے بغلگیر ہوا۔"

یوں تو حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے میرے سر پر بہت سے احسانات ہیں مگر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ غالباً اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جب کہ میں لی مارکیٹ کراچی کے بس اسٹاپ پر کھڑا ہوا تھا۔ ایک موٹر میرے پاس آکر رکی، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے مجھ سے حسب معمول بغل گیر ہوئے اور فرمایا "میرے ساتھ چلو ایک بہت ضروری بات تم سے کہنی ہے حضرت مجھے لیکر غالباً برنس گارڈن آئے اور ایک بنچ پر بیٹھ کر مجھ سے کہنے لگے "تم مجھے کیا سمجھتے ہو یا میری بابت تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا حضرت میں تو آپ کو صادق القول اور اپنا روحانی پیشوا سمجھتا ہوں (صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں مطلب یہی تھا) تو فرمایا "چونکہ مجھے تم سے محبت ہے اس لئے میں گوارا نہیں کر سکتا کہ) تمہاری عاقبت خراب ہو۔

مطلب میرا یہ ہے کہ تم نے حضرت اقدس سیدی و مرشدی شیخ الاسلام مجاہد اعظم سید حسین احمد مدنی ﷫ کی شان میں جو گستاخیاں کی تھیں تم ان پر اظہار ندامت کرو اور میرے ہاتھ پر توبہ کرو۔ تاکہ میں حشر میں گواہی دے سکوں اور توبہ نامہ شائع کرو یاد رکھو! جب تک صدق دل سے توبہ نہیں کرو گے تمہارا قصور معاف نہیں ہو گا۔ اللہ اپنی شان میں گستاخی کو معاف کر دیتا ہے مگر اپنے دوستوں کی توہین کے جرم کو معاف نہیں کیا کرتا۔

میں نے اللہ کے فضل سے بارہ حج کئے ہیں۔ اس موقع پر خانہ کعبہ (حرم شریف) میں تمام دنیا کے اولیاء اور ابدال جمع ہوتے ہیں۔ میں نے ان کی زبان سے سنا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے کہ "عالم روحانی میں اس وقت مولانا حسین احمد صاحب مدنی سے بلند تر مقام کسی ولی کا نہیں ہے۔" لہٰذا ایسے برگزیدہ فرد فرید کی شان میں گستاخی اور وہ بھی تم جیسے اندھے کی زبان سے ہرگز معاف نہیں ہوگی۔"

میں نے اسی وقت حضرت لاہوری ﷫ کے ہاتھ پر توبہ کی اور انہوں نے میرے حق میں دعا کی کہ "اے اللہ! اس کے دل کی آنکھیں کھول دے تاکہ یہ تیرے برگزیدہ بندے کے مقام کو دیکھ سکے اور اس کے قصور کو جو لاعلمی میں اس سے سرزد ہوا معاف کر دے اور حضرت مدنی ﷫ کی نسبت خاصہ سے اسے بقدر ظرف حصہ بھی عطا فرما دے اور اس کا خاتمہ ایمان پر کیجئے۔" بطور تحدیث نعمت یہ بات لکھنی ضروری سمجھتا ہوں۔ نیز اس لئے کہ مغرب زدہ طبقہ عبرت حاصل کر سکے کہ توبہ کے بعد بھی مجھے حضرت اقدس مولانا مدنی ﷫ سے کوئی خاص عقیدت پیدا نہیں ہوئی۔ قلبی رابطہ استوار ہو جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کی ذرہ نوازی دیکھو! دسمبر ۱۹۵۷ء کو میں مسجد شاہ چراغ میں قرآن حکیم کا درس دے رہا تھا۔ (یہ درس حضرت لاہوری کے حکم سے شروع کیا گیا تھا) کسی نے کہا اخبار میں خبر آئی ہے کہ کل حضرت مولانا حسین احمد مدنی ﷫ کا وصال ہو گیا۔ یہ سنتے ہی میرے باطن میں معاً ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا جس کی کوئی عقلی توجیہہ میں آج تک نہیں کر سکا

(اگرچہ اس واقع پر بیس سال گزر چکے ہیں) جیسے سوئچ دباتے ہی سارا کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سنتے ہی میرا سارا سینہ حضرت مدنی ﷫ کی محبت سے مامور ہو گیا۔ اس قلبی ماہیت کی عقلی توجیہہ نہ اس وقت کر سکتا تھا نہ آج (دم تحریر ایں سطور) کر سکتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ کسی طاقت نے یا کسی ہستی نے مجھے حضرت مدنی ﷫ کا ویسا ہی گرویدہ بنا دیا جیسی گرویدگی کسی عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہے۔ اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ تصور میں اپنا سر حضرت مدنی ﷫ کے قدموں میں پڑا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اور جب بھی حضرت مدنی ﷫ کا تصور دل میں کارفرما ہوتا ہے۔ فوراً رقت طاری ہو جاتی ہے۔ نیز وفات کی خبر سن کر حضرت اقدس مدنی ﷫ سے ایسی بے پناہ عقیدت ہو گئی۔ جیسی کسی مرید کو اپنے مرشد سے ہوتی ہے۔ بس ایک روحانی کنکشن (CONNECTION) یا ایک روحانی رابطہ قائم ہو گیا۔ اور اس عرصے میں اس رابطے میں شدت ہی رونما ہوئی ہے۔ ضعف رونما نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت کے مکتوبات عرصہ دراز سے مطالعہ میں رہتے ہیں اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت سے علمی اور روحانی استفادہ کر رہا ہوں۔

(ماخوذ از صفحہ ۵۲۶٬ ۵۲۷۔۔۔ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ﷫ کا اکرام

حافظ ریاض احمد اشرفی خطیب جامع مسجد عثمانیہ سول لائنز راولپنڈی فرماتے ہیں کہ ۱۹۴۳ء کے اوائل کا ذکر ہے کہ بندہ نے حضرت لاہوری ﷫ کی خدمت میں حضرت تھانوی ﷫ کا بوجہ ان کی تصنیف "التقصیر فی التفسیر" کے کچھ غیر مناسب اور مکروہ الفاظ میں ذکر کیا تو حضرت لاہوری ﷫ کو طاقت برداشت نہ رہی مجھے سخت سست کہا اور سخت ڈانٹ پلائی اور مجھ سے توبہ کرائی نیز فرمایا کہ وہ میرے بزرگ اور مقتدا ہیں مجھے ان پر کوئی شکوہ نہیں تم کیوں ان پر اتنے جری ہو گئے ہو کہ حکیم الامت پر زبان طعن دراز کرنے لگے۔ جاؤ میں تم سے ناراض ہوں

بڑی منت سماجت کے بعد اس شرط پر راضی ہوئے کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پورا واقعہ لکھوں اور معافی طلب کروں چنانچہ میں نے معافی نامہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھ کر ارسال کر دیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے اسی خط پر لکھ دیا "معاف ہے" اور جہاں میں نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر لکھا تھا وہاں آپ نے تحریر فرمایا "الحمدللہ علیٰ ذلک جزا ہم اللہ عنی وعن سائر المسلمین، احسن الجزاء اور میرا عریضہ واپس فرما دیا وہ عریضہ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا تو حضرت نے مجھ سے وہ میرا عریضہ لے لیا اور مجھ سے خوش ہو گئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۳۳۳ امام الاولیاء نمبر، صفحہ ۵۱۴ کتاب الحسنات)

اکرام محدث عصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت علامہ محدث عصر مولانا انور شاہ کشمیری جب لاہور تشریف لاتے تو حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قیام فرماتے محدث موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ہم شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ عام عادات، اطوار بلکہ سر سے پاؤں تک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ غالب تھا۔ روزانہ پانچ سو صفحات کا مطالعہ فرماتے۔ لیکن نہایت تعظیم اور ادب آپ پر غالب ہوتا تھا۔ یہی وہ عاشق سنت تھے، جن کے متعلق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔

چغلی غیبت سے احتراز

مفکر اسلام مشہور مایہ ناز ادیب ڈاکٹر علامہ ابوالحسن ندوی فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ مشتبہ مال، طمع دنیا کی

احتیاط سے زیادہ غیبت چغلی سننے یا کرنے سے احتراز فرماتے' یہ چیز ان لوگوں سے جن کو کثیر تعداد سے واسطہ پڑتا ہو' کسی طبقہ افراد سے اعتقادی اور اصولی اختلاف بھی ہو اور کسی دوسرے فرد یا فریق نے انتہائی زیادتی بھی کی ہو تو اس کے لئے یہ اجتناب اور بھی مشکل ہو جاتا ہے لیکن حضرت اقدس کو ایسے نازک موقعوں پر بھی غیبت اور شکایت سے مجتنب پایا درس و تدریس میں بھی ہر طرح کے تذکرے اور تردید و تنقید کے مواقع ہوتے لیکن ہر موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شدید سے شدید مخالف کی بھی غیبت چغلی سے مجتنب پایا۔

احتیاط و ورع کا انتہائی حیرت انگیز واقعہ ہے' ایک دفعہ لاہور کے چند علما اور انجمن کے کچھ خدام نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور انجمن خدام الدین کے خلاف ایک ہنگامہ اٹھایا' ان ہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الدین کی طرف سے ڈابھیل گجرات سے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو سالانہ جلسہ کی صدارت کے لئے مدعو کیا تھا' مخالفین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بدظن کرنے کے لئے پوری کوشش کی طرح طرح کی شکایتیں اور غلط قسم کی اطلاعات دی گئیں۔ ان حالات میں انجمن کے منتظمین نے یہ مناسب سمجھا کہ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ خود بہ نفس نفیس ڈابھیل جاکر مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو حقائق سے آگاہ فرماکر ساتھ لے آئیں تاکہ معاندین ان کی تشریف آوری پر غلط فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ مولانا احمد علی لاہوی رحمۃ اللہ علیہ حسب پروگرام ڈابھیل تشریف لے گئے اور مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے آئے۔ انجمن کے ذمہ داروں کو اطمینان تھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اصل حالات و واقعات سے واقف ہو گئے ہوں گے اور مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سب حال بتا دیا ہو گا۔ لیکن ان حضرات کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طویل سفر کی فرصت اور طویل رفاقت و صحبت کے باوجود اپنے مخالفین کے بارے میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لفظ بھی نہیں کہا' اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نا حال حقیقت حال سے بالکل بے خبر ہیں۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۱۴شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ اور ان کے خلفاء)

درس توحید کی وجہ سے چھوٹوں کا اکرام و تعظیم

(۱) پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی صاحب شارح اقبالیات فرماتے ہیں کہ انجمن حمایت الاسلام لاہور نے جب کالج کے قیام کا فیصلہ کیا تو ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کو کالج کا سرپرست یا مربی اور مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کو صدر بااختیار منتخب کیا ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کے ایما پر پرنسپل کی اسامی کے لئے میں نے بھی درخواست دی باقی دو درخواست گذار اور تھے لیکن قرعہ فال میرے نام نکلا چنانچہ نومبر ۱۹۲۹ء میں اپنے عہدے کا چارج لیا میرے فرائض منصبی میں یہ بھی تھا کہ روزانہ دس سے گیارہ بجے کے دوران میں حضرت اقدس لاہوری ﷫ کی خدمت میں حاضر ہو کر کالج کے متعلق ہدایات حاصل کروں اس وقت حضرت اقدس ﷫ کبھی کوئی ذاتی گفتگو یا نصیحت نہیں فرماتے لیکن جب بعد نماز عصر ذاتی ملاقات یا شام کو مجلس ذکر میں حاضر ہوتا تو حضرت کا طرز عمل بالکل مختلف ہوتا آپ ﷫ بالعموم اس عاجز گناہ گار بلکہ سیاہ کار ذرہ بے مقدار کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے مصافحہ کے بعد اکثر معانقہ بھی فرماتے ذرہ نوازی کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۶۰ء میں جب یہ عاجز مولانا خیر محمد جالندھری ﷫ کی دعوت پر مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ میں شریک تھا تو دوسرے دن حضرت اقدس مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہ بھی تشریف فرما ہوئے جب مجھے معلوم ہوا تو میں حاضر خدمت ہوا میں کمرہ میں داخل ہوا تو آپ حسب معمول اس سیاہ کار کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷫ کے ساتھ ہی علمائے کرام کا سارا مجمع کھڑا ہو گیا مجھے بڑی ندامت ہوئی اور ضبط نہ کر سکا جسارت کر کے دریافت کر ہی بیٹھا کہ حضرت اس ننگ خلائق کی اس قدر سرفرازی اور عزت افزائی کا باعث کیا ہے یہ سن کر حضرت اقدس ﷫ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک

میں لیکر محبت آمیز لہجے میں فرمایا میں تمہاری تعظیم نہیں کرتا اس شے کی تعظیم کرتا ہوں جو تمہارے سینے میں ہے وہ شے توحید ہے میں نے پوچھا حضرت آپ کو کیسے معلوم ہوا فرمایا کہ آپ مسجد شاہ چراغ میں درس قرآن دیتے ہیں اس درس کے شرکاء مجھے بتاتے ہیں کہ اثبات توحید اور ابطال شرک و بدعات میں آپ بھی وہی کچھ فرماتے ہیں جو میں کہتا ہوں جب میں ان لوگوں کی گواہی سنتا ہوں تو تمہارے حق میں بے اختیار دل سے دعا نکلتی ہے۔ اللہ اپنے فضل سے اس عقیدہ توحید کو تمہارا حال بنادے۔ آمین (ماخوذ از صفحہ ۵۲۴' ۵۲۵ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

اکرام مرزا غلام نبی جانباز مرحوم

مرزا غلام نبی جانباز مرحوم نے بتایا کہ میں شیرانوالہ دروازہ سے باہر پیدل جا رہا تھا۔ تھوڑی دور سے مجھے ایک تانگے والے نے آواز دے کر بلایا میں اس طرف پلٹا تو دیکھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ تانگہ سے اتر کر میری طرف تشریف لا رہے ہیں میں لپک کر آگے بڑھا۔ سلام عرض کیا۔ پھر سڑک کے ایک کنارے کھڑے ہو کر دس پندرہ منٹ تک خیر خیریت اور گھر کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ پھر فرمایا سنا ہے آپ نے کوئی پرچہ نکالا ہے اس کا کیا نام ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت "تبصرہ" وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ پھر شفقت سے مجھے رخصت فرمایا۔ خود تانگہ پر تشریف لے گئے۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۴۰)

مولانا مفتی شفیع صاحب سرگودھا والوں کا اکرام

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھا والوں نے ایک دفعہ مجھے فرمایا' عزیز گیلانی! حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کو کیا پوچھتے ہو۔ پھر ازراہ انکساری فرمانے لگے میرا جو حال ہے میں جانتا ہوں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی تھی ڈرتا تھا میرا جیسا حال ہے ان پر ظاہر نہ ہو۔

حضرت نے ایک دفعہ فرمایا مفتی صاحب آپ مجھ سے حجاب کیوں کرتے ہیں۔ آپ ضرور تشریف لایا کریں۔ صاحبزادہ مولانا عبید اللہ انور پاس بیٹھے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ آپ کے بچے ہیں۔ مجھے علم ہے آپ کا مزاج امیرانہ ہے آپ جب تشریف لائیں بے دھڑک انہیں حکم کریں جس چیز کی ضرورت ہو مہیا کی جائے گی۔ یہ میرا بستر یہ میرا حجرہ اور چارپائی آپ کے استعمال کے لئے ہوگی۔

(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۱۹)

اکرام حضرت میاں اصغر حسین علیہ الرحمۃ اور ان کا انعام

مولانا عبید اللہ انور علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں اصغر حسین علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کو دیو بند بلایا تو تین دن اپنے پاس رکھا۔ حضرت علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ تین دن جو میں وہاں رہا ہوں تو دن رات ایک لحہ نہیں سویا۔ ہر وقت ذکر میں مشغول رہا ایک لحہ بے وضو نہیں ہوا اور ایک لحہ بھی غافل نہیں ہوا۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ جیسے مہمان کے آنے سے دل کو راحت ہوتی ہے اور فرمایا کہ اب میں دنیا سے جا رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے کچھ تحفے تحائف میں چاہتا ہوں کہ ساتھ نہ لے جاؤں بلکہ یہ فیض جاری رہے جو مانگتے ہیں وہ اہل نہیں جو اہل ہیں وہ مانگتے نہیں اس لئے آپ کو لاہور سے بلایا ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے باز پرس نہ ہو قبر میں ساتھ نہ لے کر جاؤں لہٰذا آپ کو میں وہ اذکار' اوراد' اشغال کچھ تھوڑی سی پڑھنے کی چیزیں اور تعویزات دیتا ہوں حضرت میاں اصغر حسین علیہ الرحمۃ اس قدر عبادت کرتے تھے کہ جس کا کوئی ٹھکانا نہیں ایسے ایسے واقعات ہیں کہ سنیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ ہر وقت ان کے پاس ہندو عیسائی مسلمان غرض مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ گھر کا ایک کمرہ غیر مسلموں کیلئے عبادتگاہ کیلئے مخصوص کر رکھا تھا۔

(ماخذ از صفحہ ۱۵ خدام الدین ۳۰ مئی ۱۹۶۹ء)

اکرام سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ملتان کا واقعہ ہے ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ احقر سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جلسہ کیلئے تاریخ لینے گیا ہوا تھا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ملتان پہنچ چکے تھے۔ کمترین حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں حاضر ہوا تو مولانا محمد صابر صاحب آپ کے ساتھ تھے کسی نے آکر خبر دی کہ حضرت سید سلیمان ندوی صاحب آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ یہ سنتے ہی نہایت سرعت سے تیار ہوکر حضرت سید سلیمان ندوی کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ آپ کی مودبانہ فطرت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ سید صاحب میرے پاس آنے کی زحمت گوارہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ احقر نے حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک محفل میں اکٹھے تشریف فرما دیکھا شاید حسن رفاقت کا بینظیر مرقع دوبارہ دیکھنا نہ نصیب ہو۔

(صفحہ ۱۳۴ انوار ولایت حصہ دوئم)

اکرام مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کمترین حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں تاندلیانوالہ سے وار برٹن واپس آرہا تھا حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک سفر تھے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا لوٹا پکڑ کر ٹی کی طرف جانے لگے تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعظیم کیلئے اپنی جگہ کھڑے ہوگئے حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے دروازہ بند کرلیا تو ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ بیٹھ گئے جب حضرت خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھولا تو ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ پھر تعظیماً کھڑے ہوگئے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک حضرت مولانا موصوف بیٹھ نہ گئے۔ اس سے پہلے لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھنے کیلئے اپنا مصلہ گاڑی کی سیٹ پر

بچھالیا تھا مگر جب مولانا خیر محمد نے اپنا مصلہ نیچے جوتوں کی جگہ بچھالیا تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فوراً آپ کے اقتدار میں اپنا مصلہ نیچے بچھالیا۔

(صفحہ ۲۳۳ مقام ولایت حصہ دوئم)

اکرام حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

اہل حدیث عالم حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اطلاع بھجوائی کہ فلاں روز وہ اپنے رفقاء کے ساتھ شیرانوالہ تشریف لائیں گے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین تلامذہ اور عقیدت مندوں کو حکم فرمایا کہ مولانا سید داؤد غزنوی صاحب اور ان کے ساتھی جس نماز میں ہمارے ساتھ شامل ہوں تو آپ سب لوگ ان کے مسلک کے احترام میں رفع یدین کریں اور آمین بالجہر کہیں تاکہ ہمارے مہمانوں کو یہاں کوئی اجنبیت محسوس نہ ہو۔ جبکہ مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی اپنے ساتھیوں کو تاکید فرما چکے تھے کہ شیرانوالہ میں میرے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے آپ لوگ نہ رفع یدین کریں نہ اونچی آواز سے امین کہیں کیونکہ مولانا احمد علی حنفی مسلک ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ اس رواداری اور احترام مسلک کا یہ عجیب منظر دیکھا کہ حنفی مسلک کے نمازی رفع یدین کر رہے ہیں اور آمین بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں جبکہ اہل حدیث مہمانوں نے اپنے میزبان کے اکرام میں نہ رفع یدین کیا نہ آمین بالجہر پڑھی۔

(ماخوذ صفحہ ۱۳ خدام الدین ۲۴ مئی ۹۶ء)

آغا شورش کاشمیری مرحوم پر شفقت

آغا شورش کاشمیری مرحوم فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی نیاز حاصل نہ تھا لیکن جماعت کے سبھی ارکان و احباب ان کے ارادت مند تھے۔ دو اڑھائی برس کی بات ہے گھر والوں نے کہا کہ مولانا احمد علی کے کسی آدمی

کافون آیا ہے کہ کل صبح مولانا سے مل لو ایک ضروری بات کرنی ہے۔ میں شیرانوالہ کی مسجد میں حاضر ہوا تو حجرہ کا دروازہ اندر سے بند تھا' خدمت گاروں نے بتایا کہ دس پندرہ منٹ میں باہر آجائیں گے مل لیجئے گا' اس سے پہلے ملنا مشکل ہے۔ بہرحال مولانا دس منٹ میں باہر تشریف لائے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا' میرے بے ریش چہرے پر نظر ڈالی پھر مجھے سوٹ میں دیکھ کر کچھ غور کیا' فرمایا کہئے کیا کام ہے؟ "عرض کیا" آپ نے یاد فرمایا ہے "میں نے؟" تعجب سے فرمایا "جی ہاں! میرا نام شورش کاشمیری ہے" فوراً ہی گلے لگالیا' ارے آپ ہیں۔ آپ نے کیوں تکلیف کی؟ میں نے تو اپنا بیٹا آپ کے گھر بھیجا ہے۔ فوراً ہی مسجد میں لے گئے' مصلہ پر بیٹھتے ہوئے فرمایا میں تمہارے لئے بہت دعا کرتا ہوں۔ ابھی دعا کر کے اٹھا ہوں۔ تم نے فلاں جگہ جس مردانگی سے کلمہ حق بلند کیا ہے میرا دل تمہارے لئے دعاگو ہوگیا ہے۔

میں پسینہ سے شرابور ہوگیا کہ ایک گنہگار کیلئے یہ غائبانہ شفقت' پھر گویا دل جاگ گیا تھا کہ اللہ کے نیک بندوں کو گنہگاروں کی کوئی بھولی بھٹکی ادا پسند آجائے تو اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے۔ آخری دنوں میں مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ بیمار ہیں۔ میں نے انہیں سکون خاطر کیلئے لکھا کہ میرے لئے دعا فرماتے رہا کریں جواب نہ آیا میں بھول گیا' ماسٹر تاج الدین انصاری راوی ہیں کہ انتقال کے دن مولوی حمید اللہ صاحب نے ماسٹر جی سے اس خط کا ذکر کیا اور بتایا کہ ڈاک کا ڈھیر لگ گیا تھا' بستر علالت پر کچھ خطوط پڑھ کر سنائے گئے' میرا نام آیا تو فرمایا۔ اس نے کیا لکھا ہے بتایا کہ صرف دعا کا خواستگار ہے فرمایا جی ہاں وہ تو اپنا ہے پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۰۵ حضرت لاہوری اور خلفا)

اکرام حضرت مولانا اطہر علی رحمۃ اللہ علیہ

محمد الیاس مسعود صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۷ء کا ذکر ہے کہ حضرت مولانا

اطہر علی صاحب صدر جمعیت العلما اسلام مشرقی پاکستان لاہور تشریف لائے۔ ہمارے وطن میں اس وقت عجیب و غریب فضا تھی سیاسی طور پر عوام اور حکومت میں شدید انتشار موجود تھا ارباب حکومت دن رات سازشوں میں بسر کر رہے تھے۔ ان حالات سے متاثر ہوکر مولانا اطہر علی مغربی پاکستان میں علما دین سے تبادلہ خیالات کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔ یہاں آکر وہ مختلف بزرگان دین سے ملے۔ ایک شام جب وہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے تو مجھے ان کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ میرے ساتھ میرے بھائی محمد بشیر وائیں بھی تھے۔ جب ہم مسجد شیرانوالہ میں داخل ہوئے تو موذن اللہ کی عظمت کا اعلان کر رہا تھا اذان کے بعد فوراً جماعت کھڑی ہوگئی اور حضرت مولانا احمد علی صاحب اپنے حجرہ سے باہر تشریف لاکر اگلی صف میں امام کے پیچھے دائیں ہاتھ کھڑے ہوگئے۔ نماز سے فراغت کے بعد مولانا اطہر علی ان کے قریب گئے اور اپنا تعارف کروایا۔ دونوں بزرگ اس طرح بغل گیر ہوئے جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے ملتے ہیں۔ دونوں بزرگ حجرے کی طرف چل دیئے ایک دوسرے کا احترام اتنا تھا کہ قدم اٹھانے میں بھی احتیاط تھا کہ کہیں ایک قدم دوسرے سے آگے نہ نکل جائے حجرہ میں داخل ہوکر انہوں نے دروازہ بند کرلیا کافی دیر بعد حجرے کا دروازہ کھلا دونوں بزرگ باہر تشریف لائے۔ مولانا اطہر علی صاحب نے حضرت ﷫ سے کہا کہ وہ تکلیف نہ فرمائیں۔ سردی بہت ہے اور آپ کی طبیعت بھی ناساز ہے۔ مگر یہ فقرہ منہ سے ادا ہونے تک ہم مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچ چکے تھے۔ خادم نے حضرت ﷫ کی پاپوش لاکر سامنے رکھ دی یہاں بھی مولانا اطہر علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت اب آپ آرام فرمائیں۔ مگر مولانا احمد علی صاحب سیڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ اور اپنے معزز مہمان کو خود الوداع کہنے کیلئے ان کے ساتھ سواری تک جانا چاہتے تھے۔ غرضیکہ حضرت شیرانوالہ دروازہ تک تشریف لائے۔ جب یہاں مولانا اطہر علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت آپ نے بڑی تکلیف فرمائی تو فرمایا خدا کا شکر

ہے کہ اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی سنت پوری کرنے کے قابل بنادیا۔ اور سلام علیکم کے بعد جب تک کہ مولانا اطہر علی کار میں بیٹھ کر چل نہیں دیئے حضرت ﷺ کھڑے اپنے مہمان کو دیکھتے رہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۴۸ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

مقبولیت پر رشک مولانا محمد یوسف بنوریؒ

بروز اتوار ۳۰ مئی ۱۹۹۹ء کو لالہ رخ واہ کینٹ میں ۳۵ سالہ تقریب درس قرآن سے خطاب کرتے ہوئے جانشین حضرت شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا میاں اجمل قادری مدظلہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جو ہمارے علماء کے سرخیل تھے، کراچی کے بہت بڑے محدث تھے مجھے انہوں نے ایک بڑا عجیب واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ: "بھائی! میاں صاحبزادے میں نے آج تک بحمد للہ اپنے دامن کو حسد سے پاک رکھا ہے ہمیشہ لوگوں پہ رشک کیا ہے لیکن تمہارے دادا جانؒ سے میں نے ایک دن کا کچھ حصہ حسد کیا" میں نے عرض کیا کہ: "حضرت! وہ کیسے؟" فرمایا کہ: حضرت لاہوریؒ عمرے پہ جارہے تھے ان کے سفر عمرہ کی اطلاع لگتا تھا کراچی کے ہر فرد کو الگ الگ ملی ہے ابھی مدرسے کے مطبخ کا ناظم آکر کہتا ہے: حضرت معلوم ہے "حضرت لاہوری خیبر میل سے آرہے ہیں دو گھنٹے کی چھٹی چاہئے" تو اگلے لمحے طلباء یکے بعد دیگرے آکر یہی بات کہتے ہیں ابھی وہ گئے ہیں تو مختلف مدرس آکے درخواست پیش کررہے ہیں کہ: "حضرت لاہوری تشریف لارہے ہیں ہمیں دو گھنٹے کی چھٹی چاہئے" مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان کا فون آتا ہے کہ: حضرت! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت امام لاہوری تشریف لارہے ہیں کیا آپ اسٹیشن میرے ساتھ چلیں گے؟ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی کا فون آتا ہے کہ حضرت! میں اسٹیشن جارہا ہوں آپ کا کیا پروگرام ہے؟ جب اتنے لوگوں نے احمد علی، احمد علی، احمد علی کہا

باقی ص ۲۷۱ پر

باب دہم

واقعات رحمت و شفقت اور جود و سخا

قہاری و غفاری وقدوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہوں' تو بنتا ہے مسلمان

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو گناہ سے ضرور نفرت تھی لیکن آپ گناہ گاروں کو ابلاغ ہدایت میں حریص تھے۔ آپ برتنوں کو صاف کرنے کے متمنی تھے' ان کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔

قوم کی زبوں حالی پر رقت

نیلہ گنبد لاہور کی جامع مسجد میں "رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر تقریر فرمارہے تھے۔ قوم کی زبوں حالی کا خیال آتے ہی آپ پر رقت طاری ہو گئی' آنسو بہنے لگے۔ کچھ وقفے کے بعد زبان کھولی تو یہ الفاظ سنائی دیئے گئے۔

دار ہستی کچھ سہی' لیکن یہی دیکھا گیا
بے خبر ہنسا کیے اور باخبر رویا کیے

(صفحہ ۴۹۲ کتاب الحسنات)

غریب کو قیمتی دوائیاں دلوانا

آپ کی زندگی جہاں اشاعت اسلام کے لحاظ سے فیاض اور قابل رشک تھی' وہاں غربا پروری اور مساکین نوازی میں بھی ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی۔

جناب ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ ایک دن آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مجھ احقر کو بلا کر فرمایا۔ اس نسخہ کی قیمت کسی انگریزی دوائی فروش کی دوکان سے دریافت کرو۔ میں حسب ارشاد تعمیل کے بعد حاضر ہوا۔ کوئی سولہ سترہ روپے بنتے تھے۔ آپ نے مطلوبہ رقم نکال کر فرمایا کہ فلاں شخص کو نسخہ اور رقم دے دو۔ (ان دنوں کی یہ رقم آج کل کے سینکڑوں گنا ہے)۔ (صفحہ ۴۸۴ کتاب الحسنات)

حاجت مند کی حاجت براری

اسی دن ایک نہایت اپاہج شخص پر آپ کی نظر پڑی۔ جو نہایت مشکل سے مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھا ہو گا۔ آپ نے مجھ کو چار روپے دے کر فرمایا کہ اس بوڑھے شخص کو میرا سلام کہو اور یہ چار روپے بھی اس کے حوالے کر دو۔ وہ آگے آنے کی زحمت گوارا نہ کرے۔ (صفحہ ۴۸۴ کتاب الحسنات)

شادی کے اخراجات پورے کرنا

ایک دن حسب معمول چند اشخاص حضرت ؑ کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں ایک ہندوستانی بزرگ نے مجھ کو بتایا کہ تقریباً چھ ماہ گذرے ہیں۔ میں حضرت ؑ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ مجھ کو اپنی بیٹی کی شادی کے اخراجات کے لئے کچھ رقم کی ضرورت تھی۔ حضرت ؑ نے میری گزارش سن کر مجھ کو حجرے میں بلا کر مبلغ تین سو روپے مرحمت فرمائے۔ آج میں پھر اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔ (صفحہ ۴۸۴ کتاب الحسنات)

رسول خدا ﷺ نے ساری پونجی مسکینوں میں تقسیم کر دی میں اس سنت پر عمل نہ کر سکا

ماسٹر شیر محمد ساکن نتھو والا چک ۱۸۰ راوی ہیں کہ میں ایک تبلیغی جلسے میں

چک جھمرہ ضلع لائل پور گیا۔ جلسے کے اختتام پر چند علماء حضرات مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا گیا کہ حضرت ہم کو کوئی نصیحت فرمائیے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ "رسول خدا ﷺ اپنی ساری پونجی مسکینوں، غریبوں اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے۔ بلکہ قرض حسنہ لے کر بھی اہل حاجت کی مدد فرماتے۔ میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا ہے کہ اپنے گھر کا دروازہ کھول دوں، اور مساکین سے کہوں کہ جو جس کے ہاتھ لگے، لے جاؤ مگر ہمت نہیں پڑتی۔ لہٰذا عزیزو! جو شخص خود ایک سنت پر عمل کرنے سے قاصر ہو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۸۵ کتاب الحسنات)

سو روپے دیکر مستحقین کی ضرورت پوری کی

قاری محمد اقبال جھنجھانوی فرماتے ہیں کہ حاجی جمیل الرحمٰن صاحب جن کی بیعت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے وہ آج کل کراچی میں ہیں ان دنوں لاہور میں تھے انہوں نے بتایا کہ چھاؤنی میں ایک خاندان نہایت ہی کسمپرسی کی حالت میں ہے ان کے خاندان کا واحد سہارا اچانک ہارٹ فیل ہونے سے انتقال کر گیا ہے۔

حاجی صاحب نے زور دیا کہ حضرت والا سے عرض کروں بندہ کو حجاب تھا اس لئے ایک دو ہفتہ حضرت والا سے عرض نہیں کیا آخر حاجی صاحب کے زور دینے پر عاجز ان کے ہمراہ ظہر سے قبل شیرانوالہ گیٹ آیا اور تمام حالات لکھ کر حضرت والا کو لفافے میں دے دیئے حضرت والا نے حجرہ مبارک میں جاکر پڑھا اور حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سو روپے کا نوٹ بھیج دیا۔ یہ تقریباً ۵۸ء کا واقعہ ہے جبکہ سو روپے بہت بڑی بات ہوتی تھی اور فرمایا کہ ہماری طرف سے یہ ان کو پہنچا دو۔

عاجز نے وہ رقم حاجی صاحب کو دینی چاہی لیکن حاجی صاحب قبلہ بندہ کو اپنے ہمراہ اسی وقت چھاؤنی لے گئے اور اس مستحق خاندان کو وہ رقم پہنچائی حقیقتاً وہ

لوگ بہت ہی زیادہ مستحق تھے عاجز کو وہاں جاکر احساس ہوا حاجی صاحب نے احتیاطاً وصولیابی کی رسید لکھوا کر عاجز کو دے دی تھی لیکن حضرت والا نے عاجز سے نہیں پوچھا ہاں البتہ عاجز نے خود ہی عرض کیا کہ حضرت والا ان کو رقم پہنچا دی ہے اور رسید لکھوالی حضرت نے فرمایا کہ بیٹا اس کی ضرورت نہیں تھی۔

(صفحہ ۳۶٦ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

غریب کو تہ بند دیا

قاری محمد اقبال جھنجھانوی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت والا نے بندہ سے فرمایا کہ بیٹا ایک تہبند لے آؤ بندہ دہلی دروازے و کشمیری بازار میں پھرا اور ایک بہت اچھا تہ بند لے آیا کیونکہ حضرت والا نے کافی پیسے دیئے تھے جب بندہ لے کر آیا اور حضرت والا سے عرض کیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ بیٹا مسجد میں اگلی صف میں ایک بوڑھا بیٹھا ہے اس کو یہ جاکر دے دو اس کا تہبند پھٹا ہوا ہے بندہ نے عرض کیا کہ حضرت بندہ تو خوب ڈھونڈ کر نہایت ہی اچھا تہبند لایا ہے جناب والا نے فرمایا کہ بیٹا ـــــ اللہ کے نام پر اچھی ہی چیز دینی چاہئے حضرت والا نہایت ہی خاموشی اور نیچی نگاہ کرکے مسجد میں تشریف لائے تھے لیکن اس طرح کے واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت والا کس گہرائی سے نمازیوں کا پتہ رکھتے تھے۔

(صفحہ ۳٦۷ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ٹانگہ والوں اور قلیوں کو زیادہ اجرت دینا

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اسٹیشن اکثر تانگے میں جاتے تھے عاجز بفضل تعالیٰ ان کے ہمراہ ہوتا تھا حضرت والا فرماتے تھے کہ بیٹا دنیا دار پارٹیوں میں ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں لیکن ہمیشہ تانگے والوں اور قلیوں سے پیسے دینے پر لڑتے رہتے ہیں چنانچہ حضرت والا تانگے والوں کو اور قلیوں کو ان کی مزدوری سے زیادہ دیتے تھے یہی وجہ تھی جب بھی حضرت والا نظر آتے تھے قلیوں اور تانگے والوں کی خواہش

ہوتی تھی کہ ہمیں خدمت کا موقع دے دیں اور وہ بے تحاشا حضرت والا کی طرف بھاگتے تھے اس میں عقیدت کا بھی دخل تھا لیکن کیونکہ حضرت والا مزدوری سے زیادہ دے دیتے تھے اس لئے بھی وہ ہمیشہ حضرت والا کے منتظر رہتے تھے۔

(صفحہ ۳۶۷ خدام الدین امام الاولیاء نمبر راوی قاری محمد اقبال جھنجھانوی)

خدا کے لئے دو تو اچھی چیز دو

ایک صاحب مسجد میں آئے ان کا تہہ بند پھٹا ہوا تھا۔ حضرت نے خادم عبدالغنی صاحب کو پیسے دیئے کہ بازار سے دھوتی لاؤ۔ وہ بازار سے بڑی اچھی قسم کی دھوتی لائے۔ حضرت نے اشارہ کر کے ان کو فرمایا کہ یہ فلاں صاحب کو دے دو۔ خادم عبدالغنی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں تو سمجھا تھا کہ اپنی ضرورت کے لئے منگوا رہے ہیں بہت اچھی دھوتی لایا ہوں' انہیں دینی تھی تو مجھے فرمایا ہوتا تاکہ میں ذرا ہلکی قسم کی دھوتی لاتا۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ "اللہ کے راستے میں چیز دینی ہو تو اچھی قسم کی دینی چاہئے۔" اور دھوتی ان صاحب کے سپرد کر دی۔ (روایت چودھری محمد رفیع صادق صاحب) (صفحہ ۱۰۲ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

طلباء کا سامان اٹھا کر مسجد لیجانا

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کی معیت میں سہارن پور سے کیمبل پور آرہے تھے' ہمارے ساتھ کچھ طلبا بھی تھے جو دورہ تفسیر میں شرکت کے لئے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچنا چاہتے تھے۔

اتفاقاً حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی لاہور اسٹیشن پر اکابرین دیوبند کے استقبال کے لئے موجود تھے لیکن وہ لوگ متوقع گاڑی سے نہ پہنچ سکے

اور مولانا عبدالشکور صاحب، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری ﷫ سے بالکل ناواقف تھے۔

اسی ناواقفیت کی بناء پر انہوں نے مولانا احمد علی صاحب لاہوری ﷫ سے درخواست کی کہ آپ ان طلباء کو شیرانوالہ کی مسجد میں پہنچا دیں۔ حضرت مولانا لاہوری صاحب ﷫ نے بلا کسی پس وپیش کے ان طلباء کا سامان اٹھایا اور مسجد شیرانوالہ پہنچا دیا۔ طالب علموں کو جب معلوم ہوا کہ سامان پہنچانے والے ہی شیخ التفسیر ہیں تو بہت شرمندہ ہوئے۔

(خدام الدین لاہور ص ١٦۔ ٢٦ جون ١٩٦٤ء اور صفحہ ١٣٥٩ امام الاولیاء نمبر)

مرد مومن سے چند واقعات

فراخدلی

حافظ عبدالرحمٰن صاحب ہزاروی حضرت ﷫ سے ترجمہ و تفسیر قرآن پڑھنے کے لیے حاضر ہوئے۔ مگر حضرت نے ان کی فن تجوید اور حفظ قرآن میں مہارت کے پیش نظر مسجد کا امام مقرر فرما دیا جب کہ اس سے قبل آپ مسجد شیرانوالہ کی نماز پنج گانہ کی امامت خود فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ حضرت ﷫ رات کو تشریف لائے اور حافظ صاحب کے حجرہ پر دستک دی حافظ صاحب نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے مگر حضرت نے نہ سنا اور پھر دروازہ پر دستک دی حافظ صاحب نے دوبارہ سخت لہجہ میں پوچھا کون ہے مگر پھر بھی نہ سنا اور دستک دیدی تیسری دفعہ درشت اور سخت سست الفاظ میں حافظ صاحب نے پوچھا کون ہے تو حضرت نے فرمایا احمد علی حافظ صاحب نے دروازہ کھول دیا اور سخت ندامت کا اظہار کیا حضرت نے کمال شفقت سے نوازتے ہوئے فرمایا، آپ نے جو کچھ کیا وہ ٹھیک تھا۔

(صفحہ ١٧٦ مرد مومن)

جودوسخا

حضرت اس قدر سخی اور فیاض تھے کہ سفر حضر میں جو پاس ہوتا تقسیم فرما دیتے حاجی دین محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ رات کو لاہور سے سوار ہوتے وقت میں نے اس نیت سے کھانا نہ کھایا کہ غفلت طاری نہ ہو جائے لیکن اوکاڑہ پہنچ کر بھوک محسوس ہونے لگی آخر میں نے منٹگمری سے چار سیر کھجوریں اور دو سیر سنگترے خریدے اور حضرت کے سامنے رکھ دیئے۔ حضرت نے سنگترے کھول کر پھانکیں کر دیں اور فرمایا کہ دائیں طرف سے ہر شخص کو ایک ایک حصہ دے آؤ جب تمام مسافروں کو ایک ایک حصہ مل گیا تو باقی چھ کھجوریں اور دو پھانکیں بچیں آپ نے دو پھانکیں اور چار کھجوریں مجھے دیں اور دو کھجوریں خود رکھ لیں۔ (ص ١٧٦ مرد مومن)

انسانی ہمدردی

ماسٹر سراج الدین صاحب لاہور راوی ہیں سنہ ۱۹۳۲ کا ذکر ہے میں تانگے میں اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے مکان واقع فاروق گنج (لاہور) جارہا تھا سرکلر روڈ اور فاروق گنج کے درمیان ریلوے لائن کے نیچے ایک تنگ پل ہے جس میں سے تانگہ نہیں گزر سکتا ہمارے پاس اتنا سامان تھا کہ ہم تینوں اٹھا بھی لیتے تو کچھ باقی بچ رہتا۔ سامان تانگے سے اتارا گیا اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر ایک آدمی اور مل جائے تو سامان لے جانے میں آسانی ہو جائے گی۔

یکایک میری نگاہیں اٹھیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ﷺ ایک اور بزرگ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ آتے ہی سلام میں سبقت فرمائی پھر فرمایا "سامان زیادہ ہے اور آپ کی تعداد کم ہے اس لئے لایئے کچھ سامان ہم اٹھائے لیتے ہیں۔" (صفحہ ۱۷۷ مرد مومن)

یا کی بے آرامی محسوس کر کے سفر ملتوی کر دیا

(ا) خواجہ نذیر احمد مرحوم نے بیان فرمایا کہ حضرت لاہوری ﷫ ایک
ہ کسی جلسے میں شمولیت کے لئے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ گاڑی پر سوار ہونے سے
ے خیال آیا کہ میرے حجرے میں چڑیوں کے گھونسلے ہیں اور میں دروازے'
کیاں اور روشندان بند کر کے آیا ہوں۔ لہٰذا آپ نے فوراً جلسے کے منتظم کو تار
کہ میں اس گاڑی کی بجائے اگلی گاڑی پر انشاء اللہ آؤں گا۔ اسٹیشن سے واپس
آپ نے روشن دان کھولے اور پھر دوسری گاڑی سے سوار ہو کر مطلوبہ جلسہ
شرکت فرمائی۔ (ماخوذ کتاب الحسنات ۴۸۴'۴۸۵ تا ۴۹۱'۴۹۲)

م و بردباری

(ا) سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے وعظ میں اچانک ایک
ں اٹھا اور نہایت گستاخی کے انداز میں چیخا کہ مولوی صاحب آپ نے ڈاڑھی
وں کی طرح چھوڑی ہوئی ہے اسے سنت کے مطابق کریں تمام مجمع حیرت میں
ا اور بہت سے حضرات اس شخص پر لپکنے لگے مگر حضرت نے فوراً ڈانٹا اور فرمایا
ار سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ' سب خاموشی سے بیٹھ گئے تو حضرت نے بڑی
ں اور متانت سے اس شخص سے فرمایا۔ بھائی جمعہ کے بعد تسلی سے مجھے مسئلہ سمجھا
یا سمجھ لینا۔ پھر جمعہ کے بعد کچھ خاص لوگوں کی موجودگی میں حضرت نے اس
ں سے گفتگو فرمائی اور مسئلہ سمجھا دیا۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۵)

(۲) حضرت مولانا بشیر احمد پسروری ﷫ خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا
علی لاہوری ﷫ فرماتے ہیں کہ شاگردوں مریدوں اور متعلقین سے ملی جلی
ی میں سینکڑوں غلطیاں ہوا کرتی ہیں جن پر طبیعت میں رنج اور غصے کا آنا
لی بات سمجھی جاتی ہے لیکن چھتیس برس میں' میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ

حضرت ﷺ نے کسی کو ڈانٹا ہو یا سختی برتی ہو۔ ہزاروں کی تعداد میں گمراہوں نے
توبہ کی بھولے ہوئے راہ راست پر آئے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا منکرین
حدیث صراط مستقیم پر آئے۔ (ماخذ صفحہ ۳۵ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

(۳) محمد یونس ﷺ (راولپنڈی) راوی ہیں کہ ایک مرتبہ چند اصحاب
حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتفاق سے میں بھی اس مجلس میں شریک تھا کہ
ایک شخص اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوا، اور عرض کیا۔ "حضور اس بچے کیلئے تعویذ
بنادیں۔ کبھی یہ لاہور سے چلے جانے کی دھمکی دیتا ہے اور کبھی خود کشی کی، شاید
اسے کوئی سایہ ہے"

حضرت ﷺ نے فرمایا " اسے جسمانی مرض ہے کسی حکیم یا ڈاکٹر کو
دکھلایئے" اور لڑکے سے مخاطب ہوکر فرمایا "بیٹا! ایسے خیالات دل سے نکال" اس
پر وہ شخص بگڑ گیا اور کہنے لگا، ہم گیارہ بجے سے منتظر تھے کہ آپ سے تعویذ لیں گے
اور آپ نے پرواہ تک نہیں کی" حضرت ﷺ اسے غصے میں دیکھ کر مسکرائے او
کہا "اگر کسی کا میرے ہاتھ سے بھلا ہو جائے تو میرا کیا نقصان ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے
کہ بچے کو جسمانی مرض ہے اور میں ڈاکٹر، طبیب نہیں ہوں، مگر وہ شخص اور زیاد
بگڑ گیا کہنے لگا "ہمیں آپ سے یہ امید نہ تھی" ہم سب حیران تھے کہ حضرت کس
طرح برداشت کر رہے ہیں۔ آخر حضرت ﷺ نے بڑے تحمل سے فرمایا "اچھ
ہمارے پاس تو پھر دعا ہی ہے، کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحت کا
عطا فرمائے گا" اس کے بعد بھی وہ شخص غصے سے ہی بات کرتا رہا۔ مگر حضرت ﷺ
نے ایک بار بھی تلخ جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے "جو لوگ مجھے گالیا
دیتے ہیں۔ ان کیلئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے"

(مرد مومن صفحہ ۵۰

تقاریر میں کوسنے والے سے بغل گیر ہو گئے

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس لاہوری ﷺ نے ایک ر

اتحاد بین المسلمین اور اخلاقیات کے موضوع پر باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب اپنی تقاریر میں ہمیشہ مجھے کوستے تھے۔ طعن و طنز تشنیع اور دشنام کا نشانہ بناتے تھے میں نے کبھی ان کی باتوں کا جواب نہ دیا نہ برا منایا ایک روز اتفاق سے سرراہ ان کا میرا آمنا سامنا ہو گیا انہوں نے مجھے دیکھا تو فوراً ایک دوسرے بازار کا رخ کر لیا میں بھی ادھر ہی مڑ گیا وہ ایک مسجد کے استنجا خانے میں چلے گئے میں مسجد کے باہر انتظار کرتا رہا جب وہ باہر آئے تو اسلام علیکم کہہ کر میں ان کے ساتھ چل پڑا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ مجھے جتنا جی چاہے برا بھلا کہہ لیا کریں مجھے گوارہ ہے مگر یہ گوارہ نہیں کہ باہم سلام دعا تک نہ رہے۔ ایسا تو بے علم کرتے ہیں علماء کا یہ کردار عوام پر کیا اثر چھوڑے گا اگر آپ دیانت داری سے میرے عقیدے کو خلاف شریعت سمجھ کر مجھے برا بھلا کہتے ہیں تو آپ اجر کے مستحق ہیں اگر خدا نہ کرے دانستہ تعصب سے ایسا کرتے ہیں تو خدا گواہ میں نے آپ کو معاف کیا یہ الفاظ سن کر وہ بہت نادم ہوئے اور کہا مولوی صاحب آئندہ میں کبھی آپ کے خلاف کچھ نہ کہوں گا بغل گیر ہوئے اور ہم دونوں اپنی اپنی راہ چل پڑے پھر واقعی انہوں نے کبھی مجھے برا نہ کہا۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۴۴)

حرام مال سے بچنے پر چھوٹوں کی حوصلہ افزائی

جناب نذیر حسین صاحب نے حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑے والوں (جن کا واقعہ ساتویں باب میں ہے) کے بارے میں یہ واقعہ بھی سنایا کہ ان کے دور مدرسی میں ایک دفعہ رمضان میں ان کے ساتھی مدرس حضرات نے تمام طلباء سے خصوصی فنڈ کی فرمائش کی تاکہ اپنے عید کے ذاتی اخراجات کا بندوبست ہو جائے لیکن محمد امین صاحب نے اس کام میں شرکت سے صاف انکار کر دیا تمام مدرسین نے بہت زور دیا طرح طرح سے انہیں مرعوب کرنا چاہا حتیٰ کہ ان کی بیوی کو بھی واقعات سنا کر اپنا حامی بنا کر زور ڈلوایا لیکن یہ نہ مانے۔ وقت گزر گیا لیکن

بات شدہ شدہ حضرت لاہوری ﷺ کے کانوں تک پہنچ گئی تو آپ ﷺ بہت متاثر ہوئے اور ایک خطیر رقم محمد امین صاحب کے پاس بھیجی کہ آپ حرام مال سے بچ گئے یہ حلال مال آپ کا ہے۔ یہ حلال مال اس غلط مال سے کہیں زیادہ تھا جو اساتذہ کو ملا تھا۔ (حاکم علی)

اصاغر نوازی کی عجیب مثال

ڈاکٹر لال دین اخگر لکھتے ہیں کہ حضرت ﷺ سے کسی نے شکایت کی کہ چھوٹی مسجد میں جمعہ کے دن مستورات آنی شروع ہو جاتی ہیں لیکن پردے کا انتظام پہلے کی نسبت دیر سے ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا آج میں خود دیکھوں گا آپ ﷺ نے جب دیکھا تو شکایت صحیح تھی آپ نے خادم مسجد بابا فضل دین کو تنبیہا" کچھ فرمایا اور اپنے حجرے میں میں چلے گئے نماز عصر کے بعد بابا فضل دین کو پھر بلایا' کچھ دیر بعد بابا حجرے سے باہر آئے تو ایک دو دوستوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا بات تھی تو پہلے تو وہ لیت و لعل سے کام لیتے رہے اور ٹالتے رہے جب زیادہ اصرار کیا تو بتایا کہ حضرت ﷺ نے دوپہر کے پردے والے واقعہ پر نہایت شفقت سے معافی مانگی ہے حقیقتاً حضرت لاہوری ﷺ تواضع و انکساری شفقت و مروت کا ایک بے بدل مجسمہ تھے۔ (ماخذ صفحہ ۱۲ خدام الدین ۱۱ جولائی ۱۹۷۵ء)

قیمتی چادر ضرورتمند کو دیدی

ڈاکٹر لال دین اجگر مصنف انوار ولایت لکھتے ہیں کہ مجھے ایک چادر خریدنی تھی سوچا کہ اندازہ کرلوں کہ اچھی چادر کتنے تک آجائیگی مسجد میں ایک بوڑھے کے جسم پر ایک اچھی چادر نظر آئی تو اس سے دریافت کیا کہ حضرت یہ چادر کتنے میں خریدی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے حضرت مولانا صاحب سے چادر کی ضرورت کا اظہار کیا تھا اپنے ساتھ گھر لے گئے اور یہ چادر مجھے عنایت فرمائی مجھے

قیمت معلوم نہیں۔ ماخذ صفحہ ۳۲۰ انوار ولایت حصہ دوئم

اپنی جوتیاں ضرورتمند کو دیدیں

ڈاکٹر لال دین اخگر صاحب لکھتے ہیں بعد نماز مغرب ایک آدمی پریشانی کے عالم میں جوتیاں تلاش کرتا پھر رہا تھا حضرت ﷺ نے دیکھا تو مولوی محمد صابر صاحب سے کہا کہ معلوم کرو یہ شخص کیوں پریشان ہے محمد صابر صاحب نے معلوم کر کے بتایا کہ ان کا جوتا گم ہوگیا ہے حضرت ﷺ نے اس شخص کو بلاکر اپنی پاپوش مبارک اس کو دیدیں جس نے احتراماً تھوڑی پس و پیش کی اور پھر لینے پر راضی ہوگیا۔

(ماخذ صفحہ ۱۳۲ انوار ولایت)

احقر راقم الحروف کے شیخ مرشدنا و مولانا حضرت عبدالمجید ﷺ رحیم یار خانی جن کا حضرت شیخ التفسیر ﷺ کے خلفاء میں انیسواں (۱۹) نمبر ہے کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تو حضرت ﷺ نے ان کو بھی اپنی پاپوش مبارک عنایت فرمائیں جو بہت بڑے تحفہ کے طور پر آج بھی بہت احترام کے ساتھ بطور تبرک محفوظ ہیں۔

(احقر حاکم علی)

بقیہ: صفحہ ۲۵۹ سے آگے

تو مجھے چڑ ہو گئی کہ یہ کیا بات ہے ؟ کہ ہر شخص یہی کہہ رہا ہے کہ حضرت لاہوریؒ آرہے ہیں اور ہم جارہے ہیں گویا کہ کراچی والوں کو کوئی اور کام ہی نہیں ہر کام پس پشت ڈال دیا' اور مولانا احمد علی ہر چیز پر حاوی ہو گئے ہر چیز پر چھا گئے تو میرے اندر کا پٹھان جاگ اٹھا اور میں نے کہا کہ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا لیکن جب سب علماء تشریف لے گئے تو میں بھی چلا گیا جیسے ہی حضرت اسٹیشن پر اترے میں نے ان کا بازو پکڑا اور ایک طرف لے گیا اور میں نے کہا ''یا تو مجھے بھی وہ نسخہ بتاؤ جس سے لوگوں میں تم اتنے مقبول ہو یا اپنی مقبولیت کے اس بھیس اور ڈھونگ کو

باقی ص ۲۳۷ پر

باب یازدہم

جہد مسلسل عمل پیہم

مجاہدانہ سرفروشیوں سے بھرپور فقید المثال عملی زندگی

حضرت اقدس شیخ التفسیر جناب مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کی پوری زندگی مجاہدانہ سرفروشیوں جانثاری وجاں سپاری حق گوئی و بے باکی اولوا لعزمی' بے پناہ قوت عمل قائدانہ صلاحیتوں' صبرو استقامت' حق وصداقت' قلندرانہ شان قناعت وتوکل علی اللہ' علم وعمل اور تحمل وبردباری سے عبارت ہے۔ بچپن ہی سے آپ کی تربیت مجاہدین ملت حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ غلام محمد دینپوری رحمۃ اللہ علیہ اور تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہوئی جو سب کے سب علم دین کے کوہ ہمالیہ فکر آزادی کے عظیم قائدین انگریزی سامراج کے انتہائی مخالفین اور شمع عمل کے پروانے تھے۔

اوائل عمری ہی میں اپنے سرپرست آقائے نعمت حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ' عالم بے بدل حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ' علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین ملت سے جی بھر کے خوشہ چینیاں کیں اسی لئے جواں عمری ہی سے ہر اسلامی تحریک میں انتہائی جوش وجذبے کے ساتھ شریک ہوئے جہاں دین پر آنچ آتی دکھائی دی سینہ سپر ہو کر بے خطر آتش نمرود میں کود گئے خواہ تحریک ریشمی رومال ہو یا تحریک ترک موالات' تحریک خلافت یا تحریک ہجرت افغانستان' تحریک شدھی سنگٹھن ہو یا جہاد کشمیر یا تحریک ختم نبوت' مخالفت عائلی قوانین یا

تحریک نفاذ شریعت' فتنہ پرویزیت ہو یا دہریت غرض ہر موقع پر قائدین کے شانہ بشانہ یا قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ پیش پیش نظر آئے' اسی لئے پوری حیات مبارکہ میں چودہ بار جیل کی صعوبتیں برداشت کیں جس کے ثمرات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چودہ ہی بار شرف توفیق حج مبرور سے سرفراز فرمایا۔

ابھی زندگی کی بمشکل پچیس چھبیس بہاریں ہی دیکھ پائے تھے کہ بسبب تحریک ریشمی رومال جیل میں اپنے اکابرین کی معیت کا شرف حاصل کیا آخری عمر تک اسی طرح جواں جذبہ کے ساتھ جہاد میں مصروف رہے۔ جس جس انداز سے جو جو تحریکیں برطانوی سامراج کے خلاف اٹھتی رہیں۔ آپ ان میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شریک ہوتے رہے۔ آپ نے عمر بھر میں جو خطبات دیئے وہ نہ صرف بدعات کے خلاف جہاد کی حیثیت رکھتے تھے بلکہ ان کا انداز ہی ایسا تھا کہ لوگ سیاسی طور پر برطانوی استعمار کے خلاف ہوتے چلے جاتے تھے۔ عمر بھر انگریزوں کی غلامی اور اس کے خود کاشتہ پودوں کا محاسبہ کیا۔ بالطبع مجاہد عظیم تھے۔ جہاں تہاں انگریزوں کو ضرب لگانے کا موقع ملتا اس سے چوکتے نہیں تھے۔ ہمیشہ ہی انگریزوں کو ہدف تنقید بنائے رکھا۔ اللہ سے لو لگا کر اپنے آپ کو اتنا بلند کر لیا تھا کہ سرکاری مخبر بھی آپ کے معاملہ میں توبہ تائب کر لیتے تھے۔ (صفحہ ۲۶۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

مجاہدین سرحد کی مالی مدد

مسلمانوں کی جتنی تحریکیں برطانوی استعمار کے خلاف اٹھیں آپ ﷫ نے ان سب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اصلاً اور معناً" آپ ان علمائے سلف کی یادگار تھے امیوں اور عباسیوں کے درباروں میں اعلائے کلمتہ الحق کی نگہبانی کیا کرتے اور منبر پر کھڑے ہو کر اولوالامر کی تلقین اور نواہی کی تکذیب فرماتے تھے۔

مجاہدین سرحد سے آپ ﷫ کا آخر وقت تک رابطہ رہا۔ جب کبھی انگریزوں کے خلاف سرحد کے کسی حصے میں شورش برپا ہوتی وہ اس کی امداد اپنے

اوپر فرض کر لیتے۔ جو لوگ سید احمد شہید ﷫ کے قافلے سے بچھڑ کر سرحد میں رہ گئے تھے یا جنھوں نے حلف لیا تھا کہ وہ انگریزوں کی عمل داری میں ہندوستان نہیں جائیں گے آپ اس سلسلہ کے معاونین میں سے تھے۔ مولانا لال حسین اختر فرماتے ہیں کہ جس طرح ہندوستان کی کسان پارٹی کو امریکہ کی غدر پارٹی امداد دیتی رہی یا پنجاب کا کرتی گروپ اس بیرونی امداد کے سہارے سیاسی جدوجہد میں شریک رہا اسی طرح مولانا احمد علی لاہوری ﷫ آخر دم تک ان مجاہدوں کا ایک ایسا ذریعہ بنے رہے' جس سے انہیں امداد پہنچتی رہی اور دوسری جنگ عظیم میں بھی امداد کا یہ سلسلہ رکا نہیں۔ خود مولوی لال حسین اختر صاحب کی روایت کے مطابق ایک دفعہ کا انہیں ذاتی تجربہ ہے۔ وہ کہتے ہیں ایک دفعہ مجھے حضرت نے فرمایا۔ "مولوی صاحب! ان صاحب کے ساتھ یہ بیگ لے کر فلاں سٹیشن تک چلے جاؤ۔ وہاں یہ بیگ ان کے حوالے کر کے واپس چلے آنا۔ اس سے پہلے نہ تو گھلنے ملنے کی ضرورت ہے اور نہ اس بیگ سے بے پروائی برتنی ہوگی۔" حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے۔ میرا ساتھی کلین شیو اور کوٹ پتلون میں تھا۔ نہ میں نے اس سے استفسار کیا نہ اس نے مجھ سے کھل کے بات کی۔ مقررہ جگہ میں نے بیگ اس کے حوالے کیا۔ وہ رسمی علیک سلیک کے بعد رخصت ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت سے پتہ چلا کہ یہ شخص اسی سلسلہ کا ایک معتمد رفیق ہے خطوط لاتا اور پیغام لے جاتا ہے۔ حضرت ﷫ دونوں حلقوں کی درمیانی کڑی تھے۔ یہ بات بھی کھل گئی کہ اس بیگ میں پچاس ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ جو مجاہدین کے لئے بھیجے گئے تھے۔ غیبی امداد کی رقم اسی طرح روانہ کی جاتی۔ مولانا اس رقم اور راز کے امین تھے ان کا دماغ انہی خطوط پر آخر وقت تک کام کرتا رہا۔ جو شیخ الہند ﷫ نے برطانوی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے تیار کئے تھے۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۶۱ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

"کتاب دو بزرگ میں سید امین گیلانی صاحب نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس شخص نے کہا کہ شاہ اسماعیل شہید ﷫ کی جماعت سے تعلق ہے ہمارا مرکز سمرقند ہے'

ہری پور ہزارہ کے نزدیک سے مشک کے ذریعہ دریائے سندھ عبور کروں گا جہاں میرے ساتھی منتظر ہیں۔ (ماخوذ دو بزرگ صفحہ ۱۴)

نظارۃ المعارف القرآنیہ

حضرت شیخ الہند ﷫ کے حکم سے مولانا عبید اللہ سندھی ﷫ نے دس افراد کی ایک جماعت کو قرآن کی انقلابی تفسیر پڑھانا شروع کی اس جماعت میں پانچ مستند علماء اور پانچ گریجویٹ شامل تھے مصالح کی بناء پر حسب مشورہ شیخ الہند ﷫ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ڈاکٹر انصاری ﷫ اور حکیم اجمل خاں ﷫ کی زیر سرپرستی مسجد فتح پوری دہلی کے دروازہ کھاری باؤلی کے متصل دو کمروں پر مشتمل اس ادارے نظارۃ المعارف القرآنیہ کو قائم کیا گیا تاکہ قرآن مجید کی انقلابی تفسیر قرآن وسنت کی ولی اللہی تعبیر کے مطابق پڑھائی جا سکے اور مسلمانوں میں دینی ولولہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح پھونکی جا سکے عالم اسلام کی طاقتوں کو اکٹھا کر کے اس امر پر مجبور کیا جائے کہ انگریزوں کے خلاف متحد ہو کر مسلمانان ہند کی مدد کریں اس سلسلے میں اسلامی حکومتوں کو ترغیب کے علاوہ ہندوستان میں موجود مسلمانوں کو اس جہاد دینی و ملی کے لئے بھی تیار کرنا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم کے آغاز پر مولانا عبید اللہ سندھی ﷫ مولانا سیف الرحمٰن کے ساتھ روپوش ہو کر کہیں نکل گئے اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ نظارت کے ناظم کی حیثیت سے کام کرتے رہے اس ادارے کی امداد کا واحد ذریعہ مبلغ دو سو روپے ماہانہ وظیفہ ریاست بھوپال کی طرف سے تھا سو ہر چھٹے مہینے بارہ سو روپے ملتے تھے ان مبلغ دو سو روپے میں سے دو وظیفے مبلغ پچاس پچاس روپے ماہانہ دو طلبا یعنی ایک عالم اور ایک گریجویٹ کے لئے مقرر تھے اور باقی سو روپے مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کو ملتے تھے لیکن جب مولانا نے نظارت کا نظام سنبھالا تو یہ دو ہزار روپے کی مقروض تھی جو آپ نے اپنے اس حصے میں سے ادا کئے اور خود روکھی سوکھی کھا کر وقت گزارا۔ طلباء کے وظیفوں میں

سے ایک وظیفہ رفیق نظارۃ قاضی ضیاء الدین کو ملا یہ دیوبند سے فارغ التحصیل تھے جب کہ دوسرا وظیفہ جناب مصباح الدین صدیقی کو ملا یہ گریجویٹ تھے آپ موضع مہم ضلع روہتک کے اس صدیقی خانوادے کے روشن چراغ تھے جس نے چھ سو سال تک ہریانہ کے ہندو راجپوتوں کو نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا آپ کے بزرگوں کے دست حق پرست پر دہلی رہتک گڑگانوہ حصار کرنال کے علاقہ میں اسلام کو تقویت ملی اور ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے ان کے دادا ابوالحسن مولوی سیف الرحمٰن پر دادا شاہ محمد اسماعیل وغیرہم گیارہ افراد کو شہید کر دیا۔

پیر مصباح الدین صدیقی ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۶ء میں حکیم محمد اجمل خان کے ہاتھوں اس ادارے کی پہلی سند پاکر فارغ ہوئے۔

یہ مدرسہ انگریزوں کی نگاہ میں بری طرح کھٹکتا تھا بار بار چھاپے مارے گئے تلاشیاں لی گئیں لیکن مولانا احمد علی لاہوری ﷫ اور ان کی بیوی کے پاس تو تن کے کپڑوں کے علاوہ دوسرا لباس یا اس کو رکھنے کے لئے صندوق تک نہ تھا۔ پکانے کے برتن بھی اتنے کم تھے کہ اس سے کم میں گزارا ہی نہ ہو سکے اور کوئی قابل اعتراض چیز نہ ملتی۔ لیکن چھاپوں کا سلسلہ جاری رہا اور بالاخر ہمیں سے کچھ دن بعد ریشمی رومال کی تحریک کے سلسلے میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور آپ کے ضروری کاغذات حتیٰ کہ تعلیمی اسناد بھی خرد برد کر دی گئیں۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ریشمی رومال کی تحریک

مولانا عبید اللہ سندھی ﷫ حضرت شیخ الہند کے شاگردوں میں سے تھے۔ ہمیشہ برطانوی ملوکیت کے خاتمہ کی فکر میں رہتے۔ اس غرض سے انہوں نے دیوبند کو بالا کیا ۱۹۰۹ء میں جمعیت الانصار قائم کی ۱۹۱۳ء میں دہلی کی فتح پوری مسجد میں نظارۃ المعارف قائم کیا جس میں مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کو مدرس مقرر فرمایا۔ اس

مدرسہ کا مقصد اولیٰ جہاد کے لئے مجاہدین تیار کرنا تھا۔ اسی اثناء میں ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو کابل بھجوا دیا۔ تو انہوں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مشوروں سے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حجاز تشریف لے گئے۔ مولانا محمد میاں انصاری کو رابطہ افسر مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور آزاد قبائل میں تحریک آزادی کے نقیب اور محرک قرار پائے۔ انگریزوں پر یلغار کرنے کا یہ ایک منصوبہ جو ریشمی رومال کی تحریک سے موسوم ہے۔ یہ نامہ و پیام زرد ریشمی رومال پر لکھا جاتا تھا اور جانبین کو تسلیم ہوتا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحریک کی تائید میں غازی انور پاشا اور حجاز کے گورنر غالب پاشا کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان اکابر نے افغانستان اور آزاد قبائل کے باشندگان سے برطانیہ کے خلاف جہاد کی اپلیں جاری کیں جو ایک حد تک کامیاب رہیں۔

حضرت مولانا محمد میاں انصاری تحریک کے آخری مراحل میں ان اکابر کے پیغامات لے کر حجاز سے ہندوستان آئے اور آپ نے ہندوستان، قبائلی علاقہ اور افغانستان میں نہایت وسیع پیمانہ پر ان اپیلوں کی تشہیر کی۔ یہ اپلیں زرد ریشمی کپڑے پر رپورٹ لکھی ہوئی تھیں اسی طرح تحریک کے تمام کارکن آپس میں زرد ریشمی کپڑے پر رپورٹ تحریر کر کے ارسال کیا کرتے تھے ۸/ رمضان المبارک بمطابق ۹ جولائی ۱۹۱۴ء مولانا محمد میاں نے تحریک سے متعلق ایک مفصل رپورٹ حیدر آباد سندھ کے شیخ عبدالرحیم کی معرفت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حجاز روانہ کی۔ یہ رپورٹ بھی زرد ریشمی رومال پر تحریر تھی اور اس میں ترک وفود کے ورود کابل، مجاہدین ہند کی نقل و حرکت اور اشاعت تحریک جہاد کی نسبت تفصیلات درج تھیں۔ رپورٹ میں آزاد حکومت ہند کے قیام کی تجویز اور خدائی فوج کی مجوزہ تشکیل کا پورا خاکہ بھی درج تھا۔ اس فوج کا ذیلی ہیڈ کوارٹر کابل اور مرکز مدینہ

منورہ تھا۔ (حزب اللہ) کے کمانڈر انچیف حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ کابل میں تمام کام مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرکردگی ہونا طے پایا تھا۔ ان کے علاوہ بارہ کمانڈروں اور بہت سے اعلیٰ فوجی افسروں کے نام بھی مذکور تھے۔ (۱)

یہ اہم دستاویز بد قسمتی سے برطانوی حکومت کے ہاتھ لگ گئی اور اس طرح اگست ۱۹۱۴ء میں اس تحریک جہاد کا انکشاف ہو گیا۔ جسے انگریزوں نے ریشمی خطوط کی سازش کا نام دیا۔

تحریک کے انکشاف کے بعد سرکردہ رہنماؤں اور چیدہ چیدہ کارکنوں کی گرفتاریوں اور نظربندیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو حجاز میں گرفتار کر لیا گیا اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو فتح پوری دہلی سے گرفتار کر کے مختلف مقامات شملہ، جالندھر، راہوں وغیرہ میں نظربند رکھا گیا۔ اس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہر دو شیوخ (۲) حضرت تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے اپنے مراکز کے امیر تھے گرفتار کر لئے گئے۔

سندھ کے شیخ عبد الرحیم جن کی معرفت یہ خط حضرت شیخ الہند کو پہنچا۔ ان شیخ عبد الرحیم ہی کی بیوہ نے شوہر کی وصیت کے مطابق اپنی اراضی کا ایک بڑا حصہ فکر ولی اللہی کی اشاعت و ترویج کے لئے وقف کیا ہے۔ اس اکیڈمی کے تحت شیخ عبد الرحیم کے نام پر ماہنامہ "الرحیم" نکلنا شروع ہوا اور پروفیسر محمد سرور جامی اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

(۱) رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے خط میں حزب اللہ کا مرتب و مکمل نقشہ تھا۔ اس فوج کا مرکز مدینہ میں قائم ہونا اور محمود الحسن صاحب کو اس کا سالار اعلیٰ بننا تھا (رولٹ کمیٹی کی رپورٹ از نقش حیات ج ۲ صفحہ ۲۴۳)

(۲) نقش حیات میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ کے بعد ثبوت نہ ہونے اور عوام کے اشتعال کی بناء پر چھوڑ دیئے گئے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کو چند دنوں کے بعد رہا کر دیا گیا (ج ۲ ص ۱۹۶) حضرت امروٹی کے حالات میں یہ بھی درج ہے کہ وہ اپنی کرامت سے رہا ہوئے۔

کچھ دنوں افسران مجاز نے آپ کو ادھر ادھر پھرایا۔ مختلف حوالاتوں میں رکھا' بالاخر راہوں ضلع جالندھر کے تھانے میں نظر بند کر دیا۔ وہاں سے لاہور لایا گیا۔ آخر کار کٹھن مرحلے کے بعد آپ کو رہائی حاصل ہوگئی۔ حکومت نے آپ کو لاہور میں پابند کر دیا۔ یہ آپ کے لاہور میں قیام کی بناء ٹھہری۔ یہاں آپ نے لائن سبحان خان (شیرانوالہ دروازہ) کو قیام کے لئے منتخب کیا۔ اور یہیں ایک چھوٹی سی مسجد میں درس قرآن حکیم دینے لگے۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ تمام زندگی قرآن پاک کی اشاعت و تبلیغ کے لئے وقف کر دیں گے۔ چنانچہ مرتے دم تک یہی آپ کا شعار رہا۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۵۸'۲۵۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ایک رئیس کی غداری

مولانا بشیر احمد صاحب پسروری نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت آزادی وطن کی جدوجہد کا ذکر فرما رہے تھے اس سلسلہ گفتگو میں آپ نے فرمایا جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں ترکی وزراء سے مل کر فوجی کمان قبول کرنے پر ان کو آمادہ کر لیا اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے کابل میں کامیابی حاصل کر لی تو مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص قاصد کے ہاتھ کچھ خطوط میرے پاس بھیجے جو ملک کے مختلف حصوں میں علماء مجاہدین کو پہنچانے تھے میں نے وہ تمام خطوط بہ احتیاط پہنچا دیئے مگر بدقسمتی سے دوسرے قاصد کے خطوط مظفرگڑھ کے ایک رئیس نے غداری کر کے حکومت کو پہنچا دیئے نتیجہ یہ ہوا۔ حضرت شیخ الہند اور حضرت مدنی کو مالٹا میں اسیر کر دیا گیا اور یہاں حضرت تاج محمود امروٹی' مجھے اور کئی دیگر علماء کرام کو گرفتار کر لیا گیا۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۰)

انجمن حمایت الاسلام لاہور کی سرپرستی

انجمن حمایت الاسلام کا مقصد مسلمان نوجوانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ

کرنا تھا۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ حکومت کے تمام اداروں میں ہندوؤں کی بالادستی کو شدت سے محسوس فرمارہے تھے آپ ﷫ فرنگی تہذیب کے کلیتا" مخالف تھے لیکن حالات کے پیش نظر فرمایا کرتے کہ جہاں ہندو سکھ عیسائی ڈاکٹر جج اور وکیل ہیں وہاں ہمارے مسلمان جوانوں کو بھی تمام اداروں میں کلیدی اسامیوں پر صاحب اختیار ہونا چاہئے آپ ﷫ ۱۹۲۲ء میں بحیثیت عالم دین لاہور کی اس مشہور انجمن کے رکن منتخب ہوئے اور بعد میں ۱۹۲۹ء میں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے ایک مدرسہ تدریب المبلغین قائم کیا جائے جس میں انگریزی داں میٹرک نوجوانوں کو داخلہ دیا جائے دینیات، تقابل ادیان تاریخ اسلام سیرت النبی اور مسائل حاضرہ پر لکچروں حکایت مضمون نگاری مناظرے وغیرہ کی ملی تربیت دی جائے سید غلام بھیک نیرنگ خاں بہادر حاجی رحیم بخش خاں بہادر شیخ انعام علی خاں بہادر شیخ عبدالعزیز اور ڈاکٹر اقبال مرحومین نے نصاب مدون کیا جناب محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات کو پرنسپل منتخب فرمایا اور کالج کمیٹی کی صدارت اور روز مرہ امور کی دیکھ بھال کیلئے جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کو منتخب فرمایا جو تاحیات اس عہدے پر فائز رہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۵۲۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

درس قرآن

(۱) حکومت نے آپ کو لاہور میں نظر بند کر کے یہ خیال کیا ہو گا کہ یہاں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے یہ خود اپنی موت مرجائیں گے لیکن حکمت الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا آپ نے لاہور آتے ہی درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع کر دیا جسے باکمال خوبی نبھایا اور خالق حقیقی سے جاملے اس طویل عرصہ میں سوائے جمعۃ المبارک کے انتہائی مجبوری کے باوجود ایک دن بھی درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔

آپ کا درس قرآن پاک اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پاکستان بھر میں منفرد

نوعیت کا حامل تھا آپ فلسفہ ولی اللہی کو قرآن مجید میں اسطرح سمو دیا کرتے تھے کہ جہاں قدیم خیال کے بزرگوں کی تسلی ہو جاتی وہاں مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کے دل میں اتر جاتا۔ آپ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ پہلے رکوع کی تلاوت فرماتے پھر اس کا ترجمہ فرماتے پھر مضمون کی مربوط تشریح کی جاتی پھر اس کا عنوان ہوتا"۔

(ب) اس پر فتن زمانے میں خاص طور پر لاہور کی دینی علمی گمراہی کے زمانہ میں جبکہ لاہور "اضلہ اللہ علی علم" کا ایک عجیب مصداق بن چکا تھا۔ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز کا انداز درس و تفسیر خالص عربی اسلام کا ترجمان تھا۔ جس میں تکلف اور "تصنع" کا نام تک نہ تھا۔ مرادات قرآنی نہایت سادہ عام فہم اور قابل عمل انداز میں بیان فرماتے یہ درس نہایت ہی بصیرت افروز ہوا کرتا اور علاوہ ترجمہ کے جب وہ کسی آیت کی تفسیر فرمایا کرتے تو نہایت ہی ایمان افروز نکات بیان فرماتے دین و دنیا دونوں کے مسائل انتہائی دل آویز پیرائے میں بیان کرتے کہ سننے والے اش اش پکار اٹھتے۔ ان کے درس قرآن میں مخالف اور عقید تمند سبھی ہوتے سب کو کہتے سنا کہ مولانا احمد علی ﷫ کا درس قرآن گمراہوں کو صراط مستقیم دکھاتا ہے۔ ایمان کی ترقی کا باعث ہے۔ سننے والوں کا جذبہ عمل بیدار ہوتا ہے نور معرفت دل میں اترتا ہے حریت اور مذہب کا عشق انکے درس کا ادنیٰ کرشمہ تھے، قرآن کو اس قطعیت کے ساتھ پیش فرماتے کہ قرآنی جلال کے سامنے کسی احتمال کی کسی لچک کو کوئی جگہ نہ ملتی۔ (ماخوذ از صفحہ ۶۰۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

سمجھانے کا انداز

ایک دن ایک نکاح کی تقریب میں بہت لوگ جمع تھے وہاں ایک بیرسٹر صاحب جو مسلمان تھے کہنے لگے کہ "دیکھئے قرآن نے شروع میں دعویٰ کیا ہے کہ "یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں" دعویٰ بلا دلیل۔ مولانا کچھ دور بیٹھے سن رہے تھے، سکوت اختیار فرمایا، تھوڑی دیر بعد بیرسٹر صاحب کے قریب آئے

اور ان سے کہا کہ "میں قانون پڑھنا چاہتا ہوں مگر انگریزی نہیں جانتا۔ آپ مجھے اردو کی کچھ کتابیں بتا دیں تاکہ میں قانون کا ماہر بن جاؤں" بیرسٹر صاحب بھڑک اٹھے کہنے لگے "قانون سمجھنے کیلئے اس کی ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے، ملحقہ علوم کا مطالعہ ضروری ہے صرف ترجمہ سے آپ قانون کیسے سمجھ لیں گے" مولانا اصرار فرماتے رہے اور وہ شدت سے مخالفت کرتے رہے۔ جب نوبت یہاں تک آپہنچی تو مولانا نے کہا کہ "انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے فہم و ادراک پر تو اس درجہ پابندیاں ہیں تو کیا خدا کے بنائے ہوئے قوانین یونہی ترجمہ سے آپ سمجھ لیں گے جو آپ ابھی اعتراض فرما رہے تھے" بیرسٹر صاحب بہت خفیف ہوئے اور دیر تک معذرت کرتے رہے۔ اور مولانا سے قرآن پڑھنے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ 'مولانا تو اس کیلئے تیار ہی تھے۔ مگر بیرسٹر صاحب کے پاس مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے کا وقت نہ تھا' تو مولانا نے خود پیشکش کی کہ وہ ان کے مکان پر جاکر تعلیم دیا کریں گے 'مگر جب بیرسٹر صاحب نے کہا کہ وہ اپنا موٹر بھیج دیں گے تو مولانا نے انکار کیا اور کہا کہ کسی قسم کا معاوضہ تعلیم کیلئے میں قبول نہیں کر سکتا۔ میں اپنی سائیکل پر آپ کے گھر آکر آپ کو قرآن پڑھاؤں گا' ہر گھر میں درس قرآن کے پھیلانے کا ایسا ہمہ گیر جذبہ تھا کہ کوئی بڑی سے بڑی مشقت ان کیلئے گران نہ تھی۔"

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ صہ ۵۲ - ۵۴) ماخوذ حضرت ﷺ اور خلفاء ص ۵۸)

بیماری میں بھی درس قرآن

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا درس تفسیر دیگر تھا اس میں شاہ ولی اللہ دہلوی کی حکمت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز کی تمدنی معقولاتی تعبیر اور قرآن مجید کی مخصوص اجتماعیاتی روح جن کا تعلق اقوام و ملل کے عروج و زوال اور ان کے اسباب و علل سے بطور خاص نمایاں ہوتا۔ سیاسی و ثقافتی معاشرتی مسائل پر تبصرہ اور اجتماعی بیداری کا پیغام مولانا محمود الحسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب خاص اور قرآن کے

سب اجزاء میں ربط و تسلسل مطالب کی توضیح آیات ماسبق سے سلسلہ تعلق اور جواز اور ان کے ماخذ اسلامی، تمدنی حکمتوں کے پیش نظر عصر حاضر کے مسائل پر تنذیر و بشارت وعید آخرت احادیث اور روایات الصالحین کے حسین امتزاج کا مرقع ہوتا۔

درس کے تسلسل کا خاص اہتمام ہوتا اپنی صحت کے مقابلے میں درس کو مقدم رکھتے۔

(ا) بارہا ایسا ہوا کہ شدید علالت کے باوجود درس قرآن حکیم کا ناغہ نہ فرمایا ایک دفعہ ۱۹۶۰ء کے رمضان المبارک میں اس قدر شدید علیل ہوگئے کہ رات بھر حجرہ میں قیام فرمایا۔ اسہال ہوتے رہے۔ سینہ اور کمر پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں ڈاکٹروں نے بات تک کرنے سے منع کر دیا مگر جب سحری کا وقت آگیا تو حضرت ﷫ نے بڑی مشکل سے اتباع سنت میں سحری کی نیت سے چائے کی آدھی پیالی نوش فرمالی۔ صبح کی نماز کیلئے معتقدین پکڑ کر لائے مگر نماز کھڑے ہوکر ادا کی اور پھر درس عمومی حسب معمول دے کر علمائے کرام کے درس خصوصی کو اس طرح جاری رکھا گویا کہ حضرت علیل ہی نہیں (وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) اور درس کے بعد پھر اسی طرح علیل ہوگئے۔

چونکہ حضرت ﷫ کو قرآن تفسیر اور درس قرآن حکیم سے مخلصانہ و والہانہ عقیدت اور عشق تھا جس کا یہ اثر تھا کہ جو ایک دفعہ بھی حضرت ﷫ کے درس میں شریک ہوا وہ برکات سے خالی نہ گیا۔ اس درس نے کئی خوش نصیبوں کو معرفت سے آگاہ کیا اور کئی بدکردار اللہ کے محبوب بندے بن گئے۔

(صفحہ ۱۳۷ مرد مومن)

(ب) دوران درس صاجزادی کی نزاعی کیفیات کی بار بار اطلاع دی گئی حتیٰ کہ وصال فرماگئیں لیکن درس کے تسلسل میں فرق نہیں آنے دیا۔ اپنے وصال پر بھی یہ وصیت فرمادی کہ درس کا ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ گھر میں آپ کی میت

کی موجودگی میں حضرت مولانا عبید اللہ انور ؒ نے درس دیا۔ درس باقاعدہ ہوا اور تسلسل میں فرق نہیں آیا۔ درس انتہائی پر اثر اور جامع ہوتا تھا۔ مثلاً

(ج) ایک دفعہ فرمایا' گاڑی اسٹیشن پر کھڑی ہو گارڈ جھنڈی دکھا چکا ہو انجن پہلی وصل دے چکا ہو میرا ہاتھ کمانی میں ہو ایک پاؤں پائیدان پر ہو ایک شخص دوڑتا ہوا آئے اور مجھ سے یہ سوال کرے کہ بتایئے قرآن مجید کا خلاصہ کیا ہے۔ ابھی گاڑی تیز نہیں ہوگی دوسرا پاؤں پائیدان پر نہیں رکھوں گا۔ سائل کو دوڑنے کی زحمت نہیں ہوگی پہلے بتادوں گا کہ قرآن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"اللہ کو عبادت سے رسول کو اطاعت سے اور مخلوق کو
خدمت سے راضی رکھو"

(د) فرمایا' مسجدیں ہدایت کی منڈیاں ہیں علمائے ربانی دکاندار ہیں دوکان ان کا سینہ ہے اور مال قرآن ہے خریدار مسلمان ہے اور پونجی ایمان ہے جو خالص نیت سے آتا ہے خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ اس سے تعلق رکھنے والی باتیں بازاروں سے نہیں ملتی پھیریوں سے دستیاب نہیں ہوتی یہ خانہ خدا سے ملتی ہیں۔

(ہ) فرمایا' میں انگریز کے وقت بھی انگریز کی مسلمان دشمنی کو آشکارا کیاکرتا تھا۔ اور یہ سمجھ کر کہتا کہ میری کہی ہوئی ہربات انگریز تک پہنچتی ہے اور اب بھی یہاں جو کہتا ہوں اس یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جن کو کہتا ہوں ان تک میری بات پہنچتی ہے یہ خدا کا فضل ہے۔ ایک دفعہ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے جنہوں نے مجھ سے سارا قرآن اس مسجد میں پڑھا ہے نے اسٹیشن پر میاں عبدالعزیز صاحب ڈی آئی جی سی آئی ڈی سے میرا تعارف کرایا۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ میں میاں صاحب سے واقف ہوں۔ پہلی عالمی جنگ میں جب میں مقدمہ سازش میں گرفتار ہوا تھا تو کئی بار میاں صاحب کے سامنے پیش ہوا تھا۔ چوہدری صاحب کے تعارف کے بعد میاں صاحب نے کہا " مولوی صاحب آپ جو کچھ کہتے ہیں سب ہمیں پہنچتا ہے" میں نے کہا کہ میں یہی سمجھ کے کہتا ہوں کہ جن تک پہنچانا چاہتا ہوں

پہنچتا ہے۔

قرآن مجید پڑھنے سے جب آنکھ کھلتی ہے تو انسان آخرت کی فکر کرتا ہے جو قرآن مجید کا اتباع نہیں کرتے وہ نپٹ اندھے ہیں۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۱۵‘ ۲۱۶ خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ ۳۴‘ ۳۸ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

علمائے کرام کی تربیت کا مختصر خاکہ

حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور فرماتے ہیں کہ ہر سال علمائے کرام کی جماعت چند ماہ آپ ﷺ کی خدمت میں تربیت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی درس کے دوران میں شریعت اور طریقت کے وہ حقائق بیان ہوتے کہ ایمان تازہ ہو جاتا تین ماہ کے اس درس میں حضرت ﷺ ان علماء کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے اور روحانیت کی کئی منزل طے کرا دیتے آج بھی پاکستان بھر میں آپ ﷺ کے ہزاروں شاگرد علماء اور خلفاء اپنی اپنی جگہ اشاعت دین سے لوگوں کو فیض پہنچا رہے ہیں آپ ان علماء کو اکثر فرماتے کہ عالم بھی اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دل کی بیماریاں حرص ریا عجب کبر غصہ کینہ بغض اور نخوت دور نہ ہوں۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جس طرح کپڑا رنگنے کے لئے رنگ ساز کی ضرورت ہے اسی طرح اللہ کا رنگ چڑھانے کے لئے کسی ولی اللہ کی ضرورت ہے‘ علمائے کرام رنگ فروش ہیں قرآن رنگ ہے اور صوفیائے عظام رنگ ساز ہیں جب تک علماء کسی اللہ والے کے پاس نہ بیٹھیں گے اس وقت تک اللہ کا رنگ نہیں چڑھے گا اور دل کی بیماریاں دور نہیں ہوں گی۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۷۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

حضرت مدنی قدس سرہ طلباء کو دورہ حدیث کے اختتام پر نصیحت فرماتے:

علم کی تحصیل آپ نے آٹھ سال دیوبند میں رہ کر کی لیکن آپ کی تکمیل حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷺ کے دورہ تفسیر سے ہوگی۔ اللہ کا ایک شیر لاہور

کے دروازہ شیرانوالہ میں بیٹھا ہوا اللہ اللہ کی ضربوں سے کائنات کا دل مسخر کرنے میں مصروف ہے وہ اللہ کا ایسا مقبول بندہ ہے کہ اس کے درس قرآن میں شمولیت جنت کی ضمانت ہے۔

قاضی عبدالرحمٰن صاحب اوکاڑوی نے حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا لاہور میں قطب زمانہ موجود ہیں ان سے بیعت کر لیجئے۔

یہی وجہ تھی کہ حکیم الامت علامہ قاری محمد طیب ﷺ اور علامہ ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی مفکر اسلام جیسے اصحاب فکر و نظر آپ کے دورہ تفسیر کی شمولیت سے مستفیض ہوئے اور آسمان فقاہت و روحانیت پر مہرو ماہ بن کر چمکے۔

(ماخوذ از شیخ التفسیر اور ان کے خلفاء صفحہ ۱۵۳ صفحہ ۲۷۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

اتوار کا درس خصوصی

حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی ﷺ کا اتوار کی صبح کا درس ملازم پیشہ حضرات کے لئے مخصوص درس تھا۔ آپ ﷺ کے اس درس میں بڑا لطف آتا۔ قرآن کی آیات احادیث کی تائید بزرگان شریعت وطریقت کی تاکید اور روزمرہ کے واقعات سے نتائج اخذ کر کے ایسا درس دیتے کہ دلوں میں اتر جاتا' آپ ﷺ کا یہ درس چھوٹے بڑے امیر غریب مرد وعورت غرضیکہ ہر ذوق وشوق کے افراد کے لئے مشہور تھا گویا حضرت اپنی ذات میں ایک مجلس تھے روزانہ دن میں کئی طرح کے درس ہوتے ذکر وفکر کی مجالس ہوتیں لیکن اتوار کی صبح کا درس بہت ہی پر رونق ہوتا صبح سویرے مسجد میں مجمع عام ہوتا اکثر حضرات درس سے پہلے ذکر وفکر یا قرآن خوانی میں محو ہوتے تو بعض شوق زیارت میں بے تاب و بے چین دروازے پر منتظر نظر آتے۔

آخری دنوں میں اللہ اللہ ۷۶ سال عمر نحیف ونزار' لاغر اور بیمار پیدل

چلنے سے لاچار و مجبور مگر جذبہ تبلیغ اور اشاعت توحید کا یہ عالم کہ کسی حالت میں درس کی ناغہ منظور نہیں درس شروع ہوتا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ پہلے تلاوت فرماتے پھر تشریح اور تفسیر بیان فرماتے سبحان اللہ علم و حکمت کے موتی برساتے سیدھے سادھے الفاظ میں حقیقت اور معرفت کے وہ کوزے لنڈھاتے کہ قلب و روح کی عجیب کیفیت ہوتی تھی کوئی رو رہا ہے کوئی سرد آہیں بھر رہا ہے کوئی چہرہ انور کی زیارت میں مستغرق ہے کہ الغرض ہر کوئی ٹکٹکی باندھے ہمہ تن گوش ہے ایک روح پرور نظارہ انتہائی امتیازی شان کے ساتھ قابل دید ہے سسکیوں آہوں کے ساتھ سبحان اللہ الحمدللہ کی آہنگی سے تکرار ہے آپ ﷺ فرماتے لاہوریو تم نے اپنی اولاد کو بی اے ایم اے پی ایچ ڈی کرایا وکالت اور ڈاکٹری پڑھائی پھر زور دار آواز میں فرماتے کہ ایسی اولاد کا کیا کرنا ایسی اولاد کا کیا فائدہ جس کے لئے اتنا کچھ کیا مگر وہ اپنے باپ کے جنازے پر دعائے جنازہ بھی نہ پڑھ سکے لاہوریو یاد رکھو یہی اولاد جب قیامت کے دن پکڑی جائے گی تو پکار پکار کر کہے گی خدایا ہمارے بزرگوں اور والدین کا قصور ہے جن کی ہم نے بچپن میں تابعداری کی انہوں نے ہمیں تیرا راستہ نہیں دکھایا اس لئے ان کو ہم سے دوگنا عذاب دے' اے لاہوریو! اس وقت تمہارا کیا جواب ہو گا لاہور کی اٹھارہ لاکھ آبادی ہے اتنے وکیل اتنے ڈاکٹر پروفیسر کالجیٹ ہیں اتنے کالج اتنے سینما اتنے فحاشی کے اڈے ہیں تم ہرگز یہ نہ کہہ سکو گے کہ خدایا ہمیں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اللہ نے اتمام حجت کر دیا مجھے دلی سے اٹھا کر لاہور میں لا بٹھایا چھیالیس سال سے درس دے رہا ہوں شرط تبلیغ پوری کر رہا ہوں ذرا غور کرو اور سوچو اس وقت روز محشر تمہارا کیا جواب ہو گا اس وقت تمہارا کیا حشر ہو گا۔ تمہارے دین کا یہ عالم ہے کہ جب کوئی تمہارا عزیز یا جاننے والا مر جاتا ہے تو آپ لوگ بیوہ کے گھر جا کر اس سے ہمدردی اور یتیموں سے پیار کی بجائے ان کا مال کھانا شروع کر دیتے ہو جبکہ قرآن میں ہے "یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ" تمہیں بیوہ کے بچوں کی تربیت کی فکر نہیں یہ بے کس اور یتیم بچے

حزن ویاس کی تصویر بنے بیٹھے ہیں مگر تمہیں سوئم دسویں چہلم کے نام سے ان کا مال کھانے کی حرص ہے خدا کا خوف کرو جنازہ کی دعا تک نہیں آتی اور مال یتیم پر حریصانہ نظر۔ ہاں اگر واقعی صحیح شوق ہے تو خود اپنی جیب سے مال خرچ کرو چاہئے تو یہ کہ بیوہ اور یتیموں کی آسائش کا کوئی سامان کرو مگر تم کو ان کی آخری پونجی تک ختم کرنے کی فکر ہے۔

پھر فرماتے یاد رکھو تمہیں ایسے مسائل وہی بتائے گا جو تمہارے سامنے چندے کے لئے ہاتھ نہ پھیلائے تمہارا تنخواہ دار نہ ہو تمہاری روٹی کا محتاج نہ ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تمہارا محتاج نہیں کیا اے لاہوریو خدا سے ڈرو قیامت کے دن اسے کیا منہ دکھاؤ گے اے امیرو' اے تاجرو اے افسرو اور اے کارخانہ دارو خدا تعالیٰ نے مجھے بھی رزق دیا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں وہاں سے دیا ہے ماشاءاللہ اس حال سے تیرہ دفعہ سعادت حج سے فیضیاب ہوا ہوں تیرہ دفعہ اس کے حبیب کے روضہ پر حاضری دی ہے الحمدللہ پھر فرماتے لاہوریو تم اپنی بیویوں کو سینما لے جاتے ہو کلبوں میں جاتے ہو مخلوط اور عریاں مجلسوں میں حصہ لیتے ہو ناچ گھروں میں خصوصی شامیں مناتے ہو حتیٰ کہ فحاشی اور عریانی سے بھی نہیں شرماتے ہو الغرض ہر بری جگہ جاتے ہو لیکن نہیں جاتے تو دینی مجالس میں ذکر کی محفلوں میں تمہیں خود مدارس اور مساجد میں آتے شرم آتی ہے اپنی عورتوں کو کہاں ایسی جگہ لاؤ گے میرے ہاں مستورات کے لئے وعظ جمعہ اور درس کے لئے باقاعدہ پردے کا بندوبست ہے میں نے اتمام حجت کر دیا ہے تم اب نہیں کہہ سکو گے کہ کسی نے ہمیں نہیں بتایا تھا۔ (ماخوذ از صفحہ ۴۷۸٬۴۷۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

بے ادب اولاد

جمعرات ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء کی مجلس ذکر میں حضرت لاہوری ﷫ نے فرمایا تم انگریزی تعلیم کو زندگی کا نصب العین بناتے ہو لیکن

انگریزی کی پیروی سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ اکثر عورتیں آکر مجھ سے شکایت کرتی ہیں کہ ان کی اولاد بے ادب گستاخ ہے بداخلاق ہے بڑھاپے میں ان کی کوئی خدمت نہیں کرتی لیکن ماں باپ بھول جاتے ہیں کہ اولاد کی اس بدچلنی کی بڑی بھاری ذمہ داری خود ان کے سروں پر ہے نہ انہوں نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلوائی نہ اس قابل ہوئے کہ آداب و حقوق سے پوری طرح واقف ہو سکیں۔ بچپن سے انگریزی تعلیم کے سپرد کر دیا اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔ جب دلوں میں خوف خدا موجود نہ ہو تو نیکی کی توقع کیوں کر کی جائے خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے قرآن پڑھنے سے دینی تعلیم سے لیکن آپ نے اولاد کو اس سے محروم رکھا اب کہتے ہیں وہ بے ادب ہیں خدمت گزار نہیں۔ (ماخذ خدام الدین ۳ فروری ۶۸ء)

ہفت روزہ مجلس ذکر

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری ﷫ سلسلہ قادریہ راشدیہ سے منسلک تھے اور حضرت علامہ تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہ اور حضرت اقدس غلام محمد دینپوری ﷫ سے شرف اجازت حاصل تھا اس ضمن میں جمعرات کی شام کو متوسلین سلسلہ بالخصوص اور عام شرکاء سے ذکر خاص کراتے جس میں مقامی حضرات کی بہ نسبت دور دراز سے آئے ہوئے بیرونی حضرات زیادہ شرکت فرماتے جماعت نماز جمعہ پڑھ کر مسجد سے رخصت ہوتی۔

(ماخوذ از صفحہ ۴۷ ۳ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

درس حکمت ولی اللہی

جناب محمد مقبول عالم بی اے لاہور فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کا درس قرآن حکیم برائے عوام اور برائے علمائے کرام ایک مشہور و معروف چیز ہے درس قرآن برائے عوام روزانہ صبح ہوتا تھا

جس سے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ حضرات اپنی اپنی استعداد کے مطابق مستفید ہوتے تھے۔ درس قرآن برائے علمائے کرام ہر سال رمضان شریف سے شروع ہو کر تین ماہ جاری رہتا اس کے علاوہ جو حضرات اعلیٰ استعداد کے مالک ہوتے انہیں حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی ﷫ کی بلند پایہ بے نظیر مشہور زمانہ کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" بھی پڑھائی جاتی۔ اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے فلسفہ شریعت اسلامیہ بیان فرمایا ہے جس سے احکام شرعیہ کی حکمتوں سے آگاہی ہوتی ہے اور ان قواعد کا پتہ لگتا ہے جنہیں پیش نظر رکھ کر موجودہ صنعتی اجتماعی دور کے نئے نئے پیچیدہ مسائل کے متعلق صحیح اجتہاد کی بصیرت حاصل ہوتی ہے کتاب بھی کمیاب تھی اس لئے اس کی کئی جلد یں مصر کی چھپی ہوئی دہلی سے منگوائیں گئیں اور اس زمانہ کی نابغہ روزگار شخصیتیں جو مستقبل قریب میں علمی افق پر درخشندہ آفتاب و مہتاب بن کر چمکیں اس درس کے لئے آپ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئیں جن میں سے چند کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب خلف اکبر حضرت اقدس ﷫

(۲) علامہ علاء الدین صدیقی صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۳) چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایم اے ایل ایل بی۔

(۴) مولانا بشیر احمد صاحب بی اے۔

(۵) چوہدری عطاءاللہ صاحب بی اے

(۶) حافظ فضل الٰہی صاحب ایم اے۔

(۷) مولانا غازی کیپٹن خدا بخش صاحب منشی فاضل

(۸) مولانا عبدالعزیز صاحب۔ مالک الہلال بک ایجنسی

(۹) ڈاکٹر عبداللطیف صاحب ایم بی بی ایس پی ڈی ایس۔

(۱۰) مولانا سیف الدین بہاری صاحب فاضل امروہہ۔

(۱۱) محمد مقبول عالم بی اے منشی فاضل۔

یہ درس ۲۷ جنوری ۱۹۴۰ء کو شروع ہوا اور اس کے ساتھ ہی مشکواۃ شریف کا درس جو ۱۶ اگست ۱۹۳۸ء سے جاری تھا جاری رہا نیز اپریل ۱۹۴۳ء سے فارسی الکتاب "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" کی تعلیم بھی شروع کر دی ہمارا اس سلسلے کا آخری درس ۳۱ جنوری ۱۹۶۲ء بروز بدھ ہوا۔ جبکہ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء بروز جمعہ مطابق ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ کو سفر آخرت درپیش آگیا۔ یہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی کمال شفقت تھی کہ درس عام سے اٹھ کر اپنے حجرہ خاص میں ہمیں لے جاتے اور وہاں دروازہ بند کر کے درس دیتے اور فرماتے کہ یہ کتاب ایسی نہیں کہ عام لوگوں میں بیٹھ کر پڑھی اور پڑھائی جا سکے نیز فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اقدس مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں لے جا کر ہمیں اس کتاب کا درس دیا کرتے تھے۔ (صفحہ ۵۰۳، ۵۰۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

انجمن خدام الدین کا قیام

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی نشر و اشاعت کے لئے انجمن خدام الدین قائم کی۔ موجودہ مسجد کی تعمیر و وسعت اور انجمن خدام الدین کا قیام و استحکام تمام تر حضرت کی مساعی مشکور کی کرامات ہیں۔ واقفان حال کا بیان ہے۔ کہ جہاں آج کل بڑی مسجد ہے۔ یہاں کبھی سرکاری اونٹوں کا طویلہ تھا۔ جہاں انجمن کا مدرسۃ البنات ہے۔ وہاں پولیس کی چاند ماری کے لئے جگہ تھی۔ مسجد میں اکا دکا شخص ہی نماز پڑھتا تھا۔ گرد و پیش صرف دو تین مسلمانوں کے مکان تھے۔ تمام محلّہ ہندوؤں اور سکھوں سے آباد تھا۔ یا پھر ادھر ادھر کوٹھی خانے تھے۔ مولانا کے قدوم میمونیت لزوم کا یہ فیض تھا۔ کہ دنوں میں ہی کایا پلٹ گئی۔ رفتہ رفتہ نہ صرف یہ علاقہ ہی مسلمانوں کا ہو گیا۔ بلکہ شیرانوالہ کی یہ مسجد علم و نظر کا مرکز بن گئی۔ حریت و استقلال کے معرکوں کو یہاں سے غذا ملنے لگی۔ رسالہ خدام الدین کے ذریعے سے لاکھوں انسانوں تک پیغام حق پہنچ رہا ہے۔ یہ تمام خدمات حسبۃً للہ کی گئیں۔

اور ان کی آمدنی میں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کچھ نہ لیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۵۹ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

مدرسہ قاسم العلوم

۱۹۲۴ء میں عربی مدرسہ قاسم العلوم قائم کیا گیا۔ جو شروع میں کرایہ کی عمارت میں تھا بعد میں زمین خرید کر نئی عمارت بنائی جو ۱۵ کمروں پر اور ایک ہال پر مشتمل ہے۔ نئی عمارت کا افتتاح ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دورہ تفسیر کے لئے آنے والے طلبہ کی رہائش و خوراک کا انتظام اسی مدرسہ میں ہوتا ہے۔ (ماخوذ از حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور خلفاء صفحہ ۳۶)

تعلیم نسواں مدرستہ البنات

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بچیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے وہ چاہتے تو لاہور میں جامعہ اشرفیہ سے بھی بڑا مدرسہ بنا سکتے تھے لیکن وہ تعلیم نسواں کو اہمیت دیتے تھے تاکہ لڑکیاں دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر آگے چل کر جب مائیں بنیں تو وہ گھر دین کی تعلیمات کا مرکز بن جائے۔ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں مدرستہ البنات قائم کیا اس کی عمارت بھی ۱۶ کمروں اور ایک ہال پر مشتمل ہے۔ طالبات کے لئے آٹھ سالہ نصاب رائج ہے۔ جو اسلامی عقائد ارکان اسلام کلام پاک معہ ترجمہ درس حدیث سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین شامل ہے اسلامی تعلیمات کے علاوہ امور خانہ داری کی بھی مکمل تربیت دی جاتی ہے جب کہ کوئی فیس نہیں لی جاتی مستقل طالبات کے علاوہ جز وقتی طالبات کے لئے بھی اہتمام ہے۔

ایسا ہی ایک مدرسہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند حاجی محمد یوسف مدظلہ اور ان کے بیٹے سرفراز صاحب نے مسجد یوسفی گلبہار چورنگی کراچی سے متصل قائم کیا ہے جس میں چھ سات سو طالبات ایسے ہی نصاب سے مستفید ہو رہی ہیں حفظ و

ناظرہ کا بھی اہتمام ہے جب کہ مروجہ سرکاری نصاب کی بھی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ مدرسہ اہالیان کراچی کے لئے عظیم نعمت ہے۔ (ماخذ صفحہ ۴۰ / ۱۱۱۳ امام الاولیاء نمبر

ہجرت اور مراجعت اور دینی سیاسی سرگرمیاں

امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں سے جنگ کی جن مسلمانوں نے ہجرت کی ان میں آپ بھی تھے۔ پنجاب کے مہاجرین نے آپ کو امیر منتخب کیا جب امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں سے مفاہمت کر لی، تو معاہدہ کے مطابق آپ کو پھر واپس آنا پڑا واپس آکر آپ نے لاہور کا دینی اور سیاسی رخ بدلنا شروع کیا۔ لاہور میں جمعیت العلماء ہند کا سب سے پہلا اجلاس شیرانوالہ ہی میں منعقد ہوا۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو خدام الدین ہی کے جلسہ میں امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس اجلاس میں موجود تھے۔ انہوں نے لوگوں سے بیعت فرمائی۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۶۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

خاکسار تحریک

خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی مرحوم دماغی قوتوں کے اعتبار سے غیر معمولی ذہانت کے حامل تھے ان کا عہد طالب علمی بڑی جاذبیت اور ناموری سے عبارت ہے انہوں نے چند اصلاحی کتب تذکرہ اشارات وغیرہ لکھیں علماء حق نے علامہ کے نظریات اور توجیہات کو اسلامی روایات کی روشنی میں جانچا پرکھا۔ بعض حقائق کی تعبیرات اسلاف کی روایات سے مختلف پائیں۔ اخبارات رسائل اور عام جلسوں میں علامہ موصوف کی قابل اعتراض عبارتوں پر تنقید ہوئیں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک رسالہ اس سلسلے میں شائع فرمایا۔

اس ضمن میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دنوں پشاور سرحد

میں ایک جلسے کا انتظام کروایا۔ علامہ مشرقی کی مخالفانہ روش کی تردید کا مسئلہ درپیش تھا۔ علماء کی مجلس مشاورت نے فیصلہ کیا کہ حضرت مولانا احمد علی ﷫ کے بغیر اس جراءت مندانہ کام کو سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا آپ نے اسٹیج پر آکر دائیں ہاتھ میں قرآن مجید اور بائیں ہاتھ میں "تذکرہ" پکڑ کر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "آپ ان دونوں میں سے کس کی پیروی کریں گے۔" حاضرین نے بیک زباں پکار کر کہا کہ ہم قرآن پاک کی پیروی کریں گے۔ اب آپ نے تذکرہ کی چند عبارات پڑھ کر ان کی تردید کی۔ حاضرین پر اس ایمان افروز تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اکثر لوگ خاکسار تحریک سے نکل گئے۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۱۴ کتاب الحسنات)

مظاہرہ حق گوئی و بے باکی

۱۹۳۹ء میں خاکسار تحریک نے پنجاب کے تمام شہروں میں زور پکڑا تو گورنمنٹ نے اس کی سرکوبی کے لئے قدم اٹھایا۔ اس کے جلسے جلوسوں پر پابندی لگادی۔ خاکساروں نے حکومت کی خلاف ورزی میں لاہور میں جلوس نکالا تو حکومت نے ان کو روکا۔ نوگزے کی قبر کے پاس خاکسار رضا کاروں اور پولیس کے درمیان تصادم ہوا۔ لاہور شہر کا انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس اس حادثہ میں زخمی ہوا۔ خاکساروں پر گولی چلائی گئی جس سے کئی خاکسار شہید ہو گئے۔ حکومت کے رویہ میں تشدد پیدا ہوا عام گرفتاریاں شروع ہو گئیں خاکساروں نے گرفتاری سے بچنے کے لئے شہر کی مساجد میں پناہ لے لی۔ حضرت لاہوری ﷫ کی مسجد شیرانوالہ دروازہ میں بھی کچھ خاکسار آگھسے۔

وزیراعظم پنجاب سر سکندر حیات خاں نے لاہور شہر کے علماء کو بلایا۔ تاکہ خاکساروں کی تکفیر کے لئے فتویٰ حاصل کر سکیں وفد حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کی قیادت میں وزیراعظم سے ملا وزیراعظم سر سکندر حیات خان نے خاکساروں کے خلاف ایک فتویٰ دستخط کے لئے حضرت اقدس لاہوری ﷫ کے

سامنے رکھ دیا اور حاکمانہ انداز میں کہا کہ مولانا آپ نے ہماری سرکار کے باغیوں کو اپنی مسجد میں پناہ دے رکھی ہے۔ حضرت نے نہایت متانت اور بے باکی سے فرمایا "خاکسار" آپ کی سرکار کے باغی ہوں گے میری سرکار مدینہ ﷺ کے باغی تو نہیں ہیں" یہ فرماکر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ناراضگی کی صورت میں وہاں سے احتجاجاً اٹھ کھڑے ہوئے وزیراعظم کی چائے کی دعوت میں بھی شرکت نہیں فرمائی۔ آخر کار وزیراعظم سرسکندر حیات خاں نے واپسی پر سواری کے لئے کار کی پیش کش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی غیرت سے فرمایا "آپ کی کار میں پاؤں رکھنا میرے جوتے کی توہین ہے"

حکومت نے اگلے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نظربند کر کے سی پی برار کی طرف بھیج دیا لیکن علی الصبح لاہور سے شائع ہونے والے تمام اخبارات میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جلی حروف میں شائع ہو گیا۔

"مسلمان مصیبت کے وقت مساجد کو بطور قلعہ استعمال کر سکتے ہیں۔"

علامہ عنایت اللہ مشرقی کی عبارات و خیالات سے اختلاف کے باوجود اسلام دوستی اور حق نوازی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵ کتاب الحسنات، صفحہ ۱۷۹ مرد مومن)

ناموس مصطفویٰ ﷺ کا تحفظ

۱۹۳۱ء کے شروع میں میکلیگن انجینئرنگ کالج لاہور کے انگریز پرنسپل نے رسول پاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ اظہار خیال کیا۔ مسلمان طلباء نے اس نازیبا حرکت پر فوری طور پر سخت احتجاج کیا۔ مگر ان کے احتجاج کا خاطر خواہ جواب نہ ملا۔ انہوں نے ہڑتال کر دی۔ لیکن ہندو، سکھ، اور عیسائی باشندگان ہندوستان نے پرنسپل کی حمایت کی۔

اس واقعہ کی خبر جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنی، تو آپ فوراً میدان

عمل میں نکل پڑے اور طلبہ کی اعلانیہ پشت پناہی کی۔ علامہ اقبال ؒ بھی اس مبارک تحریک میں پوری شدومد سے شامل ہو گئے۔

آپ کی قائدانہ صلاحیتوں اور بے پناہ قوت عمل نے اس واقعہ کو جسے حکومت درخور اعتنا نہیں سمجھتی تھی' ایک تحریک کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے جون جولائی اور اگست میں متعدد بار تقاریر فرمائیں۔ جس سے مسلمانان پنجاب میں جوش و خروش پھیل گیا۔ حکومت نے مولانا ؒ کو گرفتار کر لیا۔ لیکن عوام کا بے پناہ سیل تھم نہ سکا۔ بالاخر حکومت کو جھکنا پڑا اور ۲۶ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی۔ طلباء کو باعزت واپس بلا لیا گیا اور حضرت مولانا ؒ اور دیگر اسیران قید فرنگ سے رہا کر دیئے گئے۔ (ماخوذ از کتاب الحسنات صفحہ ۱۱۷' ۱۱۸)

جہاد کشمیر میں مولانا کی شرکت

قیام پاکستان کے فوراً بعد ہندوؤں کی ہٹ دھرمی کی بناء پر کشمیر میں جنگ چھڑ گئی۔ تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے اس جنگ کو جہاد کا نام دیا اور حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ نے نہایت مجاہدانہ مستعدی سے اس میں حصہ لیا۔

حضرت اس جہاد میں حصہ لینے کی خاطر ہزاروں روپے کی وہ رقم جو شیرانوالہ مرکز میں جمع ہوتی خود لے کر آزاد کشمیر روانہ ہوتے اور اس وقت کی ذمہ دار شخصیت کے سپرد کر دیتے اور اس کا واپسی پر باقاعدہ اعلان کر دیتے۔ شب و روز اہمیت جہاد کا ذکر ہوتا۔

آپ بار بار فرماتے۔ "میرے دل کی تمنا یہی ہے کہ ڈوگروں کے مقابلے میں فرنٹ پر پہنچ کر صف اول میں شریک ہو جاؤں۔ سینے میں گولی لگے اور شہادت نصیب ہو جائے۔"

کئی دفعہ روپے' کپڑے اور باقی ضروریات کی فراہمی ہوئی اور حضرت خود راولپنڈی تشریف لے گئے۔ دس ہزار روپے کی خطیر رقم صدر سردار محمد ابراہیم

صاحب کے سپرد کی گئی۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے جانشین حضرت قاری مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

کشمیر میں جب جنگ زوروں پر تھی۔ مسلمان قبائل ہندو ڈوگروں سے بر سرپیکار تھے اور قریب تھا کہ مسلمان مجاہدین سرینگر اور جموں پر قابض ہو جائیں۔ اس وقت پنڈت نہرو نے مونٹ بیٹن اور باقی مدبرین برطانیہ کی وساطت سے یو۔این۔ او سے پاکستان پر زور ڈلوایا۔ پنڈت جی نے یقین دلایا کہ حالات کے پرسکون ہونے کے بعد کشمیر میں استصواب رائے کرایا جائے گا۔ لہذا ہمارے محبوب وزیراعظم لیاقت علی شہید ان کی پرفریب سیاست کے جھانسے میں آگئے۔ (صفحہ ۱۲۶ کتاب الحسنات)

جموں کی جگہ مفتی اور ضلع مفتی کے تقرر میں معاونت

آزاد کشمیر میں میرواعظ محمد یوسف اور کرنل سید علی احمد شاہ کی کوششوں سے افتاء کا کام جاری ہوا تاکہ ہر تحصیل میں مفتی ضلع مفتی اور اوپر صوبائی مفتی ہو۔ اس طرح سے موجودہ نظام کو اسلامی نظام کے قریب تر لایا جا سکے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو علماء اور مفتیوں کی فلاح و بہبود کے لئے مظفر آباد دعوت دی گئی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو وہاں آپ حکومت آزاد کشمیر کے مہمان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیرینہ عقیدت مند غازی خدا بخش صاحب کے ہیڈ کوارٹر پر بھی تشریف لائے جو وہاں اس وقت بطور آنریری کیپٹن کام کر رہے تھے۔

آزاد کشمیر میں مفتیوں کے تقرر کے طریق کار کو حکومت کشمیر نے آپ کی صوابدید پر چھوڑا۔ آپ نے امیدواروں کا تحریری امتحان لیا اور ان کا انتخاب فرمایا۔ ان کو گزیٹڈ آفیسر کی حیثیت دی۔ اس میں آپ کے ساتھ کرنل علی احمد شاہ صاحب بھی شریک تھے۔ صفحہ ۱۲۹ مرد مومن)

تمام فرقوں کے لئے متفقہ ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت

جناب کرنل علی احمد شاہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا

کہ آپ قرآن پاک کا ایسا ترجمہ کریں جو چند مشہور اسلامی جماعتوں (فرقوں) کے نزدیک مصدقہ ہو۔ تاکہ ان کے اختلافی مسائل کی شدت کو دور کیا جا سکے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کارنامے کی تکمیل کا وعدہ فرمایا اور قادر مطلق کی عطا کردہ توفیق سے پوری محنت اور عزم سے اس ہمت شکن کام کو بطریق احسن پورا کر دکھایا۔ اب یہ مترجم قرآن مجید (دیوبندی) بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات کا مصدقہ انجمن خدام الدین سے مل سکتا ہے۔ (صفحہ ۱۲۷ کتاب الحسنات)

مرزائیت اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ختم نبوت

ختم نبوت کا عقیدہ اسلامیان عالم کی مرکزیت کا ضامن ہے اور چودہ سو برس سے تمام کلمہ گو افراد اس پر متفق ہیں۔ انگریز محکوم ہندوستانیوں کو ظاہر مراعات دے رہے تھے لیکن حقیقت میں ان کے رگ وپے سے جذبہ حمیت اور احساس حریت نکال رہے تھے۔ ہندوؤں کو تعلیم اور اعلیٰ ملازمتوں کی تھپکیوں سے سلا کر مسلمانوں کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کئے جا رہے تھے۔ ان فریب کاریوں میں مسلمانان ہند کی جمعیت میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے نئی نبوت کا دروازہ کھول دیا گیا۔ مرزا غلام احمد کی زبان سے اجرائے نبوت کا اعلان کروا کر ملت مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے جہاں اپنے بارے میں نبی، مجدد، مسیح موعود، کرشن اور اوتار ہونے کا دعویٰ کیا، وہاں غیر احمدیوں کو سوروں اور کتوں کی اولاد بھی کہا۔"

مرزا صاحب نے غیر احمدیوں پر زبان تبرا کھولنے کے علاوہ حکومت انگلشیہ سے وفاداری ان کو اپنی جماعت کے حق میں آیہ رحمت اور اپنے آپ کو ان کے حق میں پناہ کی بشارت دینا شروع کر دیں۔ خاندانی قدیم وفاداری کے حوالے دیئے گئے اور اس مصنوعی نبوت نے غیر مسلم حکام سے نظر عنایت و حفاظت

کی خوب دریوزہ گری کی جہاد کو حرام قرار دیا اس فرقہ باطلہ کی روک تھام کیلئے آپ ﷺ نے روز اول سے ہی جدوجہد شروع کر دی منظم تحریکیں چلائیں ہزاروں رضاکار اور علمائے کرام جیلوں میں گئے مجلس احرار، مجلس تحفظ ختم نبوت جیسے ادارے بناکر باقاعدہ تحریک کا آغاز کیا۔ (ماخذ صفحہ ۱۲۸تا۱۳۰ کتاب الحسنات)

حق گوئی

حضرت شیخ التفسیر ﷺ اظہار حق میں شمشیر برہنہ تھے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت سے کچھ روز قبل جمعہ کی تقریر میں للکار کر فرمایا میں خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان اور میاں ممتاز دولتانہ وزیراعلیٰ پنجاب سے پوچھتا ہوں۔ تمہاری غیرت اسلامی اور حمیت دینی کو کیا ہو گیا ہے تم مسلمان حکمران ہو تمہاری حکومت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔ ختم نبوت کے انکار کرنے والے گویا حضور علیہ الصلواۃ والسلام، قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ کی توہین کر رہے ہیں مگر تم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ تم انہیں مسلمانوں سے علیحدہ نہیں کرتے انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے مطالبہ کو نہیں مانتے۔ کیا تمہیں مرنا نہیں۔ خدا کے حضور کیا جواب دوگے پھر فرمایا وہ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ جو مجھے نبی تسلیم نہیں کرتے وہ جنگلی سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں۔ میں خواجہ ناظم الدین اور دولتانہ سے پوچھتا ہوں کہ تم بھی مرزئی ہو اگر نہیں تو غلام احمد کے کہنے پر تم بھی جنگلی سور اور تمہاری عورتیں کتیاں ہیں۔ پھر بھی تمہیں غیرت نہیں آتی۔ فحش گالیاں دینے والے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے مسلمان تو غیرت مند ہوتے ہیں۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۶)

تحریک ختم نبوت

ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ کوئی شخص اس وقت

تک مومن و مسلم نہیں ہو سکتا جب تک وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم المرسلینی کا اقرار نہ کرے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر اب تک لاکھوں فرزندان اسلام نے اپنی جانوں پر کھیل کر اس عقیدہ کی حفاظت کی ہے۔

حصول آزادی کے بعد جب ملک کا بٹوارا ہوا تو قادیانیوں نے پاکستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا۔ ان کی سرگرمیوں سے فرزندان اسلام کو تشویش لاحق ہونا بدیہی امر تھا۔ چنانچہ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کے باغیوں کو پنپنے کی اجازت نہ دی جائے۔ حکومت نے پس و پیش کیا تو رفتہ رفتہ یہی مطالبہ تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ آخر ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں نے علمائے اسلام کے متفقہ فیصلہ کے پیش نظر مرزائیوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کی غرض سے منظم تحریک شروع کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ' اور دیگر کئی علمائے کرام تحریک کے روح رواں تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت بے باکی کے ساتھ تقاریر فرمائیں اور مسلمانوں کے جذبات خفتہ کو بیدار کیا۔ ان کے جذبہ غیرت و حمیت کو مہمیز لگائی اور نہ صرف عام مسلمانوں کو تحریک میں شمولیت کی دعوت دی بلکہ خود بھی قید و بند کی آزمائشوں کو ہنسی خوشی قبول کیا۔۔۔۔ لاہور کے گلی کوچے اور مغربی پاکستان کی فضااب بھی گواہ ہے کہ جب اس مرد درویش نے دیوانہ وار' عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے جذبے کے ساتھ اپنی گرفتاری پیش کی تو تحریک میں زندگی کی روح دوڑ گئی۔ مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ تحریک کا رنگ بدل گیا۔ عاشقان ختم رسالت اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر میدان عمل میں آگئے اور نوجوان حضور ﷺ کی ختم المرسلینی پر پروانہ وار نثار ہوئے۔ مسلمانوں نے لاتعداد گرفتاریاں پیش کیں اور مغربی پاکستان کی جیلیں مسلمانوں سے بھر گئیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو باوجود پیرانہ سالی کے جیل میں طرح طرح کی تکالیف دی

گئیں آپ کو زہر بھی دیا گیا مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔۔۔۔ آپ کے پائے استقامت میں رائی بھر لغزش نہ آئی۔۔۔۔ بالاخر حکومت جھک گئی اور حضرت ؒ کو رہا کر دیا گیا۔

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری فرماتے تھے کہ امام الاولیاء حضرت لاہوری ؒ کا تحریک میں شامل ہونا اور گرفتاری پیش کرنا ہی دراصل تحریک کی کامیابی تھی۔

۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کی پاکستان گیر تحریک کے وقت آپ گرفتار ہوئے۔ کسی صاحب دل نے لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر آپ کو ہتھکڑی لگے ہوئے دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا۔

> "یہ پیرانہ سالی میں اپنے ہاتھوں میں عصا سنبھالے ہوئے مولانا احمد علی تو نہیں ہیں، بلکہ عصر حاضر کے امام احمد بن حنبل ؒ ہیں۔"

سرگودھا میں ختم نبوت کانفرنس تھی حضرت لاہوری ؒ نے بھی شرکت کا وعدہ فرمایا ہوا تھا مگر اچانک صاحب فراش ہو گئے۔ ادھر کانفرنس شروع ہو گئی سب ساتھی مایوس تھے کہ حضرت شرکت نہ فرما سکیں گے مگر حضرت جی کار پر تشریف لے آئے تھوڑی دیر تقریر فرمائی اور فرمایا اگر میں اس سے زیادہ بھی بیمار ہو جاتا تو سیکنڈ کلاس کی سیٹ ریزرو کرا کے لیٹ کر آتا اور آکر اسٹیج پر لیٹا رہتا تاکہ میری حاضری شمار ہو جائے۔ یہ آنحضور ﷺ کی ختم نبوت کا مسئلہ ہے آنحضور ﷺ کی ناموس کا سوال ہے میں کسی حال میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتا۔

(ماخوذ از ختم نبوت جلد ۸ شمارہ ۱۸)

جس چیف جسٹس کو پاکیزگی کی تمیز نہیں وہ اسلام کو کیا جانے

۱۹۵۳ء میں جب ختم نبوت کی تحریک میں تحقیقاتی عدالت کے سامنے بیان

دینے کیلئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جیل سے لایا گیا تو اس اثناء میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت جیل میں بیمار اور پیرانہ سالی کی وجہ سے سخت نڈھال تھے، عدالت میں تشریف فرما تھے کہ انہیں پیشاب کی حاجت ہوئی۔ انہوں نے چپڑاسی سے پیشاب گاہ کیلئے استفسار فرمایا۔ چپڑاسی جسٹس منیر کے کمرے کی ملحقہ استنجا گاہ کی طرف لے گیا کہ یہاں پیشاب کر لیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ تلاش کی، پانی وغیرہ ڈھونڈا مگر کوئی بھی چیز نہ تھی۔ آخر پھر اسی چپڑاسی کو بلایا اور اس سے جگہ بتلانے کو کہا۔ اس نے آکر ایک اسٹول پہ ایک چینی کا پیالہ رکھا تھا، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس میں پیشاب کر لو"۔ حضرت نے لوٹے پانی وغیرہ کیلئے دریافت کیا تو اس نے صاف جواب دیا کہ "صاحب ہمیشہ اسی طرح پیشاب کر لیتے ہیں، یہاں تو کوئی اور چیز ہے نہیں۔" حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیسے اپنے بدن اور کپڑوں کو ناپاک کرتے؟ مجبوراً پیشاب کئے بغیر واپس اپنی کرسی پر آگئے۔

حضرت اقدس بڑے دکھ سے فرمایا کرتے جس چیف جسٹس کو طہارت پاکیزگی کی تمیز نہیں وہ اسلام کو کیا جانے۔

(خدام الدین اگست ۶۴ء، خدام الدین ۳۰ جنوری ۹۸)

۱۹۶۱ء میں ایوب خان کے عائلی قوانین پر ردعمل

یکم اگست ۱۹۶۱ء کو عائلی قوانین نافذ کرتے ہوئے صدر ایوب خاں نے اپنی تقریر میں مذہب کے اٹل اصولوں پر رنگ بدلتے ہوئے زمانے کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت، روایات کا احترام کرنے میں روایات کا حلقہ بگوش نہ بننے اور اگر مذہب نے زمانے کا ساتھ نہ دیا تو کمونزم پھیل جانے کے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس زمانے کے عوام کو سمجھانے کے لئے قرآن کی چند آیات پڑھ دینا کافی نہیں۔

جب پہلی دفعہ عائلی قوانین کا اجراء کیا گیا تو ملک بھر کے علماء نے بالعموم

اور علمائے دیوبند (علماء حق) نے بالخصوص شدید احتجاج کیا۔ پھر ایسا ہوا کہ عائلی قوانین کے خلاف حضرت لاہوری ﷫ نے دہلی دروازہ کے باہر جلسہ عام میں صاف صاف فرمایا کہ ہم ایسے قوانین کو جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں جوتی کی ٹھوکر سے ٹھکرائیں گے اور ان کو مٹائیں گے۔ اور اسی جلسہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے بھی کہا کہ ان باطل قوانین کو مٹانے کے لئے اگر گولی بھی کھانی پڑے تو ہم اپنے سینے آگے کریں گے۔ چنانچہ اسی وجہ سے چھ چھ ماہ تک یہ حضرات لاہور میں نظر بند رہے۔

ان ہی دنوں ملتان شہر میں خدام الدین کے ایک سابق خادم عبدالواحد بیگ مرحوم پنڈو نے "عقل بڑی یا بھینس" کے عنوان کے تحت بینر لکھے اور دیواروں پر بھی لکھا، جس کی پاداش میں جیل گئے۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۰۷ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

فتنہ پرویزیت

اسلام جیسے پاکیزہ اور خاتم الادیان مذہب میں بھی بہت سے فرقہ باطلہ نے جنم لیا۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو ناجی اور مقرب الٰہی سمجھتا ہے۔ ہمارے اس عہد میں انکار حدیث کے حامیوں کا ایک نیا فرقہ وجود میں آیا ہے جس کے بانی عبداللہ چکڑالوی تھے۔

حضرت لاہوری ﷫ کو ہم نے بارہا یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی میرے درس قرآن مجید میں آتا تھا۔ میں اس کو اپنے قریب جگہ دیتا تھا تاکہ وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی لاعلمی کا عذر پیش نہ کر سکے۔ میں نے مولوی عبداللہ صاحب کو احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں قرآن حکیم کے مفاہیم و مطالب سمجھانے کی مکمل کوشش کی مگر وہ راہ راست پر نہ آئے۔ ان کے عقائد باطلہ کا دارومدار اس چیز پر ہے کہ قرآن پاک چونکہ دین

اسلام کے تمام کلیات و جزئیات کو اجمالاً اور تفصیلاً بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا دینی امور کی افہام و تفہیم کے لئے احادیث کی ضرورت نہیں۔ اس کے ایک چیلے نے جس کا نام غلام احمد پرویز ہے (یہ نام پرویز ایزد پرویز شاہ ایران، جس نے آپ ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑا تھا) عہد نبوی ﷺ سے عتاب الٰہی کا نشانہ بنا، مذکورہ فتنے کو اس قدر ہوا دی کہ مسلمانان پاک و ہند کی جان کے لالے پڑ گئے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے جو پرویز کا ہم نوا ہے۔ دو اسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں اس نے احادیث مقدسہ، سلسلہ روایت، اصول درایت اور ثقہ رواۃ پر نہایت بے باکی سے حملے کئے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے امام فن پر پھبتیاں کسنے سے بھی باز نہیں رہا۔ (العیاذ باللہ) حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ باقی علماء حق کی طرح اس فتنے کے انسداد میں تازیست کوشاں رہے۔ آپ کی وفات سے ۲۵ دن پہلے ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو دیال سنگھ کالج لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں اکابر ملت کو تقاریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ انہوں نے دلائل و براہین سے منکرین حدیث کی معاندانہ اور خلاف اسلام روش کی مذمت کی۔ اس جلسے کی صدارت کے فرائض حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سرانجام دے رہے تھے۔ سب پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ علماء کے ارشادات سنتے رہے۔

محترم المقام پروفیسر علاؤالدین صدیقی سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کا اپنا بیان ہے۔ کیونکہ وہ اس جلسے کی کاروائی کے شاہد عینی ہیں

صدارتی تقریر کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ جلسے کے اختتام پر اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا "یہاں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں۔ لیکن کسی مقرر نے وہ بات نہیں کی، جو میں کہتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے منکر قرآن خارج از اسلام ہے"۔ یہ وہ پہلی ضرب تھی جو پرویزیت کے قلعہ تزویر پر لگی۔ اس کے بعد تمام علمی اور دینی حلقوں نے اس فیصلے پر صاد کرتے ہوئے پرویزیت کی مخالفت کی۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴ کتاب الحسنات)

جماعت اسلامی اور مودودیت سے ناراضگی کے اسباب

جماعت اسلامی کے مخصوص نظریات جملہ اکابر علمائے کرام کے ہاں قابل اعتراض ہیں جن پر علمائے ملت نے اپنے مواعظ و تصانیف میں کافی روشنی ڈالی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مابعد کی امت کیلئے معیار حق ہونا ایک دینی اور شرعی مسئلہ ہے جو کتاب و سنت کی نصوص سے ثابت ہے۔ جبکہ بانی جماعت اسلامی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب اور ان کی جماعت رسول خدا ﷺ کے سوا اور کسی کو معیار حق نہیں مانتے۔ جیسا کہ مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے دستور میں عقیدہ رسول ﷺ کے تحت تصریح ہے کہ:

"رسول خدا ﷺ کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔" (دستور جماعت اسلامی عقیدہ دفعہ نمبر ۳ دفعہ نمبر ۶) اور یہ عبارت چونکہ عقیدہ کے تحت درج ہے اس لئے جماعت اسلامی کے ہر رکن کے لئے یہ عقیدہ لازمی ہے چنانچہ اسی دستور میں شرائط رکنیت دفعہ ۵ کے تحت نمبر میں لکھا ہے کہ: جماعت کے عقیدے کو اس کی تشریح کے ساتھ سمجھ لینے کے بعد شہادت دے کہ یہی اس کا عقیدہ ہے اور دستور کا یہ عقیدہ چونکہ اسلامی عقائد کے خلاف ہے۔ اس لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف ایک مستقل رسالہ بنام "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" تصنیف فرمایا جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیار حق ہونا شرعی دلائل سے ثابت کر کے مودودی جماعت پر اتمام حجت کر دی ہے اور تصریح فرمادی ہے کہ:

(ا) "مودودی صاحب کے دستور کی شق نمبر ۶ اور اس کا عقیدہ نہایت

غلط اور خلاف قرآن وحدیث اور خلاف عقائد اہل السنت والجماعت ہے۔ جس سے دین اسلام کو انتہائی ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس سے احتراز ضروری ہے"۔

(ب) حضرت مدنی ﷫ اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو کتاب مانتے ہیں۔ اور نہ وہ سنت کو سنت مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اس پر لوگوں کو چلاکر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔"

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کی سوانح حیات کا ایک زریں باب "فتنوں کی سرکوبی" ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے دین اسلام کی بہت بڑی خدمت لی ہے۔ مرزائیت ہو یا پرویزیت' خاکساریت ہو یا مودودیت سب گروہوں کا چٹان کی طرح مقابلہ کیا اور حق کی خاطر آرام وسکون کو چھوڑ کر میدان میں نکل آئے۔ مضامین ومقالات کے علاوہ تقریر کے ذریعہ بھی مسلمانوں میں دینی انتشار پیدا کرنے والوں کا مقابلہ کیا۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر انہوں نے جماعت اسلامی اور اس کے بانی امیر جناب مودودی مرحوم کے مزعومات پر نکتہ چینی کی اس نکتہ چینی میں ایسے ہی خلوص تھا اور دیانت جس طرح ان کی باقی دینی خدمات میں خلوص ودیانت تھا۔۔۔۔ یہ سلسلہ بڑھا بات کورٹ تک پہنچی لیکن یار لوگ سامنا نہ کر سکے۔ اس دور میں نوائے وقت لاہور نے بھی صورتحال کا تجزیہ کیا۔

آخر دور میں "حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" ایک مستقل کتاب شائع فرمائی۔ یہ کتاب ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ فہرست مضامین پر ایک نظرڈالئے تو رسالہ کے مندرجات کی اہمیت کا اجمالی اندازہ ہو جائے گا۔

(۱)　مودودی صاحب محمدی اسلام کاایک ایک ستون گرا رہے تھے۔

(۲)　مودودی صاحب کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلط باتیں فرمایا کرتے تھے۔

(۳)　مودودی صاحب کی عبارات میں اللہ تعالیٰ کی توہین۔

(۴)　دربار نبوی ﷺ سے خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعظیم اور مودودی صاحب کی طرف سے توہین۔

(۵)　اسلام کے متعلق مودودی صاحب کے غلط تصورات' ایک جلیل القدر صحابی کی توہین

(۶)　مودودی صاحب کی طرف سے تمام محدثین اور تمام مفسرین کی توہین۔

(۷)　مودودی صاحب کا اتباع سنت کا نظریہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں سے الگ ہے۔ لہٰذا مودودیت کا پول کھولنے کی ضرورت۔

آج کے نازک دور میں ان مسائل و معاملات کے چھیڑنے میں کوئی خوشی نہیں کیونکہ یہ دور انتہائی نازک ہے۔۔۔۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ جماعت اسلامی کی طرف سے حسب معمول سنگ باری ہورہی ہے السید بنوری رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہوئے تو جماعت کے سرکاری آرگن "ایشیا" نے انہیں جی بھرکر کوسا اور انہیں ہی نہیں شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور محدث کبیر مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ سمیت کسی کو بھی معاف نہ کیا۔۔۔۔ اکتوبر ۷۸ء کے ترجمان القرآن میں ۔۔ جو جماعت اسلامی کا ذاتی پرچہ ہے۔۔۔۔ "بینات" کے "بنوری نمبر" پر تبصرہ کرتے ہوئے سید بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء اہل حق کے جس طرح لتے لئے گئے ہیں وہ ایک المیہ سے کم نہیں۔ (ماخذ صفحہ ۱۴۴ تا ۱۵۸ امام الاولیاء نمبر)

مندرجہ بالا تمام حقیقتوں اور شرعی رکاوٹوں کے باوجود علمائے حق کی طرف سے اگر کبھی اخلاقی رواداری کا مظاہرہ بھی کیا گیا تو دوسری طرف سے کبھی بھی

اسکی پذیرائی نہیں کی گئی۔ مثلاً حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ﷫ بانی دارالعلوم کورنگی کراچی نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں تمام سیاسی جماعتوں کے مقابلے میں جماعت اسلامی کے امیدوار نمائندہ قومی اسمبلی جناب صابر حسین اشرفی کا کھل کر ساتھ دیا تمام معتقدین کے ووٹ ان کے کھاتے میں گئے جبکہ ڈاکٹر احمد حسین کمال جمعیت العلمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے الیکشن لڑ رہے تھے اور بظاہر وہ اس کے مستحق تھے لیکن حلقہ میں سیاسی طور پر کوئی پوزیشن نہ تھی جبکہ حقیقتاً مقابلہ پیپلز پارٹی' جمعیت العلمائے پاکستان (نورانی گروپ) جماعت اسلامی کے درمیان تھا اس حسن سلوک کا جماعت اسلامی نے اس طرح دیا کہ اگلے الیکشن میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ﷫ کے صاحب زادے جناب محمد ولی رازی مدظلہ کے مقابلہ میں نہ صرف اپنا امیدوار کھڑا کیا بلکہ اس امیدوار خانزادہ شفیع ملک نے جماعت کی تربیت کے عین مطابق دارالعلوم کورنگی کی بیرونی دیوار سے صرف چند سو فٹ کے فاصلے پر ڈبل روم کے ایریا میں اپنی کنوینسنگ تقریر میں اعلان کیا کہ اگر جماعت اسلامی برسراقتدار آگئی تو ایسے تمام مدارس کو مسمار کر کے ان قدامت پرست مولویوں سے ملک و قوم کو نجات دلا دے گی اس طرح اس جماعت کی دینی مدارس کے بارے میں بنیادی پالیسی کو بے نقاب کر دیا۔

○○○

(بقیہ صفحہ ۲۲۵ سے)

کہا تھا پوچھا محمد حسن تم یہیں کھڑے ہو، گئے نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ارشاد عالیہ کے مطابق انتظار میں کھڑا رہا حضرت نے پوچھا بیٹھے یا لیٹے بھی نہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت انتظار میں کیسے بیٹھ یا لیٹ سکتا تھا! آپؒ نے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت خوش ہوئے۔ یہ واقعہ میری زندگی کا اہم باب ہے۔ شاید اسی شفقت کا نتیجہ اجازت خلافت ہے۔ (راوی حاکم علی) ا، ۲ راوی کا خیال ہے۔

باب دوازدہم

تعلیم و تربیت سالکین

اقتباس از نفیر غیب

یار رہے یارب تو میرا اور میں تیرا یار رہوں
مجھ کو فقط تجھ سے ہو محبت خلق سے میں بیزار رہوں
ہر دم ذکر و فکر میں تیرے مست رہوں سرشار رہوں
ہوش رہے مجھ کو نہ کسی کا تیرا مگر ہوشیار رہوں
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا موجود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مشہود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

دونوں جہاں میں جو کچھ بھی ہے سب ہے تیرے زیر نگیں
جن و انساں حور و ملائک عرش و کرسی چرخ و زمیں
کون و مکاں میں لائق سجدہ تیرے سوا اے نور مبیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے کوئی نہیں کوئی نہیں
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

تیرا گدا بن کر میں کسی کا دست نگر اے شاہ نہ ہوں
بندہ مال و زر نہ بنوں میں طالب عزو جاہ نہ بنوں
راہ پہ تیری پڑ کے قیامت تک میں کبھی بے راہ نہ ہوں
چین نہ لوں میں جب تک راز وحدت سے آگاہ نہ ہوں
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگادوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

نفس و شیطان دونوں نے مل کر ہائے کیا ہے مجھ کو تباہ
اے میرے مولا میری مدد کر چاہتا ہوں میں تیری پناہ
مجھ سا خلق میں کوئی نہیں گو بدکردار و نامہ سیاہ
تو بھی مگر غفار ہے یارب بخش دے میرے سارے گناہ
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا آئے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن و مو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے بھی نہ چھوٹے ذکر تیرا میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

جب تک قلب رہے پہلو میں جب تک تن میں جان رہے
لب پر تیرا نام رہے اور دل میں تیرا دھیان رہے
جذب میں پراں ہوش رہے اور عقل میری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز دل نہ میرا اک آن رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے اللہ
لاالہ الااللہ لاالہ الااللہ

(از خواجہ عزیزالحسن صاحب مجذوب قدس سرہ)

حقیقت علم باطنی اور اجازت شیخ

سید امیر علی قریشی مدنی فرماتے ہیں کہ لاہور میں ایک مرتبہ مال روڈ پر واقع حاجی عبدالمتین صاحب کے بنگلے میں حضرت اقدس قطب عالم شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ قیام فرما تھے کہ ایک دن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اس وقت تقریباً ایک سو عقیدت مندوں کا مجمع حاضر خدمت تھا بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے حضرت اقدس رائپوری رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر محو استراحت تھے۔ اور ارادت مند چارپائی کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے ان میں عامتہ الناس تو برائے نام تھے اصلاً یہ مجمع اصحاب علم و فضل اور معرفت کے بادہ نوشوں کا تھا۔

مگر جب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو ان کے لئے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کرسی منگوائی اور اپنی چارپائی کے بالکل سامنے رکھوائی اور دونوں ایک دوسرے کے سامنے اس طرح بیٹھے کہ دونوں کے سینے آمنے سامنے تھے دونوں بزرگ سلام و دعا اور خیر خیریت پوچھنے کے بعد خاموش ہو گئے اور مجلس پر بھی سناٹا چھا گیا جیسے یہاں کوئی بیٹھا ہی نہیں ہے دونوں بزرگوں نے بظاہر کسی موضوع پر کوئی گفتگو نہیں فرمائی لیکن بقول سلطان الاولیاء حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

"دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ھو"

یعنی اہل حق اور اصحاب صدق و صفا کے قلوب کی گہرائی دریاؤں اور سمندروں کی گہرائیوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ ان کے دلوں کی گہرائی کی تہہ میں کیا کچھ ہے عام لوگ کیسے جان سکتے ہیں دل کے آئینے میں یار کی تصویر رکھنے والے دو صاف و شفاف دل آمنے سامنے تھے۔ انہوں نے باہم کیا کیا دیکھا' کیا کیا دکھایا اور کہا یا سنایا کوئی کیا جانے دیکھنے والے تو ظاہری آنکھوں سے صرف یہی دیکھ رہے تھے کہ اقلیم رشد و ہدایت کے دونوں آفتاب اور مہتاب نظریں نیچے کئے سر جھکائے بیٹھے ہیں اور کچھ ہی دیر بعد پہلے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے سر اوپر اٹھایا اور ان سے فرمایا کہ حضرت اب اجازت چاہتا ہوں۔

چنانچہ یہ عاجز تانگہ لے کر آیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آگے بیٹھنے کا حکم فرمایا اور خود پچھلی سیٹ پر بیٹھے' میں تو مال روڈ سے لے کر شیرانوالہ دروازہ تک لاہوریوں کی ریل پیل اور زندگی میں لوگوں کا انہماک دیکھتا رہا لیکن حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ جس طرح حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی طرح آنکھیں بند کئے سر جھکائے پورا راستہ مراقبے میں رہے جب شیرانوالہ مسجد پہنچے تو حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ساتھ چھوٹی مسجد کے اوپر والے اس کمرے میں لے گئے جہاں بیٹھ کر ہفت روزہ خدام الدین میں اشاعت کے لئے خطبہ جمعہ لکھا کرتے تھے کمرے کا دروازہ بند کر کے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا ایک ضروری بات کرتا ہوں اسے غور سے سنو اور یاد کر لو۔ میں نے وہ بات امام الاولیاء سے پوری توجہ کے ساتھ سنی اور یاد کر لی۔ اس بات کو اب بر سر عام بیان کرنے کا وقت آگیا ہے اس لئے میں بیان کر رہا ہوں آپ بھی پوری طرح متوجہ ہو جائیں تاکہ اہل حق اور مردان راہ خدا کے متعلق اہل باطل کی پیدا کردہ بد گمانیوں کا ازالہ ہو۔ باطل کا منہ کالا ہو اور حق و صداقت کا بول بالا ہو۔

شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہی سے بھی

آگے مقام قاب قوسین پر اپنے قرب میں وہاں بلایا جہاں سید الملائک حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بھی گزر نہ تھا۔ قرب الٰہی اور دیدار خداوندی کے اس بے مثال سفر سے پہلے آپ کے سینہ مبارک کا اپریشن کیا گیا دل کو چیر کر زم زم سے دھویا گیا پھر غیرمادی وہ روحانیت آپ کے قلب اطہر میں ڈال دی گئی جو ظاہری لفظوں میں اس مادی زبان سے بیان نہیں کی جا سکتی مگر یاد رکھو! پاک دلوں میں روشنی اسی سے آتی ہے جو دل پاک نہ ہو جس دل میں شرک اور دنیا پرستی کی آلائش ہو اس میں نور پیدا کرنے والی وہ روحانیت نہیں آتی جس کا اصل منبع و مرکز اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا سینہ مبارک ہے۔ کائنات کے مالک اور امام الانبیاء کے خالق اللہ تعالیٰ نے جب معراج کی رات نبی کریم ﷺ کو اپنی ذات کا دیدار عطا فرمایا تو فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ پس اللہ نے جو چاہا اپنے محبوب کے دل میں ڈال دیا۔ آپ کو کامل و اکمل بنا کر بھیجا گیا' نبی کریم ﷺ کو ایک ظاہری نعمت دی گئی وہ ہے قرآن و سنت' دوسری باطنی نعمت عطا فرمائی گئی جو آپ کے قلب اطہر میں ڈال دی گئی جس سے آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کا تزکیہ فرمایا یتلوا علیکم آیتنا ویزکیکم ارشاد خداوندی میں انہی دو نعمتوں کا بیان ہے حضور خاتم الانبیاء ﷺ ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے کامل واکمل بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ کو ایمان والوں کی اصلاح اور بھلائی کے لئے جو کچھ عطا فرمایا گیا وہ اپنے ساتھ واپس نہیں لے گئے اور یہ بھی نہیں کہ دین کا ظاہری حصہ تو آپ نے پہنچایا ہو اور باطنی اپنے پاس رکھ لیا ہو۔ چنانچہ حجتہ الوداع کے موقع پر آپ نے حج کے اجتماع عظیم میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا بتاؤ اللہ کا دین میں نے تمہیں پہنچا دیا؟ سب نے بیک زبان جواب دیا "ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔" پھر آپ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا :"اللھم اشھد! اللھم اشھد! اللھم اشھد!!! یعنی اے اللہ تو گواہ رہ میں نے تیری کتاب تیرا دین پہنچا دیا اور تیرے یہ بندے اقرار کر رہے ہیں۔" اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے قیامت کے دن بھی حضور ﷺ کی تائید میں یہ گواہی

دینے کا وعدہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے قرآن بھی لاکر دیا اپنی سنت بھی عطافرمائی اور وہ دل والی چیز اپنے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاءؓ و صحابہؓ کے دلوں میں ڈال دی۔ انہوں نے اپنے تابعین کو عطا فرمائی آگے چل کر اسی کا نام چشتی۔ قادری، سہروردی اور نقشبندی ہوگیا۔ چودہ سو سال سے جیسے قرآن و سنت باقی ہے ایسے ہی روحانیت کی جو نعمت آپ کے قلب اطہر میں ڈالی گئی تھی وہ اہل اللہ کے قلوب میں سلسلہ بسلسلہ چلی آرہی ہے اس کا تسلسل وانتقال جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور وہ یہی ہے کہ مرشد حق اپنے تربیت یافتہ سالک سے کہتا ہے "ہم نے آپ کو اجازت دی۔" یہ اجازت اسی روحانیت کی منتقلی کے وقت ملتی ہے اس کا نام نسبت اور خلافت ہے۔

بے مثال خدمت، عبادت اور اطاعت

۱۳ دسمبر ۹۴ء کے خطاب جمعہ میں حضرت میاں صاحب مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ نے بتایا کہ صاحبو ہمارے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے پچیس ۲۵ سال تک گھٹنے دوہرے کرکے (دوزانو) اپنے شیخ کے سامنے قرآن پڑھا منگل بدھ اور جمعرات کو جمعہ کو غور و فکر ہوتا تھا کہ جو کچھ پڑھا ہے اس پر کتنا عمل کیا ہے۔ ہفتہ کو طالب علموں کو ساتھ لے کر جنگلوں میں جاکر لکڑیاں کاٹتے پھران لکڑیوں کو سکھر شہر لے جاکر فروخت کرکے ان پیسوں سے مدرسے کے باورچی خانہ کے لئے سودا سلف خرید کر لاتا۔ کیونکہ باورچی خانہ کا صرف انچارج بنایا تھا۔ اس لئے کبھی سالن چکھ کر نہیں دیکھا۔ اگر کبھی کھا بھی لیتا تو کسی کو کیا پتہ چلتا۔ مگر حضرت پیرو مرشد نے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا اس لئے ان کے لفظوں پر حرف بہ حرف عمل کیا کبھی آنکھ اٹھاکر بھی ہنڈیا کی طرف نہیں دیکھا۔ سات برس تک جنگلی پتے جڑی بوٹیاں کھاکر گزارہ کیا یہ اسی کی برکت ہے کہ پتے کھانے والی زبان کو اتنا اثر اور درد دیا کہ پچیس سال تک پڑھا ہوا قرآن پینتالیس سال تک لاہوریوں کو

پڑھایا۔ میرے اس درس و تدریس کا نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے کہ

اللہ کو راضی کرو ______ عبادت سے
رسول کو راضی کرو ______ اطاعت سے تابعداری سے
اور خلق خدا کو راضی کرو ______ خدمت سے

(ماخذ خدام الدین ۳ جنوری ۹۷ صفحہ ۱۲)

شیخ کا عکس لینا

محمد عبدالقیوم بی اے فرماتے ہیں کہ حضرت ؒ نے فرمایا طالب صادق ہو تو کچھ عرصہ بعد شیخ کامل کی صحبت میں اس کا عکس لینے لگتا ہے اگر اندھیرے میں شیخ کامل کے گرد ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ بھی طالب صادق بیٹھے ہوں اور شیخ کامل دبی زبان سے اللہ ھو کہے تو سب کے دل پر چوٹ پڑے گی اور ایک کرنٹ سا دوڑ جائے گا جیسا کہ کوئی بچہ ابتدائی جماعت میں ہجے کر کر کے سبق یاد کرتا ہے آہستہ آہستہ جب مشق ہو جاتی ہے تو ہجے کے بغیر روانی سے پڑھنے لگ جاتا ہے اسی طرح طالب صادق بھی صحبت شیخ میں رہ کر آہستہ آہستہ کامل کا عکس لینے لگتا ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۴ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

زندہ اللہ والے کی صحبت نہ ملے تو مردہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ؒ نے تین جنوری ۱۹۵۲ء کی مجلس ذکر میں اس حدیث کے حوالے سے کہا کہ ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہو گا جس سے اسے محبت ہوگی

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اور فرمایا اگر نیک لوگوں کے ساتھ تعلق ہے تو ان کے ساتھ حشر ہو گا اگر برے آدمیوں سے یاری ہے تو انہی کے ساتھ حشر ہو گا۔ نیک آدمی جہاں بھی جائے نیک آدمیوں کو تلاش کرتا ہے نیک مجلسوں کی تلاش کرتا ہے قریبی مسجد کی نمازوں کے اوقات کی خبر معلوم کرتا ہے قرات وغیرہ کی معلومات کرتا ہے کہ کیسی ہے کہاں کی اچھی ہے۔

پھر فرمایا میرا یہ معمول ہے کہ جب کہیں جاتا ہوں اگر وہاں کوئی اللہ کا مقبول بندہ نہ ملے تو تقریر وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد کسی بزرگ کے مزار پر چلا جاتا ہوں ان کے گنبد میں بیٹھنے سے اللہ کی رحمت سے حصہ ملتا ہے جو ان پر نازل ہو رہی ہے۔ غافل زندوں کی محفل میں بیٹھنے کی بجائے ان وفات شدہ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے لذت حاصل ہوتی ہے۔

ہم ملازمت یا دنیاوی کام کاج کے لئے دکان دفتر یا کارخانے جاتے ہیں یہ کشش اضطراری ہے لیکن اس سے فارغ ہونے کے بعد باقی اوقات کی نشست و برخواست اختیاری ہے۔ اپنے اختیار سے اچھی بری صحبت یا محفل اختیار کرتے ہیں سینما کھیل تماشے کے چکر میں الجھے تو ایسا شخص اللہ سے دور ہو جاتا ہے اللہ کے گھروں میں اللہ اللہ کرنے والی جماعت کے ساتھ بیٹھے تو اللہ کا قرب ملتا ہے اللہ کا حکم بھی ہے کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت میں رکھو جو صبح شام اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (صفحہ ۹ خدام الدین ۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء)

خلاف شریعت پیروں کو نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ خلاف شریعت چلتا ہوا کوئی پیر لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ انگارے پھانکتا، پانی پر چلتا ہوا آئے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے بیعت

ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا دو چیزیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ چھوڑ کر جارہا ہوں اس پر جو عمل کرے وہ صاحب استقامت ہے صاحب رشد و ہدایت ہے اس کی اتباع واجب ہے۔

آپ اس سے باز پرس کر سکتے ہیں کہ جو بات کہتے ہو اس کی دلیل دو۔ اگر قرآن و سنت سے دلیل دے تو فہوالمراد۔ اگر کتاب سے سنت سے ہٹ کر ہے تو شعبدہ باز ہے۔ اس کی طرف نگاہ اٹھاکر دیکھنا حرام ہے۔

(ماخذ صفحہ ۱۶ خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء)

روحانی بیماریاں

فرمایا بصارت اور چیز ہوتی ہے بصیرت اور چیز ہوتی ہے بصارت ظاہری آنکھ سے ہے اور بصیرت دل کی آنکھ سے ہے مولوی بصارت رکھتے ہیں مگر اکثر باطن کے اندھے ہوتے ہیں۔ بصیرت اہل اللہ کی صحبت میں حاصل ہوتی ہے ورنہ روحانی طور پر بیمار رہتے ہیں طمع ۔ حرص ۔ ریا۔ عجب۔ خود بینی۔ حسد یہ بیماریاں ان میں باقی رہتی ہیں۔ ان کا علاج اہل اللہ کی صحبت ہے۔

(صفحہ ۳۸ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

شیخ کی توجہ ہر طرف ہوتی ہے

محبوب احمد صاحب شیخو پورہ والوں نے بتایا کہ ایک دفعہ جمعرات کو مغرب کی نماز سے کچھ وقت قبل حضرت مسجد میں تشریف لائے تو لوگ حضرت کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے مجھے حضرت کے قریب حلقہ میں جگہ نہ ملی تو حلقہ کے پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ جی میں خیال آیا کاش حضرت کے سامنے جگہ ملتی تاکہ حضرت کی توجہ رہتی۔ اسی خیال کا آنا تھا کہ حضرت نے فرمایا میں ایک دفعہ حضرت مدنی کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت مدنی نے فرمایا تھا شیخ کی توجہ چاروں طرف ہوتی ہے۔ آگے پیچھے

بیٹھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ سن کر میری تسلی ہو گئی اور سمجھ گیا کہ حضرت اقدس میرے دل کی کیفیت کو تاڑ گئے ہیں۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۶)

توجہات ثلاثہ کا مرکز

ایک مرتبہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہ نے فرمایا شیخ کامل کی صحبت میں رہنے سے سالک جس طرح مستفیض ہوتا ہے بالکل اسی طرح شیخ کے مکتوب سے بھی فائدہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ سالک جب شیخ سے مصافحہ کرتا ہے تو ہاتھ سے توجہ ہوتی ہے۔ جب شیخ اپنے مرید کو دیکھتا ہے تو نگاہوں سے توجہ ہوتی ہے بالکل اسی طرح جب شیخ اپنے مرید کو خط لکھتا ہے تو خط ہاتھ آنکھ اور قلب کی توجہات کا مرکز ہوتا ہے اس لئے مرید کو چاہئے کہ شیخ کے مکتوب کو نہ صرف غور سے پڑھے بلکہ اس کا پورا تقدس و احترام کرے اور خط سے بھرپور عقیدت کا اظہار کرے۔ تاکہ توجہات ثلاثہ سے مستفید ہو سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ "قوا انفسکم واہلیکم نارا ○ اپنے گھر والوں اور بیوی بچوں کو یہ باتیں سکھایا کریں بے دین اولاد ماں باپ کے گناہوں کی تصویر ہے آپ تو سمجھ جائیں گے لیکن اگر بیوی کو نہ سمجھایا تو رسموں اور بدعتوں کی عادی رہے گی میری جماعت میں سنت ہے بدعت نہیں ایمان ہے کفر نہیں توحید ہے شرک نہیں یہ رسالے ہیں انہیں پڑھوائیں یا سنائیں تاکہ انہیں بھی دین کا علم ہو

(صفحہ ۱۲ خدام الدین ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۴۶ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

ذکر کی برکت ماسوا اللہ سے انقطاع

۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء کو ذکر شروع کرنے سے پہلے تاکید فرمائی ذکر زیادہ بلند آواز سے نہ کیا جائے بلکہ دھیمی آواز سے کیا جائے۔

ذکر کے بعد فرمایا اس وقت میں خاص خاص بات کرتا ہوں جن کا مقصد یہ

ہوتا ہے کہ جن حضرات کا تعلق مجھ سے ہے انکی خدمت میرے ذمہ ہے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں تاکہ ماسوا اللہ سے کٹ جائیں اور ایک اللہ سے جڑ جائیں یہ چیز ذکر کی برکت سے حاصل ہوتی ہے کہ بظاہر سب کے ساتھ رہیں لیکن حقیقت میں مقصود اور محبوب سوائے اللہ کے کوئی نہ ہو۔ صوفیا فرماتے ہیں "موتوا قبل ان تموتو" مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ مرنے کے بعد تو تعلقات خود بخود چھوٹ جائیں گے۔ مرنے سے پہلے چھوڑ دو اور ان سے محبت نہ رکھو۔

(صفحہ ۱۲ خدام الدین ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء)

اہل اللہ کے پاس بیٹھنے کا طریقہ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ نے دس جنوری ۱۹۵۲ء کی مجلس ذکر میں فرمایا کہ اللہ والوں کے سامنے بیٹھنا بڑا مشکل ہے پہلی چیز یہ ہے سالک آدی دوزانو ہوکر بیٹھے حس و حرکت نہ کرے جیسے شکنجے میں کسا ہوا ہو۔ بات چیت نہ کرے خاموش بیٹھے جو وہ ارشاد فرمائیں وہ سنے۔ دوسرے لطیفہ قلبی میں شاغل رہے اللہ والے معلوم کر لیتے ہیں کہ کوئی شخص ذکر کر رہا ہے یا نہیں، اللہ والوں کے دل میں ہر دل کی تار ہوتی ہے۔ جیسے پاور ہاؤس سے بلب کا کنکشن ہے غافل ایسا ہے جس کی لائن کٹ گئی ہو اللہ والے غافل کو محسوس کر لیتے ہیں پھر مولانا اصغر حسین دیوبندی ﷫ کے بارے میں فرمایا کہ مجھے باصرار مہمان رکھا اور فرمایا آپ جیسے مہمانوں کے آنے سے دل خوش ہوتا ہے یہ سرٹیفکیٹ دیا میں انکے حضور ہمیشہ ادب سے بیٹھتا تھا گرچہ میرے شیخ نہیں تھے۔

(صفحہ ۹ خدام الدین ۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء)

سانس کی قضا نہیں

آپ ﷫ فرماتے تھے کہ نماز کی تو قضا ہو سکتی ہے یعنی جب بندہ چاہے اللہ

کی بارگاہ میں حاضری دیکر پچھلے گناہ معاف کرا سکتا ہے مگر سانس کی قضا نہیں ہو سکتی، اس لئے جو سانس ایک دفعہ جاچکا ہے اس کا دوبارہ لانا مشکل ہے جب آئے گا دوسرا ہی آئے گا اسی لئے اہل اللہ فرمایا کرتے ہین جو دم غافل سو دم کافر۔

(حوالہ صفحہ ۶۵ حضرت لاہوری ؒ اور خلفاء)

مقصود صرف رضائے الٰہی، کثرت میں غرق وحدت کی تلقین

۲۹ ستمبر ۱۹۴۹ء بروز جمعرات مجلس ذکر کے سامعین کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ؒ نے فرمایا کہ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ یہ مضمون بتایا تھا اور آج پھر اسی کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہم وحدت سے کثرت میں آئے ہیں وہاں ایک اللہ جل شانہ سے تعلق تھا یہاں بکثرت تعلقات ہیں ماں باپ داداد دادی نانا نانی تایا چچا خالہ پھوپھی وغیرہ اور قلبی تعلق سب کے ساتھ ہے حضرت نوح علیہ السلام آخری وقت میں بھی اپنے بیٹے کو کشتی میں آنے کے لئے کہتے ہیں حضرت نبی اکرم ﷺ اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر روتے ہیں تو یہ اس قلبی تعلق کی بناء پر ہے مگر دنیا میں رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ بظاہر تعلق سب کے ساتھ ہو اور حقیقت میں کسی کے ساتھ بھی نہ ہو فقط ایک اللہ کے ساتھ ہو یعنی اللہ کی رضا مقصود ہو۔ بیوی بچوں ماں باپ سب کی خدمت اس لئے کریں کہ اللہ راضی ہو جائے اور اس کی ناراضگی سے بچ جائیں وہ سمجھتے رہیں کہ ہمارے لئے خدمت کر رہا ہے حالانکہ وہ اللہ کے لئے کر رہا ہے۔ مونس و عزیز سب کے ہوں لیکن وحدت میں سرشار ہوں ؎

دلا تو رسم تعلق زمرغ آبی جو
اگرچہ غرق دریا است خشک پر برخاست

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ والوں کی صحبت میں رکھو۔ قرآن کا ارشاد ہے **واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی** جو

صبح شام خدا کو یاد کرتے ہیں درمیان میں بھی وہ غافل نہیں بیٹھتے گنا اگر دونوں کناروں سے میٹھا ہوتا ہے تو بیچ میں سے بھی میٹھا ہوتا ہے سو ان کی صحبت غنیمت ہے۔ خاقانی کہتا ہے۔

پس از سی سال ایں نکتہ محقق شد بخاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اگر یہ طریق اختیار کیا تو پھر کثرت میں رہ کر غافل نہیں رہو گے بلکہ وحدت میں غرق رہیں گے۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۶ خدام الدین ۲۲ جولائی ۱۹۶۶ء)

مزدور ذاکر بادشاہ غافل سے زیادہ محبوب ہے

ایک تنبیہہ مجلس میں بیٹھنے کا قرینہ۔ آداب مجلس

مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "ذکر اور دعا کے بعد میرا معمول ہے کہ ذرا خاموش بیٹھتا ہوں' اس میں ایک راز ہے جسے اس مجلس میں بیان نہیں کیا جا سکتا خواص کو کبھی علیحدہ بتاؤں گا تم نے اکثر میرا یہ عمل دیکھا ہے لیکن سمجھے نہیں ہو میرے عمل کو بھی دیکھا کرو۔ میں نے پچھلی دفعہ دیکھا کہ دعا کے بعد فوراً صفیں میرے قریب بچھا دی گئیں اور لوگ میرے نزدیک آگئے اور خاموش بیٹھنے کا موقع نہیں دیا اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ کچھ دیر ٹھہر جایا کرو اور اس عرصہ میں لطیفہ قلبی میں مشغول رہا کرو۔ ویسے اس خاموشی کا کچھ اور مقصد بھی ہے جسے اس عام مجلس میں بیان نہیں کر سکتا۔

کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا "میں جب کہتا ہوں کہ فلاں فلاں صاحب میرے قریب آکر بیٹھیں تو اس میں کچھ مقصد ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے لیلی احلام منکم کہ تم میں جو زیادہ سمجھ والے ہیں میرے قریب بیٹھا کریں۔ میرے دل میں کسی کی دنیاوی عظمت کی عزت نہیں۔ ایک مزدور ذاکر میرے ہاں

بادشاہ غافل سے زیادہ محبوب ہے۔ ذاکر مغفور و مرحوم ہے اور غافل مردود ویسے تو یہ بھی ایک حال ہے کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں سو اگر میں کہتا ہوں کہ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب میرے قریب بیٹھیں تو اس لئے نہیں کہ وہ حکومت کے ایک سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ نہیں۔ اس لئے کہ وہ میرے بعد درس دیتے ہیں جمعہ پڑھاتے ہیں وہ الفاظ قریب سے سنیں۔ میری حرکات قریب سے دیکھیں تاکہ وہ نقل کر سکیں۔ اس طرح میں کہتا ہوں کہ مولوی محمد مقبول عالم میرے قریب بیٹھے اس لئے نہیں کہ وہ بی اے ہے بلکہ اس لئے کہ وہ بھی میرے بعد میری مسند پر بیٹھ کر درس دیتا ہے یہ استعداد سب میں نہیں کہ مجھ سے سنیں اور پھر نقل کر سکیں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ سب مجھ سے سنتے ہیں اگرچہ درس نہیں دیتے لیکن اپنی برادریوں میں جا کر سناتے ہیں۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو ان سے اڑ بھی جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور استقامت دے۔ صحابہ کرامؓ بھی مغفور و مرحوم تھے لیکن پھر بھی مراتب اور درجات میں بڑا فرق تھا جو استعداد حضرت ابوبکر صدیق ﷺ میں تھی وہ کسی اور میں نہیں تھی۔ اسی طرح استعداد اور درجات کا فرق یہاں بھی ہے۔

اس کے بعد فرمایا اب صفیں قریب لے آؤ اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مولوی محمد مقبول عالم صاحب چوہدری محمد حیات صاحب اور قاری محمد ابراہیم صاحب میرے قریب اگلی صف میں آکر بیٹھیں (چنانچہ اسی ترتیب سے سب بیٹھ گئے اور باقی لوگ ان کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے)

(ماخوذ از صفحہ ۱۵، ۱۶ خدام الدین ۲۲ جولائی ۱۹۶۶ء)

حرام سے بچنے کے لئے ذکر اللہ کی ضرورت

فرمایا کثرت سے ذکر کرنا ضروری ہے اس کی خاصیت ہے کہ دل میں ایک ایسی استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ پھر حرام کھانے کو قبول ہی نہیں کرتا جیسے معدہ مکھی کو قبول نہیں کرتا۔

زہر دانستہ یا نادانستہ جیسے بھی کھایا جائے اس سے موت واقع ہوجاتی ہے اسی طرح حرام کھانے سے دل پر اثر ہونا ضروری ہے عبادت کی لذت سے محرومی اور رفتہ رفتہ توفیق ہی سلب ہوجاتی ہے۔ (ماخذ صفحہ ۹۴ خدم الدین امام الاولیاء نمبر)

حافظ ریاض احمد اشرفی لکھتے ہیں کہ مجھ پر حضرت لاہوری ؒ کا احسان عظیم ہے ظاہری بیعت ان کے دست اقدس پر نہ ہونے کے باوجود ان کی روحانیت میری مربی ہے کہ اکثر خواب میں ملاقات فرماکر تسلی و تشفی کا سامان بہم پہنچاتا رہتا ہے ایک روز خواب میں فرمایا یااللہ یارحمٰن یارحیم یاارحم الراحمین ارحمنا تمہارے لئے اکسیر ہے۔ اس کو ہزار بار روزانہ پڑھو استقامت کے ساتھ چنانچہ پندرہ برس سے یہ معمول ہے۔

ایک مرتبہ سخت مالی پریشانی تھی خواب میں فرمایا یا اللہ لطیف چنانچہ اتنے جملے کو معمول بناکر جب بھی دعا کی اللہ تعالیٰ نے کرم کردیا۔

آپ کی حیات طیبہ میں ایک مرتبہ قساوت قلبی کی شکایت کی فرمایا بسم اللہ استغفراللہ صلی اللہ علی محمد کی ضربیں قلب پر روح پر اور وسط سینہ میں بالترتیب بوقت تہجد قبل طلوع فجر لگاؤ یہ بھی معمول ہے لاتعداد فوائد ہیں۔ (ماخز صفحہ ۳۲۶ امام الاولیاء نمبر)

مقصد ذکر اور حلاوت ذکر بذریعہ اخلاص

جانشین امام الھدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی نے مجلس ذکر میں فرمایا کہ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ لوگ ذکر کرتے ہوئے مدتیں گزار دیتے ہیں مگر نہ مقصد ذکر حاصل ہوتا ہے اور نہ حلاوت ذکر نصیب ہوتی ہے۔ وجہ آداب اور طریق ذکر سے ناواقفیت اور عقیدت و محبت اور اطاعت کے تاروں میں نقائص کی ہوتی ہے۔

یاد رکھئے! اخلاص بنیادی وصف ہے جس کے بغیر بیل منڈھے نہیں چڑھتی

چڑھتی بلکہ سرے سے سر ہی نہیں نکالتی اس لئے مقصد ذکر حاصل نہیں ہوتا۔ حلاوت ذکر صرف اور صرف محبت سے نصیب ہوتی ہے۔

شیخ سے حصول فیض کا طریقہ

حضرات گرامی! مجلس میں سب کو حق تعالیٰ سبحانہ سے لو لگا کر بیٹھنا چاہئے امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے وقت ذکر قلبی کی تلقین کرتے ہوئے خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ذکر اس تصور سے کریں کہ نہ زمین رہے نہ آسمان' نہ جن رہے نہ شیطان ہر شے فنا ہو جائے فقط اللہ تعالیٰ رہ جائے۔ آپ حضرات بھی ذکر اسی طرح کیا کریں اور جب شیخ کی خدمت میں بیٹھیں تو اپنے قلب کو تصور میں شیخ کے قلب سے جوڑ دیں اور محسوس کریں کہ اللہ تعالیٰ کے انوار کی بارش شیخ کے قلب پر ہو رہی ہے اور وہاں سے آپ کے قلب پر آ رہی ہے اور آپ کا قلب شیخ کے قلب میں ڈوب گیا ہے جذب ہو گیا ہے۔ اس طرح شیخ سے رابطہ جڑ جاتا ہے اور فیض کا دریا جاری رہتا ہے۔

ذکر خیالی

دوستو! ذکر دو طرح کا ہے۔ ایک ذکر تو یہ ہے جو میں اور آپ زبان سے کرتے ہیں اور ایک ذکر وہ ہے جسے ذکر خیالی کہتے ہیں اور جس سے ملکہ یادداشت حاصل ہوتا ہے خیالی ذکر سے تمام لطائف ستہ 'نفسی 'قلبی' روحی' سری' خفی' اخفی پر لفظ اللہ نقش ہو جاتا ہے اور ذات باری میں محویت اور فنائیت بڑھتی جاتی ہے۔ پاس انفاس' ذکر ارہ' سبعہ صفات کے مراقبوں' سلطان الاذکار نفی اثبات اور اسم ذات نورانی کے مراقبوں سے تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک "ذات بحت" کی جلوہ فرمائی ہوتی ہے یہ سب کیفیات و مقامات کامل شیخ کی باطنی' تربیت اور اللہ کے فضل سے نصیب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو درجہ کمال تک پہنچائے۔ آمین

ذکر جہر بھی محبت سے اور دھیمی آواز میں کرنا چاہیے

عزیزان گرامی! آخر میں یہ بات گوش گزار کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ ذکر جہر مجلس ذکر میں توجہ کو مرکوز کرنے کے لئے ہوتا ہے سرور و کیف کی فضا پیدا کرنے کی غرض سے اور اجتماعی فائدے کے حصول کیلئے ہوتا ہے اس لئے نہایت سکون و دل جمعی اور محبت سے ذکر کرنا چاہیے زور زور سے اور اپنی اپنی آواز یں نکالنے سے توجہ بٹ جاتی ہے اور ارتکاز خیال کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے مجلس میں شامل ہونے والوں کو محبت سے مزے لے لے کر اور دھیمی آواز سے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اللہ کا ذکر کرنا چاہیے اس سے لذت ذکر اور حلاوت ذکر نصیب ہوگی اور گوہر مراد ہاتھ آئے گا۔

اللہ ہم سب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ شکر گزار بندہ ہونے کی توفیق بخشے اور اپنی ناشکری اور ناسپاسی سے بچائے۔ (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ماخوذ خدام الدین ۲۲ر ستمبر ۹۵ء)

شیخ اور تربیت سالک طالب مانند بوٹا شیخ مانند مالی

جناب ابوالحسن صاحب تاندلیانوالہ والے فرماتے ہیں ایک دفعہ آپ نے مجلس ذکر میں فرمایا کہ طالب مانند بوٹے کے ہے اور شیخ مانند مالی کے ہے جس مالی کو باغ کے بوٹوں کی بیماری کی خبر نہ ہو وہ مالی نہیں جس شیخ کو طالب کی بیماریوں کا علم نہیں وہ شیخ نہیں۔ (صفحہ ۶۱۸ خدام الدین اماالاولیاء نمبر)

تربیت السالک

بیری کے بیر کو پکنے کیلئے کئی درجہ طے کرنے پڑتے ہیں پہلے بور آتا ہے پھر

بور سے جوار کے دانے کے برابر بیر بنتا ہے پھر اور بڑا ہوجاتا ہے لیکن کڑوا ہوتا ہے اگر بیری کے ساتھ لگا رہے تو پک کر لال ہوجاتا ہے اور خود بخود ٹوٹ کر گر جاتا ہے۔ یہ بیر کا درجہ کمال ہے اس وقت وہ بیر کی نسل قائم رکھنے کے قابل ہوجاتا ہے اسی طرح شیخ کی طرف اپنے آپ کو منسوب تو سب کرتے ہیں مگر پختہ وہی ہوتا ہے جو صحبت میں مدت مدید تربیت پانے کے بعد پک کر نکلے۔ آئندہ وہی روحانی سلسلہ کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۹ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

کثرت ذکر سے حرام وحلال کا امتیاز

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ اپنے مواعظ حسنہ میں اکثر حرام لقمہ کھانے سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے ایک مبارک مجلس میں فرمایا حرام کھانے کا طبعی اثر یہ ہے کہ اس سے عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اس کی یہی خاصیت ہے خواہ جان بوجھ کر کھائے یا نادانستہ۔ جس طرح جان بوجھ کر یا ان جانے سے زہر کھانے سے موت واقع ہو جاتی ہے اس طرح حرام لقمہ کھانے سے عبادت اور ذکر کی حلاوت ولذت کم ہو کر رفتہ رفتہ توفیق عبادت وذکر ہی سلب ہو جاتی ہے۔ نیز فرماتے جس طرح پانی کے ایک گھڑے میں ایک قطرہ پیشاب مل جائے تو پانی کا پورا گھڑا حرام ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح تھوڑے سے حرام مال سے تمام حلال مال حرام ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کثرت سے ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ کثرت ذکر کی خاصیت ہے کہ اس سے دل میں ایسی 'استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ پھر حرام کھانے کو قبول ہی نہیں کرتا جیسا کہ معدہ مکھی کو قبول نہیں کرتا۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

بے نمازی کے ہاتھ کا پکا کھانے کا اثر

۲۰ دسمبر ۵۱ء کی مجلس ذکر میں فرمایا کہ ضلع سیالکوٹ کے ایک حکیم صاحب نے اللہ کا ذکر سیکھا کچھ عرصے بعد اس نے کہا کہ فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا

بیوی نماز پڑھتی ہے۔ کہا نہیں میں نے کہا مار یہیں سے پڑرہی ہے کہ یہ بے نمازی بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانے کا اثر ہے۔

میاں بیوی دونوں یاد الٰہی کرنیوالے ہوں برکت تب آتی ہے ورنہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کر دیتی ہے۔

پنجاب کے ایک نواب ہیں انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب نیک کام کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن توفیق نہیں ہوتی میں نے کہا تمہارے مال میں حلال کے ساتھ حرام بھی ملا ہوا ہے اور کھانا بے نمازیوں کے ہاتھ سے پکتا ہے تیسرے کافروں اور مشرکوں کے ساتھ یاری کے بھی اثرات ہیں (یہ تقسیم ملک سے پہلے کا واقعہ ہے)۔ (ماخذ صفحہ ۶ خدام الدین ۵ جنوری ۶۸ء)

رزق حلال کی لذت

بہاولپور میں ایک بزرگ تھے جنگل میں جھگی بنائی ہوئی تھی میں ان کے پاس گیا پانی مانگا مٹی کے گھڑے سے مٹی کے پیالے میں پانی دیا۔ آج تک اس کی لذت نہیں بھولا۔ ایک دفعہ ایک نواب کے ساتھ چند لقمے مجبوراً کھائے اس کی بے لذتی بھی یاد ہے (ماخوذ از صفحہ ۶ خدام الدین ۵ جنوری ۶۸ء)

حقیقت ختم شریف

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے بیان میں فرماتے اللہ تعالیٰ میرے دشمنوں کو بھی ہدایت سے نوازے جو مجھے وہابی (بے ایمان) کہتے ہیں چونکہ میں یتیموں کا مال ختم شریفوں میں جاکر نہیں کھاتا۔ اس لئے مجھے مولوی وہابی کہتے ہیں یاد رکھو یتیموں کا مال کھانا حرام ہے اور یہ تیجا شریف' دسواں شریف' چالیسواں شریف سب اسلام کے خلاف ہے کل کو اگر تم زنا کرو اور کہو کہ رات رنڈی شریف آئی تھی زنا شریف کیا تھا تو کیا سننے والے تمہارے منہ پر جوتا نہ ماریں گے۔ کیا تمہارے شریف لگانے

سے جائز ہو جائے گا۔ (ماخوذ صفحہ ۴۲۔ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳)

اہمیت اکل حلال

حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی والے صوفی باصفا فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے بعض چیزیں صورتاً حلال ہوتی ہیں مگر سیرتاً حرام ہوتی ہیں' اس کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ علمائے کرام کو بھی یہ تمیز نہیں ہوتی وہ حلال حرام سب کھا جاتے ہیں۔ بکری کا گوشت حلال ہے' لیکن اگر چوری کی ہو تو صورتاً تو حلال ہے۔ اگرچہ عوام الناس اِس کے مکلّف نہیں۔ مگر حرام خواہ جان بوجھ کر کھایا جائے یا بھول کر اپنا' اثر دکھائے گا۔ سنکھیا خواہ جان بوجھ کر کھایا جائے یا بھولے سے کھایا جائے' اپنا اثر تو دکھائے گا۔ البتہ پہلی صورت میں انسان خودکشی کا مجرم ہو گا اور دوسری میں مجرم تو نہیں مگر موت تو آکر رہے گی۔ اسی طرح حرام خواہ جان بوجھ کر کھایا یا بھولے سے کھایا یا بغیر علم کے کھایا جائے اپنا اثر ضرور دکھائے گا۔ عبادت کی اول تو توفیق نہیں ملے گی' اگر مل گئی تو قبول نہیں ہوگی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں' یارب یارب کہتے ہیں مگر ان کی دعا قبول ہو تو کیسے ہو۔ انہوں نے جو کھایا وہ بھی حرام' جو پیا وہ بھی حرام' جو پہنا وہ بھی حرام۔ حرام سے اللہ تعالیٰ کو بو آتی ہے۔ جیسے ہم بھی ایسی چیز قبول نہیں کرتے۔ مثلاً آپ کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے' آپ کے سامنے کتے نے ایک پیالے میں منہ ڈالا' بعد میں گھر والوں نے اسی پیالے میں خالص دودھ میٹھا ڈال کر آپ کو پیش کیا۔ گھر والوں کو معلوم نہیں تھا کہ اس پیالے میں کتے نے منہ ڈالا ہے۔ آپ اس پیالے کا دودھ نہیں پئیں گے۔ حالانکہ دودھ میٹھا ہے' ذائقہ دار ہے' بالائی بھی ڈالی ہوئی ہے پھر خالص بھی ہے۔ اس لئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ظرف پلید ہے اگرچہ مظروف پاک ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا نام پاک ہے۔ دعا کے کلمات پاک ہیں' قرآن کی آیات پاک ہیں مگر جس زبان سے اور

جس منہ سے یہ پاک الفاظ نکل رہے ہیں وہ منہ یا ظرف پلید ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول نہیں فرماتے۔البتہ پیالہ دھویا جائے' پاک کیا جائے پھر آپ اس میں پانی بھی پی لیں گے۔ اسی طرح اگر انسان حرام کھانے سے' حرام پینے سے' حرام پہننے سے توبہ کرکے اپنے ظرف (منہ) کو پاک کر لے پھر دعا مانگے' انشاء اللہ قبول ہو گی۔ ماخوذ از صفحہ ۳۳۲ خدام الدین امام الاولیاء نمبر

لعنت کے معنی رحمت سے دوری

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے متعلق مخالفین نے مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ اولیاء کرام کا منکر ہے اس کے متعلق میں بارہا جمعہ درس اور اس مجلس ذکر میں کہہ چکا ہوں کہ جو اولیاء کرام کا انکار کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے لیکن جو ان کو خدا کے درجہ پر لائے اس پر بھی خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ ملعون کے سر پر سینگ نہیں ہوتے لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری یعنی ملعون سے خدا ناراض ہو جاتا ہے ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکر جہر شروع کرنے سے پہلے گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر محبوب سبحانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے یہی ہماری گیارہویں ہے اور یہی اصلی قادریت ہے ان بھلے مانسوں نے گیارہویں گوجروں سے دودھ اور کھیر لینے کو سمجھ رکھا ہے جو ان کو گیارہویں کھلائے وہ حنفی خواہ وہ تارک نماز ہی ہو جو نہ کھلائے وہ وہابی۔

کیا یہی دین لوگوں کو پہنچاؤ گے۔

(ماخوذ ملفوظات طیبات صفحہ ۱۱۳' امام الاولیا نمبر صفحہ ۵۶۸)

چار سال میں تکمیل

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے میں نے سندھ سے بفضل ایزدی بڑی نعمتیں

حاصل کی ہیں ان میں سے ایک دل کی بصیرت ہے میرا دعویٰ ہے کہ چار سال کا خرچ بیوی بچوں کو دے کر میرے پاس آجاؤ مسجد میں نیم کے پیڑ کے نیچے بیٹھاؤنگا صرف وہ چیزیں کھانے کو دونگا جو حلال ہونگی' حرام کھانے سے نور حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے خود چالیس سال صرف کئے ہیں لیکن تم کو چار سال میں سکھا سکتا ہوں۔ (صفحہ ۱۰۰ مرد مومن)

نازک مزاج محبوب

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا ہی نازک مزاج محبوب ہے وہ اپنے تعلق میں غیر کی شراکت برداشت نہیں کرتا۔ ایک شخص کا واقعہ اکثر بیان کیا کرتا ہوں اس کا اپنا بیان ہے کہ اللہ اللہ کرنے کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن ہوگیا تھا ایک دفعہ پانی والے تالاب کی طرف آرہا تھا ایک خوبصورت نوجوان لڑکی پر جو کہ سامنے سے آرہی تھی نظر کا پڑنا تھا کہ چراغ بجھ گیا اور پھر وہ آج تک روشن نہیں ہوا۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۴ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

اہلیت استعداد اور مہارت (ہر فن کا کوئی ماہر ہوتا ہے)

(۱) حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷺ نے بروز جمعرات ۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء مطابق ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ مجلس ذکر میں فرمایا میرے عزیز بھائیو اور بہنو! ہر فن میں مہارت رکھنے والے کچھ ماہرین ضرور ہوتے ہیں جو اس فن کو آگے بڑھانے کی محنت میں لگے رہتے ہیں۔ نیز ہر فن کا کوئی نہ کوئی نصاب بھی ضرور ہوتا ہے۔ نصاب کی تکمیل کے بعد ہی فن میں ترقی و نکھار اور پختگی کا مرحلہ آتا ہے۔ مثلاً دینوی علوم و فنون میں ڈگری اور سند کے حصول کے لئے پی ایچ ڈی آخری منزل ہوتی ہے اور درس نظامی میں دورۂ حدیث آخری منزل ہے مگر نہ تو پی ایچ ڈی علوم و فنون کی آخری حد ہے اور نہ ہی دورۂ حدیث علوم دینیہ کی آخری حد ہے

کسی کے پاس پی ایچ ڈی یا درس نظامی میں دورۂ حدیث سے فراغت کی سند یا کسی شعبہ علم میں درجہ **تخصص** کی ڈگری فقط اس بات کا ثبوت ہیں کہ سند یافتہ شخص اس علم و فن کی سوجھ بوجھ رکھتا ہے۔ وہ اس فن میں ماہر فقط اسی صورت میں بن سکتا ہے جب اس نے متعلقہ فن کا مروجہ نصاب پڑھا ہو۔ اس کی تکمیل کی ہو اور اس میں مہارت رکھتا ہو۔

پی ایچ ڈی کرنے یا دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد کوئی شخص اپنے علم میں کامل و مکمل اور یکتا ہرگز نہیں ہو جائے گا اور نہ ہی وہ علم کی تھاہ کو پہنچ جاتا ہے یا اس کے تمام گوشوں پر حاوی و قادر ہو جاتا ہے بلکہ اس میں علمی تحقیقات کو سمجھنے' ان پر غور کرنے اور اپنی استعداد کے مطابق کچھ آگے بڑھانے کی اہلیت بیدار ہو جاتی ہے۔ اس کی سوچ میں پختگی اور نکھار آجاتا ہے۔ اس کے دائرہ فکر و نظر میں وسعت آجاتی ہے مگر کوئی شخص حد کمال کو پہنچے' علوم کے تمام گوشوں کے احاطے اور ہمہ دانی کے دعوے کا متحمل ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ جو شخص اپنے چھ فٹ کے جسم کے اندر پائے جانے والے کھرب ہا کھرب جرثوموں تک کی تعداد بتانے سے عاجز و قاصر ہو وہ آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی ہوئی کائنات بسیط کے علوم و فنون اور راز ہائے قدرت کے جاننے اور ان میں کسی ایک کی انتہا کو پہنچنے کا بھی مدعی کیونکر بن سکتا ہے؟ اور اس کی ہمہ دانی کا دعویٰ کوئی معمولی عقل و شعور رکھنے والا آدمی بھی کیسے تسلیم کر سکتا ہے۔ کیونکہ علوم فنون کا انتہا کو پہنچنا اور اسے پانا اور اس کا احاطہ کرنا کسی مخلوق کے بس کی بات ہی نہیں۔ (صفحہ ۸ خدام الدین یکم مئی ۹۲ء)

ظلمت قلب دور کرنے کا طریقہ

قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بتاتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا۔ حضرت قلب سے ظلمت دور نہیں ہوتی۔ فرمایا یہ دوسروں کا عکس پڑتا ہے۔ روزانہ کچھ وقت تنہائی میں گزارا کرو۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۳۸)

روحانیت کا بھی ایک نصاب ہے

میرے محترم دوستو' بھائیو اور بہنوں! جس طرح دیگر تمام علوم وفنون کا ایک مقررہ نصاب ہے اسی طرح کتاب وسنت کے مطابق روحانیت کا بھی ایک نصاب ہے اور اس نصاب کی تکمیل کے بعد ہی کوئی شخص ماہر روحانیت قرار دیا جاسکتا ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ یہاں وہ شخص جو روحانیت کی ابجد سے بھی واقف نہیں' خانقاہیت کی ہوا بھی جن کو نہیں لگی اور جو شریعت تو بڑی عظمت کی بات ہے' انسانیت وشرافت سے بھی کوئی دور کا علاقہ نہیں رکھتے روحانیت کے سوداگر بنے بیٹھے ہیں اور بڑی بڑی خانقاہی گدیوں پر متمکن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خانقاہیت کا سلسلہ بدنامی سے دوچار اور روحانیت قطعی زوال کا شکار ہے اور ڈھونڈے سے کہیں نظر نہیں آتی۔ روحانیت کے نصاب کی تکمیل یا اس سے آشنائی کا تو ذکر ہی کیا بڑے بڑے پیر جو گدیاں سنبھالے بیٹھے ہیں لطیفہ قلبی اور ذکر قلبی سے نا آشنا اور ناواقف ہیں۔ حالانکہ روحانیت کے نصاب اور صفائے باطنی کی تربیت کا آغاز اور ابتداء ہی اس سے ہوتی ہے۔ (صفحہ ۸ خدام الدین یکم مئی ۹۲ء)

لطیفہ قلبی جنت کا ٹکٹ ہے

جانشین حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب دل کو ہمارے لئے ترازو بنایا۔ میزان عدل بنایا' نیکی اور بدی کے پرکھنے کی کسوٹی بنایا تو اس کی صفائی ازبسکہ لازمی ٹھہری۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اکابر سب سے پہلے لطیفہ قلبی ہی کا ذکر سکھاتے تھے' اور اسی پر اللہ کے نام کی ضرب لگوایا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی پہلا ہی سبق پڑھ لے یعنی لطیفہ قلبی پر ضرب لگانا سیکھ لے اور ساری عمر اس پر مواظبت کرے تو انشا اللہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اور بات بالکل ٹھیک ہے۔ دس سبق نہیں' ایک قلب پر

ہی اگر انسان اعتماد کرے ، ساری زندگی کے نماز روزے اور فرائض کے بعد ذکر قلبی پر مداومت کر لے تو میں بھی دعوے سے کہتا ہوں سیدھا جنت میں جائیگا۔
(حوالہ ـ مجلس ذکر مطبوعہ "خدام الدین" ۳۰ جولائی ۱۹۷۱ء) (ماخوذ خدام الدین ۲۹ اگست ۷۹ء)

آپ اپنے خلفاء مجاز کو بھی اس بات کی ہدایت کرتے کہ پہلے ذکر قلبی کی تلقین کی جائے جب لطیفہ قلبی بیدار ہوجائے تو آگے سبق دیا جائے بیداری کی علامت یہ ہے کہ جب سالک کے قلب پر توجہ کی جائے تو اس کا قلب ذکر الٰہی سے منور نظر آئے اسی طرح لطیفہ روحی ، سری ، نفسی ، خفی اور اخفی کی باری باری ہر لطیفہ پکنے کے بعد تلقین کی جائے۔ (صفحہ ۱۰۰ مرد مومن)

اصلاح قلب پر تمام اصلاح کا مدار ہے

(۱) مرشد اعظم حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہو گیا تو سارا جسم درست ہو گیا اور اگر وہ بگڑا تو سارا جسم بگڑ گیا اور سنو وہ قلب ہے۔"

صاحبو! اس حدیث میں بیان تو مضغہ لحم صنوبری کا ہوا ہے مگر حکم اس لطیفہ کا ہے جس کو اس مضغہ سے گہرا تعلق اور اتصال ہے۔ اسی وجہ سے بیان مضغہ کا کر دیا گیا ہے۔ اور درستی قلب کو درستی بدن کا سبب اور مدار قرار دیا گیا ہے۔

لطائف ستہ

لطائف چھ ہیں۔ قلبی ، روحی ، نفسی ، سری ، خفی ، اخفی اور ان کے مقام بھی جسم میں متعین ہیں جن کا ملاء اعلیٰ سے تعلق اور ربط ہے۔

نصاب روحانی

چھ لطائف زندہ اور تروتازہ ہو جائیں تو اس کے بعد پاس انفاس کا مرحلہ

ہوتا ہے۔ پاس انفاس کو "ہوش دردم" اور "ملکہ یادداشت" کا نام بھی دیا گیا ہے۔ مگر بات ایک ہی ہے سانس کی حفاظت و نگہداشت۔ کوئی سانس اللہ کی یاد سے غفلت میں نہ جائے۔ ہر دم اللہ کی یاد میں گزرے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے غرض کوئی بھی کام کرتے اور ہر حال میں یاد الٰہی اور ذکر خداوندی جاری رہے اور نفس نفس یعنی ہر سانس کے ساتھ ذکر اللہ کا تسلسل قائم رہے پاس انفاس کے بعد ذکر آرہ، صفات سبعہ کا مراقبہ، سلطان الاذکار، نفی اثبات اور مراقبہ اسم ذات نورانی کے مراحل ہیں ان بارہ اسباق پر نصاب روحانی مکمل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اللہ کی ذات میں سیر اور فنافی اللہ اور بقاء باللہ کے مقامات ہیں جن کی کوئی حد اور انتہا ہی نہیں ہے۔ (صفحہ ۹ خدام الدین یکم مئی ۹۲ء)

ذکر میں رکاوٹ کے اسباب اور ان کا علاج

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں اپنی یاد کے لئے بھجوایا ہے۔ لیکن اس میں رکاوٹ ڈالنے والے بے شمار اسباب ہیں۔ سب سے پہلے تو اپنا نفس ہے۔ اس کی خواہشات اتنی ہیں کہ ان کو پورا کرنے میں خدا کی یاد میں رکاوٹ پڑتی ہے پھر نفس اطاعت الٰہی سے روکتا ہے اور سستی کرتا ہے۔ اس کے بعد ناسوتی تعلقات ہیں۔ جن میں سب سے پہلے بیوی بچے آتے ہیں۔ اگر شادی نہ کریں تو طبیعت پراگندہ رہتی ہے۔ اگر کریں تو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بال بچوں کی ضروریات مہیا کرنے میں سرگرداں رہنا پڑتا ہے۔ خدا کی یاد سے غفلت ہو جاتی ہے۔ عام طور پر لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ بال بچے دار ہیں ان کی ضروریات میں لگے رہتے ہیں۔ فرصت نہیں ملتی۔ اس لئے درس میں نہیں آسکتے۔ دین نہیں سیکھ سکتے۔ خدا کو یاد نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد کاروباری حالات میں ملازم ہیں تو افسروں کی رعایت کرنی پڑتی ہے اور ان کی خاطر دینی نافرمانیاں کرنی پڑتی ہیں اور دین پر نہیں چلتے۔ ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی فقط ایک تدبیر ہے اور وہ ہے بکثرت ذکر الٰہی۔ اللہ کا نام بکثرت لینے سے نہ

نفس آڑے آئے گا نہ بیوی بچے نہ برادری نہ افسر وغیرہ۔ ذاکر سب سے پہلے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر دوسروں کی فکر کرتا ہے۔ اس کے اندر جراءت ایمانی ہوتی ہے۔ اگر جرات نہ ہو تو ایک چچی بھی ایمان چھین کر لے جاتی ہے۔ نانی ورغلا لیتی ہے اور باجا بجانے کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔ جراءت ایمانی ہو تو آدمی ٹھوک کر جواب دے' دے کہ تم سب سر پٹک کر مرجاؤ۔ ایسا نہیں ہو گا تو پھر کوئی بھی آڑے نہیں آئے گا ساری برادری سیدھی ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے اپنی قوم کو ٹھوک کر جواب دیا۔ سورہ ممتحنہ تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو صاف کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ۔

صبح سے پہلے تہجد کے وقت اٹھا کرو اس وقت دو چار یا آٹھ نفل پڑھو اور اور پھر نماز فجر سے پہلے دو چار ہزار بار اللہ کا ذکر کرو۔ پھر اس کے بعد بیوی بچوں کی فکر کرو۔ اول خویش بعد درویش اگر ذکر میں سے کچھ بچ جائے تو ظہر سے پہلے پورا کرو۔ غرض دن میں پورا ہو جائے۔ کل ایک دوست نے ذکر کیا کہ عشاء کے بعد ذکر کرتا ہوں۔ لیکن نیند آجاتی ہے۔ اس لئے رہ جاتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کا وقت بدلو ذکر فجر سے پہلے کیا کرو۔ تاکہ اگر رہ جائے تو سارے دن میں پورا ہو سکے۔ یہ نہیں کہ سارا دن ختم کر کے عشاء کے بعد ذکر کرو۔ اس وقت تو نیند آجاتی ہے۔ عشاء کے بعد جلدی سو جایا کرو اور سحر کے وقت اٹھا کرو۔

ذکر جہر کی وجہ

(۱) ۱۷ مارچ ۱۹۵۵ء جمعرات کی مجلس ذکر میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ نے فرمایا ہے کہ ذکر جہر اس لئے کیا جاتا ہے کہ حواس

اوپری متوجہ ہوں اور دوسرے خیالات نہ آئیں لیکن زیادہ بلند آواز سے ذکر نہیں کرنا چاہئے ہلکی آواز سے کرنا چاہئے (پھر آپ ﷺ نے ذکر کر کے دکھایا) پھر فرمایا موت کو اکثر یاد کیا کرو "اکثروذکرھازم اللذات" لذتوں کو توڑنے والی کو اکثر یاد کیا کرو۔ (الحدیث)

موت سے لذتیں ختم ہو جاتی ہیں بیوی بچے مکان جائیداد مال دولت سب چھوٹ جاتے ہیں اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ان کی محبت دل سے نکل جائے گی اور انکے چھوٹنے سے غم نہیں ہو گا۔

(صفحہ نمبر ۱۲ خدام الدین ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء)

۲۴ مارچ ۵۵ء جمعرات کی مجلس ذکر میں فرمایا کہ آج بھی بعض لوگوں کی آوازیں اونچی تھیں کچھ لوگ نئے ہوتے ہیں ذکر درمیانی آواز سے کیا کریں ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت اونچی آواز سے ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بہرا نہیں ہے اتنی اونچی آواز سے ذکر نہ کریں۔

ذکر باقاعدگی سے کریں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ہمارے درمیان ایک بنیادی فرق ہے وہ دین کو نمبر اول اور دنیا کو نمبر دو رکھتے ہیں ہم دنیا کو نمبر اول اور دین کو نمبر دوئم رکھتے ہیں اپنی ہی مثال کہتے ہیں' بیان کرتے ہیں بعض سے پوچھتا ہوں ذکر کیا کرتے ہو کہ فرصت نہیں ملتی سب کاموں کے لئے فرصت ہے کھانے پینے بیوی بچوں دوست احباب سے بات کرنے سونے کے لئے فرصت ہے لیکن ذکر کے لئے فرصت نہیں اسے گویا کام ہی نہیں سمجھتے وقت ملا تو کر لیا نہ ملا تو نہ کیا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے ذکر ضرور کرنا چاہئے۔

(ص ۱۲ خدام الدین ۲۶ اپریل ۶۸ء)

ترکیب ذکر جہر

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اول گیارہ

دفعہ سورہ اخلاص پڑھی جائے پھر ہاتھ اٹھا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ثواب پہنچایا جائے اور مندرجہ ذیل تین دعائیں کی جائیں۔

(۱) اے اللہ! تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما

(۲) اے اللہ! تو مجھے اپنا نام نصیب فرما

(۳) اے اللہ! مجھ سے وہ کام کرا جن میں تو راضی ہو۔

اس کے بعد ذکر شروع کیا جائے۔ اور تسبیح کے دانہ ساتھ ہی پھیرنے شروع کر دیئے جائیں۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. تین دفعہ پورا کلمہ پڑھنے کے بعد۔ پھر فقط لا الہ الا اللہ کا کلمہ زبان سے کہا جائے۔ دس تسبیح اس کلمہ کی پھیری جائیں اسکے بعد الا اللہ کی دس تسبیح پھیری جائیں اس کے بعد اللہ کا ذکر کیا جائے۔ پہلی تین مرتبہ میں جل شانہ کا لفظ بھی کہا جائے بعد میں فقط اللہ کا کافی ہے۔ دس تسبیح پھیری جائیں۔

اس کے بعد ھو کا ذکر کیا جائے۔ اس کی بھی دس تسبیح پھیری جائیں۔

اس کے بعد مراقبہ کرے۔ ۳ یا ۵ یا ۷ یا ۹ مرتبہ لفظ اللہ لطیفہ قلبی پر ضرب لگائے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنِی بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ.

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی

احقرالانام

احمد علی عفی عنہ

دروازہ شیرانوالہ لاہور

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کے نام ایک خط جس میں تمام سالکین کے لئے رہنمائی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز القدر محترم المقام مولوی ابوالحسن صاحب بارک اللہ لکم

(از احقرالانام احمد علی عفی عنہ)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

آج ۴ جون ۱۹۴۲ء کے دن آپ کا مراسلہ وصول پایا۔ حالات مندرجہ سے اطلاع پاکر قلب میں اطمینان اور طبیعت میں سرور حاصل ہوا۔ آپ کا فقرہ "ندی کے کنارہ ایک بستی جو شہر سے دور اور نہایت پر سکون جگہ ہے۔" پڑھ کر میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ میں بھی ایسی جگہ جاکر رہوں جہاں اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی یاد ہو سکے۔ مگر جب ڈائری میں دیکھا تو تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد کئی جلسوں میں شرکت کے وعدے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے سے مانع آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر سکون جگہ پر بیٹھ کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے اور ذکر الٰہی کے انوار سے آپ کے قلب بلکہ ذرہ ذرہ جسم کو منور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آپ میرے ہیں اور میں آپ کا ہوں خط و کتابت کی تاخیر کے باعث اس تعلق میں کوئی فتور نہیں ہو سکتا البتہ یہ ضروری چیز ہے کہ خط و کتابت سے اس تعلق میں ایک تازگی سی آجاتی ہے جس طرح پودوں پر بارش ہونے کے باعث ایک تازگی

معلوم ہوتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ ایام تعطیلات میں حتی الوسع کتب بینی سے محترز رہیں اور اکثر اوقات میں تخلیہ بیٹھ کر زبان بند کر کے اسم ذات کا ذکر لطائف ستہ پر کریں۔ اس کے بعد پاس انفاس تھوڑی دیر کے لئے کریں۔ اس میں خیال رہے کہ دماغ پر دباؤ نہ پڑے بلکہ طبعی سانس میں لطائف پر نظر کی جائے اس کے علاوہ کسی وقت ارہ' اور کسی وقت سبعہ صفات میں استغراق میں شاغل ہو کر بیٹھیں۔ جب تھک جائیں تو سو جائیں' یا تفریح کے لئے چلے جائیں اگر آنکھیں کھول کر ذکر کرنے سے یکسوئی نہ ہو' تو آنکھیں بند کر کے کیا کریں دن میں اس نیت سے قیلولہ کریں کہ رات کو تہجد کی توفیق ہو عشاء کے بعد تہجد کی نیت کر کے جلدی سو جائیں حاصل یہ ہے کہ دن رات کے اوقات یاد الٰہی میں صرف ہوں کم از کم تعطیلات ختم ہونے پر اپنے حالات سے مطلع فرمائیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۵۵۷ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ذکر و مراقبہ دو بازو ہیں

(ا) پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارح اقبالیات فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے فرمایا "ذکر اور مراقبہ دو بازو ہیں اور اڑنے کے لئے دونوں بازو لازمی ہیں۔ (خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ نمبر ۵۳۰)

علیحدگی میں بیٹھ کر سوچا کیجئے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب و مقصود ہے یا ماسوا اللہ کی۔ اللہ والوں کی اصطلاح میں اسے مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبہ کرنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ آہستہ آہستہ طبیعت کا رخ بدل جائے گا۔

(صفحہ ۳۹ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

مراقبہ ھوالاول والاخر والظاہر والباطن

حضرت مولانا حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مہتمم جامع مدینہ لاہور نے فرمایا کہ

مندرجہ بالا مراقبہ تعلیم فرمایا تو اس میں تشریح فرماتے ہوئے عارفانہ انداز میں یہ کلمات فنائیہ ارشاد فرمائے کہ یہ خیال کرو کہ کوئی چیز نہیں ہے نہ میں خود ہوں نہ زمین ہے نہ آسمان ہے نہ شیطان ہے نہ کچھ اور۔

(ماخوذ از صفحہ ۶۱۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

سبق کچا ہے

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی شارع اقبالیات فرماتے ہیں کہ میں نے مدتوں اس بات کا مشاہدہ کیا کہ جب کوئی مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا۔ حضرت جی! بہت عرصے سے آپ کے بتائے ہوئے اوراد اور وظائف پڑھ رہا ہوں۔ اب اگلا سبق دے دیجئے تو آپ عموماً یہی فرماتے "ابھی تمہارا سبق کچا ہے اسے اور پکاؤ"

ایک دن میں نے "پکانے" کے معنی دریافت کئے تو فرمایا "میں اس علاقے پنجاب کے باشندوں کو سمجھانے کے لئے انہی کی اصطلاح استعمال کرتا ہوں پکانے کا مطلب یہ ہے کہ جو تم زبان سے کہتے ہو۔ وہ تمہارا حال بھی بن جائے۔

مثلاً ایک شخص اس آیت کا ورد کر رہا ہے "حسبی اللہ لا الہ الا ھو" تو اسے غیراللہ سے سوال نہیں کرنا چاہئے۔ خواہ اسے فاقے ہی کیوں نہ کرنا پڑیں۔ اگر وہ اس آیت کا ورد کر رہا ہے اور غیراللہ (مثلاً کسی انسان) کے آگے ہاتھ بھی پھیلا رہا ہے۔ دولت مندوں کی کوٹھیوں کا طواف بھی کر رہا ہے۔ تو اس کا حال اس کے قال سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ مطابقت تو بڑی چیز ہے۔

(ماخوذ از صفحہ ۵۳۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

ذکر کی لذت اور کیفیات کا دوسروں سے اظہار نہ کرو

ایک شخص سفید ریش روتا ہوا حضرت اقدس مولانا لاہوری ؒ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت ذکر میں عجیب لذت و کیفیت ہوتی تھی مگر اب

کچھ وقت سے وہ رک گئی ہے جس کے لئے بہت پریشان ہوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فی البدیہہ فرمایا تم نے لوگوں سے اسکا اظہار کر دیا ہو گا عرض کیا جی ہاں فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کیفیت واپس آجائیگی۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

فیض ملنے کے راستے ادب عقیدت اور اطاعت

(ا) پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی صاحب شارح اقبالیات فرماتے ہیں

مجھ سے ایک دن فرمایا "ادب عقیدت اور اطاعت یہ بجلی کے تین تار ہیں منفی اور مثبت دونوں ہوں تو بلب روشن ہو سکتا ہے اسی طرح ادب عقیدت اور اطاعت ہوں تو قلب روشن ہو سکتا ہے۔" (صفحہ ۵۳۰ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

عقیدت اور اطاعت کے ساتھ کامل کی صحبت ضروری ہے

جناب محمد یونس صاحب صوفی باصفا رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی والوں نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا نام سیکھنے والا بھی کوئی ہوتا ہے اور سکھانے والا بھی کوئی ہوتا ہے اللہ والوں کے پاس لوگ اپنی دنیاوی اغراض و مقاصد لے کر آتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میری لڑکی بی اے میں پڑھتی ہے' دعا کریں کامیاب ہو جائے کوئی رشتہ کی فکر میں اور کوئی قرض اور مقدمہ کی فکر لے کر اللہ والوں کے پاس آتے ہیں۔ خالصتاً اللہ کا نام سیکھنے والے بہت کم ہوتے ہیں ایسے ہی سکھانے والوں کا حال ہے۔ ان میں اکثریت گمراہ پیروں کی ہے۔ کرنل لارنس مدت تک لاہوریوں کا پیر بنا رہا اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اگر کامل کی صحبت میں عقیدت' ادب' اطاعت کے ساتھ مدت مدید تک رہنے کی توفیق مل جائے تو قرآن کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ رنگ ہے قرآن' رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ قرآن کا رنگ نہ چڑھے تو انسان صحیح معنوں میں انسان ہی نہیں بن سکتا۔ دنیا

میں سب سے مشکل کام انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانا ہے۔ انسان بناتا ہے فقط قرآن جس کا عملی نمونہ ہیں حضور ﷺ حضرت ﷺ نے سب سے زیادہ توجہ اصلاح حال کی طرف دلائی فرمایا کرتے تھے۔ اصلاح قال سے اصلاح حال زیادہ ضروری ہے۔ اگر اصلاح قال ہوگی مگر اصلاح حال نہ ہوئی تو قبر جہنم کا گڑھا بنے گی۔ اگر اصلاح قال نہ بھی ہوئی مگر اہل اللہ کی صحبت میں اصلاح حال ہوئی تو انشاءاللہ نجات ہو جائے گی۔ اصلاح قال کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے علوم پر عبور حاصل ہو جائے' قرآن و حدیث سے واقفیت ہو جائے مگر اصلاح حال کا مطلب یہ ہے کہ امراض روحانی سے انسان کو مرنے سے پہلے پہلے نجات یا شفا ہو جائے۔ امراض روحانی' امراض جسمانی کی طرح بیشمار ہیں۔ جیسے شرک' کفر' فسق' تکبر' حسد' ریا' طمع' جمع' بغض' کینہ' نفاق' نفاق اعتادی' چغلی' بخیلی اور ناشکری وغیرہ جس طرح امراض جسمانی انسانی جسمانی صحت کو کمزور یا برباد کر دیتے ہیں اور بعض تو موت کا پیغام لاتے ہیں۔ ایسے ہی امراض روحانی انسان کے اعمال حسنہ کو کھا جاتے ہیں یا ثواب میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔ اور بعض تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخلے کا ذریعہ بن جاتے ہیں جیسے شرک و کفر وغیرہ۔ فرق یہ ہے کہ امراض جسمانی کا احساس ہر شخص کو حتیٰ کہ جانوروں کو بھی ہوتا ہے۔ بچے کو بوڑھے کو' مردوں کو' عورت کو' سب کو جسمانی مرض کا احساس ہو تو وہ علاج معالجہ کی فکر کرتا ہے۔ ڈاکٹر قابل ہو' دوا صحیح مل جائے اور اللہ کا فضل شامل حال ہو تو کچھ دوا کے استعمال سے شفا ہو جائے گی مگر بد پرہیزی سے نقصان کا اندیشہ بھی ہو گا۔ اسی طرح شیخ کامل ہو اور مرید کا عقیدت' ادب اور اطاعت سے شیخ کامل کے ساتھ تعلق جڑ جائے تو فیض بجلی کے کرنٹ کی طرح آتا ہے اور مرید کی اصلاح ہوتی چلی جاتی ہے۔

(ماخذ صفحہ ۱۳۳۳ امام الاولیاء نمبر)

سر کی پگڑی سے جھاڑو کا کام لیا

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ کے حجرے کو

صاف کرنے کے لئے مولانا محمد حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو جب کوئی چیز نہ ملی تو اپنا صافہ اتار کر اس سے جھاڑو کا کام لیا پھر کوڑا اکٹھا کر کے اسی صافہ میں ڈال کر باہر پھینک آئے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "کسی بزرگ کے ایک شاگرد نے ایسی ہی ضرورت کے موقعہ پر اپنی پگڑی جلا کر چائے پکائی تھی تو وہ بزرگ بہت خوش ہوئے اور اس شاگرد کو روحانی نعمتوں سے وافر حصہ ملا۔ (ماخوذ از حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء صفحہ ۳۹۷)

یہ اللہ والے۔ادب' عقیدت' اطاعت کی دوسری مثال

ڈاکٹر عبداللہ ہمارے پیرو مرشد مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور چہیتے مریدوں میں سے ایک تھے۔ نجی محفل میں شاگردوں کی کلاس میں اور اہل علم کی مجلسوں میں۔ ان کی زبان پر صرف ایک ہی جملہ ہوتا۔

> "میں آج جو کچھ بھی نظر آرہا ہوں وہ میرے پیرو مرشد جناب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا فیض ہے وگرنہ کہاں مانسہرہ کے گاؤں کا ایک معمولی سا طالب علم اور کہاں اورینٹل کالج کی پرنسپل شپ"

یہ کہتے ہوئے ان کی نگاہیں فرط ادب سے جھک جاتیں۔ ان کے چہرے پر بے پناہ عقیدت اور اطاعت چھا جاتی اور اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینے کے جذبات چھلکنے لگتے۔ وہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اتنی محبت' عقیدت اور ادب سے کرتے کہ سننے والا خود اپنے آپ کو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتوں میں گم ہوتا محسوس ہوتا۔

ڈاکٹر عبداللہ کی زندگی تین چیزوں سے عبارت تھی۔ ادب' اطاعت' عقیدت انہوں نے اپنی پوری زندگی ان ہی تین زریں الفاظ کی تابعداری کرتے گزاری وہ مانسہرہ سے تحصیل علم کے لئے شیرانوالہ گیٹ کے دینی مدرسہ میں آئے تھے

اور ابھی طالب علم ہی تھے کہ حضرت احمد علی لاہوری ﷫ نے علماء کی ایک کانفرنس بلائی جس میں بہت سے جید علماء نے شرکت کی۔ حضرت جی ﷫ نے نوجوان عبداللہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مسجد کے تمام غسل خانوں کی صفائی کا انتظام سنبھالیں یہ انتظام اتنا مکمل ہو کہ شرکاء کو کسی قسم کی شکایت نہ ہو۔ نوجوان عبداللہ نے استاد محترم کے حکم کو حرز جان بنالیا۔ وہ ہمہ وقت مسجد میں ہی رہتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ صفائی کرنے والے نہ آئے اور اس بات کا خدشہ ہوا کہ کہیں واجب الاحترام شرکاء میں سے کوئی اہم شخصیت مسجد میں تشریف لے آئے اور گندے غسل خانے نہ دیکھ لے۔ چنانچہ بقول ڈاکٹر عبداللہ۔

"میں فوراً آستین چڑھا کر اپنے کام میں جٹ جاتا۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے غسل خانے صاف کرتا اور اس قسم کے کام میں مجھے کوئی کراہیت اور کوئی عار محسوس نہ ہوتی۔ میرے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد تھا کہ کہیں حضرت جی ﷫ ناراض نہ ہو جائیں"

کانفرنس ختم ہوئی اور سب نے سکھ کا سانس لیا اس ریاضت اور اطاعت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسی شام حضرت لاہوری ﷫ مسجد میں تشریف لائے ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے نوجوان عبداللہ کو بلایا' اس کی پیٹھ پر شاباشی دی اور فرمایا برخوردار! تم نے اپنے کام کو جس انہماک سے پورا کیا ہے مجھے اس سے بڑی خوشی اور طمانیت ہوئی ہے۔ اللہ تمہیں اس کی جزا دے۔ میرا دل تم سے بہت خوش ہے"

پھر حضرت جی ﷫ نے دونوں ہاتھ بلند کر کے ان کے لئے دعا فرمائی۔ بس یہ قبولیت کی گھڑی تھی اور ایسے ولی اللہ کے ہونٹوں سے نکلی تھی جن کی بات کبھی رد نہ ہوئی تھی۔ .... "پھٹے کپڑے' پرانی چادر' لوگ ان کی کوئی پروا نہیں کرتے مگر خدا کے نزدیک وہ ایسے ذی مرتبہ ہیں کہ اگر کسی معاملے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ

ان کی قسم پوری کر ہی دیتا ہے" (حدیث نبوی ﷺ)

یہ اس دعا کا اثر تھا کہ نوجوان عبداللہ انتہا درجے کی اعلیٰ تعلیم سے بہرہ ور ہوئے انہوں نے پہلے پی ایچ ڈی کی پھر ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری حاصل کی اس زمانے میں ان کے علاوہ صرف ڈاکٹر وحید ہی یہ اعزاز حاصل کر سکے تھے۔ یہ ڈگری یونیورسٹی کی اعلیٰ ترین ڈگریوں میں شمار ہوتی ہے۔ اللہ اکبر! کہاں مسجد کے غسل خانوں کی صفائی اور کہاں ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری۔ سچ ہی کہا ہے کہ بے فیض بے پھل ٹہنیاں اپنے ہی زعم میں سیدھی اکڑی کی اکڑی کھڑی رہ جاتی ہیں اور پھلدار شاخیں اپنے ہی بوجھ سے زمین کو چھوتی ہیں۔ بے شک زمین کو چھونے والے ہی رفعتیں پاتے ہیں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کا بیان ہے کہ جب انہوں نے ایم اے کر لیا تو وہ بڑے خوش اور مطمئن تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اب لوگ نوکری....... تھالی میں رکھ کر پیش کریں گے مگر چند ہفتوں میں ہی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گیا۔ جوں جوں دن گزرتے گئے مایوسی بڑھتی گئی.......... آہستہ آہستہ یہ مایوسی ان کے وجود میں اترنے لگی۔ وہ خاموش خاموش اور اکھڑے اکھڑے رہنے لگے۔ اپنے آپ پر غصہ کھاتے رہتے۔ پوچھنے والوں کو جواب نہ دیتے بات بات پر جھنجھلا جاتے شیرانوالہ گیٹ آتے تو ایک کونے میں خاموش اور اداس بیٹھ جاتے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ کی دلی کیفیت سے آگاہ تھے وہ خاموشی سے عبداللہ کا جائزہ لیتے رہے جب حالات بہت دگرگوں ہو گئے اور عبداللہ مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگے تو ایک دن حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد عبداللہ کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا ان دنوں شیرانوالہ گیٹ کے آس پاس کھلے پارک تھے مکانات بہت کم بنے تھے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ رک گئے اور عبداللہ کو ایک پارک کے کونے میں لے گئے اور وہاں زمین پر پڑی ہوئی بھربھری مٹی کے ایک چھوٹے سے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا "عبداللہ! بھلا بتاؤ یہ کیا ہے؟"

عبداللہ نے غور سے دیکھا۔

"حضرت جی ﷫! یہ تو چوہے کا بل ہے"

عبداللہ نے حیرت سے کہا۔

"اس میں کیا پڑا ہوا ہے؟" حضرت ﷫ نے پوچھا۔

"کسی نے آدھی اینٹ سے چوہے کے بل کو بند کرنے کی کوشش کی ہے"۔

عبداللہ نے مزید حیرت سے کہا۔

"اچھا! اس سے ذرا فاصلے پر کیا ہے؟"

عبداللہ نے دوبارہ غور سے دیکھا۔

"حضرت جی ﷫! یہ بھی چوہے کا بل ہے جو تازہ تازہ بنایا گیا ہے"

"ٹھیک ہے! دیکھو برخوردار!" حضرت جی ﷫ نے بڑی مہربانی والی آواز میں کہا "میں روزانہ اس چوہے کے بل کو اینٹ سے بند کر دیتا ہوں مگر یہ پھر نیا بل بنالیتا ہے"

"جی حضرت!" عبداللہ نے آہستہ سے کہا۔

"یہ چوہا ہمت نہیں ہارتا" حضرت جی ﷫ بولے "گزشتہ ایک ہفتہ سے میرے اور اس کے درمیان آنکھ مچولی کا کھیل جاری ہے مگر آفرین ہے میں ہر روز ایک نیا بل بنا ہوا دیکھتا ہوں"

"جی حضرت!" عبداللہ نے کچھ کچھ سمجھتے ہوئے کہا۔

حضرت لاہوری ﷫ نے بڑے پیار سے عبداللہ کا ہاتھ اپنے مہربان ہاتھوں میں لیا اور فرمایا (عبداللہ! یہ چوہا کتنا حقیر سا جانور ہے مگر یہ ہمت نہیں ہارتا اور انسان جو اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کتنی جلدی ہمت ہار جاتا ہے اپنے خالق سے کتنی جلدی مایوسی کا اظہار کر بیٹھتا ہے۔" حضرت لاہوری ﷫ کی نظروں میں ملامت تھی ڈاکٹر عبداللہ کہتے ہیں کہ میں وہیں حضرت ہی کے سامنے پسینے

پسینے ہو گیا۔ مجھے لگا کہ اس وقت میری جو ذہنی کیفیت ہے اس لحاظ سے تو میں اس حقیر چوہے سے بھی بدتر ہوں بس یہ سوچنا تھا کہ جیسے سامنے سے بادل ہٹ گئے۔ مایوسی اور اداسی یک لخت بھاپ بن کر اڑ گئی اور مجھے اپنے اندر ایک نیا عزم اور ایک نیا حوصلہ ابھرتا ہوا محسوس ہوا۔ میں نے محبت اور عقیدت سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

اور چند دنوں بعد ہی ڈاکٹر عبداللہ کو نوکری مل گئی۔

ڈاکٹر عبداللہ' اردو لٹریچر میں ہمیشہ رہ جانے والا نام ایک کامیاب شفیق استاد' اور اورینٹل کالج کے پروقار پرنسپل فرماتے ہیں۔ "اس کے بعد میں ساری زندگی کبھی مایوس نہ ہوا میں نے کبھی جدوجہد ترک نہیں کی اور یہی میری کامیابیوں کا راز ہے" اگر اوپر درج کئے گئے واقعات کا بہ نظر غور تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کی کامیابی کا انحصار صرف اور صرف چند لفظوں میں پنہاں تھا۔

عقیدت' ادب اور اطاعت اور یہی شیرانوالہ گیٹ کے خانقاہی مشن کا Moto ہے۔ جو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی پیروی کی اور ہمارے پیرو مرشد مولانا اجمل قادری مدظلہ اس کی انتہائی سختی سے پابندی کراتے ہیں۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ عقیدت' ادب اور اطاعت سے فیض آتا ہے اگر ان میں سے ایک بھی تار ٹوٹ جائے تو کنکشن ٹوٹ جاتا ہے" ایک اور جگہ فرمایا۔

"میں نے ان گنہ گار آنکھوں سے اپنے دونوں مربیوں کے ہاں دیکھا کہ عقیدت ادب اور اطاعت کرنے والے جھولیاں بھر بھر کر لے گئے اور جنہوں نے ایسا نہیں کیا وہ ساری عمر صحبت میں رہ کر بھی محروم رہے"

شیرانوالہ گیٹ کے خانقاہی نظام سے وہی حضرات منسلک ہیں جو دین

حاصل کرنا چاہتے ہیں جنہیں مولانا احمد علی ﷫ اور ان کے خانوادہ سے عقیدت اور ادب کا تعلق ہے جن کے دلوں میں اس خاندان کے بزرگوں کے لئے محبت کے سوتے پھوٹ رہے ہیں مگر اطاعت۔ ہاں اطاعت کا صحیح مفہوم کافی دیر بعد سمجھ میں آتا ہے۔ اطاعت دراصل مکمل طور پر اپنے آپ کو مرشد کے حوالے کر دینے کا نام ہے اور یہیں ہم جیسے بے چین اور ڈانواں ڈول مریدوں سے حماقتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ ہم سر تسلیم تو خم کرتے ہیں مگر ذرا نیم دل کے ساتھ اور پھر گلہ کرتے ہیں کہ فیض حاصل نہیں ہوتا۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۷ تا ۱۹ خدام الدین ۸ر ستمبر ۹۵ء)

بیعت نسواں تربیت مستورات

(ا) صوفی باصفا حضرت مولانا محمد یونس ﷫ راولپنڈی والے کہتے ہیں کہ حضرت لاہوری ﷫ فرمایا کرتے تھے، عورتیں اصلاح کے میدان میں مردوں سے آگے نکل جاتی ہیں جتنی عورتوں نے مجھ سے "اللہ" کا نام پوچھا یا سیکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئیں، سب کی قبریں جنت کا باغ بنی ہوئی ہیں۔ عورتوں کو ہمیشہ پردے میں بیعت فرماتے۔ بیعت کیلئے مصافحہ نہیں کرتے زبانی بیعت لیتے۔ بیعت کے الفاظ بڑے ہی سادہ سارے دین کا حاصل ہوتے۔ اور تین نصیحتیں فرماتے، نماز اگر پہلے نہیں پڑھی سستی کرتی رہی ہو تو اب باقاعدہ پڑھا کریں۔ دوسرے اللہ ہو کے نام سے دس تسبیحات روزانہ اس طرح پڑھیں کہ دل پر چوٹ لگے۔ اللہ دل کے اندر اور ہو باہر۔ اور تیسرے کسی کا دل نہیں دکھانا۔ نیز سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی ایک تسبیح، دو استغفار اور تین تسبیحات درود شریف کی روزانہ کرنی ہیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۳۴ خدام الدین امام الاولیاء نمبر صفحہ ۴۳۸ کتاب الحسنات)

تمام جماعت سے سبقت لے گئی

(ب) ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ تحصیل ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کی

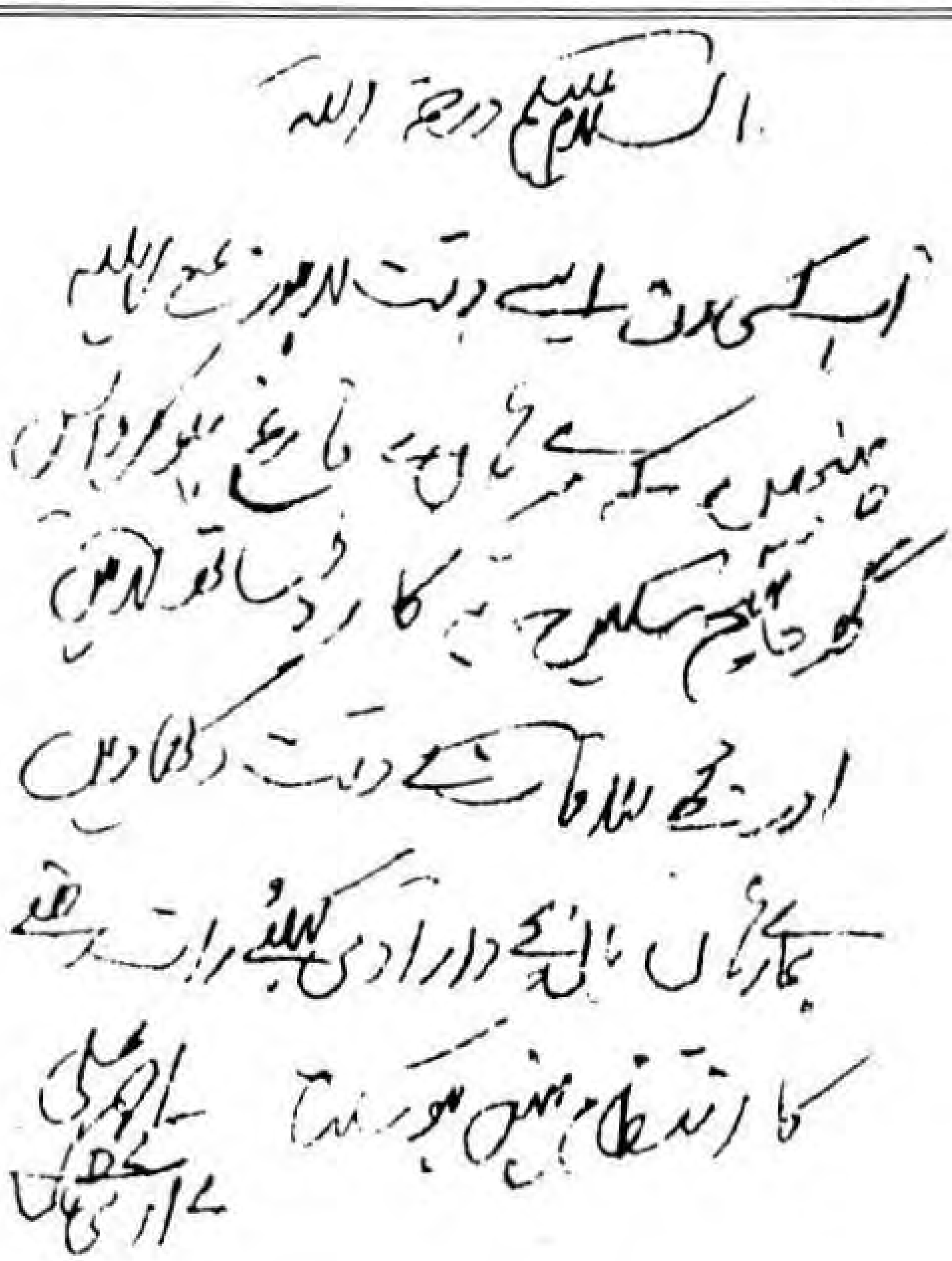
ایک نیک اختر خاتون کا ہمارے ساتھ بیعت کا تعلق تھا۔ وہ ہر وقت اذکار اوراد میں مستغرق رہتی تھی۔ اس نے اپنی قلبی کیفیت کو ایک خط میں لکھ کر ہم کو اطلاع دی۔ ہم نے اس کے جواب میں لکھا۔ "بیٹی! مبارک اللہ! تجھ کو لاکھوں بار مبارک ہو۔ تو میری تمام جماعت سے سبقت لے گئی ہے۔" (صفحہ ۴۳۹ کتاب الحسنات)

شیخ نامحرم ہے پردہ ضروری ہے بیعت کے لئے خاص اہتمام

جناب ابو عبدالرحمٰن ریاض الحسن قادری سرکولیشن منیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے اپنی والدہ محترمہ کا واقعہ بیعت بیان کیا کہ میرے والد شیخ الکرم ابوالحسن امام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام الاولیاء نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں میری والدہ ماجدہ کے بیعت کرانے کیلئے خط لکھا۔ جواباً حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ بھیجا کہ ایسے وقت معہ اہلیہ لاہور میرے ہاں آئیں کہ میرے ہاں سے فارغ ہو کر واپس گھر پہنچ سکیں یہ کارڈ ساتھ لائیں اور مجھے ملاقات کے وقت دکھا دیں ہمارے ہاں بال بچے دار کا انتظام نہیں ہو سکتا۔

حسب الحکم میرے والد محترم جب میری والدہ ماجدہ کو لیکر مرکز حقہ شیرانوالہ پہنچے۔ تو علمائے کرام کا اجلاس ہو رہا تھا اور حضرت لاہوری قدس سرہ اجلاس میں تشریف فرما تھے۔ ہدایت کے مطابق خط مبارک اندر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بھجوا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خط ملتے ہی شرکاء اجلاس علماء کرام سے فرمایا کہ ایک اللہ کی بندی اللہ کا نام سیکھنے آئی ہے۔

یہ خط حضرت شیخ المکرم ابوالحسن امام الدین قادری نور اللہ مرقدہ کے نام ہے


السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے تھوڑی دیر کیلئے اجازت دیں باہر تشریف لانے کے فوراً بعد کمرے کے آدھے حصہ جس میں میری والدہ ماجدہ تشریف فرما تھیں میرے والد صاحب کو چادروں سے پردہ کرنے کا حکم دیا پردہ کا ٹھیک سے اہتمام ہونے کے بعد اندر تشریف لے گئے اور میری والدہ مکرمہ کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا کہ بیٹی پیر سے ایسے ہی پردہ ہے جیسے غیر محرم سے۔ کلمات بیعت ادا کرانے کے بعد فرمایا کہ بائیں پستان کے نیچے دل ہے ہم مردوں کو ہاتھ لگا کر بتاتے ہیں پھر میرے والد محترم سے فرمایا کہ آپ دل کی جگہ ہاتھ لگا کر ہماری بیٹی کو سمجھا دیں پھر فرمایا کہ دل کی جگہ پر توجہ کر کے اللہ کے نام کی ضرب لگائیں۔

گو والدہ محترمہ بالکل ان پڑھ ہیں لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ اسباق تک تربیت فرمائی۔ اور فرمایا ان اسباق کی پابندی کرو اللہ نے اولاد دی ہے ان کی پرورش کر کے اللہ کو راضی کرو بس یہی اسباق کافی ہیں۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ کبھی بغیر وضو اولاد کو دودھ نہیں پلایا ادھر والد محترم بھی باقاعدگی سے پورا خدام الدین گھر میں سنایا کرتے تھے نیز ہدایت فرماتے رہتے تھے یہ اس کی ہی برکات ہیں کہ ان کے بڑے بیٹے جب حضرت میاں صاحب مدظلہ کی خدمت میں تربیت کے لئے حاضر ہوئے تو خط میں لکھا تھا کہ بیٹا شیخ کے پاس آنا کمال نہیں ہے اصل میں تو شیخ کی نظروں میں آجانا کمال ہے شیخ کے پاس رہنا کمال نہیں شیخ کے دل میں رہنا کمال ہے۔

طریقہ بیعت اور تلقین ذکر

(ا) مولانا جناب قاضی زاہد الحسینی مدظلہ العالی جامعہ مدینہ دارالارشاد اٹک کی بیعت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے لیکن خلافت حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے عطا ہوئی ہے بیعت فرماتے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ پوچھا کرتے تھے کہ پہلے کسی سے بیعت کی ہے اگر کوئی کہتا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے تو فرماتے بس وہی کافی ہے البتہ تربیت ہم کریں گے۔

چنانچہ ۱۹۶۰ء میں جب ایبٹ آباد تشریف لائے تو یہ تین اذکار تلقین فرمائے قلبی روحی اور سری، ۲ جنوری ۱۹۶۱ء کو جب لاہور حاضری دی تو پہلے اسباق سننے کے بعد یہ اذکار تلقین فرمائے۔ قلبی روحی، سری، نفسی، خفی اور اخفی ہر ایک تین سو بار روزانہ۔ نیز بعد نماز جمعہ اپنے حجرے مبارکہ میں مجلس ذکر کرانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ۱۵ مئی ۱۹۶۱ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ آخری مرتبہ ایبٹ آباد تشریف لائے تو سالار منزل میں نماز فجر سے پہلے آپ کو درج ذیل عبارت لکھنے کا حکم دیا۔

الفاظ بیعت لینے کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ توبہ کی میں نے شرک سے، کفر سے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا جو ارشاد آپ فرمائیں گے مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد بیعت کنندہ کا اپنے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لیا جائے۔ یہی بیعت ہے اس کے بعد سب سے پہلے طالب کو ذکر قلبی کی تلقین کی جائے اور اس کے پکنے کی یہ علامت ہے کہ جب اس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا جائے تو اس کا قلب ذکر الٰہی سے بیدار نظر آئے۔ جب لطیفہ قلبی پک جائے تو لطیفہ روحی کی اسے تلقین کی جائے، جب یہ بھی توجہ کرنے سے بیدار نظر آئے تو اس کو سری کی تلقین کی جائے جو کہ چھاتی کے درمیان ہے جب یہ تینوں لطائف توجہ کرنے سے بیدار نظر آئیں پھر چوتھے نفسی کی تلقین کی جائے، جب کچھ مدت بعد چار لطیفوں کو توجہ کرنے سے متحرک سمجھا جائے تو پانچویں لطیفے خفی کی تلقین کی جائے۔ جب یہ توجہ کرنے سے متحرک نظر آئے تو چھٹے لطیفہ اخفی کی تلقین کی جائے، اس کے بعد جب چھ متحرک ہو جائیں اور چلتے نظر آئیں تو پاس انفاس کی تلقین کی جائے، ان اشغال کے پکنے کے معنی یہ ہیں کہ جب ان لطائف پر توجہ کی جائے تو اس کا اثر اپنے لطیفہ پر پڑے جتنا طالب کا لطیفہ پختہ ہوگا اتنا ہی سالک کی طبیعت پر اثر پڑے گا، اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ لطیفہ کس درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہی معیار پختگی کا ہے حتیٰ کہ طالب کو لطیفہ (نراقبہ) نورانی سے تکمیل پر پہنچا دیا جائے۔ اس کے بعد ہر کہ دمہ کو مجاز نہ کیا جائے بلکہ جس کو عالم باعمل تصور کیا جا سکے فقط ایسے حضرات کو اجازت دی جا سکتی ہے، جہاں کی تکمیل ہو جائے لیکن انہیں اجازت ہرگز نہ دی جائے کیونکہ تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ طبیعت شریعت کے مطابق چلنے کے لئے بخوشی تیار ہو جائے اور جو شخص شریعت سے ناواقف ہے جاہل ہے، اس کو جب خود علم نہیں وہ دوسروں کی

کیسے رہنمائی کر سکے گا' ان شرائط کی اجازت دینے کے لئے پابندی لازمی ہے۔" یہ عبارت لکھوا کر آخر میں حضرت نے اپنا دستخط ثبت فرمایا۔

(المجوز احقر الانام احمد علی عفی عنہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۸۰ھ)

(ج) حضرت ﷫ نے آپ کو جن اشغال کی تکمیل کرائی وہ مندرجہ ذیل ہیں

ذکر قلبی' ذکر روحی' ذکر سری' ذکر نفسی' ذکر خفی' ذکر اخفی' پاس انفاس' ذکر ارہ' ذکر سبع صفات' سلطان الاذکار' نفی اثبات اور مراقبہ نورانی

(ماخوذ از صفحہ ۲۷۶'۲۷۷ شیخ التفسیر ﷫ اور ان کا خلفاء)

خوشبو آنا روحانی مقام ہے

حضرت مولانا پروفیسر احمد عبد الرحمٰن صدیقی مد ظلہ نوشہرہ والے اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ

شیخی سندی و وسیلتی فی الدارین حضرت الشیخ العارف لاہوری قدس سرہ العزیز نے بندہ خادم کو شیرانوالہ کی چھوٹی مسجد کے بالائی منزل تحویل میں دی ہوئی تھی۔ اسی میں قیام تھا۔ اعتکاف کی نیت ہمیشہ رکھنے کی تلقین تھی۔ اسکی ایک الماری (جو بڑی مسجد کی طرف کھلنے والی کھڑکی سے متصل تھی) میں اپنا ضروری سامان رکھنے کے لئے اجازت حاصل تھی۔ رات کے وقت چونکہ یہیں سویا کرتا تھا۔ اس لئے نماز فجر سے پہلے ذکر و مراقبات وغیرہ سب اسی مبارک جگہ میں کیا کرتا۔ اچانک ایک دن بہت تیز خوشبو محسوس ہوئی اور پھر بڑھتی رہی۔ روزانہ مختلف پھولوں کی خوشبو سے عجب کیف حاصل تھا۔ چند ایام کے بعد حضرت الشیخ ﷫ کی خدمت بابرکت میں جب نیا روحانی سبق حاصل کرنے کے لئے ان کے حجرہ خاص میں حاضر تھا۔ یہ خوشبو کی کیفیات عرض کیں۔ اس پر حضرت لاہوری ﷫ نے فوراً ارشاد فرمایا

"بہت مبارک ہو۔ اب انشاءاللہ خوشبو محسوس نہیں ہوگی" بندہ بہت حیران ہوا۔ کہ ایک طرف تو مبارک باد دی۔ اور دوسری طرف "اب خوشبو نہیں آئے گی فرمایا گویا یہ بات صحیح نہ تھی۔ اور واقعتاً ہوا بھی یہی کہ اس کے بعد اچانک

خوشبوئیں ختم ہوگئیں۔ جس پر دل ہی دل میں بندہ پریشان تھا۔ اور بحر حیرت میں غلطاں۔ کہ تیسرے دن صبح درس قرآن کریم کے بعد جب بندہ نے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو فرمایا "کہ بیٹا یہ ایک روحانی مقام تھا۔ میں نے آپ کو اس سے آگے بڑھا دیا ہے۔ وہ بہت پیچھے رہ گیا ہے" اور ڈاک کے جوابات لکھواتے ہوئے تھوڑی دیر بعد پھر بندہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ "یہی شیخ کامل کا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ طالب صادق کو ان گھاٹیوں سے بخیریت گزروا دیتا ہے ورنہ تو اسی میں پھنس کر کئی مبتدی ذاکرین اپنی زندگی گزار دیتے ہیں۔ اور وصول الی اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ تو راستے کے اسٹیشن ہیں۔ اصل مقصد تو منزل مقصود تک پہنچنا ہوتا ہے۔ اگر راستے کے رنگ و روغن اور زیب و زینت والے مقامات میں الجھ گئے۔ تو اصل مقصد تو فوت ہو جائے گا۔ جو بحمدہ تعالیٰ صرف اور صرف ہم سب کا رضاء الٰہی ہے اور یہ رضاء الٰہی منحصر ہے نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے مبارک طریقے اور تعلیمات مبارکہ میں۔" پھر فرمایا کہ مجھے "مولوی صاحب" (کہ مولوی عبد الرحمٰن کے الفاظ سے اکثر اپنے اس ناچیز خادم کو یاد فرمایا کرتے تھے) اسی خوشبو کی کیفیات میں اگر آپ رہتے تو جو احباب آپ کے پاس آتے ان سب کو بھی خوشبوئیں آتیں اور بڑا شہرہ بھی ہوتا۔ سب کچھ ہوتا لیکن مقصد اصلی تو رہ جاتا۔ بس اب وہ باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ باقی راستے کی کیفیات اور حالات ایک سے نہیں رہتے اور بدلتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ ہم سب سے ہمیشہ ہمیشہ راضی رہے۔

خلافت یا اجازت

محولا بالا لطائف کی تکمیل کے بعد باطنی استعداد کے مطابق کشف قبور، کشف قلوب اور حلال و حرام اشیاء کی طرف توجہ دلائی جاتی۔ خاص خاص وظائف و اوراد کا تعلق ان حضرات سے ہوتا تھا، جو اپنے اخلاص اور ذوق روحانی کی بناء پر خلیفہ مجاز بننے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

خلعت خلافت کی تفویض کا معیار بھی بڑا بلند تھا۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب فاضل دیوبند خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں بعض حضرات کو خلافت دینا چاہتا ہوں، مگر اجازت نہیں ملتی۔ (صفحہ ۲۵۵ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور خلفاء)

خلافت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے دی جاتی ہے

حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ شاہ پور چاکر ضلع سانگھڑ سندھ والے خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۱۳۷۹ھ میں لاہور مسجد شیرانوالہ دروازہ حاضر ہوا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حاجی محمد دین صاحب کے کارخانہ میں بیٹھ کر تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف تھے وہاں سے دفتر خدام الدین ٹیلی فون کیا کہ مولوی محمد حسن سندھ سے آیا ہے اسے میرے پاس لے آؤ حضرت کے خادم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیکر گئے حضرت نے بہت محبت و شفقت سے منازل سلوک طے کرائیں اور فرمایا کہ بیٹے ہم اپنی طرف سے کسی کو بھی اس وقت تک خلافت نہیں دیتے جب تک اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت نہ ملے بیٹے ہم آپ کو خلافت کا اعزاز دیتے ہیں آپ کو مبارک ہو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سلسلے کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(صفحہ ۳۱۹ شیخ التفسیر اور انکے خلفاء)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روز چند علماء حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گفتگو چھڑ گئی۔ بے ساختہ فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حیاۃ دنیوی کی طرح مع جسد مبارک قبر شریف میں حیاۃ ہیں مگر یہ بات یا بصیرت سے سمجھ میں آتی ہے یا عقیدت سے۔ انکار کرنے والے حضرات میں نہ بصیرت ہے نہ عقیدت۔ (ماخذ دو بزرگ صفحہ ۲۸)

وظائف روز مرہ کا کارڈ

(۱) حضرت ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس جو کوئی آتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ لہٰذا ہم اس کو اللہ تعالیٰ کا نام بتا دیتے ہیں۔

حضرت مولانا ؒ اپنے مریدوں کو ایک کارڈ عطا فرمایا کرتے تھے۔ جس پر حسب ذیل وظائف چھپے ہوئے ہوتے تھے۔ ان وظائف کے فضائل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔ بعض وظائف کو لسان مصطفوی ﷺ نے باقیات الصالحات فرمایا ہے بعض کو مقالید السموات والارض اور کسی کو اسم اعظم سے تعبیر فرمایا ہے۔

پہلا وظیفہ جو کارڈ پر نقل ہوتا تھا۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ سو بار

استغفر اللہ الذی لاالہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ دو سو بار

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد ن النبی الامی والہ وبارک وسلم۔ تین سو بار۔

وحشت ناک خواب کا علاج

سید امین گیلانی نے ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں ایک خواب لکھا اور دعا کی درخواست بھی کی۔ حضرت نے جواب میں فرمایا دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات کی پابندی کی توفیق عطا فرماوے (آمین)

اس قسم کے متوحش خواب جب آئیں تو جاگنے کے بعد بائیں طرف تین دفعہ تھوک دیا جاوے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ دو تین دفعہ پڑھ دیا جائے۔

(احقر الانام احمد علی عنہ)

زانی اور زانیہ میں نفرت

مولانا بشیر احمد پسروری کو لکھا کہ زانیہ یا زانی دونوں میں سے جسے پلایا جا سکے زعفران سے لکھ کر پلا دیں انشاء اللہ متنفر ہو جائیں گے۔ "القیما بینھم

العداوۃ بالبغضاء الیٰ یوم القیامہ (صفحہ ۵۶ دو بزرگ)
زانیہ، مزنیہ اور والدہ کا نام بھی لکھیں۔ (صفحہ ۵۰ مقطوبات لاہوریؒ)

وظیفہ تحفظ

محترم عثمان غنی مدظلہ نے لکھا ہے کہ پہلے سندھ کے جنگلوں میں سور بہت ہوتے تھے۔ سور کی گردن میں ہڈی ہوتی ہے اس لئے گردن نہیں پھرا سکتا منہ کے آگے دو نوک دار سینگ نما دانت ہوتے ہیں جن سے اکیلے دوکیلے انسان پر حملہ کر کے اسے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ اتفاق سے ایک دفعہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ دونوں جنگل سے گزر رہے تھے کہ سوروں کا ایک غول دہاڑتا ہوا آ نکلا۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو تجربہ تھا وہ تو نہ گھبرائے مگر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن تھا گھبرا کر آنکھیں بند کر کے حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے لپٹ گئے۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ ناظری، اللہ حاضری، اللہ ناصری، اللہ معی کا وظیفہ شروع کر دیا اور بے خوف کھڑے رہے۔ وہ سور بار بار حملے کی نیت سے دور دور سے دوڑ کر آتے مگر شان خدا کہ وہ حملہ نہ کر سکے۔ اللہ نے حفاظت فرمائی۔ جانشین امام الہدیٰ مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ اکثر اس وظیفہ کو گناہوں سی بچنے اور عام تحفظ کے لئے دوستوں اور مریدین کو صبح و شام روزانہ پانچ پانچ دفعہ پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (ماخوذ از صفحہ ۸ خدام الدین ۷ فروری ۶۴ء)

دعوت و تبلیغ

جناب ابوالحسن ہاشمی تاندلیانوالہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی کو ایک مسئلہ بھی یاد ہے تو دوسرے تک پہنچادے اور اگر اردو بھی پڑھ سکتا ہے تو ہمارا اردو ترجمہ والا قرآن لے جائے اور ترجمہ پڑھ کر سنا دے۔ بندہ نے ترجمہ والا قرآن شریف خریدا اور گاؤں میں جاکر ترجمہ سنانا شروع کر دیا۔ تفسیر اور خطبہ جمعہ المبارک کا کام بھی چلتا رہا ایک دن خدام الدین میں پڑھا کہ آپ

ﷺ نے خطبہ جمعہ فرمایا کہ جو کتاب و سنت کا عالم نہیں ہے اس کو ممبر پر بیٹھنا بھی گناہ ہے بندہ نے ایک عریضہ پیش خدمت ارسال کیا جس میں لکھا تھا کہ بندہ نے استاد سے ترجمہ بھی نہیں پڑھا نہ ہی عربی زبان سے واقف ہے۔

(۱) بندہ آپ کا ترجمہ سناتا ہے (ٹھیک ہے)

(۲) تفسیر محمدی سناتا ہے (ٹھیک ہے)

(۳) تفسیر مواہب الرحمٰن سناتا ہے (ٹھیک ہے)

(۴) آپ ﷺ کا خطبہ جمعہ سناتا ہے (ٹھیک ہے)

آپ نے ہر سوال کے سامنے سرخی سے نوٹ دیا اور فرمایا کام کرتے رہئے اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق مزید عطا فرمائے۔ (صفحہ ۶۱۸ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

عملیات و مجربات از مرد مومن

حضرت ﷺ اپنے زمانہ کے اکابر اولیاء ملت کی نظروں میں اس قدر پر وقار مقام کے مالک تھے کہ انہوں نے اپنے رازہائے روحانی کی مقدس امانت بااصرار آپ کے سپرد کرنے کو ضروری سمجھا جیسا کہ حضرت استاد العلماء محدث دارالعلوم دیوبند میاں اصغر حسین ﷺ نے حضرت " کو اپنی حیات کے آخری ایام میں دیوبند طلب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میرے پاس یہ عملیات اور روحانی برکات کا جو خزانہ ہے میں آپ کے سپرد کرتا ہوں کہ میری نظر میں آپ ہی اس کے اہل ہیں۔

حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری ﷺ نے اپنی مرض الموت میں حضرت کے نام اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھا جس کے متعلق خود ہی یہ تصریح بھی فرمادی کہ میں نے معذوری کے عالم میں بمشکل ایک ہفتہ میں اس خط کو مکمل کیا۔ اس طرح دیگر اکابر نے بھی حضرت کو اپنے معمولات خاصہ سے نوازا چند معمولات مجربات درج کئے جاتے ہیں۔

سب سے بڑی تعلیم جو حضرت دیا کرتے تھے وہ تعلق باللہ کی تھی۔ مگر اس مقام فنا پر ہر شخص فائز نہیں ہو سکتا۔ اس لیے حضرت ؒ حاجت مندوں کو کچھ معمولات بتا دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرماتے تھے کہ یہ اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہوتے ہیں۔

یٰسین شریف کا ورد

حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورہ یٰسین قرآن حکیم کا دل ہے۔ اہل اللہ کے ہاں اس کا خصوصی ورد بھی رہا ہے۔ حضرت مدنی ؒ ختم ہفت سلاطین بتایا کرتے تھے۔ حضرت ؒ نے بھی سورہ یٰسین کا ورد حل مشکلات کے لیے بتایا تھا جو یہ ہے:

سورہ یٰسین یوں پڑھے کہ ہر مبین پر یااللہ یارحمٰن یارحیم گیارہ دفعہ پڑھے اور جب کلمہ کن پر پہنچے تو یااللہ یاغنی یامغنی یافتاح پڑھ کر ختم کر دے۔ انشاء اللہ سب تکالیف کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حزب البحر

حزب البحر اکثر اہل اللہ کے ہاں معمول رہی ہے۔ آپ بھی اس کے عامل تھے اور اس کی اجازت بھی دیا کرتے تھے۔ نواب مظفر خاں صاحب کی اہلیہ نے حضرت سے اس کی اجازت لی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حج سے مشرف ہوئیں اور ساری زندگی زہد و تقویٰ میں بسر کی۔ اس کے علاوہ حضرت حزب الاعظم کی بھی اجازت دیا کرتے تھے۔ (حزب البحر اور دیگر اضافہ شدہ عملیات ۱۴ دیں باب کے آخر میں دیکھیں)

برائے دفع بلیات

مصائب دور کرنے کیلئے مندرجہ ذیل دعا بارہ ہزار دفعہ روزانہ بارہ دن

متواتر اس طرح پڑھنی چاہئے کہ اگر دن میں یہ تعداد پوری نہ ہو سکے تو شام کے بعد نیند سے پہلے پوری کر لے۔

یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع ○
(برائے اسیری و رہائی دیکھئے صفحہ ۱۸۰)

زیارت رسول اکرم ﷺ کے لیے

عمدۃ المحدثین و زبدۃ المحققین شیخ عبد الحق دہلوی کی کتاب موسومہ "ترغیب اہل السعادات" (اہل سعادت کو نبی کریم جو کائنات کے سردار ہیں۔ ان پر افضل و اکمل صلوٰۃ و سلام ہو پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی ترغیب) کے ضمیمہ سے (جو کثرت سے درود پڑھنے کے فوائد کے بیان میں ہے) اور دوسرے رسالوں سے نقل کیا گیا۔ یہ الحزب الاعظم مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۵ھ کے ضمیمہ میں پایا گیا۔ احمد علی عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ

۱۔ نبی کریم سید کائنات "ان پر اللہ کی (جو بادشاہ اور بہت جاننے والا ہے) رحمتیں ہوں) کی خواب میں زیارت سے مشرف ہونے کا ایک سبب باوضو حضور پر ہمیشہ یہ درود پڑھنا ہے۔ اللھم صل علیٰ محمد والہ وسلم کما تحب و ترضی لہ (اے اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل پر صلوٰۃ بھیج جیسے تو پسند فرماتا ہے اور دوست رکھتا ہے ان کے لیے)

۲۔ مفاخر الاسلام میں روایت ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن اللھم صل علی محمد النبی الامی (اے اللہ نبی امی محمد رسول اللہ پر رحمت نازل فرما) ہزار مرتبہ پڑھے۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے یا بہشت میں اپنا مقام دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو ایک سے پانچ جمعہ تک اس کی تکرار کرے۔ اللہ کے فضل سے اُسے خوشی حاصل ہوگی (یعنی مقصد حاصل ہو جائے گا)

۳۔ جو آدمی جمعہ کی رات کو دو نفل اس طریقہ سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ آیت الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (قل

ہو اللہ) پڑھے اور سلام کے بعد سو بار اللہم صل علی محمد النبی الامی و آلہ وسلم پڑھے۔ خواب میں (اگر اس کی قسمت میں ہوا) رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعوں سے زیادہ نہیں گزریں گے اسے بعض فقراء نے تجربہ کر کے دیکھا اور الحمد للہ کامیاب ہوئے۔

۴۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ جو آدمی جمعہ کی رات کو دو نفل اس طریقہ سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۲۵ مرتبہ قل ہو اللہ احد (پوری سورت) پڑھے اور سلام کے بعد صلی اللہ علی النبی الامی (اللہ کی رحمت ہو نبی امی پر) ایک ہزار مرتبہ پڑھے خواب میں رسول اللہ کی زیارت سے مشرف ہو یہ بھی مجرب ہے۔

اعلیٰ حضرت دین پوری دامت برکاتہم نے ۲، ۳، ۴ (جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں) کی اجازت احمد علی عفی عنہ کو ۲۱ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ کو دین پور شریف میں عطا فرمائی۔ والحمد للہ

برائے قضائے حاجت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۸۶

// ه ه ه ه ه

ء ء ء ء ء ء ء

و ہ م ص

اکتالیس عدد باوضو دیسی روشنائی سے لکھیں۔ ایک عدد موم جامہ کر کے مریض کو پہنائیں اور روزانہ ایک عدد تازہ پانی سے دھو کر علی الصباح نہار منہ پلا دیا کریں۔

آسیب و امراض زمنہ کیلئے ایک تعویز گلے میں ڈالیں اور چالیس عدد

پلائیں رات کو نیند نہ آئے اور خواب متوحش نظر آئیں تو سات آٹھ تعویز پلائیں اور ایک تعویز گلے میں ڈال دیں۔

برائے مار گزیدہ

از حضرت مولانا مخدومنا امام الوحدین کو مولوی حسین علی صاحب ساکن وان بھچراں ضلع میانوالی ۷ دفعہ درود شریف' ۷ دفعہ سورہ فاتحہ' ۷ دفعہ آیت الکرسی ۷ دفعہ چہار قل علیحدہ علیحدہ' ۷ دفعہ درود شریف' ۷ دفعہ الٰہی بحرمتہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ ۷ دفعہ الٰہی بحرمتہ حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سب چیزیں پڑھ کر نمک پر دم کرے۔ سانپ کی کاٹی ہوئی جگہ پر ذرا سا زخم کر کے کچھ اس پر ملے اور بقیہ کھلادے۔

عامل اس عمل کو رات کے وقت ایک دفعہ روزانہ پڑھ لیا کرے۔

حضرت مولانا حسین علی صاحب دام مجدہم نے بندہ کو اس عمل کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا کہ اپنی اولاد کو بھی اس کی اجازت دے سکتے ہو نیز فرمایا کہ اولاد کے سوا کسی غیر کو اجازت مت دو اور اگر اجازت دے دی تو اسے نفع نہیں ہو گا۔ مولانا ممدوح نے فرمایا سگ دیوانہ وغیرہ کے متعلق یہی مزکورہ الصدر عمل کافی ہے۔ فقط اس عمل میں آیت الکرسی نہ پڑھی جائے۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ۲ جون ۱۹۳۸ء

برائے حب و بغض

یہ بیت ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھی جائے۔ اول و آخر سو سو مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔

هو الحبيب الذی ترجی شفاعته

لكل هول من الاهوال مقتحم

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی اجازت اعلیٰ حضرت مولانا حسین علی صاحب وان بھچراں والے نے دی ہے۔

دم برائے تکالیف جسمانی

اعلیٰ حضرت مولانا عبید اللہ دامت برکاتہم نے احمد علی عفی عنہ کو مندرجہ ذیل دم کی اجازت دی۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ اَشْفِ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

صبح اور عشاء کے بعد ۷ مرتبہ پڑھ کر ہاتھ پر دم کرے اور جہاں تک ممکن ہو بدن پر ملے۔

۶ فروری ۱۹۴۰ء ۲۶ ذی الحج ۱۳۵۸ء

آسیب معلوم کرنا

یہ عمل بھی حضرت وان بھچراں والوں سے منقول ہے۔

یا اللہ ۷۸۶

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸

یہ تعویز لکھ کر مریض کو دکھایا جائے۔ اگر مریض دیکھ لے تو سمجھ لیا جائے کہ آسیب کا اثر نہیں ہے اور اگر نہ دیکھے تو سمجھو کہ آسیب کا اثر ہے۔

۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء

ماخذ مرد مومن صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۸

ادویات مجربات

برائے بواسیر خونی یا ریاحی

سفوف ریٹھہ۔ جوکھار۔ مساوی الوزن باریک پیس کر ایک ماشہ بالائی کے ساتھ یا کیپسول میں رکھ کر کھائی جائے۔ ایک ہفتہ یا دو ہفتہ کھانے سے انشاءاللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔ ۳۰ نومبر ۱۹۴۹ء

برائے دفع تشنج

۱۔ شہد خالص ایک پاؤ

۲۔ عرق گاؤزبان و عرق بادیان ایک بوتل عرق کو آگ پر چڑھاکر اس میں شہد ڈال دیا جائے اور پھر خفیف سے ایک دو جوش دے دیئے جائیں

خوراک:۔ ایک چھٹانک صبح پانی ڈالے بغیر پئیں۔

برائے تقویت اعصاب و دماغ:۔ از حکیم اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ

ایک سو ایک بیضہ مرغ لے کر دس بارہ سیر ایسے پانی میں ابالا جائے جس میں ایک تولہ سنکھیا باریک پیس کر حل کیا ہوا ہو۔ جب انڈے پک جائیں تو ٹھنڈے ہونے کے بعد پانی سے نکال لئے جائیں۔ پانی اور انڈوں کا چھلکا اور سفیدی سب زہر آلود ہوں گی۔ پانی نالی میں گرا دیا جائے اور چھلکا اور سفیدی گڑھا کھود کر دفن کر دی جائے۔ بعد ازاں زردی کو ہاتھوں یا کسی چمچہ سے مل کر آٹے کی طرح کر لیا جائے

اور پھر بہت سا گھی ڈال کر حلوہ بنالیا جائے۔ اس حلوے میں مغزیات پستہ بادام وغیرہ بھی ڈال دیئے جائیں۔ سردی میں یہ حلوہ کھایا جائے۔ خوراک ایک تولہ صبح۔

احمد علی

(۱۹شوال ۱۳۷۲)

(ماخذ مرد مومن صفحہ ۲۱۹)

دُعائے نُور

اَللّٰھُمَّ اجعَل فِی قَلبِی نُوراً وَّفِی بَصرِی نُوراً وَّفِی سمعِی نُوراً وَّعَن یَمِینِی نُوراً وَّعَن یَسَارِی نُوراً وَّ فَوقِی نُوراً وَّتحتِی نُوراً وَّ اَمامِی نُوراً وَّ خَلفِی نُوراً وَّاجعَل لِی نُوراً وَّ فِی لِسَانِی نُوراً وَّفِی عَصَبِی نُوراً وَّ فِی لَحمِی نُوراً وَّ فِی دَمِی نُوراً وَّ فِی شَعرِی نُوراً وَّ فِی بَشرِی نُوراً وَّ جعَل فِی نَفسِی نُوراً وَّ اَعظِم لِی نُوراً اَللّٰھُمَّ اَعطِنِی نُوراً۔ (حدیث شریف صفحہ ۵۲۱ کتاب الحسنات)

برائے اولاد نرینہ و اصلاح اہل و عیال

ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما ○

اپنی نمازوں کے آخر قعدہ میں سلام پھیرنے سے پہلے پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد کی دعا میں بھی پڑھے (ص ۱۰ خدام الدین ۷ر اگست ۹۸ء)

مولانا غلام حبیب کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا انعام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کثرت سے درود ابراہیمی پڑھنا قوت حافظہ کے لئے تیر بہدف ہے حضرت مولانا غلام حبیب صاحب فرمایا کرتے کہ یہ وظیفہ جو لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور انعام مرحمت فرمایا در حقیقت ایک چیک تھا جو بمنزلہ کیش مجھے ملا اس کی برکت سے جو چاہتا حاصل کرلیتا۔ حج کے موقع پر لاکھوں روپے راہ خدا خرچ فرماتے وظیفہ یہ ہے ہر نماز کے بعد اول آخر ایک دفعہ ابراہیمی درود شریف اور درمیان میں سات مرتبہ سورہ قریش پڑھیں۔ صفحہ ۵۸ خزینتہ الاسرار

سورہ والضحیٰ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بھینس عطا فرما دی

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور اپنے کلام کی برکت سے ہمیں دنیا کی ہر نعمت دی۔ متعدد مرتبہ گھر کے ہر فرد کو اللہ نے حج کا شرف عطا فرمایا۔ اسی طرح اللہ نے اپنے فضل سے مکان اور بھینس تک عطا فرمائی اور اس کو چارہ ڈالنے' پانی پلانے وغیرہ کی ڈیوٹی میری لگی ہوئی تھی۔ کافی عرصہ تک رہی۔ اس کے بعد پھر کسی کو دے دلا دی۔ والدہ مرحومہ رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتی تھیں کہ میرے پاس ایک ہتھیار ہے اور وہ تسبیح اور اللہ کا ایک کلام ہے جس کی تاثیر کا ہمیشہ مشاہدہ کیا اور وہ ہے سورہ والضحیٰ۔ جس مقصد کے لئے جب پڑھی' گم شدہ چیز کے لئے یا کسی چیز کے اللہ سے حاصل کرنے کے لئے' اللہ نے کبھی مایوس نہیں کیا اور جلد عطا فرمائی' ایک دفعہ صبح حضرت رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے تھے کہ کسی شخص نے اندر کہلا بھیجا کہ درس کے بعد باہر تشریف لائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے اس نے کہا میں بھینس لایا ہوں' قبول فرمالیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھ گچھ بھی کی کہاں سے لائے ہو؟ کیوں لائے ہو؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا اور میں ابھی بھینس لے کر آیا ہوں آپ اس کو قبول فرمالیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالی اور چلا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون تھا۔ (حوالہ۔ خدام الدین ۱۳ مارچ ۱۹۹۸ء / ۷ اگست ۱۹۶۴ء)

گم شدہ سائیکل مل گئی

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ پرانی انارکلی سے میری سائیکل چوری ہوگئی۔ کافی تلاش کے بعد مایوس ہو کے گھر لوٹ آیا اور پرانی انارکلی کے تھانے والوں کو اس کی اطلاع دی اور درمیان میں والضحیٰ پڑھتا رہا۔ دو تین دنوں کے بعد سائیکل چرانے والا کسی سائیکلوں والے کے پاس

گیا۔ اس نے کہا "ہم سائیکل نہیں خریدتے، بعض سائیکلیں چوری کی ہوتی ہیں۔" اس نے کہا "میں تو اپنی ضرورت کی وجہ سے بیچ رہا ہوں، آپ لے لیں، مہربانی ہوگی۔" دکان دار نے کہا "اگر تھانے والے ضمانت دے دیں کہ سائیکل چوری کی نہیں تو پھر لے لیں گے۔" اس نے کہا "بے شک تھانے چلو" دکان والا سائیکل تھامے ہوئے تھانے کی طرف جارہا تھا کہ یہ پیچھے سے کھسک گیا۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ "اپنی سائیکل لے جاؤ۔" وہاں اور بھی کچھ سائیکلیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے جاکے دیکھا تو سائیکل میری ہی تھی۔ اس دوران میں اکثر سورہ الضحیٰ پڑھتا رہا اور خدا کا کرنا کہ سورہ والضحیٰ کی برکت سے سائیکل مل گئی۔

(حوالہ خدام الدین مطبوعہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۸ء / ۷ اگست ۱۹۶۴ء)

سورہ والضحیٰ کی برکت سے ایک کے بدلے اکیس سائیکلیں بر آمد

اسی طرح حاجی بشیر احمد صاحب کی سائیکل، جو وہ کرائے پر لائے تھے، کھوگئی۔ کافی تلاش کرنے کے بعد نہ ملی۔ دکان دار کو سائیکل کی قیمت کا اکثر حصہ بھی ادا کردیا۔ ابھی پوری قیمت ادا نہیں کی تھی۔ اس دوران والضحیٰ پڑھتے رہے، خدا کا کرنا کہ چوروں کا ایک گروہ پکڑا گیا جس سے حاجی صاحب کی سائیکل سمیت اکیس (۲۱) سائیکلیں چوری کی بر آمد ہوئیں۔

(حوالہ۔ خدام الدین ۷ راگست ۶۴ء / ۱۳ مارچ ۱۹۹۸ء)

(باقی اضافی شدہ عملیات ۱۴ویں باب کے آخر میں دیکھیں)

○○○

نذر شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ـــ علامہ انور صابری

اے کلام اللہ کے دانائے اسرار ورموز
منکشف تھے ذہن پر تیرے مشیت کے کنوز
باب علم مصطفیٰ تیرا دل آگاہ تھا
تو صراط مستقیم حق کا خضر راہ تھا
تیری پیشانی تھی۔ ''انور شاہ'' کی آئینہ دار
دیں پوری کا فیض تھا تیری جبیں سے آشکار
تجھ سے ملتا تھا نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقائق کا سراغ
رہنمائے فکر تھا محمود رحمۃ اللہ علیہ و قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا دماغ
تو قرون اولین کا پیکر تفسیر تھا
خواب ماضی کی مجسم دل نشین تعبیر تھا
تیرے انداز بیاں میں جذبہ ایثار تھا
عشق تیرا گوہر گنجینہ کردار تھا
حکمت ودانش کو تو نے صاحب عرفاں کیا
زندگی کو ہم مزاج مقصد قرآن کیا
بربط جبرئیل کے نغمے تیرے کانوں میں تھے
ولولے ایماں کے رقصاں تیری شریانوں میں تھے

تجھ کو "سندھی رحمۃ اللہ علیہ" نے سکھائے تھے رموز انقلاب
تھی خرد آموز تیرے واسطے ام الکتاب
درس نے تیرے کئے پیدا وہی خدام دیں
جن کی ہستی دولت ختم رسالت کی امیں
فلسفہ اسلام کا تازیست سمجھاتا رہا
فقر کو آداب سلطانی کے سکھاتا رہا
تو رہا لاہور میں اور دل مدینے میں رہا
بن کے اک موتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خزینے میں رہا
تھی دلیل زندگی عصر نو تیری حیات
روح کا پیمانہ تھا یا بحر تقدیس صفات
انور خورشید نسبت جاودانی بن گیا
نور آنکھوں کا تری خود تیرا ثانی بن گیا
بایزید دور حاضر کا تجھے زیبا خطاب
تھا ترا ذوق عبادت اولیاء کا ہمرکاب
گلشن فردوس کے سانچے میں ڈھلتی جائے گی
تیری تربت سے سدا خوشبو نکلتی جائے گی

(صفحہ ١٥٧٦ امام الاولیاء نمبر
خدام الدین ٢٢ فروری ٦٣

باب سیز دہم

انکشاف واقعات وفات

علالت اور وصال کی پیشین گوئی

آپ ﷫ کو فالج کے علاوہ ذیابیطس کی بھی تکلیف تھی' ان بیماریوں کے باوجود اکثر اوقات نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھتے تھے' مرض جوں جوں بڑھتا رہا آپ کی ریاضتوں میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ اور اللہ کی ملاقات کرنے والے عاشق کو اور زیادہ تازہ دم کر دیا' یہی وجہ ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے "میں نے اللہ تعالیٰ سے جو مانگا وہ مجھے دیا' میں اس سے راضی ہوں' جب بلائے میں حاضر ہوں۔"

زندگی کے آخری ایام میں جو خطبات آپ نے دیئے ان سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اب آپ چند دن کے مہمان ہیں' اپنے ایک مخلص مرید جناب حاجی دین محمد صاحب (لاہور) کو وصال سے دو تین دن پہلے فرمایا "اب میں آپ کے پاس خطبہ لکھنے نہیں آیا کروں گا۔"

سفر آخرت کی تیاری

آخری وقت میں بھی نماز کے چھوٹنے کی فکر

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری ﷫ جب زندگی کی پچھتر بہاریں دیکھ چکے تو پیرانہ سالی ضعیفی و لاغری اور کمزوری کی وجہ سے مختلف جسمانی عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود روزانہ کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آنے دیا ان دنوں درس میں گاہے گاہے فرماتے۔

اے میرے اللہ میں تجھ سے راضی ہوں جب تیری مرضی ہو مجھ کو اپنے پاس بلالے "اللہ" مجھ کو کسی کا محتاج نہیں کرنا پھر فرمایا کرتے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اولاد کا محتاج نہ کرنا بلکہ میری اولاد میری محتاج رہے۔ یا اللہ میری موت اس حالت میں آئے کہ میری کوئی نماز نہ چھوٹے۔"

(ماخوذ از صفحہ ۱۳۸ کتاب الحسنات)

کندیاں شریف میں مجذوب کی پکار

۱۹۵۸ء میں نھو والا چک ۱۸۰ کی جامع مسجد کے خطیب مفتی ابوالشفاء کندیاں شریف سے واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ وہاں ایک مجذوب عالم جذب و محویت میں کچھ باتیں کر رہا تھا جو کہ ہر لحاظ سے صحیح تھیں وہ استغراقی کیفیت میں پکار رہا تھا لوگو تمہارا خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک علی ہجویری ہیں اگر زندہ علی ہجویری کو دیکھنا ہو تو شیرانوالہ دروازہ میں حضرت مولانا احمد علی کو دیکھ لو لیکن ان کا وقت بہت تھوڑا ہے بہت تھوڑا ہے۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۲۸ کتاب الحسنات)

میں آخری وقت تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہا

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بورسٹل جیل میں جمعہ پڑھانے کیلئے جایا کرتا تھا۔ عین نماز جمعہ کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ میں نے کہا آپ کے غسل کیلئے پانی گرم کروں؟ فرمانے لگے۔ نہیں، تم جاؤ، میری طبیعت ٹھیک ہے، خود گرم کروں گا۔ خود ہی پانی گرم کیا، خود ہی غسل فرمایا۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کپڑے لے آئے تو فرمایا میری طبیعت خراب ہے۔ ان سے کہا تم خطبہ دو اور نماز پڑھاؤ۔ میں مغرب کے قریب میں واپس آیا تو دیکھا بہت سے ڈاکٹر کھڑے ہیں۔ پوچھا تو معلوم ہوا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز ہے، مشورہ ہے کہ ہسپتال لے چلیں، اس لئے پہلے وہاں کوئی کمرہ دیکھ کر آئیں اور حضرت کیلئے

ایمبولینس لیتے آئیں مجھے ساتھ چلنے کو کہا تو میں کار میں بیٹھ گیا۔ خدا معلوم کس ڈاکٹر کی کار تھی۔ حضرت ﷺ نے میرے بھانجے وحید کو فوراً بھیجا کہ نانا جان بلاتے ہیں۔ میں اندر گیا، فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے سیدھی سیدھی بات بتادی۔ ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے، رات کا وقت گزرنا مشکل ہے، اس لئے ہسپتال لے چلیں، فرمایا تم یہاں بیٹھو، انہیں جانے دو۔ وہ حافظ صاحب ﷺ کو لے کر چلے گئے حضرت کے وصال کے تین منٹ کے بعد وہ سارے ڈاکٹر کمرہ لے کر اور پورا انتظام کر کے آگئے۔ سب نے آکر نبض پر ہاتھ رکھا تو ابھی گرم تھی۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر چلا گیا ہوتا تو میں بھی محروم رہتا۔ (حوالہ مجلس ذکر مطبوعہ خدام الدین ۹ر جولائی ۱۹۷۱ء)

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک ۱۰ بجے صبح اپنے مکان سے حسب معمول مسجد لائن سبحان خاں میں خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لائے، پونے بارہ بجے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا حافظ حمید اللہ صاحب لباس تبدیل کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی، پیٹ میں درد تھا اور متلی وغیرہ کی شکایت تھی۔ آپ کی ناسازی طبع کے پیش نظر مولانا حافظ حمید اللہ صاحب ہی کو نماز جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمانا پڑا۔ نماز جمعہ کے فوراً بعد ڈاکٹر کیپٹن چودھری صاحب (جو آپ کے نہایت ہی عقیدت مند تھے) آپ کی خدمت میں پہنچے، انہوں نے طبی امداد پہنچائی اور کار کے ذریعہ آپ کو مسجد سے گھر لے گئے شام تک انہوں نے تین ٹیکے لگائے مگر حالت نہ سنبھل سکی، اس دوران چودھری صاحب دوسرے ماہر ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرتے رہے، ڈاکٹر محمد یوسف صاحب تشریف لائے۔ لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا، میو ہسپتال لے جانے کی تجویز ہوئی لیکن .... اللہ کو وہ بھی منظور نہ ہوئی۔" مغرب تک کی تمام نمازیں آپ نے ہوش کی حالت میں ادا کیں، اگرچہ بے ہوشی طاری ہوتی رہی مگر نماز کے وقت ہوش میں آجاتے۔ (ماخذ صفحہ ۱۴۱ کتاب الحسنات)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ وفات سے قبل مصافحہ اور معانقہ فرماتے رہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وصال سے قبل تیمم کرتے، نماز لیٹ کر پڑھتے، پھر دعا کرتے، پھر کہتے اللہ اللہ! پوچھا روزہ افطار ہو گیا؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں ہو گیا۔ فرمایا میرا روزہ افطار کراؤ، پانی لاؤ۔ والدہ نے کہا پانی پی لیں، فرمایا اچھی بات، پیتے ہیں، پہلے نماز پڑھ لیں، پھر میری والدہ کہنے لگیں پانی مت پلاؤ، ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔ میری بیوی سے کہا تم چائے سے روزہ افطار کرتی ہو، چائے کی پیالی لاؤ، چائے کی پیالی پاس لاکر رکھ دی۔ نہ انہوں نے پانی پیا نہ چائے، اللہ کے ہاں پیاسے ہی چلے گئے۔ نماز تو ایک بھی قضا نہیں ہوئی مگر تراویح نہیں پڑھ سکے۔ اسی طرح نوافل پڑھتے پڑھتے بیچ میں اٹھ کر معانقہ کرنے لگتے۔ زبان سے کچھ نہیں فرمایا۔ پہلے مصافحہ کیا، پھر معانقہ، پھر مسکرائے، میری والدہ کہنے لگیں کس سے مل رہے ہیں؟ مجھے اشارہ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ جانے، آپ بھی دیکھ رہی ہیں۔ مسکرا کر ملا کرتے تھے تو ایک دانت نظر آجاتا تھا۔ یہ کہا، مزاج تو اچھے ہیں؟ بس یہ کیفیت پیدا ہوئی، اس کے بعد لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر قبلہ رخ ہو گئے۔ (حوالہ مجلس ذکر مطبوعہ خدام الدین ۹ جولائی ۱ے)

نماز عشاء کے وقت آپ پر سکرات طاری ہو گئے جب ہوش آیا تو فرماتے مولوی انور میں نے نماز نہیں پڑھی وہ تیمم کیلئے ڈھیلا پیش کرتے تیمم فرما کر نیت باندھ لیتے پھر غشی طاری ہو جاتی۔ چارپائی پر گر جاتے ہوش آتے ہی فرماتے۔ مولوی انور میں نے نماز نہیں پڑھی پھر تیمم کرایا نماز کی نیت باندھ لی۔ کبھی آگے ہاتھ بڑھاتے جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں چنانچہ اسی محویت کے عالم میں جان عزیز جان آفرین کے سپرد کب دی۔ ان للہ وانا الیہ راجعون

رات بارہ بجے آپ کو غسل دیا گیا کفن پہنا کر مکان کی نچلی منزل کے صحن میں وجود اقدس زیارت کیلئے رکھ دیا گیا۔

وصیت کے مطابق صبح گھر میں جنازہ رکھا ہونے کے باوجود حسب معمول نماز کے بعد پہلے قرآن پاک کا درس مولانا عبید اللہ انور ﷫ نے دیا جس کے بعد شامیانے کا انتظام کر کے گلی میں وجود اقدس زیارت کیلئے رکھ دیا گیا۔
(ماخوذ از صفحہ ۱۴۱۔ ۱۴۲ کتاب الحسنات)

انبیاء کرام علیہ السلام کی جنازے میں شرکت

جناب حافظ عبد الغنی صاحب کا خواب

قصبہ شاہ کوٹ ضلع شیخو پورہ کے نوجوان حافظ عبد الغنی جنہوں نے رزق حلال کیلئے بڑھئی کے پیشے کو اپنایا ہے کہتے ہیں کہ جمعہ کو نماز عشاء و تراویح پڑھ کر تلاوت وغیرہ کی مشغولیت کی وجہ سے کچھ دیر میں سویا سحری سے پہلے ایک خواب دیکھا جو بیدار ہونے پر اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ ذہن پر چھایا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ لاکھوں افراد کا مجمع ہے بیچ میں ایک نورانی صورت بزرگ نمایاں ہیں ایک بزرگ سے ان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں تو وہ تو ابھی جواب نہ دے سکے تھے کہ وہ نورانی صورت والے بزرگ خود میرے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا آپ مجھے نہیں جانتے میں نے مودبانہ عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ میں اللہ کا پیغمبر ابراہیم ہوں میں نے نہایت ادب سے مصافحہ کیا اور معانقہ بھی کیا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آیئے آپ کو ایک اور پیغمبر کی زیارت کراؤں۔ آگے بڑھے ایک سفید ریش سفید پوش فرشتہ شمائل بزرگ نظر آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں میں نے فرط عقیدت سے ان سے بھی مصافحہ اور معانقہ کیا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آج ہمارے ایک دوست کی مجلس ہے لہٰذا ہم ہزاروں کی تعداد میں آئے ہوئے ہیں۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں نماز فجر کے بعد لاری اڈے پر گیا تو اخبار میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کی خبر وصال سب سے نمایاں تھی مجھے فوراً یقین

ہو گیا کہ رات اسی مجلس میں تمام انبیاء شریک تھے۔

ڈاکٹر لال دین اخگر فرماتے ہیں کہ میں نے صاحب خواب سے پوچھا کہ کیا آپ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں تو حافظ صاحب نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ میرے دل میں یہ عقیدت ضرور ہے کہ وہ اتنے بڑے بزرگ ہیں کہ اولیائے کرام انکی صحبت میں پرورش پاتے ہیں۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۴۶ کتاب الحسنات)

حافظ حبیب اللہ فرزند حضرت اقدس کا خواب

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ' کے بڑے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کی تار کے ذریعہ خبر دی گئی جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کو جو خط لکھا اس میں اپنا ایک مندرجہ ذیل خواب بھی لکھا۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں لاہور مسجد لائن سبحان خاں میں گیا ہوں۔ نماز عصر کا وقت ہے لوگ جمع ہو رہے ہیں دن خوب سفید ہے سورج اپنی پوری تابانی پر چمک رہا ہے کہ یکایک سورج کو گرہن لگا اور سیکنڈوں میں تمام عالم سیاہ و تاریک ہو گیا اندھیرا گھپ اندھیرا۔ سورج غروب ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ دن کا نور کم ہوتا ہے یہ تو یکایک عالم تاریک ہو گیا مجھے خواب میں سخت گھبراہٹ ہوئی نہایت قلق اور اضطراب میں اٹھا خواب کی تعبیر اسی وقت میں نے یہ سمجھی اعلیٰ حضرت ابا جان کے وصال کی طرف اشارہ ہے۔ (صفحہ ۱۴۵ کتاب الحسنات)

آخری دفعہ مل لیتے ہیں پھر شاید ملاقات نہ ہو

جناب احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہرہ چھاؤنی فرماتے ہیں کہ ۱۹' فروری ۱۹۶۲ بروز پیر عمرہ سے فارغ ہو کر باب العمرہ کے باہر ایک ہوٹل میں چائے پی رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ آپ کا تعلق نسبتی کس سے ہے میں نے حضرت

لاہوری ﷫ کا اسم گرامی لیا تو کہا کہ ان کا تو انتقال ہو چکا ہے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی عالم حیرت میں پوچھا کس نے کہا کہاں سے خبر آئی لیکن وہ شخص چلتا بنا مدینہ منورہ پہنچے ناواقفیت کی وجہ سے صاحبزادہ حبیب اللہ ﷫ سے فوری ملاقات نہ ہو سکی ایک اور جاننے والے سے تصدیق چاہی تو اس نے کہا خبر نہیں لیکن امکان ہے کیونکہ حضرت لاہوری ﷫ جب عمرہ سے فراغت کے بعد واپس ہو رہے تھے تو مولانا خیر محمد صاحب سندھی سے (جو آج کل مسجد حرام' میں درس دیتے ہیں) سے فرمایا تھا کہ اب آخری دفعہ مل لیتے ہیں پھر شاید ملاقات نہ ہو۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۶ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

لاہور ہی خالی نہیں ہوا پورا پاکستان خالی ہو گیا

جناب احمد عبدالرحمٰن صدیقی فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے والد محترم حاجی عبدالحکیم ﷫ کی معیت میں حرمین شریفین میں حج وزیارت کی نیت سے مقیم تھا مدینہ منورہ میں عید الفطر ۱۳۸۱ھ کو بعد نماز عید حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی ﷫ کے ساتھ جنت بقیع میں نورانی قبور کی زیارۃ کی سعادت ملی واپسی پر حضرت الشیخ عبدالغفور عباسی ﷫ نے فرمایا کہ اعتکاف کے دوران میں عارف کامل حضرت شیخ لاہوری ﷫ کی وفات کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا اب لاہور ہی خالی نہیں ہوا بلکہ پورا پاکستان خالی ہو گیا حضرت مولانا ﷫ بڑے انسان تھے دین حق کی بہت خدمت فرمائی دیوبند اور دیگر بڑے بڑے مدارس دینیہ سے علماء فارغ ہوتے تو آپ کے پاس ترجمہ قرآن پڑھنے آتے ہمیشہ حق فرمایا حق والوں کی قبور ہمیشہ منور ہوتی ہیں امید ہے اللہ تعالیٰ بڑا مقام عطا فرمائے گا۔ مجھ عاجز پر حضرت ﷫ کی ہمیشہ بڑی شفقت کی نظر رہی مدینہ طیبہ میں عام طور سے کسی کی دعوت قبول نہیں فرماتے تھے

اس کے باوجود دو مرتبہ حضرت مولانا ﷫ میرے مکان پر تشریف لائے اور شرف عظمٰی سے نوازا۔ الحمدللہ میرے حضرت قریشی ﷫ سے بھی حضرت مولانا کے تعلقات بہت گہرے تھے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ دور حاضر میں ایک بہت بڑے فتنے مودودیت کا استیصال و رد بہت جم کر فرمایا صرف یہی نہیں بلکہ ہر فتنے کا مولانا ﷫ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انکی سرکوبی کی۔ میں نے اپنے متعلقین سے کہہ رکھاہے جو حضرت لاہوری فرمانویں بس وہی میرا مسلک ہے اس کو لازم پکڑو۔
(ماخوذ از صفحہ ۵۱۵ خدام الدین امام الاولیاء نمبر)

"سانحہ ارتحال"

حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور فرماتے ہیں کہ ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء ہفتہ کی صبح آپ کے سانحہ ارتحال کی خبر سن کر شہر بھر میں کہرام مچ گیا اللہ والوں کے جنازے بھی قابل دید ہوتے ہیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سارا شہر اُمڈ آیا دور و نزدیک سے آئے ہوئے مرد و زن جنازے پر ٹوٹے پڑ رہے تھے عوام وخواص کا بے پناہ ہجوم تھا انسانوں کا چاروں طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس اللہ والے کی روحانی عظمت اور دلوں میں محبت وعقیدت کا نشان تھا لائل پور (فیصل آباد) سرگودھا راولپنڈی پشاور بنوں کوہاٹ ملتان غرض کراچی تک سے عقیدت مند جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے یہاں پہنچے تھے ہر کوئی چہرہ انور دیکھنے کے لئے بے کل تھا جنازے کی روانگی سے پہلے چہرہ نمائی کا سلسلہ صبح سے جاری تھا لیکن اژدہام تھا کہ کم نہ ہوتا تھا اس لئے چلتے وقت چہرہ اقدس عام زیارت کے لئے کھلا رکھا گیا۔ چہرے پر انوار برس رہے تھے جنازے کے جلوس کا نظارہ قابل دید تھا اور مرنے والے کی عظمت کا ثبوت تھا جنازے کے نیچے چلنا بھی لوگ سعادت سمجھ رہے تھے۔ نماز جنازہ یونیورسٹی گراؤنڈ میں ہوئی جو مولانا عبیداللہ انور ﷫ نے پڑھائی لاکھوں انسانوں کے جم غفیر نے شرکت فرمائی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ چالیس مومن جس کی نماز جنازہ ادا کریں وہ جنازہ بخشا جاتا ہے بھلا رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں روزے دار حاجی نمازی حافظ عالم درویش صوفی فقیر متقی پرہیز گار اور لاکھوں عام مسلمان اللہ کے پیارے جس کا جنازہ پڑھیں اس کے مرتبے اور شان کا کیا کہنا بعض دفعہ مردہ نماز اور دعا کی وجہ سے بخشا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنازہ اتنا بلند ہوتا ہے اس کی عظمت سے شریک جنازہ بخشے جاتے ہیں قبرستان کے مردے بخشے جاتے ہیں۔

(خدام الدین ۲۲ ستمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۸۰ امام الاولیاء نمبر)

اللہ کا آپکی مہمانداری میں دوسروں سے عذاب ہٹانا

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہ کی وفات کے تیسرے روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک برگزیدہ خلیفہ مجاز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اطہر کی حاضری دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کردہ طریقہ کے مطابق مراقبہ میں بیٹھ گیا عین استغراق وانہماک کے عالم میں حضرت والا مقام کی زیارت نصیب ہوئی چہرہ انور پر مسرت وانبساط کے انوار برس رہے تھے صاحب واقعہ کہتے ہیں کہ میں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ پروردگار عالم سے کیسے ملاقات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے پروردگار عالم کو بہت بڑا شفیق ورحیم پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ تم ہمارے لئے کیوں اس قدر ریاضت ومجاہدات میں مشغول رہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کے خوف سے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میں نے تم کو بخشانہ ہوتا تو تم پر اس قدر ظاہری اور باطنی ذمہ داریاں نہ ڈالی جاتیں۔

اس پر صاحب مراقبہ نے عرض کیا میرے آقا اسکے علاوہ بھی کچھ ارشاد ہے تو فرمایا ہاں پروردگار عالم کی یہ مجھ پر خاص عنایت ہوئی ہے کہ مجھ کو کہا گیا ہے کہ ہم نے تمہاری مہمانی کے طور پر میانی صاحب کے تمام گناہ گار صاحب ایمان اہل قبور سے اپنا عذاب اٹھالیا ہے۔ (صفحہ ۱۵۸ کتاب الحسنات)

مسجد کے ساتھ دفن نہ ہونا

میاں محمد اجمل قادری مدظلہ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں جو ولی یا جو فقیر یا جو بزرگ جہاں مرتا ہے وہیں پہ اس کی قبر بناتے ہیں۔ یہ بے ادبی ہے' نبی کے ساتھ اپنے آپ کو ملاتا ہے۔ نبی کا دنیا میں آنا بھی اور ہے نبی کا دنیا سے اٹھنا بھی اور ہے۔ میرے حضرت لاہوری ؒ جب دنیا سے تشریف لے گئے تو امیر محمد خان گورنر تھے۔ ان کے وزیر ملک خدا بخش بچہ 'حضرت امام الہدی' مولانا عبیداللہ انور ؒ کے پاس آئے اور کہا کہ شیرانوالہ دروازہ کے ساتھ جو باغ ہے۔ یہ ہم انجمن خدام الدین کو دے دیتے ہیں۔ یہاں حضرت ؒ کا مزار بنایا جائے۔ تاکہ زائرین جب آئیں تو ان کو تکلیف نہ ہو مسجد سے قریب ہی زیارت سے مشرف ہو جائیں۔ حضرت امام الہدیٰ ؒ نے فرمایا ساری عمر وہ جس کام سے روکتے رہے۔ ان کے مرتے ہی میں ان کے ساتھ یہ کام کردوں۔ نہیں وہ وہیں پہ جائیں گے۔ جہاں دوسرے جاتے ہیں یہ تو نبی کی شان ہے کہ وہ جس جگہ سے دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں۔ وہی مقام ان کا مدفن بنتا ہے۔ اور امتی کی شان یہ ہے کہ جہاں سب لوگ دفن ہوں وہاں پہ وہ دفن ہوتا ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء)

"قبر مہک اٹھی"

محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ کے قبر پر حاضری کے تاثرات

جب میں حضرت کی قبر پر نور پر حاضر ہوا تو سڑک کے کنارے حضرت کی آخری آرام گاہ کا بورڈ نظر آیا آنکھیں ادب سے جھک گئیں۔ قبرستان میں داخل ہوا تو تھوڑی دور ایک اور بورڈ پڑھا۔ یہ ہے وہ جگہ جہاں حضرت دین پوری اور حضرت امروٹی کی مشترکہ امانت ہمارے مرشد وہادی' لاہوریوں کے خیر خواہ پاکستانی مسلمانوں کے دینی اور روحانی محسن اعظم حق کی تلوار اور محبت کے پیکر' شیخ

التفسیر حضرت مولانا و مرشد نا احمد علی لاہوری ﷫ آرام فرمارہے ہیں سادہ اور چھوٹی سی قبر نہ چراغ نہ اگر بتی' نہ جھنڈا' نہ چونا نہ اینٹ نہ پھول نہ مجاور نہ نذریں نہ چڑھاوے۔ میں قبر کے قریب پہنچا۔ تو انگشت بدندان۔ سوچا کہ یہ اس ہستی کی قبر ہے جو ساری عمر پروردگار عالم کا پیغام پہنچاتی رہی اور لاہور کے ایک ایک گوشے سے پکار پکار کر کہتی رہی کہ آؤ یہاں دل زندہ اور دیدہ بینا ملے گا لاہور کے میانی صاحب کے قبرستان میں جاکے دیکھ لینا کہ کون سی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور کون سی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا یقیناً یہ اس ہستی کے صحیح الفاظ تھے اور ان کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جس کی مہک سے لاہور کی فضا بھی معمور ہو چکی ہے بقول حضرت مولانا عبید اللہ انور ﷫ لاہور کی لیبارٹریوں میں بھی خوشبودار مٹی کو ٹیسٹ کیا گیا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا سب نے بالآخر یہی کہا کہ یہ کوئی غیبی کرشمہ ہے۔ خداوند کریم جس کو چاہے اپنی رحمتوں سے نوازے۔ میرے بیٹھے بیٹھے تین حضرات اور تشریف لائے ایک بزرگ شیخوپورہ سے آئے تھے اور دوسرے دونوں صاحبان مظفر گڑھ سے تینوں ہی حضرت سے تربیت یافتہ تھے باوجود صبر و تحمل کے آنکھوں سے زارو قطار اشک رواں تھے ایک صاحب کا قلب اس قدر جاری ہوا کہ ہر ہچکی میں اللہ ہو اور ہر ہچکی دل ربا تھی آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ (ماخوذ از صفحہ ۳۱ خدام الدین ۲۲ فروری ۶۳ء)

تربت اقدس سے فردوسی خوشبو

امام بخاری ﷫ کے مرقد انور (قصبہ خارتنگ علاقہ سمرقند) سے بارہ سو سال سے متواتر خوشبو آرہی ہے جونہی کوئی بھی زائر آپ کے مرقد انور کے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے عطر بیز ہوا کا خوشبودار جھونکا زائر کا استقبال کرتا ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کی وفات حسرت آیات

کے چند روز بعد ہی باشند گان لاہور میں یہ خبر بڑی تیزی سے گشت کر گئی کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مبارک مٹی مہک رہی ہے ہر خاص و عام کی زبان پر یہ چرچا تھا معتمد افراد نے جا کر پتہ لگایا۔ اس مبارک مٹی کا لیبارٹریوں میں معائنہ اور تجزیہ کیا گیا لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس شمیم جانفزا کو کس چیز سے منسوب کریں لہذا یہ بات زبان زد خاص و عام ہو گئی کہ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی لحد پاک جنت کی ایک کیاری (روضہ من الریاض الجنہ) بن گئی جس طرح آپ کی حیات مبارک آیت من آیات اللہ تھی۔ (صفحہ ۱۵۶ کتاب الحسنات)

گورکن کے کپڑے بھی خوشبودار

جس خوش قسمت گورکن نے میانی صاحب کے قبرستان میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک بنائی تھی وہ ابھی زندہ ہے کافی عمر رسیدہ ہو چکا ہے اس نے بتایا کہ وہ کپڑے آج بھی میرے پاس رکھے ہوئے ہیں جو اس وقت پہنے ہوئے تھے، جب میں حضرت صاحب کی لحد مبارک تیار کر رہا تھا، بوسیدہ ہو گئے گو وہ کپڑے پھٹ گئے لیکن آج بھی ان کپڑوں سے خوشبو آتی ہے وہ میں نے بطور تبرک رکھے ہوئے ہیں، اور اپنے بچوں کو وصیت کی ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے انہی کپڑوں کے اندر کفن دینا"۔ (ماخوذ از صفحہ ۱۴ خدام الدین یکم دسمبر ۹۵ء)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی درجات میں تیزی سے اضافہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مجلس ذکر کے بعد فرمایا کہ ایک صاحب دل بزرگ نے ابا جان مرحوم و مغفور کے مزار کے پاس مراقبہ کیا، تو مجھ سے آکر فرمانے لگے کہ میں چند ماہ پہلے حضرت اقدس کی تربت پر حاضر ہوا تھا۔ لیکن آج کی حاضری میں مجھ کو معلوم ہوا کہ اس دن سے اب تک چند ماہ میں آپ کے مقامات میں ہزار گنا اضافہ ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ ہزاروں علماء کرام نے ان

سے قرآن حکیم کے مطالب و معارف حاصل کئے۔ لاکھوں مردوزن نے ان کے مواعظ حسنہ سے استفادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام سیکھا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ میں نے درجات میں اس قدر جلد ارتقاء عروج کہیں نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اباجان ﷫ سے اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مساجد تعمیر کروائی ہیں اور علاوہ ازیں میرے بڑے بھائی حافظ حبیب اللہ "کعبتہ اللہ زاداللہ شرفاً و تعظیماً" میں ہر لحہ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور پھر میرے بھائی پر کیا موقوف ہے، خدا جانے کس قدر لاتعداد بندگان خدا حضرت ﷫ کی روحانی اولاد ہیں، جو ہمیشہ آپ کی بلندی درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ (کتاب الحسنات صفحہ ۵۲۴)

ایک بزرگ حاجی خیرالدین صاحب ساکن شیخوپورہ کا بیان

فردوسی خوشبودار پودے کی ٹہنیوں پر نورانی پھول

جناب ڈاکٹر لال دین اخگر فرماتے ہیں کہ چند دن ہوئے، مجھ کو حاجی خیر الدین صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حاجی صاحب سید علاؤالدین مدظلہ العالی خلیفہ مجاز سید العارفین حضرت مولانا عبدالغفور مہاجر مکی مرحوم کے مرید خاص ہیں۔ آپ کی سیرت پر اللہ والوں کی صحبت کا رنگ غالب ہے۔ وہ حضرت لاہوری ﷫ کے جنازے کے متعلق فرماتے ہیں:

شیخوپورہ میں حضرت لاہوری قدس سرہ کی وفات کی خبر سن کر ہم چند احباب آپ کے جنازہ میں شمولیت کرنے کے لئے دروازہ شیرانوالہ لاہور پہنچ گئے۔ اس وقت آپ کا جسد مسعود آپ کے در ولایت کے سامنے گلی میں چارپائی پر عام زیارت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے ہم آگے نہ جا سکے۔ جنازہ اٹھایا گیا۔ جب آپ کی چارپائی ہمارے قریب آئی، تو میں نے فرط شوق سے حضرت ﷫ کے مبارک بدن کو چھونے کی سعادت حاصل کی۔ میرا ہاتھ آپ کی مبارک

پنڈلی کو لگا اس سے مجھ کو طمانیت قلبی حاصل ہوئی۔ لاکھوں کا مجمع تھا۔ ہم جنازے کے ہمراہ یونیورسٹی گراؤنڈ تک پیدل گئے۔ نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور وہاں سے شیخو پورہ واپس آگئے۔

دو تین دن کے بعد رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک کھلی ہوئی ہے اور آپ کی دونو پنڈلیوں کے درمیان میں موتیا کا ایک فردوسی پودا اگا ہوا ہے اس پر نہایت ہی خوشنما نورانی پھول کھلے ہوئے ہیں اور بعض ابھی کلیوں کی صورت میں ہیں۔ خوشبو کا یہ عالم تھا کہ ساری فضا مشکبار تھی۔ میری روح کی کیفیت حد بیان سے باہر تھی اور میرا دل الہامی مسرت سے سرشار تھا۔ اس کے بعد کئی دن عالم بیداری میں مجھ پر یہ حالت طاری رہی اور اب تک اس منظر کی عطر بیزیوں کو یاد کر کے روحانی لذتوں سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہوں۔

کیسا وہ خواب تھا، کہ ابھی تک ہوں خواب میں

صاحب موصوف حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے مرید نہیں تھے۔ لیکن ان کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔

(ماخوذ کتاب الحسنات صفحہ ۵۳۰)

"ختامہ مسک"

نم کنومۃ العروس کا منظر اور مزار مبارک ظاہری و باطنی معطر

عظیم مدنی بزرگ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب دام ظلہم (خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذکریاؒ) اپنے ایک رسالے میں تحریر فرماتے ہیں کہ "شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہ کے وصال کے بیس روز بعد ہندوستان سے واپسی پر راقم الحروف مزار پر حاضر ہوا۔ مزار کے باہر تو بہت زیادہ خوشبو تھی اندر دیکھا کہ بہت نورانی اور نخور ہوئی جگہ پر ایک گلاب کے پھولوں کا تخت نما چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس پر حضرتؒ مع سفید کفن سیدھے بہت اطمینان سے آرام فرما رہے

باجی ص ۳۹۴، ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر
(ہدیہ عقیدت احسان دانش مرحوم)

اے دل ہے کس خیال میں غلطاں ادھر تو دیکھ
اک عاشق رسولؐ کی شان سفر تو دیکھ
سوئے جناں رواں ہے وہ خلد دل ونگاہ
سینہ تھا جس کا کارگہ ضرب لا الہ
بڑھ کر سموم مرگ لطافت کو لے گئی
مسند نشین رشدوہدایت کو لے گئی
خاموش ہے وہ شمع سعادت بجھی ہوئی
جس سے دھواں کبھی نہ اٹھا روشنی ہوئی
بزم چمن میں اب وہ گل خندہ رو نہیں
گوش آشنا وہ مژدہ لا **تقنطو** نہیں
اب میر انجمن جو نہیں انجمن کہاں؟
جو پتھروں کو موم بنا دے وہ فن کہاں؟
ہر آنکھ اشک ریز ہے ہر دل ہے داغ داغ
گل ہو گیا ہے زہد وعبادت کا اک چراغ
ذوق طلب کا شعلہ بیتاب بجھ گیا
فانوس حسن منبر ومحراب بجھ گیا
کل تک تو ایسی تشنہ لبی میں نہ تھی زمیں
آج ایک بحر علم وعمل پی گئی زمیں
اک منبع فراست و تبلیغ رک گیا
اک پرچم متانت وتسلیم جھک گیا

آنکھیں تو ہیں، مگر وہ حسیں خواب ہی نہیں
مسجد تو ہے وہ جلوہ محراب ہی نہیں
اب وہ مشیر شرع کہاں ہے نگاہ میں
دیوار تھا جو شرک ومعاصی کی راہ میں
وہ جود، وہ سخا، وہ تدبر کہاں نصیب
وہ حلم، وہ صفا، وہ تفکر کہاں نصیب
مہتاب ریز آج وہ ماہ مبیں کہاں
اب پرسکوں ادارۂ خدام دیں کہاں
وہ پیکر خلوص و وفا آہ چل بسا
وہ نائب رسول خدا آہ چل بسا
ایسا عظیم صاحب ایماں کہاں سے آئے
اس شان کا مفسر قرآں کہاں سے آئے
یہ وجہ اتقا ہے یہ ہے برکت علوم
شاہوں کی موت کو بھی یہ ملتا نہیں ہجوم
سینوں میں سوز عشق ووفا عام کرگیا
تفویض جو ہوا تھا اسے کام کر گیا
ایسا فرید شعلہ بیانی نہ آئے گا
کوہ سخن سے سیل معانی نہ آئے گا
مانا کہ اس میں خار و خس زندگی نہیں
اس راہ سے کسی کو مگر آگہی نہیں
ہر چند زندگی میں بڑے کام کر گئے
ماتھے پیمبروں کے پسینے میں تر گئے
اللہ اس پہ لطف و عطا وکرم کرے
اس کے سکون روح کا ساماں بہم کرے
(احسان دانش مرحوم)۔ (صفحہ ۵۷۷ امام الاولیاء نمبر)

والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت

حضرت ﷫ کی بیوی صبرو استقامت کا کوہ ہمالیہ تھیں

مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ العالی امیر عالمی انجمن خدام الدین فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۸۲ء میں جناب شیخ محمد احسن ہمایوں مرحوم کی بیوی نے انتقال فرمایا تو وہ انتہائی مغموم اور چپ چاپ اپنے کمرے میں لیٹے چھت کو تکے جا رہے تھے میرے اچانک آنے پر انہوں نے اپنی اداسی چھپانے کی کوشش کی اور فرمانے لگے کہ ۔

"جب آپ کے دادا جان حضرت مولانا احمد علی لاہوری ﷫ کا انتقال ہوا تو میری مرحومہ بیوی جنہیں سب آپا انور کہتے تھے نے مجھے بتایا کہ میں آج دیکھ کر آئی ہوں کہ واقعی دینداری کسے کہتے ہیں فرمانے لگیں کہ مولانا احمد علی کی بیوی سراپا صبر کی تصویر بنی بیٹھی تھیں جب تک جنازہ گھر میں رہا وہ اپنی چادر اوڑھے مسلسل تلاوت میں مصروف رہیں کسی نے آکر کہا کہ "بے جی" اسی اباجی نوں لے جایئے (ہم اباجی کا جنازہ اٹھالیں) تو ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ ہاں اور انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ فرمایا گویا کہہ رہی ہیں کہ ہاں اللہ کی امانت اس کے سپرد کر دو رات بھر نہ سوئیں نہ وضو ٹوٹا فقط ایک کھجور سے سحری کھاکر روزے کی نیت کر لی۔

شیخ محمد احسن ہمایوں مرحوم پھیکی ہنسی ہنس کر مجھے فرمانے لگے کہ بڑے حوصلے والے لوگ تھے ہم میں وہ حوصلے کہاں۔

(ماخوذ صفحہ ۱۵ خدام الدین مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء۔۔۔ جلد نمبر ۲۶ شمارہ نمبر ۶۲)

حضرت رائے پوری ﷫ کا تعزیت نامہ

حضرت لاہوری ﷫ کے وصال پر ہندو پاک کے عارف باللہ حضرت

عبدالقادر رائپوری ﷫ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور عالم بے قراری میں فرمایا کہ مجھ کو لاہور لے چلو لیکن ڈاکٹر کا مشورہ مانع ہوا۔ لہٰذا آپ نے تعزیت نامہ بھیجا:

"حضرت اقدس سیدی و مولائی احمد علی نور اللہ مرقدہ کی خبر وصال سن کر سخت صدمہ ہوا۔ حضرت مرحوم بہت ہی بڑے بزرگ اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ہمیں اس بات کا شدید صدمہ ہے کہ وہ ہم سے اوجھل ہو گئے۔ مگر کیا کریں۔ یہ بات ایک نہ ایک دن سب کو پیش آنے والی ہے۔ سب کو اسی راستہ سے گزر کر اپنے مولائے حقیقی کے ہاں حاضر ہونا ہے اور محل بقا جس کے بعد فراق نہیں۔ اس کے واسطے اس راستے سے گزرنا ناگزیر ہے حق تعالیٰ ہم کو بھی خاص الخاص قرب سے نوازے اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔" (صفحہ ۵۰۰ کتاب الحسنات)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

حضرت شاہ جی مرحوم نے حاجی دین محمد مرحوم سے فرمایا کہ آپ کے شیخ کا رتبہ کیا عرض کروں:

"ایک سو سال پہلے اور ایک سو سال بعد تک مجھے ان جیسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔"

شاہ جی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں اور کسی کے تعویذ کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن حضرت لاہوری ﷫ کے تعویذ کا ضرور قائل ہوں۔

اور حضرت لاہوری ﷫ بھی امیر شریعت ﷫ پر دل و جان سے عاشق تھے۔ ایک دفعہ منبر پر کھڑے کھڑے حضرت لاہوری ﷫ نے دیکھا کہ شاہ جی مرحوم مسجد میں بغیر صف کے بیٹھے ہیں۔ تو آپ نے منبر سے اتر کر اپنا جانماز لے جا

کر شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا۔ لیکن شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تیزی سے محراب میں پہنچے اور اپنے سر مبارک کا رومال اتار کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بچھا دیا۔

(صفحہ ۵۰۱ کتاب الحسنات، صفحہ ۱۳۵۵ امام الاولیاء نمبر)

حضرت داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی وفات پر فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات میرے لئے انتہائی صدمہ کا باعث ہے۔ مرحوم ملک کے ممتاز ترین علماء میں سے تھے۔ ان کے سانحہ ارتحال سے ملت اسلامیہ کو جو نقصان پہنچا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ مولانا مرحوم نے توحید و سنت کی اشاعت اور بدعات کو مٹانے کے لئے جو تکالیف برداشت کی ہیں۔ آج کے نوجوان علماء ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جب تک انگریز رہا۔ مرحوم نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس راہ میں تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ میں نے انہیں ہر مرحلہ پر مخلص اور ہمدرد رفیق پایا۔

آج ملت اسلامیہ ایک عالم باعمل، مجاہد فی سبیل اللہ، عابد وزاہد اور علوم قرآن کے مبلغ و معلم سے محروم ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (صفحہ ۵۰۱ کتاب الحسنات)

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا پھوٹ پھوٹ کر رونا

۲۳ فروری ۱۹۶۲ء شب کو ساڑھے نو بجے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہوئے تو ان کے شاگردوں ارادتمندوں کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ حضرت علامہ علاؤ الدین صدیقی سابق وائس چانسلر ان دنوں صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور تھے آپ کے نامور شاگردوں میں سے تھے اس جانکاہ حادثہ سے ان کو جو صدمہ ہوا اسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ہفتہ

کے دن علی الصبح جب وہ ڈپارٹمنٹ میں تشریف لائے تو جناب ڈاکٹر حافظ ظہور احمد اظہر صاحب استاد پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور نے بطور تعزیت عرض کیا کہ آخر مولانا احمد علی لاہوری ﷫ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اس کے جواب میں علامہ علاؤ الدین صدیقی نے فرمایا ہاں بھائی آپ لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں میں انکے متعلق آپ کو کچھ بتاؤں گا ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور اس میں رقت اور رنج وملال کا رنگ غالب تھا۔ توقع تھی کہ علامہ صاحب مولانا مرحوم کی حیات، شہرت اور خدمات سے متعارف کرائیں گے لیکن جب ہم سب اکٹھے ہو گئے اور علامہ صاحب سٹیج پر تشریف لائے تو آکر صرف یہ لفظ ادا کر سکے کہ اس جلسے میں اس مرحوم عالم اس کے بعد آپ کے ہونٹ بھنچ گئے اور آنکھوں سے رخساروں پر آنسوؤں کی زار وقطار لڑیاں بہہ نکلی اور ایک لفظ بھی آگے نہ بول سکے۔

<u>مہر بہ لب پر سکوت اور مرگ کی سی</u>

<u>کیفیت طاری ہو گئی رقت انگیز اور کربناک منظر تھا</u>

یہ تھا ایک عظیم استاد کی موت پر نیاز مند شاگرد کا دلی اظہار رنج و تاسف کا انتہائی دردناک منظر۔ اس سے جہاں مولانا لاہوری ﷫ کی عظمت اور بلندی مقام کا پتہ چلتا ہے وہاں استاد و شاگرد کے روحانی مقدس رشتہ کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ (صفحہ ۱۱۹ حضرت لاہوری ﷫ اور خلفاء)

بعد میں ایک مضمون میں علامہ علاؤ الدین صدیقی فرماتے ہیں کہ خدام الدین اور مخدومان ملت کا ایک روحانی قافلہ ہماری آنکھوں کے سامنے گذشتہ چند برسوں میں جہان فانی سے نکل کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ عظمت کا ایک دور تھا جسے آنکھیں پھر نہ دیکھ سکیں گی۔ اس مقدس کاروان میں مفسر، محدث، فقیہ، اولیاء، اصفیا سب ہی شامل تھے۔ ان میں **شیخ التفسیر** مولانا احمد علی اس لئے خصوصاً قابل ذکر ہیں کہ ماضی قریب میں اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہونے والوں کی وسیع تعداد اطراف و اکناف عالم میں پھیلی ہے۔ خدمت قرآن حکیم کے اعتبار سے

اس زمانے میں شاید ہی کسی بزرگ نے اتنی شہرت پائی ہو۔ پاکستان و ہندوستان سے باہر افریقہ مشرق وسطیٰ' انڈونیشیا اور ملائیشیا میں خود اس احقر کو ان افراد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جنہیں اس سرچشمہ فیض قرآن سے فیضیاب ہونے کی عزت ملی۔ بلکہ بعض اوقات اس ذرے (راقم) کو اس آفتاب سے جو تعلق تھا' وہ باہر کے ممالک میں بھی باعث صد عزت واحترام بنا' استاد رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت علم وعمل اقصائے عالم میں پھیلی ہے۔ (صفحہ ۲۱۷ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور خلفاء)

ڈاکٹر عبداللہ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی کی تعزیت

پاکستان کے نامور ادیب جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب ہزاروی حال صدر اردو فارسی معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا علماء کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جن کے ہاتھ میں قرآن وحدیث اور دل میں جذبہ جہاد تھا' ان بزرگوں کی پیروی کی آرزو رکھتے تھے جو باطل کے مقابلے میں ہمیشہ تیغ بدست رہے۔ یہ سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے' جن کے خانوادے کے فیض تربیت سے جہاد کا فریضہ ادا کرنے والے علماء کبھی سرحد پر جاگرجے اور کبھی بنگال میں صف آراء ہوئے' کبھی سکھوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے' کبھی انگریزوں کے مورچوں میں ہلچل مچادی' غرض حضرت مولانا انہیں مجاہدین صف شکن کے وارث اور پیرو تھے۔

میں ۱۹۲۰ء میں تعلیم کے لئے لاہور آیا تو ہر روز صبح اپنے چچا کے ساتھ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن میں شریک ہوتا۔ حضرت مولانا حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی وجہ سے نئی تعلیم یافتہ جماعت کی تربیت پر خاص نظر رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے خیالات اس گروہ تک پہنچیں انہیں اس گروہ سے بہت توقعات تھیں اسی لئے ان کے لئے خصوصی درس کا انتظام فرمایا۔ میں ۲۶ء کے بعد انگریزی تعلیم کے دائرے میں داخل ہو گیا فارسی ایم اے کر چکا تھا مزید تعلیم کی آرزو تھی کہ

مناسب ذریعہ معاش پیدا کر سکوں حضرت مولانا نے کبھی میری حوصلہ شکنی نہیں کی پہلے اس پر تعجب رہا لیکن ایک واقعہ کے بعد تعجب جاتا رہا۔ (یہ واقعہ بارھویں باب میں تفصیل سے گزر چکا ہے)

میں نے جامعہ ملیہ سے واپس آکر داڑھی بڑھالی تھی' یہ سلسلہ بڑے عرصے تک رہا' تا آنکہ کالے بالوں کے اندر سفید بال (میرے خیال میں قبل از وقت) نکل آئے' جوانی کے ان دشمنوں کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا' میں نے بھی ان کا منہ کالا کرنے کی کوشش کی مگر یہ دشمن بڑے سخت جان تھے جھٹ سیاہی کو دھو کر اپنا سفید منہ پھر دکھا دیتے تھے' کوئی اچھا سمجھے یا برا۔ میں نے بڑھاپے کو کبھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا "اگرچہ تنگ پیری ہے جوانی میری" پھر بھی جوانی کا محض خیال بھی بڑا ہی حیات بخش خیال ہے۔ آخر ایک دن سیفٹی ریزر سے کالے چٹے کھچڑی بال صاف کر دیئے۔

واقعہ سخت تھا' خصوصاً میرے لئے کہ میں علماء کے حلقوں سے متوسل تھا۔ سب سے زیادہ اذیت یہ تھی کہ اپنے والد ماجد اور اپنے استاد مکرم حضرت مولانا کو منہ کس طرح دکھاؤں گا۔ چنانچہ عرصہ دراز تک چھپنے چھپانے کی کوشش کی' والد صاحب وطن (ہزارہ) میں تھے اس لئے آسانی رہی مگر حضرت مولانا؟ وہ تو یہیں تھے۔

خبریں پہنچیں بلکہ پہنچائی گئیں' میری طلبی ہوئی میں ٹال گیا' پھر طلبی ہوئی' پھر بہانہ تراش لیا' انہوں نے فراست سے اندازہ کر کے طول نہ دیا۔ میں سمجھا سب کچھ فراموش ہو گیا اور مسجد شیرانوالہ والے اب میری یاد اور میرا حلیہ تک بھول گئے ہوں گے۔

ایک دن ایک مجلس میں پکڑا گیا' حضرت مولانا دور بیٹھے تھے۔ اٹھ کر میرے پاس آ گئے' میں نے سوچا "سنگ آمد وسخت آمد" مگر نہیں' شفقت سے بھری آواز کانوں میں گونجی "میاں عبداللہ شاہ! آپ اپنے مرکز سے کٹ گئے' کیا وجہ؟

پھر خود ہی کہا "دیکھئے سپاہی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک باوردی دوسرے بے وردی۔" پھر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا "ہم باوردی ہیں اور آپ بے وردی۔ اور آج کے دور میں بے وردی سپاہی زیادہ مفید اور کارآمد ہیں۔ آپ اپنے مرکز کو نہ چھوڑیں' پھر یہ مصرعہ پڑھا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

آواز کی نرمی دل کی گہرائیوں میں اتر گئی اور فضائے قلبی میں عجیب قسم کی رقت اور عجب قسم کا سکون محسوس ہوا۔

مصاف زندگی میں سیرت فولاد پیدا کر
شبستان محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

حضرت مولانا کئی باتوں میں عام علماء سے مختلف تھے' انہوں نے بعض رسمیات زندگی' جدید لوگوں سے اپنالی تھی' سائیکل کی سواری عموماً وقار عالمانہ کے خلاف سمجھی جاتی ہے لیکن حضرت مولانا بوقت ضرورت سائیکل سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ (صفحہ ۱۳۰'۱۳۱ حضرت لاہوری اور خلفاء)

بقیہ: صفحہ ۳۸۲ سے آگے

ہیں۔ اسی حالت میں غالباً میری طرف توجہ فرمائی ہوگی جس سے ناقابل بیان لذت والا سلطان الاذکار جاری ہوا۔

اس مکاشفہ کو مدینہ منورہ علیٰ منورہا صلوٰۃ و سلام حاضر ہو کر اپنے مرشد حضرت شیخ الحدیث صاحب سے عرض کیا کافی دنوں کے بعد جب حضرتؒ کی پاکستان تشریف آوری ہو رہی تھی تو پاکستان میں جہاں جہاں جانا تھا اس کے مطابق کسی کو فرمارہے تھے' میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ایک بات اس نے بتائی ہے وہاں بھی جانا ہے۔ (مکتوبات ص ۱۵۰)

میرے شیخ

حضرت مولانا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ

احقر کے شیخ حضرت مولانا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خانی ثم کراچوی کا اسم گرامی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی فہرست میں انیسویں (۱۹) نمبر پر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء نامی کتاب کے صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۷ پر درج ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کے مدرسہ سے فارغ التحصیل اور حافظ صحاح ستہ تھے۔ آپ کے آباواجداد کا وطن موضع اگی ضلع جالندھر مشرقی پنجاب تھا بعد میں موضع وڑائچ ضلع امرتسر میں مقیم ہوگئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے تعلیم حاصل کی۔ ضلع امرتسر سے ضلع فیروز پور منتقل ہوگئے آپ کے دادا عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ یہیں فوت ہوئے فیروز پور میں ہی تدفین عمل میں آئی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا عبد الواحد صاحب فورٹ عباس منتقل ہوگئے اور وہاں سے نقل مکانی کر کے چک نمبر ۱۴۸ صادق آباد سکونت پذیر ہوئے جہاں فرائض امامت انجام دیتے رہے۔ ستر سال کی عمر میں ' ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ کو حالت اعتکاف میں صبح آٹھ بجے انتقال فرمایا اور لیلتہ القدر کی رات صادق آباد ریلوے پھاٹک کے ساتھ والے قبرستان میں دفن ہوئے عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی عبدالقیوم صاحب بھی جید عالم تھے اہل حدیث تھے ہمہ وقت دعوت و تبلیغ میں مصروف رہتے چک نمبر ۱۹۵ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت مولانا عبد المجید ﷫ بمقام چک نمبر ۲۰ تحصیل پتوکی ضلع لاہور فروری ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے آپ ﷫ کے دادا حضرت حافظ مولانا عبد المقتدر ﷫ آپ کو گود میں لیکر فرمایا کرتے یہ ہمارا پوتا اپنے وقت کا بڑا ولی ہے اپنے بیٹے عبد الواحد ﷫ کو تاکید فرمایا کرتے کہ اس کی قدر کریں۔ اسی لئے آپ کا بچپن میں ہی سارا گھر اکرام کرتا تھا والد صاحب آپ کو کوئی بھی کام نہیں کہتے تھے خود کر لیتے۔ جانوروں کا چارہ اٹھائے دیکھتے تو خود لے لیتے۔

آپ ﷫ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ فقیروالی ضلع بہاولنگر سے حاصل کی پھر عطاءاللہ صاحب (جو دہلی سے فارغ التحصیل تھے) سے پڑھتے رہے اور اپنے والد صاحب سے بھی اسباق لیتے رہے حیدر آباد کے مدرسہ قوۃ الاسلام سے سند فراغت حاصل کی آپ ﷫ آٹھ بہن بھائی ہیں پانچ بھائی تین بہنیں بڑے آپ ﷫ تھے بھائی عبد الحفیظ آپ کی حیات مبارکہ میں فوت ہوگئے۔ ایک بھائی محمد الیاس چک ۵۶ میں امامت کرتے ہیں محمد رفیق ان کے ساتھ رہتے ہیں محمد اسحٰق صادق آباد میں رہائش پذیر ہیں۔

واقعہ بیعت

آپ ﷫ ۱۹۵۲ء میں حضرت لاہوری ﷫ سے بیعت ہوئے جس کی وجہ اس طرح بیان فرمائی:

حضرت مولانا عبد المجید ﷫ نے فرمایا کہ میں ایک عالم کا بیٹا ہوں اور ہمارے گھرانے میں پشتوں سے دین کا علم چلا آرہا ہے میں نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنا مطالعہ جاری رکھا اور دیوبندی بریلوی اہلحدیث حتیٰ کہ قادیانی مواد کا بھی پورا پورا مطالعہ کیا۔ یہاں تک کہ میں چکرا کر رہ گیا اور قریب تھا کہ گمراہ ہو جاؤں میں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے صحیح رہنمائی وہدایت کی دعا کی اور استخارہ کیا کئی روز کی محنتوں کے بعد مجھے ایک رات خواب میں ایک نورانی چہرے والے بزرگ

لمبی داڑھی کھدر کا کرتہ صافہ تہبند میں ملبوس عصا ہاتھ میں لئے دکھائی دئے اور کہا کہ مسلک اہل سنت والجماعت اختیار کرو آنکھ کھلی تو خواب کا ایک ایک واقعہ اور لفظ یاد تھا اب میں اس چکر میں پڑ گیا کہ آیا مسلک دیوبندی یا بریلوی کو ترجیح دوں اور خواب میں دکھائی دینے والے بزرگ کون ہیں میں ان دنوں امامت کے سلسلے میں بورے والا گگو سٹیشن کے قریب چک نمبر ۶۵ میں مقیم تھا جب مختلف ملنے والوں سے حلیہ اور لباس وغیرہ کا ذکر کیا تو وہاں کے ایک قاری اور کئی دیگر جاننے والوں نے لاہور میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کے لئے مشورہ دیا میں کیونکہ کافی پریشان تھا اس لئے جلد ہی لاہور پہنچ گیا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو دیکھا تو ہو بہو وہی بزرگ تھے جو خواب میں دیکھے تھے پہلے تو میں حیران ایک ٹک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہی رہ گیا پھر میں نے حضرت سے بیعت کے لئے درخواست کی تو آپؒ نے استخارہ کرنے کے لئے فرمایا تو میں نے پورے پورے واقعات بیان کئے جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے انتہائی شفقت سے داخل سلسلہ فرمالیا اور اذکار تلقین فرمائے۔ (ماخوذ صفحہ ۳۰۶ حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء)

سفر خرچ برداشت کیا

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تنگ دستی سے دوچار تھا حضرت لاہوری کی زیارت کے لئے بے چین تھا لیکن میرے پاس بمشکل صادق آباد سے لاہور تک کا ایک طرف کا وہ بھی پسنجر ٹرین کا کرایہ ہو سکا۔ راستے کے خرچ یا واپسی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اللہ کا نام لیکر گاڑی میں سوار ہو گیا پسنجر ٹرین میں وقت بھی دگنا لگا اور دیگر خرچ کو تو کچھ تھا ہی نہیں تین چار سو میل کا سفر تھا بہت پریشان ہو کر لاہور پہنچا تو حضرت اقدس ملتے ہی بہت خوش ہوئے اور بے ساختہ فرمایا بہت تکلیف اٹھا کر پہنچے ہو اب واپسی کی فکر نہ کر یہ میرے ذمہ ہے میں حیران ہوا کہ ابھی میں نے تو کچھ بھی عرض نہیں کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پورا قصہ ہی مختصر کر دیا۔ بڑی

شفقت اور محبت سے مجھے اتنی رقم عطا فرمادی کہ لاہور قیام کے دوران میں اور واپسی پر صادق آباد تک کسی قسم کی تنگی نہ ہوئی۔

(راوی حاکم علی باب نمبر ۷ حیرت انگیز واقعات

اجازت شیخ

۱۹۵۸ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شرف خلافت سے نوازا جس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بستی میں متوسلین سے ذکر جہر کراتے تھے اور دیگر اعمال بتاتے تھے دو اشخاص مسمی محمد تقی اور مسمی رحمت اللہ نے ۲۷ اگست ۵۸ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں تصدیق کے لئے خط لکھا "دیگر عرض ہے کہ آپ نے مولوی عبدالجید صاحب چک نمبر پ ر ۱۹۵ تحصیل صادق آباد سٹیشن ولہار کو لوگوں سے بیعت لینے اور ذکر و اذکار بتانے کی اجازت دی ہے یا نہیں کیونکہ انہوں نے ہماری بستی کے پوچھنے والوں کو ذکر بتلایا ہے اور رات کو ذکر جہر بھی جماعت کو کرواتے ہیں۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی ہے یا نہیں کے اوپر سرخ سیاہی سے لکھا "ہاں دی ہوئی ہے" اور ذکر جہر بھی جماعت کو کرواتے ہیں کہ سامنے لکھا "یہ درست ہے" سرخ سیاہی سے دستخط فرمائے اور ۲۹ اگست ۵۸ کی تاریخ ڈالی اور مندرجہ ذیل مضمون کے ساتھ خط مولانا عبدالمجید " کو بھیج دیا۔

"عزیز محترم السلام علیکم تمام اذکار روزانہ باقاعدہ کریں تاکید شدید ہے اگر کوئی اللہ کا نام پوچھے تو بتلادیا کریں سردست رحیم یار خان آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے غالباً مارچ کے مہینے میں آؤنگا۔

دستخط احمد علی۔ ۲۹ اگست ۵۸ء

اس خط کی نقل یہ ہے۔

دیگر عرض ہے کہ حضرت شیخ مولانا مولوی عبدالمجید صاحب مکہ معظمہ کو ۳۵ [illegible] تحقیق صادق
مستفیض و طہارت کو لوگوں سے بیعت لینے اور ذکر و اذکار بتلانے کی اجازت دی
ہوئی ہے [illegible] نہیں۔ ہر کوئی رہبری ہماری [illegible] پوچھنے والوں کے ذکر بتلایا
ہوا ہے اور معاملات ذکر جیسے [illegible] محبت کو کمزور کرتے ہیں۔ [illegible]

فقط والسلام
السائل [illegible] رحمت اللہ [illegible] ۱۹۵۸

احقر [illegible]
۱۹۵۸
۲۹ اگست

تحریر 27/8/58

30/11/58

عزیز محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

تم ان اذکار روزانہ باقاعدہ کریں۔
تاکید شدید ہے۔ اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا نام پوچھے
تو بتلا دیا کریں۔ مسرت ہے [illegible] بار جانے آنے کا کوئی ضرورت
نہیں ہے۔ غالباً مارچ کے مہینے میں آؤں گا

احقر [illegible]
۱۹۵۸
۲۹ اگست

واقعہ شادی

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شادی صوبیدار غلام نبی صاحب کی چھوٹی بیٹی کلثوم بی بی سے ہوئی وہ فرماتی ہیں کہ میری شادی کی بات چیت میری سب سے بڑی بہن فاطمہ حنانے کی۔ حضرت ﷫ چک نمبر۵۶ میں اپنے والد صاحب ﷫ کیلئے خطابت و امامت کی تلاش میں آئے تھے جمعہ کا دن تھا مسجد میں جمعہ آپ ﷫ نے پڑھایا۔ آپ کے آتے ہی وہاں کے لوگوں نے اسپیکر پر اعلان کر دیا تھا لوگ جوق در جوق آئے مسجد کے ساتھ ایک گھر میں خواتین کا انتظام بھی تھا میں اور میری بڑی بہن فاطمہ بھی آگئے اس وقت ہم پرانے صادق آباد میں رہتے تھے اور بڑی بہن اسکول میں استانی تھیں اور اب وہ رحیم یار خان کی محکمہ تعلیم کی بڑی افسر ہیں حضرت صاحب ﷫ کا بیان اس قدر پر اثر تھا کہ میری بہن فوراً بیعت ہو گئیں کچھ عرصہ کے بعد میری بہن نے حضرت صاحب ﷫ سے شادی کا پوچھا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری کوئی جائے سکونت نہیں اور نہ ہی اتنا پیسہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسی ملی جو میرے معیار پر پوری اترنے والی اور میرے ساتھ اس غربت میں گزارہ کر سکے۔ بس ظاہری اسباب نہ ہونے کی وجہ سے شادی نہیں کی۔ بڑی بہن نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ میری چھوٹی بہن کلثوم بی بی کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیں وہ آپکے معیار پر پورا اترے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ابھی تو چھوٹی ہے بڑی بہن نے کہا کہ چھوٹی ضرور ہے لیکن آپ کی خدمت ضرور کرے گی۔ لہٰذا آپ اس کو قبول فرمائیں لہٰذا حضرت صاحب ﷫ راضی ہو گئے لیکن حضرت ﷫ کے والد صاحب ﷫ راضی نہ ہوئے۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو ہاں کر دی ہے۔ چنانچہ بڑی سادگی کے ساتھ مسجد میں نکاح ہوا اور تقریباً چار مہینے کے بعد میری رخصتی ہو گئی رمضان سے قبل نکاح ہوا اور بقرعید کے فوراً بعد رخصتی ہوئی۔

ذکر میں سستی پر تنبیہہ

آپ ﷺ نے بتایا کہ شادی ہونے کے بعد ابتدائی دنوں میں یومیہ اذکار و معمولات میں کچھ تساہل اور غفلت کا شکار ہوگیا انہی دنوں میرے ایک ملنے والے نے لاہور میں حضرت اقدس شیخ التفسیر ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضری کا شرف حاصل کیا تو ان کے ذریعہ حضرت نور اللہ مرقدہ نے مختصر پیغام ارسال فرمایا "انہوں نے بتایا کہ حضرت ﷺ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یومیہ اذکار میں سستی اور غفلت نہ کریں" میں سن کر حیران رہ گیا کہ اس راز سے سوائے میرے اور کوئی بھی واقف نہ تھا تساہل بھی بہت معمولی تھی لیکن اگر یہ تاکید موصول نہ ہوتی تو اضافہ کا اندیشہ تھا میں نے فوراً اصلاح کرلی اور آئندہ ہمیشہ کے لئے محتاط ہوگیا۔ (راوی حاکم علی باب نمبر ۷ حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات)

جیب گھڑی کی ضرورت پوری فرمادی

حضرت مولانا عبدالمجید ﷺ رحیم یار خانی حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ سے اجازت ملنے کے بعد ۱۹۵۹ء کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ اس سال ہمارے چک سے کچھ احباب حج کے لئے تشریف لے گئے میں نے ان میں سے ایک سے کہا کہ میرے لئے ایک جیب گھڑی لیتے آئیں واپسی پر آہستہ آہستہ آپ کی رقم ادا کر دوں گا انہوں نے کہا کہ رقم فی الحال دیدیں تو ممکن ہے ورنہ مشکل ہے حج کے بعد مجھے کسی نے بتایا کہ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ بھی حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں حضرت ﷺ کی واپسی کے بعد میں نے لاہوری ﷺ کی خدمت میں حاضری دی تو حضرت اقدس ﷺ نے علیحدہ کرکے تخلیہ میں فرمایا "کہ بیٹا تمہیں جیب گھڑی کی ضرورت تھی میں آپ کے لئے گھڑی لایا ہوں یہ کہہ کر گھڑی میرے حوالے کی" میں حضرت اقدس ﷺ کے اس کشف پر حیران رہ گیا۔

(ماخوذ از صفحہ ۳۰۷ حضرت شیخ التفسیر لاہوری ﷺ اور ان کے خلفاء)

بلا اجازت شریک سفر ہونے پر تنبیہہ

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبدالمجید نور اللہ مرقدہ اپنی زندگی کے اس واقعہ کا اکثر ذکر فرمایا کرتے اور بے انتہا اہمیت دیتے تھے۔ حضرت صوفی مولانا محمد یونس صاحب ﷫ راولپنڈی والوں نے بھی جناب چودھری محمد الیاس صاحب اسٹنٹ چیف اکاؤنٹس آفیسر پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن اسلام آباد کے گھر پر جناب امام صاحب جامع مسجد پی ٹی سی کالونی اسلام آباد کی موجودگی میں قدرے مختصراً یہ واقعہ سنایا۔

حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ اگر کہیں باہر تشریف لے جاتے تو عام طور پر ایک سے زیادہ معاون ساتھ نہیں لیتے تھے ہمیشہ میزبان کا پورا پورا خیال رکھتے اور کوشش فرماتے کہ میزبان کس طرح بھی زیر بار نہ ہوں حضرت مولانا عبدالمجید ﷫ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں صادق آباد سے حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کی زیارت کے لئے لاہور گیا تو میاں علی اور خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخو پورہ سے چند احباب شیخ التفسیر لاہوری ﷫ کو ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہوئے تھے پروگرام پہلے ہی سے بنا ہوا تھا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نے ان ساتھیوں سے میرا تعارف کرایا اور میرے متعلق بتایا کہ یہ حضرت اقدس کے خلیفہ مجاز ہیں اور صادق آباد سے آئے ہیں ان حضرات نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں میں نے کہا کہ میں بغیر حضرت لاہوری ﷫ کے حکم کے نہیں چل سکتا وہ فرمانے لگے کہ ہم ڈاکٹر صاحب کی وساطت سے اجازت لے لیتے ہیں آپ ضرور بہ ضرور ہمارے ساتھ چلیں اجازت لینا ہماری ذمہ داری ہے ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نے بھی ان حضرات کی ہاں میں ہاں ملائی میں ڈاکٹر صاحب اور حضرت اقدس لاہوری ﷫ کے دیگر خدام کا بے حد اکرام کرتا تھا اور ان سب کا بے حد ممنون و مشکور تھا کہ وہ مجھ سے ہمیشہ بے حد تعاون فرمایا کرتے

تھے تھوڑی دیر بعد جب حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ روانگی کے لئے کار میں سوار ہوئے تو ان حضرات نے مجھے بلایا اور کہا اجازت ہے آپ ہمارے ساتھ چلیں میں ڈاکٹر مناظر حسین صاحب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی جب میاں علی کے نزدیک پہنچی تو ایک راجباہہ ہے (چھوٹی نہر) جس کا پل کمزور تھا وہاں گاڑی رک گئی۔ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ہم سب گاڑی سے نیچے اتر آئے اور ڈرائیور نے خالی گاڑی کو پل سے پار کیا۔ پل پار کرنے کے بعد میں غلطی سے گاڑی میں پہلے بیٹھ گیا اور بعد میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر صاحب اور دیگر میزبان حضرات سوار ہوئے لیکن کوئی کسی قسم کی بات نہیں ہوئی میاں علی سے فارغ ہوکر خانقاہ ڈوگراں پہنچے جہاں کچھ احباب نے حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر سرفرازی بیعت کا شرف حاصل کیا واپسی میں تھوڑا ہی سفر کیا تھا مغرب کا وقت قریب تھا کہ گاڑی میں پنکچر ہو گیا۔ حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک چادر زمین پر بچھا دی گئی جس پر حضرت اقدس نے ازراہ کرم ڈاکٹر مناظر حسین صاحب کو اور مجھے بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ مجھے عبدالمجید سے کچھ بات کرنی ہے آپ ذرا علیحدہ ہو جائیں میں تو پہلے ہی گھبرایا گھبرایا تھا اب تو میرے فرشتے کوچ کر گئے میرا نیچے کا دم نیچے اور اوپر کا اوپر کہ دیکھئے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب اٹھ کر تھوڑی دور چہل قدمی فرمانے لگے تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے میرے ساتھ آنے کی اجازت کس سے لی تھی میں نے پورا واقعہ سنا دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہ معلوم وہ بیچارے کیا سوچتے ہوں گے ہم سے ایک آدمی ساتھ لانے کا فرمایا تھا جبکہ ساتھ دو آدمی ہیں میں شرم سے زمین میں گڑا جا رہا تھا اور دم بخود تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ وضو ہے یا بناؤ گے میں نے عرض کیا کہ بنانا ہے فرمایا کہ وہ سامنے کھیتوں میں پانی کا نالہ بہہ رہا ہے' وہاں وضو بنا کر آئیں۔ میں اور ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نالے پر وضو بنا کر آئے تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے

مجھے امامت کے لئے حکم دیا میں پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا لیکن عذر کی تاب بھی نہیں تھی میں تو پہلے ہی حواس باختہ تھا لاچار امامت کی در یں اثناء گاڑی کی اسٹپنی بدلی جا چکی تھی نماز پڑھ کر گاڑی میں سوار ہوئے اور لاہور واپس پہنچ گئے۔ لاہور پہنچے تو میرے حواس بالکل گم تھے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں ایک ایسی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی کہ اگر وضو بنا رہا ہوں تو گھنٹوں وضو گاہ پر ہی بیٹھا ہوں۔ استنجاہ گاہ میں گھنٹوں لگ جاتے اور لوگ دروازہ بجا بجا کر مجھے احساس دلاتے نماز میں قیام میں ہوں تو گھنٹوں قیام میں ہی کھڑا ہوں سجدہ یا رکوع میں گیا تو ویسے ہی رہ گیا غرض اسی بے خودی میں کئی دن اسی طرح گزر گئے یہی کیفیت طاری تھی تقریباً تیسرے چوتھے دن میں حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے کے دروازے کے سامنے قریب ہی اسی عالم حیرانی میں گم بیٹھا تھا کہ حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے مجھے پتہ بھی نہ چلا اسی لئے میں ادباً کھڑا بھی نہیں ہوا اسی طرح عالم حیرت میں بیٹھا رہا حضرت اقدس اپنے کمرے میں تشریف لے جا چکے تو غالباً مولوی اصغر علی صاحب موضع سنسار نزد بہاول نگر والوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ عبدالمجید آپ حضرت اقدس کے استقبال کے لئے کھڑے نہیں ہوئے نہ آپ نے سلام کیا۔ کیا بات ہے میں نے جھرجھری لی اور کہا کہ حضرت کب آئے ہیں مجھے نہیں معلوم اس پر مولانا اصغر علی صاحب اور بھائی محمد یونس راولپنڈی والوں نے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے میری کیفیت بیان کی۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کمرے سے باہر تشریف لائے میں نے حضرت اقدس کو باہر آتے دیکھ کر جلدی سے آپ کی جوتیاں سیدھی کر دیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پاس آکر اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ میں نے معاف کیا پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر فرمایا کہ میں نے معاف کیا پھر چند قدم چل کر تیسری دفعہ فرمایا کہ میں نے معاف کیا ہر دفعہ ہاتھ سے بھی اشارہ فرمایا حضرت کا تیسری دفعہ یہ فرمانا تھا کہ میرے ہوش و حواس بالکل بحال ہو گئے اور ایک نیا جہان مجھ پر منکشف ہو گیا پھر فرمایا کہ یہ

میری زندگی کا بہت اہم واقعہ ہے اور ہر وقت میری آنکھوں میں گھومتا رہتا ہے ہر لمحہ مجھے یاد رہتا ہے۔ (راوی حاکم علی باب سوم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعلین مبارک عنایت فرمائی

حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں مسجد شیرانوالہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ کوئی اچکا میری جوتیاں اٹھا لے گیا نماز کے بعد جب جوتیوں کی ضرورت محسوس ہوئی تو جس جگہ جوتیاں رکھیں تھیں وہاں دیکھیں تو نہ ملی ادھر ادھر دیکھتا پھر رہا تھا کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ پڑگئی پوچھا کہ کیابات ہے کیا تلاش کرتے پھر رہے ہو میں نے بتایا کہ جوتیاں تلاش کر رہا ہوں شاید کوئی لے گیا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے اپنی نعلین مبارک عنایت فرمائی دوسری خریدنے سے منع فرمایا اور حکم فرمایا کہ ان ہی کو استعمال کرو۔ اس عطا پر میں دل ہی دل میں بے حد مسرور ہوا کہ اتنا بڑا انعام ملا یہ تبرک بہت سنبھال کر بطور یاد گار رکھا ہوا ہے۔ (راوی حاکم علی مولف ہذا)

آپ زندہ ولی تھے

حضرت مولانا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں شروع ہی سے عبادت و مجاہدات کا عادی تھا۔ آپ کے بھائی مولوی محمد الیاس صاحب نے بھی بتایا کہ آپ بے انتہا مجاہدے فرماتے تھے۔ قبرستان میں جاکر اکثر عبادات میں مشغول رہتے حضرت مولانا محمد ادریس انصاری صادق آباد والے جو نقشبندیہ سلسلے کے بزرگ ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زندہ ولی کہتے تھے اور لوگوں کو کہتے تھے جو ولی کو دیکھنا چاہے مولانا عبدالمجید کو دیکھ لے۔ جوانی میں نگاہوں کی حفاظت کے لئے ہمیشہ نقاب پوش رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کشف حالات کشف قلوب کشف قبور کے ماہر تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور کشفی واقعات کی کافی شہرت ہوئی جسکی وجہ سے

صادق آباد رحیم یار خاں سکھر بہاول نگر کے علاقے میں کافی احباب آپ سے بیعت ہوئے۔ مندرجہ ذیل احباب کو شرف اجازت سے سرفراز فرمایا

آپ کے خلفاء

۱۔ جناب مولوی نذیر احمد صاحب خطیب مسجد تھرمل پاور ہاؤس سکھر مدرس مدرسہ اشرفیہ سکھر
۲۔ جناب صوفی محمد اقبال صاحب رٹائرڈ سٹینو محکمہ انہار میر کالونی ٹنڈو جام سندھ
۳۔ جناب حافظ عبدالوحید صاحب ایف اے سی ٹی مدرس ایسٹ رافہ بحرین
۴۔ جناب حکیم الحاج مولانا غلام محمد صاحب مکان نمبر ۳۳۹ تقویٰ کالونی نزد پاک کاٹن فیکٹری بہاولنگر (آپ کو کچھ دن پہلے حضرت میاں صاحب محمد اجمل قادری مدظلہ نے بھی شرف اجازت سے نوازا ہے)
۵۔ مرزا محمد عبداللہ بیگ محمدی مارکیٹ مدنی ٹیلرس احمد پور شرقیہ۔
۶۔ جناب محمد یٰسین صاحب صادق آباد
۷۔ احقر الانام حاکم علی عفی عنہ (رٹائرڈ اکاؤنٹس آفیسر ٹیلیفون) بیت العلم ایف ۱۴۲ کورنگی کالونی کراچی ۷۴۹۰۰

حیات مبارکہ کے آخری دنوں ۱۹۷۴ء میں آپ رحمت کالونی رحیم یار خاں پنجاب کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے کچھ دن ڈگری میں رہے پھر لطیف اباد حیدر آباد مقیم رہے آخر کراچی آگئے کراچی آکر کچھ دن ریلوے کالونی کالا پل کی مسجد میں امامت کی اعظم بستی کراچی میں رہائش پذیر رہے پھر مستقلاً پلاٹ نمبر ایل 846 سیکٹر 34/2 کورنگی کالونی میں مسجد طیبہ سے متصل سکونت اختیار فرمائی کچھ عرصہ محمدی مسجد سیکٹر 33 سی میں بھی خطابت فرماتے رہے۔

وفات حسرت آیات

تقوی' پرہیز گاری اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت نے اب اکثر اوقات استغراق کی کیفیت اختیار کر لی مستقل ذریعہ معاش نہ تھا اس وجہ سے انتہائی متوکلانہ زندگی اور بھی زاہدانہ ہوگئی تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود تواضع مہمانداری اور تربیت وابستگان کو ہر بات پر ترجیح دیتے تھے اور صحیح معنوں میں بوذر غفاری ﷛ کے نقش قدم پر رواں دواں تھے۔ ۱۹۸۴ء سے زیادتی شوگر کی وجہ سے ضیابیطس نے آپ ﷬ کو بہت تنگ کیا۔ نومبر میں سکھر نذیر احمد صاحب کے پاس چلے گئے۔ کچھ دن بعد کانوں میں پھنسیاں ہوکر پک گئیں۔ جن کی وجہ سے ہر وقت درد سر رہنے لگا مرض سے مرض پیدا ہوتا گیا۔ مستقل چارپائی سے لگ گئے۔ کئی دفعہ جناح ہسپتال کے مختلف وارڈوں میں داخل رہے لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مختلف پرائیویٹ ڈاکٹروں اور حکیموں کے زیر علاج رہے دسمبر ۱۹۹۰ء کے آخری ہفتہ میں دماغی شریانیں متاثر ہوگئیں بروز پیر بوقت عصر عبدالواجد سے یٰسین شریف سنی رات کو نصیحت فرماتے رہے۔ جناح ہسپتال میں داخل کرادیے گئے لیکن اب کوئی صورت بہتری کی نہ ہو سکی تین جنوری ۱۹۹۱ بروز جمعرات صبح دس بجے ٬عمر ۶۳ سال خالق حقیقی سے جاملے سکھر صادق آباد رحیم یار خاں سے سینکڑوں احباب راتوں رات کراچی پہنچے اور چار جنوری ۱۹۹۱ء کو صبح گیارہ بجے کورنگی کالونی کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

پانچ بیٹے 'عبدالقادر 'محمد راشد 'عبدالماجد 'عبدالواجد ' ور محمد ساجد بیٹی امت الرقیب اوران سب کی والدہ محترمہ کلثوم بی بی کو سوگوار چھوڑا۔ عبدالقادر اور محمد راشد اور بیٹی امتہ الرقیب کی شادیاں اپنی حیات مبارکہ میں ہی کردی تھی عبدالقادر اور عبدالواجد مساجد میں فرائض امامت انجام دے رہے ہیں محمد راشد اور عبدالماجد دینی مدارس سے منسلک ہیں محمد راشد عبدالماجد عبدالواجد اور محمد

ساجد افغانستان کے جہاد میں شریک رہ چکے ہیں۔ تنظیم حرکت الانصار سے سب کے روابط ہیں۔

۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء کے شمارہ خدام الدین میں مندرجہ ذیل تعزیت شائع ہوئی۔

ہفت روزہ خدام الدین کا تعزیت نامہ

حضرت مولانا عبد المجید کی المناک رحلت

شیخ التفسیر حضرت امام لاہوری نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبد المجید صاحب رحیم یار خان والے ۳ جنوری ۱۹۹۱ء صبح دس بجے جناح ہسپتال کراچی میں طویل علالت کے بعد عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم رحیم یار خان کے رہنے والے تھے لیکن گزشتہ پندرہ سولہ برس سے کراچی میں رہائش پزیر تھے۔ حضرت مولانا بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کا فقر واستغناء اپنی مثال آپ تھا۔ وہ موجودہ دور میں حضرت ابو ذر غفاری ﷺ کے مشن کے پیرو کار تھے۔ اس مادی دنیا میں ایسے بزرگوں کا خلاء پر ہونا بہت مشکل ہے۔

حضرت مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ صاحبزادے مولانا عبد القادر، مولانا محمد راشد، مولانا عبد الماجد، مولانا عبد الواجد، اور مولانا عبد الساجد چھوڑے ہیں جو مولانا مرحوم کا صدقہ جاریہ ہیں۔

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مولانا مرحوم کے صاحبزادگان کے نام ایک تعزیتی پیغام میں حضرت مولانا مرحوم کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسے عالم

باعمل کا وجود ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اعلیٰ علیین میں بلند سے بلند مقام نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ (آمین)

قارئین خدام الدین سے بھی دعا مغفرت کی اپیل ہے۔

جو حضرات حضرت مولانا مرحوم کے پسماندگان سے تعزیت کرنا چاہیں۔ درج ذیل پتہ پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالمجید (رحمۃ اللہ علیہ)

مکان نمبر ۸۴۶۔ سیکٹر ۲/۳۴ کورنگی کالونی۔ کراچی

پوسٹل کوڈ نمبر ۷۴۹۰۰

(غمزدہ، ظہیر)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند کشفی واقعات

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا " (آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد الیاس صاحب نے بھی تصدیق کی) کہ ایک دفعہ ہم سب گھر والے بیل گاڑی میں فورٹ عباس سے صادق آباد جارہے تھے میں خود گاڑی چلا رہا تھا۔ یزمان منڈی سے آگے کھیتوں سے گزر رہے تھے راستے کے ساتھ ایک سرسوں کا کھیت تھا سرسوں بڑی بھلی لگ رہی تھی میری والدہ صاحبہ فرمانے لگی کہ ذرا گاڑی روک لو یہاں سے کچھ سرسوں توڑلوں آگے چل کر جہاں ٹھہریں گے وہاں پکالوں گی میں نے کہا کہ دوسروں کا مال بغیر اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے یہاں سرسوں کا کوئی مالک نہیں جس سے اجازت لے کر سرسوں توڑیں گے آگے سرسوں کا ساگ ہمارے لئے پک رہاہے بے فکر رہیں۔

جس وقت گاڑی چلتے چلتے چک نمبر ۱۰۷ کے قریب پہنچی تو نہر کے کنارے وہاں کا زمیندار حاجی نواب دین نماز مغرب کی تیاری کررہا تھا، اس نے مجھے آواز

دے کر کہا کہ مولوی صاحب آگے نہ جائیں آگے آبادی کافی دور ہے۔ آپ مسافر ہیں آپ ہمارے مہمان ہیں یہیں ٹھہر جائیں اس پر ہم وہیں ٹھہر گئے۔

نماز سے فارغ ہو کر تھوڑی ہی دیر بعد حاجی صاحب کے گھر دستر خوان لگ گیا اور کھانا کھانے کیلئے سب بیٹھ گئے حاجی نواب دین کی بیوی نے ایک بہت بڑا برتن سرسوں کے ساگ کا بھرا ہوا اور ایک بڑا ڈبہ مکھن کا والدہ صاحبہ کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں خود اپنے ہاتھوں سے نکال کر بچوں کو کھلائیں۔ سامنے سرسوں کا ساگ دیکھ کر والدہ صاحبہ اور گھر کے سب افراد میری کہی ہوئی بات کہ آگے ساگ پک رہا ہے یاد کر کے حیران ہو گئے اور اکثر اس واقعہ کا ذکر کرتے رہتے۔

مردہ بے نمازی تھا

آپؒ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد الیاس صاحب نے بتایا کہ ۱۹۷۳ء میں سیلاب آیا تو صادق آباد کے نزدیک چک نمبر ۱۷۳ میں ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا وہ مر گیا دفن کر دیا گیا اس کے عزیز و اقارب نے کہنا شروع کر دیا کہ وہ زندہ ہے خواب میں دکھائی دیتا ہے کہتا ہے کہ مجھے زندہ دفن کر دیا وہ لوگ مولانا ادریس انصاری مدظلہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مولوی عبد المجید کو بلا لو وہ ابھی بتا دیں گے بھائی صاحب کو بلایا گیا تو آپؒ نے دیکھ کر فرمایا کہ مردہ بے نمازی ہے۔

صاحب قبر صحابی نہیں ہے

رحیم یار خان صادق آباد کے درمیان رانجھے خاں قصبے کے نزدیک ایک قبر ہے جس کو حمیر بن رفیع صحابی کی قبر بتایا جاتا ہے آپؒ نے وہاں مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ تو کوئی ولی بھی نہیں ہے صحابی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔

مخدوم کے دادا کی قبر بتا دی

بستی جمال دین صادق آباد کے مخدوم آپؒ کو لے کر قبرستان گئے اور اپنے دادا کی قبر کے بارے میں پوچھا کہ کونسی ہے آپؒ نے بتا دی بعد میں تحقیق پر صحیح ثابت ہوئی۔ نیز معلوم ہوا

مخدوم سے آپ کا امتحان لیا تھا۔

قبر سے پانی نکال دیا

مولانا نور محمد سکھر والوں نے بتایا کہ حضرت مولانا عبدالمجیدؒ کے بھائی مولانا الیاس صاحب نے اپنے والدؒ کی وفات کے وقت کا یہ واقعہ سنایا کہ والد صاحب کی وفات کے بعد بھائی صاحب والد صاحب کی چارپائی کے گرد چکر لگارہے تھے اور ایک خاص کیفیت سے سرشار تھے اسی کیفیت میں آپ اللہ ہو کی ضرب لگاتے جاتے تھے اور ہر ضرب پر والد کے چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا تھا۔

نیز بتایا کہ والد صاحب کے فوت ہونے کے کچھ دن بعد نظیر چیمہ صاحب نے رحیم یار خان آکر والد صاحب کی قبر میں پانی آنے کے بارے میں بتایا بھائی صاحب نے مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ قبر میں کافی پانی آگیا ہے حضرت نے قبر کھول کر ٹھیک کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور پولیس تک بات پہنچنے کی نوبت آگئی بھائی صاحب کو قبر کھولنے سے منع کر دیا گیا بھائی صاحب نے دوبارہ مراقبہ کے بعد اعلان کیا کہ میں اپنی ذمہ داری پر قبر کھول رہا ہوں ہر نفع نقصان کا میں ذمہ دار ہونگا قبر کھولی تو اس میں کافی پانی بھرا ہوا تھا اور والد صاحب کا جسد مبارک پانی کے اوپر تیر کر لکڑی کے تختوں سے آکر مل گیا تھا اور تختوں کے جسم پر نشان آگئے تھے۔ حضرتؒ نے جسد مبارک باہر نکال کر قبر کی جگہ کو ٹھیک ٹھاک کیا اور والد صاحب کے جسم کو دیکھا ایسا تھا جیسے ابھی دم دیا ہے پیشانی پر ایک سفید نشان پڑ گیا تھا اسے صاف کرنے کیلئے ہاتھ سے ملا تو ملنے سے پیشانی پر زندہ آدمی کی طرح سلوٹیں ابھرتی تھیں بھائی صاحب نشان کی وجہ سے پریشان تھے اگلے دن خواب میں والد صاحب نے بھائی صاحب کو بتایا کہ یہ کوئی زخم وغیرہ کا نشان نہیں ہے بلکہ لٹھے کے کپڑے کا نشان آگیا تھا۔

یہ واقعہ حضرت مولانا عبدالمجیدؒ نے بھی راقم کو سنایا تھا۔

جناب حضرت غلام غوث ہزارویؒ کی حمایت

ایک دفعہ رحیم یار خاں میں متیم جمعیت العلماء اسلام دو دھڑوں میں بٹ گئی اور ایک دھڑے کے رہنما حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دوسرے دھڑے کے رہنما جناب مولانا مفتی محمودؒ تھے اس وقت حضرت مولانا عبدالمجیدؒ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ میں

نے محمد اللہ مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ کو اب بھی لاہوری ؒ کے ساتھ اسی عقیدت اور تعلق کے ساتھ پایا جس طرح پہلے لاہوری ؒ کی حیات طیبہ میں تھے اور اسی لئے میں انکے دھڑے میں شامل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

عبداللہ شاہ صحابی نہیں ہیں

حضرت مولانا عبدالمجید ؒ نے ٹھٹھہ مکلی کے قبرستان میں فرمایا کہ حضرت عبداللہ شاہ ؒ اچھے بزرگ ہیں صحابی رسول نہیں ہیں نہ ہی ان کے مقامات صحابی جتنے بلند ہیں جتنا کہ اظہار کیا جارہا ہے بلکہ اسی قبرستان میں حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے دادا مرشد بھی آرام فرما ہیں جنکے انوار نمایاں ہیں۔

عورت ٹھیک ہو گئی

وہیں ٹھٹھہ میں ایک عورت حال میں جھوم رہی تھی اور ایک بچہ اسکے پاؤں میں بری طرح رورہا تھا کہ حضرت نے بچہ کی پریشانی دیکھ کر فرمایا کہ پولیس کو بلاؤ یہ بچہ کا بھی خیال نہیں کررہی پولیس کا نام سنتے ہی وہ عورت چونک کر سنبھل گئی۔اسی طرح ایک اور عورت حال میں جھوم رہی تھی اور ایک مرد اسے تھامنے کی کوشش میں تھا وہ بہت حسین تھی آپ نے پوچھا کہ اس کا شوہر کہاں ہے۔ تو وہیں ایک بدشکل سا شخص بیٹھا تھا اس کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہے تو حضرت نے فرمایا کہ جس کا شوہر یہ ہے اس کو حال نہیں آئیں گے تو کیا ہوگا اس عورت نے فوراً پلٹ کر آپ ؒ کو دیکھا کہ جیسے بالکل ٹھیک ہو۔

جناب نور محمد صاحب سکھر والے فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالمجید ؒ سے پہلی بار مومن مسجد باغ حیات علی شاہ میں تقریباً 1969/70 میں حافظ اقبال صاحب کی معرفت ملاقات ہوئی ہم دونوں حضرت لاہوری ؒ کے خلیفہ مجاز حضرت محمد ہارون ؒ سانگھی تھرسچانی ضلع سکھر والوں سے بیعت ہیں۔

مولانا عبدالمجید ؒ جب بھی سکھر آتے ہم سب آپ سے ملتے کشف قبور اور کشف حالات وواقعات کے بارے میں آپ ؒ کا کافی تجربہ تھا۔

رافضی سے مباہلہ کو تیار

ایک دفعہ جامع مسجد سبزی منڈی ڈھک روڈ سکھر میں بعد نماز عشاء حضرت

اقدس مولانا عبدالمجیدؒ تقریر فرمارہے تھے کہ حضرت نے جوش میں آکر اہل تشیع کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور فرمایا کہ آئیں ایک آدمی آپ کے مجتہدین میں سے میرے ساتھ مباہلہ کر لیں۔ ایک آدمی اہل تشیع میں سے اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو جلتے ہوئے تیل کے کڑہاؤ میں ڈبوئے اور ایک آدمی ہم میں سے (یعنی اہلسنت والجماعت سے) اہل تشیع میں سے کسی ایک کا ہاتھ اسی کڑہاؤ میں ڈبوئے جو سچا ہو گا اسکا ہاتھ نہیں جلے گا۔

اس لڑکے کے تو پاؤں ہی نہیں ہیں

جناب عبدالواجد صاحب خلف الرشید حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ہمارے محلّہ 34/2 کورنگی کالونی کی پروین نامی ایک لڑکی کے رشتہ کی بات چل رہی تھی۔ لڑکا امریکہ میں تھا اس کا پاسپورٹ سائز فوٹو لے کر پروین کے لواحقین حضرت والد صاحب کے پاس آئے اور حضرت کو فوٹو دے کر کہا کہ اس لڑکے سے ہماری لڑکی کے رشتے کی بات چل رہی ہے دیکھیں اور بتائیں کہ کیا رشتہ کے لئے یہ لڑکا موزوں ہے۔ روحانی ذریعہ سے معلوم کر کے بتائیں۔ حضرت اقدس نے ہاتھ میں تصویر لے کر کہا کہ اس لڑکے کے تو دونوں پاؤں ہی نہیں ہیں۔ تو لڑکی کے لواحقین نے کہا کہ حضرت یہ پاسپورٹ سائز فوٹو ہے اس تصویر میں پاؤں نہیں آیا کرتے۔ حضرت اقدس نے فرمایا مجھے بھی پتہ ہے کہ پاسپورٹ سائز فوٹو میں پاؤں نہیں ہوتے لیکن اس لڑکے کے تو پاؤں ہی نہیں ہیں آپ لوگ تحقیق کر لیں وہ لوگ بہت سٹپٹائے اور تحقیق کیا تو حضرت کا فرمانا بالکل صحیح ثابت ہوا واقعی لڑکے کے پاؤں نہیں تھے۔ وہ لوگ دلدل میں پھنسنے سے بچ گئے۔ ساتویں باب کے صفحہ ۲۲۲ پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ تصویر دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ مسلمان ہے یا کافر بحمد للہ خلفاء کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس مشرف سے نوازا۔

فیض شیخ

حدیث پاک کا مفہوم ہے "تحقیق جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا بدن ٹھیک ہو جاتا ہے (یعنی بدن سے نکلنے والے سارے اعمال صالح ہو جاتے ہیں) اور اگر یہ لوتھڑا خراب ہو جائے تو سارا جسم ہی خراب ہو جاتا ہے۔ سنو وہ انسان کا دل ہے"۔

لیکن اعمال قلبی جن ضروری اعمال ظاہری کا تقاضہ کرتے ہیں ان کا بجالانا بھی ضروری ہے اگر کوئی اس تقاضہ کو پورا نہیں کرتا بلکہ صرف اعمال قلبیہ میں ہی

لگا رہتا ہے تو سمجھا جائے گا کہ اس کے اعمال قلبی میں سچائی نہیں وہ ناقص ہیں اس لئے سب سے پہلے اصلاح قلب کی فکر ہونی چاہئے۔

اصلاح قلب

اصلاح باطن کے ائمہ کے نزدیک اصلاح قلب کا جو مجرب طریقہ ہے اس میں تین چیزیں اصل ہیں (۱)۔ ارادت (۲)۔ صحبت (۳)۔ اصلاحی ذکر۔ ان تینوں اجزاء کے منافع جدا جدا ہیں مثلاً ذکر کے بے شمار فضائل ہیں جو بغیر صحبت اور ارادت کے بھی حاصل ہوتے ہیں اور صحبت کا نفع بغیر ذکر کر کے بھی حاصل ہوتا ہے لیکن اصلاح قلب کے لئے تینوں اجزا کا مجموعہ ہی موثر ہے۔

ارادت

آدمی وصول الی اللہ تعالیٰ کی استعداد پیدا ہونے کے لئے اپنا تزکیہ اور اپنے قلب کی اصلاح چاہتا ہے اس مقصد کے لئے گذشتہ غفلت کی زندگی سے توبہ کرنے اور آئندہ کے لئے رضاو تقویٰ والی زندگی گذارنے میں اپنی رہنمائی کے لئے کسی صاحب نسبت اور صاحب ارشاد شیخ سے اپنا مقصد اور ہدایت طلب کرتا ہے اسی کو ارادت کہا جاتا ہے۔ یہی چیز بیعت کہلاتی ہے اسی کو اللہ کا نام سیکھنا اور توبہ کرنا بھی کہا جاتا ہے جس کی صورت شیخ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر زبان سے اقرار بھی رائج ہے۔

اپنے گناہوں سے توبہ اور آئندہ نیک کاموں کا عہد تو آدمی تنہائی میں خود بھی کر سکتا ہے اور کرتے رہنا بھی چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ کے کسی مقبول بندہ کو گواہ بنا کر اس کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں قبولیت اور برکت زیادہ ہوتی ہے۔ جس کا اس بندہ کی وجاہت کی وجہ سے لحاظ ہوتا ہے بزرگوں کے سلسلہ سے ایک تعلق ہو کر سلسلہ کی برکات بھی حاصل ہو جاتی ہیں جو بعض وقت خصوصاً موت کے وقت اپنا رنگ دکھاتی ہیں جیسا کہ آج کل دو روپیہ کا ٹکٹ لے کر کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہو جائے تو پارٹی میں نیچے سے اوپر تک کے لوگ اس کو اپنا آدمی سمجھتے ہیں۔ حسب

قابلیت اُس کا خیال رکھا جاتا ہے اگر کوئی کام کرنے والا قابل ہو تو بڑے اعزاز اور عہدے دئے جاتے ہیں۔

ارادت کا مسئلہ بہت اہم ہے لیکن اس میں کوئی مجاہدہ یا بدنی عمل نہیں کرنا پڑتا صرف عزم اور پختگی کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے جس کا تعلق محض سوچ بدلنے سے ہے۔

مناسبت

مرید ہونے کی شرط آعظم مناسبت ہے کسی بزرگ سے نفع حاصل ہونے کی شرط آعظم شیخ و مرید کی باہمی مناسبت ہے۔ جس کی بنا پر محبت و تعلق قوی ہوسکے پھر محبت کے ساتھ سچی ارادت رنگ لاتی ہے کیونکہ محبت کے ساتھ ارادت ہوگی تو احتیاج بھی دل میں پیدا ہوگی اتباع ہوگا جس سے شیخ کے فیوض و برکات مرید میں منتقل ہوں گے کیونکہ فیوض الٰہیہ کا واسطہ شیخ ہے اس لئے مرید کا ذرا سا بھی اعتراض عدم توجۂ فیض کے منقطع ہونے کا باعث بن جاتا ہے لہٰذا محبت کے بغیر نری عقیدت سے کام نہیں بنتا۔ شیخ سے کثرت ملاقات کثرت مجالست اور اس کے علمی اور عملی کمالات کا سوچنا اور حاصل ہونے والے نفع کی عظمت خیال میں رہے۔ اگر طبعی محبت نہ ہو عقلی طور پر عدم مناسبت کے اسباب موجود ہوں مثلاً سیاسی علمی اور دیگر امور میں اختلاف ہو تو ایسے شیخ سے بیعت نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس تعلق میں اعتراض بحث اور چوں وچرا کی گنجائش نہیں تربیت کے طور طریق میں اختلاف یا خود آرائی سب ہی کے لئے محرومی کا باعث بن جاتا ہے اچھے اچھے صاحب علم حضرات کو پریشان اور بیچ میں لٹکے دیکھا ہے۔

ارادت میں مضبوطی کا اثر

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر صحبت کی برکت سے فتوحات حاصل ہوجاتی تھیں اور ایک ہی نشست میں اتنے معارف وحقائق حاصل ہوجاتے تھے کہ دوسروں کو سالہا سال کی خلوت ومجالست میں بھی حاصل نہیں ہوتے اس کی وجہ ان کے ایمان لانے کے بعد

فیضان نبوت سے سرفراز ہونے کے لئے تمام سابقہ رسومات عادات کو یک لخت چھوڑ چھاڑ کر ایسا مطیع ہونا اطاعت رسول ﷺ میں دل وجان سے راضی ہونا ہر قربانی اور ایثار کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا' راہ طلب میں صادق راسخ اور پختہ ہونا ہیں جب آپ نے ان کو سچی ارادت میں مضبوط دیکھا تو قلب مبارک کے آفتاب کا عکس ڈالا نظر ہدایت اثر سے ایک نگاہ ڈال کے نبوت کے انوار اور معدن رسالت کے جواہر سے مشرف اور مالا مال بنادیا پھر ان حضرات کی روشنیاں تابعین کے قلوب میں منعکس ہوئیں انہوں نے انکے بھی دل وجان کو خالص نورانی بنادیا اور اس طرح آئندہ سلسلہ چلتا رہا۔

نسبت تو قبر میں بھی ساتھ جاتی ہے

جن کی اللہ والوں سے نسبت ہے وہ اپنی نسبتوں کو جتنا سنبھال سنبھال کے رکھیں اتنا ہی ان کے لئے، ان کے اہل خانہ کے لئے اور نسلوں کے حق میں بہتر ہے۔ یہ نسبت ایسی چیز نہیں جو قبر میں جا کے ختم ہو جائے۔ یہ دنیا کی دولت ہے جو دنیا میں ختم ہو جاتی ہے۔ نسبت تو قبر میں بھی ساتھ جاتی ہے۔ حشر میں بھی ساتھ جاتی ہے۔ نسلوں کو اس کے بھاگ لگ جاتے ہیں۔ مولانا احمد شاہ چوکیزیؒ امام پاکستان کہلاتے ہیں۔ حضرت کے شاگرد تھے، سید تھے۔ ایک دن وہ بھی تشریف لائے۔ ان کا بیٹا بری صحبت میں بیٹھ گیا۔ تو رو رہے تھے۔ ابھی عرض نہیں کیا حضرت کو کہ کیا بات ہے حضرت نے فرمایا مولانا احمد شاہ صاحب یہ جو آپ نے اپنے بچوں کو اپنے سے دور رکھ کر دین کا کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ بے وفا تھوڑے ہیں، اللہ تعالیٰ بے انصاف تھوڑے ہیں۔ وہ تو دنیا کا توازن ویسے ہی برقرار رکھتے ہیں اور جو ان کے ساتھ بھلا کریں تو ان کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کئی کروڑ گنا زیادہ بھلائی کا معاملہ کرتے ہیں اور باقی تقدیر اپنی جگہ ہے۔ ایسے بھی باپ ہیں جو بیٹوں کے اوپر دس دس دن پہرا دیتے ہیں جس اولاد نے خراب ہونا ہوتا ہے وہ خراب ہو کے رہتی ہے۔ تو آپ ایسی فکر نہ کریں۔ ہر چیز کے ذمے دار اور ٹھیکے دار آپ نہیں۔ ایک نظام رب نے بنایا ہے اس نظام کو چلانے والا ایک

ہے۔ (صفحہ ۱۴ خدام الدین ۲۱ جنوری ۲۰۰۰)

نسبت کے اثرات

دیکھئے یہ گھٹنے ٹیک کے بیٹھناکوئی آسان کام نہیں ہے۔ ابھی جو میں نے گفتگو شروع کی۔ تو دو تین علماء کرام یہاں بیٹھے تھے پیچھے۔ میرے دل نے کہاان کا یہاں بیٹھنے سے کیا کام؟ پھر دل ہی نے کہا۔ اگر ان میں نسبت کے اثرات ہوئے تو اللہ انہیں بٹھادے گا یہ ایک عجیب بات میں نے پہلے بھی سنائی ہے۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے ساتھ ایک عمرے کے سفر میں حضرت لاہوریؒ کی جماعت کے پولیس آفیسر، ڈی ایس پی مکۃ المکرمہ میں جمع ہو گئے۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں صبح اٹھاتو دیکھا کہ یہ آدمی اللہ اللہ کر رہا ہے۔ تو مولانا بنوریؒ کہتے ہیں کہ مجھے بڑی غیرت آئی کہ میں شیخ الحدیث کہلاتا ہوں، ہزاروں علماء کا استاد ہوں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا شاگرد ہوں اور عمرے کے سفر پہ عبادت کے سفر پہ آیا ہوں اور عبادت میں ایک غیر مولوی، غیر استاد، ایک عام آدمی مجھ سے آگے نکل جائے۔ یہ تو بڑی بری بات ہے۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کہتے ہیں جب میں بستر میں ہی تھا۔ تو میرے اندر کے نفس نے کہا یوسف تو نے آج اپنے ہمسائے کو شکست دے دی۔ اس لئے کہ تیرا الارم بول گیا ہے، تجھ میں اٹھنے کی ہمت بھی ہے۔ اللہ نے توفیق بھی دے دی ہے آج تو بحمد اللہ علماء کی جو عزت ہے وہ بچ گئی ہے اور میں مولویوں کا نمائندہ ہو کے اس دنیادار سے پہلے اٹھ گیا ہوں۔ چنانچہ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں۔ میں اٹھا تو میں نے دیکھاان صاحب کا کمبل بستر پڑا تھااور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سو رہے ہیں کہا کہ جب میں غسل خانے میں گیا تو غسلخانہ گیلا تھا جیسے آدھ پون گھنٹہ پہلے کسی نے استعمال کیا ہو۔ کہا کہ جیسے ہی میں واپس آیا تو وہ صاحب کمرے کے باہر سے چائے کے دو گلاس اٹھائے آرہے ہیں اور مجھے چائے پیش کی اور سلام کے سوائے کچھ نہ کہااور خود نفلوں میں لگ گئے۔ مولانا کہنے لگے نفلوں سے فارغ ہو کر ہم مسجد چلے گئے۔ اشراق تک رہے پھر ہم نے طواف کئے۔

چاشت پڑھ کر جو ہم اپنی آرام گاہ پر واپس آئے میرا غصہ اپنی انتہا کو تھا۔ کہ اس شخص نے مجھے شکست دینے کا ایسا پختہ انتظام کر رکھا ہے۔ ہاں میں یہ بتانا بھول گیا۔ اس کمبل میں کون تھا؟ مولانا نے کہا آپ چائے لینے گئے تھے تو یہ آپ کی جگہ سو کون رہا تھا۔ کہا کہ میں ابھی رات کو حرم کی طرف گیا تھا۔ تو یہ ایک بوڑھا حبشی تھا۔ اس کو سردی لگ رہی تھی میں اس کو لے آیا کہ کھانا بھی کھالے اور میری جگہ آرام کر لے۔ تو مولانا محمد یوسف بنوریؒ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو پکڑ لیا اور اس سے کہا یہ تو بتا تجھے اتنا سخت جاں کس نے بنایا ہے۔ کہا مولانا احمد علی لاہوریؒ نے۔ تو مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہا ہائے دنیا نے تو احمد علی لاہوریؒ کو پہچانا ہے اور ہم طبقہ علماء نے احمد علیؒ کی قدر نہ کی۔ تو عرض ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جب آدمی بنتا ہے تو اسکی بڑی عجیب صورت ہوتی ہے۔ (صفحہ ۱۳ خدام الدین ۲۱ جنوری ۲۰۰۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

نبی علیہ السلام کو جب نبوت ملی ہے تو نبوت ملنے سے پہلے نبی علیہ السلام کا مستقل طریقہ یہ تھا کہ تین برس تقریباً غار حرا میں معتکف رہے کبھی دو چار دس دن کے لئے گھر سے ہو آتے تھے لیکن زیادہ وقت نبی علیہ السلام نے حرا میں گذارا۔ حضور ﷺ سے آدمی نے خالی لیکچر لینا ہوتا، جیسے کسی واعظ سے بات سنتا ہے، جیسے کسی پروفیسر کا لیکچر سنتا ہے۔ اگر وہی والی تبلیغ وہی والا واعظ اللہ کو منظور ہوتا تو دنیا میں کبھی انقلاب پیدا نہ ہوتا۔ حضور نے صحابہؓ کو اپنے ساتھ عشق کرنا سکھایا اللہ تبارک تعالیٰ نے بھی کہا۔ لہذا حضورؐ کو ایک واعظ نہ سمجھو بلکہ حضورؐ کو اپنا محبوب سمجھو۔ آپؐ سے ٹوٹ کر عشق کرو اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں اور اپنے درمیان ایک چیز کو مشترک بنا دیا یعنی بندوں سے کہا کہ حضورؐ سے عشق کرو اور خود بھی اعلان کیا میں حضورؐ سے عشق کرتا ہوں۔ یعنی اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں اور اپنے درمیان جمع ہونے کی ایک مشترک چیز بتا دی کہ تمہارا اور میرا مشترکہ

مرکز محمدؐ ہیں۔ میں بھی محمدؐ سے عشق کرتا ہوں تم بھی محمدؐ سے عشق کرو۔ اور پھر زبانی کلامی عشق نہیں کیا۔ اپنے معشوق کو اور اپنے محبوب کو سجا سجا کے اور نکھار کے اس کے عشق کے تذکرے کئے اس لئے کہ محبوب کا جتنا ذکر کیا جاتا ہے اتنا ہی اس سے محبت دو گنی ہوتی ہے۔ یہ جو ہمارے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نعتیں کہتے ہیں، حضور کے اوپر فدا ہوتے ہیں۔ یہ ساری کیفیات حضورؐ سے عشق کی وجہ سے ہیں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی جو نعتیں ہیں وہ تو ایسی ہیں جیسے پوری کائنات میں اگر کچھ ہے، تو حضورؐ ہیں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی تو یوں فرماتے ہیں کہ جس کو مصطفیٰ کی پہچان نہیں اس کو خدا کی پہچان نہیں۔ تو اب یہ جو حضور علیہ السلام کے ساتھ اتنا عشق ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ یعنی حضورؐ ہمیں تو فرماتے ہیں کہ تمہارے سامنے کوئی تمہاری تعریف کرے تو اس کے منہ میں مٹی بھر دو وہ تمہارا بڑا دشمن ہے۔ جو تمہارے منہ پر تمہاری تعریف کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام تشریف لے جارہے تھے۔ تو اچانک آقا نے دیکھا ایک ہرنی بے تاب ہو کے اپنی تھوتھنی نبی علیہ السلام کے گھوڑے کے قریب لا رہی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فوراً گھوڑا روک دیا اور نیچے اتر آئے اور کان لگا کر اس ہرنی کی بات سننے لگے۔ اور فرمایا کس نے اس کے بچوں کو اس سے جدا کیا ہے تو صحابہؓ کی اس جماعت نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ نے ہرن کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا حلال ہے۔ مگر بچے کو ماں سے جدا کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ وہ ہرن کے بچے لائے گئے، ہرنی خوش ہو گئی اور نبی علیہ السلام کو مودب ہو کے، آپ کے قدموں میں تھوتھنی رگڑ کے چلی گئی۔ حضور علیہ السلام اس کو جاتا دیکھتے رہے اور نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ حضورؐ جو ہرنی کے بچوں کا دکھ برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنی ذات کی گستاخی کرنے والوں کو قتل کا حکم دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے کئی گستاخانِ رسول قتل کروادیئے کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا یہی ہے۔ حضور کی گستاخی انسانیت کی موت ہے۔ آپ اندازہ فرمایئے کہ ایمان

کی بنیاد نبی علیہ السلام سے عشق ہے۔ محبّ کو معشوق سے اس طرح عشق کرنا چاہیے کہ ہر وقت اسی کا تذکرہ ہو۔ اس لئے کہ محبوب کی باتوں کا، راحتوں کا، اٹھنے کا، بیٹھنے کا ذکر جو ہے یہ بھی محبت پیدا کرتا ہے۔ وہ قیس کے متعلق آتا ہے۔ ایک کتیا کے پاؤں چوم رہا تھا کسی نے کہا ظالم اس ناپاک کے قدم چوم رہا ہے کہا نہیں یہ لیلیٰ کی گلی سے ہو کے آئی ہے۔ محبوب کی گلی کی ایک ایک چیز، ادائیں اور راستے یہ انسان کو سب کچھ عطا کرتے ہیں۔ اور یہ اللہ نے خود عشق کرنا سکھایا۔ کبھی تو حضورؐ کے مکھڑے کا ذکر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں والضحیٰ قسم ہے میرے محبوب کی چمکدار روشن چہرے کی، اور کبھی حضور ﷺ کے سیاہ خوبصورت بالوں کا ذکر فرماتے ہیں تو ارشاد ہوتا ہے۔ والیل اذا سجی قسم ہے میرے محبوب کی بالوں کی، میں آپ حضرات کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عشق جو ہے۔ یہ ایمان کی بنیاد ہے۔ فرمایا عشق تمام مصطفیٰ! عقل تمام بولہبی اگر عشق کرنا ہے تو مصطفویت اپنانی پڑے گی۔ (صفحہ ۱۵ اخدام الدین ۲۱ جنوری ۲۰۰۰)

حضرت لاہوریؒ کا فیض یافتہ

تبلیغی جماعت کی شوریٰ میں حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے ایک خلیفہ مجاز تھے جاوریاں سرگودھا میں ایک گاؤں ہے اس کے قریب کے ایک بزرگ تھے مولانا عبدالقادر صاحبؒ تو قاضی عبدالقادر صاحبؒ باوجود عالم تھے بڑے اللہ والے تھے۔ خود مجھ سے کئی دفعہ انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت لاہوریؒ کا یہ دنیادار مرید رانا محمد عاقل میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا زیادہ کوئی ذاکر اور اس سے زیادہ نیک کوئی نہیں اب رانا محمد عاقل کو کس نے کچھ بنادیا۔ حضرت لاہوریؒ کی صحبت نے کچھ بنادیا۔ یہ جو صحبت ہے یہ ایک مستقل تعلق کا نام ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ میرے سامنے ہر وقت بیٹھے ہی رہیں۔ یا میں اپنے حضرت کے سامنے بیٹھا رہتا تھا واللہ العظیم میں کراچی میں بھی ہوتا اور اپنے حضرتؒ کے حکم سے گیا ہوتا تو یوں محسوس ہوتا کہ حضرتؒ کے قلب کی حرارت میرے اوپر پڑ رہی ہے اور کبھی

غفلت میں ہوتا تو میرا کمرہ حضرتؒ کے کمرے کے ساتھ تھا تو بالکل ٹھنڈک محسوس ہوتی۔ یہ نسبت اور محبت اور تعلق ہے۔ یہ قربت کا نام نہیں ہے یہ عشق کا نام ہے۔ یہ ایک ہی فریکونسی پہ اپنے آپ کو سیٹ کرنے کا نام ہے۔ اسی روحانی خط پر جس پہ شیخ ہو۔ اس کے اوپر اپنے آپ کو قائم کرنے کا نام ہے۔ دار لعلوم دیوبند کے ایک سفیر تھے مولوی اللہ بخش صاحب وہ ہر سال کلکتہ اور بمبئی میں دار لعلوم دیوبند کا چندا کرنے جاتے تھے دو سال پہلے میں ہندوستان گیا تو حضرت علی میاں صاحبؒ نے مجھے کہا کہ ان کی تربیت میں کروں گا ان کو اللہ کا نام آپ سکھا دیجئے میں نے کہا حضرت آپ کے ہوتے ہوئے فرمایا نہیں نہیں آپ ہمارے پیر زادے ہیں جیسے ان کی عادت ہے آپ نے بھی دیکھا جب یہاں تشریف لائے تو کیسی گفتگو فرمائی۔ تو میں نے مولانا کو بیعت کر لیا۔ تو مولانا علی میاںؒ نے ان سے فرمایا بھائی لکھنؤ آجانا پندرہ شعبان کو اور رمضان کے آخر تک میرے پاس ٹھہرنا وہ بچارے کچھ کہہ تو نہ سکے انہوں نے حضرت کو رقعہ لکھا اور ایک طالبعلم کے ہاتھ بھیجا' حضرت میں تو چندہ جمع کرنے جاتا ہوں۔ آپ مجھے بلا رہے ہیں دار لعلوم دیوبند کا کیا ہوگا۔ میری نوکری کا کیا ہوگا تو حضرت نے فرمایا کتنے پیسے اکٹھے کرتے ہو۔ انہوں نے چار لاکھ کلکتہ سے اور سات لاکھ بمبئی سے تو یہ مجھے مولوی صاحب نے خود سنایا کہ جب میں ستائیس کی رات کو حضرت علی میاںؒ سے رخصت ہونے لگا تو مولانا علی میاںؒ نے مجھے ایک چیک دیا کہ جس پہ گیارہ لاکھ کی رقم تھی۔ آپ اندازہ لگائیں کیا شان ہے اللہ والوں کی۔ سچ کہا ہے حضرت شیخ لاہوریؒ نے کہ اللہ والوں کے جوتوں میں جو موتی ملتے ہیں وہ بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ملتے۔

(صفحہ ۶ اخدام الدین ۲۱ جنوری ۲۰۰۰)

خیر الاشغال خدمت الناس

حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا میں سب سے پہلے جو انسان آیا وہ پیغمبر تھے جس کا کام لوگوں کو برائی سے روکنا اور اچھائی کی طرف بلانا

تھا پیغمبروں سے محبت کرنے والے لوگ در حقیقت ان (پیغمبروں) کے نقال اور پیروی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور پیغمبروں کی زندگی دو ہی چیزوں سے عبارت ہے ایک اللہ کی یادو عبادت دوسرے لوگوں کی خیر خواہی اور ان کی خدمت چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے خیرالناس من ینفع الناس سب سے اچھے انسان وہ ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچاتے ہیں نفع پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی بنی نوع انسان کی خدمت کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ خیر الاشغال خدمتہ الناس۔ سب سے اچھا مشغلہ لوگوں کی خدمت کرنا ہے۔ لیکن لوگوں کی خدمت اس طریقے سے کی جائے جس سے لوگوں کا اس دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہو۔ اور دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اس لئے دنیا میں آنے والے سب سے پہلے انسان نے جو پیغمبر تھے لوگوں کو اللہ کے آگے جھکنے کی تعلیم دی۔ اب جو شخص جتنا لوگوں کو رب کے آگے جھکائے گا اور بندوں کا تعلق رب سے درست کرائے گا وہ اسی قدر کامیاب انسان ہوگا۔ ہمارے بزرگوں نے اللہ کی یاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے۔ وہ اپنے حلقہ میں آنے والے ذاکرین کی تربیت اور روحانی بیماریوں کا علاج اس طرح کرتے ہیں جس طرح ایک ڈاکٹر مریض کی دیکھ بھال اور علاج کرتا ہے۔ اور یہ اللہ والے اپنے متعلقین کو ذکر اللہ میں اس قدر راسخ کر دیتے ہیں کہ مختلف پیشوں سے منسلک ہونے کے باوجود یہ سالکین ہمیشہ ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں یعنی اگر کوئی ڈاکٹری پیشہ سے وابستہ ہے تو ایک طرف اگر وہ مریض کو دیکھ رہا ہے تو دوسری طرف اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہے اگر کوئی مستری ہے تو اس کا ہاتھ تو کام میں مصروف ہے لیکن اس کا دل اللہ سے جڑا ہوا ہے اگر استاد ہے تو پڑھا رہا ہے لیکن دل اللہ کی طرف متوجہ ہے یہ لوگ تربیت یافتہ ہوتے ہیں اس لئے بہترین مبلغ ہوتے ہیں جیسے مرغی کے سینے کی حرارت سے انڈے میں جان آتی ہے اسی طرح ذاکرین اپنے شیخ کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ کی محبت کی حرارت محسوس کرتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت میں بیٹھ کر دین سیکھا

اسی طرح یہ ذاکرین وسالکین اپنے شیخ کی صحبت سے فیض حاصل کرتے ہیں اور پھر ذکر اللہ کی کثرت سے وہ برکات حاصل ہوتی ہیں کہ عدم توازن والے متوازن ہو جاتے ہیں لیکن عدم توازن سے توازن کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے اپنے مرشد کی صحبت مدت مدید تک اختیار کرنا لازم ہے اور اس کے لیئے اپنے شیخ سے عقیدت، ادب اور اطاعت کے تار جوڑنا لازم ہے اگر پاور ہاؤس سے ان تینوں تاروں کے کنکشن میں سے ایک تار بھی کٹ گئی تو فیض حاصل نہ ہوگا اسی طرح اگر تینوں تار تو ایک دفعہ جوڑ لئے لیکن مدت مدید تک صحبت شیخ اختیار نہ کی تو کچا رہے گا کندن نہیں بنے گا۔ بھٹکنے کا خطرہ ہے اندر کی کیفیت نہ بدلی تو صرف تھوڑی سی نیکیوں جیسی بات پیدا ہونے پر بھی اترانے لگتا ہے اور اپنی نیکی کا اظہار شروع کر دیتا ہے جس طرح کسی کے پاس دو پیسے آجائیں تو وہ لوگوں کو اپنے نوٹ دکھانا شروع کر دیتا ہے تو دنیا میں ذاکرین کی جو جماعت ہے وہ نبیوں والے کام کرنے والی ہے اس لئے کہ انبیاء کرام کا کام سب سے بڑا فریضہ سب سے بڑا مشن تکمیل انسانیت، تعمیر اخلاق اور شخصیت سازی ہے جو حضرات ذکر اللہ کی لائن کے ہوتے ہیں وہ مسلمانوں کی خاص جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر کس وناکس کو اٹھا کے اللہ والوں کی صحبت میں نہیں بھیجتے اللہ والوں کی صحبت بڑے نصیب والوں کو ہی میسر آتی ہے۔ اس لئے جو اہل اللہ کی صحبت میں آتا ہے اس کے دنیاوی مسائل خود بخود ہی تیزی سے حل ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص اپنے اوقات اللہ کے دین کے لئے لگالیتا ہے اللہ اس کے کاموں کو از خود کر دیتے ہیں من کان للہ کان اللہ لہ یعنی جو اللہ کا ہو گیا، اللہ اس کا ہو گیا اور پھر ذکر کرنے والوں کے ذمہ خصوصاً یہ ہے کہ جو ان کے پاس دین کی خاطر آنے والے لوگ ہیں وہ ان کی اصلاح کریں، ان کے عقائد کی، ان کے اخلاق کی، ان کے نظریات کی اس کے بعد جو مسجدوں میں نہ آنے والے لوگ ہیں ان کی طرف بھی متوجہ ہوں علی ھذا القیاس وہ ہمہ تن لوگوں کی اصلاح کی طرف متوجہ رہیں (خدام الدین ۲۱ جنوری ۲۰۰۰)

نسبتوں کے چراغ جلائے رکھنا

جہاں مسجدوں میں ایسے لوگ آتے ہیں جو دین کے قریب نہیں ہیں۔ تو عادی نمازیوں کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ان نئے آنے والوں کا تعلق اللہ سے جڑ جائے آج بڑے بڑے مولویوں کا اور اچھا قرآن پڑھنے والوں کا تعلق اللہ سے نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اللہ سے تعلق رکھنا اور چیز ہے اور یہ تعلق اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر ملتا ہے۔ اپنے اندر کے جلے ہوئے دیئے کو بجھنے نہ دیں۔ اس کی بہت حفاظت کریں اور حفاظت دیوار لگانے سے اور چراغ کے اوپر ایک ہی گلوب رکھنے سے اور ایک ہی چمنی چڑھانے سے ہوتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نسبتوں کی حفاظت کس چمنی سے ہوتی ہے۔ کون سی چمنی اور کون سا گلوب نسبتوں کے چراغ کو دنیا کی ہواؤں اور حوادث سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس چمنی کا نام، اس گلوب کا نام اس حفاظتی حصار کا نام شیخ سے عشق ہے۔ جس کو اپنے شیخ سے کمال درجے کی محبت ہے اس کا وہ چراغ کبھی نہیں بجھ سکتا۔ اور جس کے عشق میں کمی ہو، جس کے عشق میں فرق ہو اس کا چراغ کبھی جلتا رہ ہی نہیں سکتا رستے میں بجھ جاتا ہے۔ ہمارے حضرتؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے مرشد حضرت مولانا تاج محمود امروٹی سے اتنی محبت تھی کہ ان کے جسم سے نکلنے والے پسینہ میں اپنے رومال سے پونچھتا تھا۔ اور اس رومال کو کبھی دھوتا نہیں تھا۔ اس کو سنبھال کے رکھتا تھا۔ تو اب یہ جو عشق ہے یہ مطلوب و مقصود شریعت ہے۔

(خدام الدین ۲۱ جنوری ۲۰۰۰)

شیخ کی حقیقت اور اس کے فیض کو نوعیت

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کا فیض انکے مظاہر کے واسطے سے پہنچتا ہے بندوں کو ہدائیت کا نور پہنچانے کے لئے انبیاء علیہم اسلام کو اپنے اسم ہادی کا مظہر بنایا اور ان کے قلوب کو آفتاب ہدایت بنایا اگر اللہ تعالیٰ چاھتے تو براہ راست بندوں کو ہدایت عطا فرمادیتے مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہی تقاضہ ہوا کہ یہ

کام اپنی مشیت کے تحت انبیا سے لیا جاوے پھر انبیا کے آنے پر بھی ہر شخص کو ہدایت نہیں ملی جتنی سچی ارادت عقیدت محبت ادب کا مظاہرہ جس نے کیا اس نے اتنا ہی بڑا درجہ پایا اسی طرح صحابہ کرام سے تابعین پھر تبع تابعین اور بعد تک سلسلہ چلتا رہا صحبت کی صحیح سند کے ساتھ رسول اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک تسلسل اتصال حصول فیض کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا آج کل برقی رو کا پاور ہاؤس سے ہر گھر اور دکان یا کارخانہ تک تسلسل ضروری ہے اگر کہیں سے ذرا سا بھی پاور ڈسکنکٹ ہو گیا تو آگے باوجود ہائی پاور ٹرنشن لائن یا ہر گھر دکان یا کارخانہ تک وائرنگ ہونے کے اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا اسی لئے شیخ کی حیثیت نائب رسول کی ہوئی اور حقیقت اسم ہادی کے مظہر کی ہوئی اسی لئے حاجی صاحب قدس سرہ ضیا القلوب صفحہ نمبر ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ مرشد کا حکم اور ادب خدا اور رسول کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے اسی لئے امداد السلوک میں شیخ کو مظہر خدا بتایا گیا لہٰذا جبکہ شیخ کی حیثیت مظہر خدا اور نائب رسول کی ہے تو آداب میں بہت ہی نزاکت اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ شیخ کی صحبت جب ہی موثر ہوتی ہے جب دل میں کوئی خرخشہ نہ ہو۔

آداب شیخ کی غیر معمولی اہمیت میں ایک اشکال

آج کل کی آزادی اور خود رائی میں بعض پڑھے لکھے سمجھتے ہیں کہ شیخ ذکر بتانے میں ایک استاد یا قلبی امراض کے لئے تدابیر بتانے والے جیسا ہی تو ھے استادوں اور بزرگوں کی طرح ادب کافی ہے وہ بھی تو برسہا برس درس تعلیم دے کر عالم بنا دیتے ہیں ان کے ادب و تعظیم میں تو اتنا زور نہیں دیا جاتا کہ ان کے سامنے زور سے نہ بولے گردن جھکائے رکھے کسی بات پر دل میں اعتراض نہ لائے شیخ کے مُصلّے پر پاؤں نہ آئے چلنے میں شیخ پر سایہ نہ پڑے آگے نہ چلے اوقات مجلس میں نوافل بھی نہ پڑھے اور صوفی لوگ محبت میں مبالغہ عشق کے درجے تک کرتے ہیں حالانکہ پیر صاحب دو منٹ کا ذکر یا طریقہ ہی تو بتاتے ہیں جو کہ تصوف کی

عام کتب میں بھی موجود ہے اتنے سے کام کیلئے ادب واحتیاط کی اتنی زیادہ اہمیت کہ ادنیٰ گرانی و تکدار کو ہلاکت سمجھا جاتا ہے۔

جواب اشکال

معلوم ہونا چاہئے کہ تکبر حصول حق میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے عاجزی وانکساری عقیدت ادب اور اطاعت حصول فیض کے لئے مقناطیسی اثرات کی حامل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لعاب دہن تک نیچے نہ کرنے دیتے تھے اپنے جسم پر مل لیتے تھے اپنی آوازوں کو آپ کی موجودگی میں پست رکھتے تھے حتیٰ کہ احترام کی تمام حدود سے بھی آگے تھے جس کو مخالف بھی تسلیم کرتے تھے۔

فیض کیا ہے...؟

فیض کا مطلب اثر آنا یا فائدہ پہنچنا ہے شیخ کا سب سے اہم اور ظاہر فیض جو اولیاء اللہ کی علامت ہے ' نمبر1۔ ان کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے نمبر2۔ ان کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے نمبر3۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر بڑھتی ہے جو ایمان اور تقویٰ کو مکمل کرتی ہے ان باتوں میں کمال کا نام ولایت ہے اور تینوں اثرات حاصل ہونے کی دلیل تجربہ ہے۔ دو چار دن پاس بیٹھ کر تجربہ کر لو پھر سابقہ اور موجودہ دلی کیفیات کا موازنہ کرلو اگر فرق محسوس نہ ہو تو بے شک نہ بیٹھو یا تو وہ شیخ کامل نہیں یا عدم مناسبت کی وجہ سے آپ کا وہاں نصیب نہیں۔

فیض شیخ کی وضاحت اور نور کے معنیٰ

نور اور انوارات کیا ہیں ہم کو آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آرہا یہ چیزیں فیض اور انوارات روحانی اور معنوی ہیں ہمارے ظاہری حواس ان کا ادراک نہیں کر سکتے دنیا کی بہت سی مادی چیزیں جراثیم وغیرہ کو دیکھنے کے لئے خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اکثر طاقتور عدسہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسی طرح برقی

رو (کرنٹ) محسوس کیا جاسکتا ہے دیکھا نہیں جاسکتا۔ فیض کے محسوس ہونے کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحبت کے فیض کی مثال عطرفروش کی صحبت میں بیٹھنے والے سے دی ہے کہ اس کو خوشبو آتی رہتی ہے مگر نظر نہیں آتی مگر مادی ہونے کی وجہ سے ناک محسوس کرتا ہے مسلسل عطرفروش کے پاس بیٹھنے سے کچھ دنوں بعد خوشبو بیٹھنے والے کے کپڑوں میں بھی رچ بس جائے گی۔ صحبت کے اثرات یہی ہیں صحبت کا یہ اثر شیخ کے نورانی قلب سے طالب کے قلب میں نور کے منتقل ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ نور مادی نہیں بلکہ روحانی ہے جو دکھائی نہیں دیتا لیکن دل کی آنکھ سے دکھائی دیتا ہے معنوی نور معنوی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے عام بول چال میں کسی پوشیدہ راز کے ظاہر ہونے پر کہتے ہیں میں تو اندھیرے میں تھا فلاں بات سن کر میری آنکھیں کھل گئیں۔

انوار کی مثال

دین کا کچھ تو ظاہر ہے اور کچھ ان ظواہر کی حقیقت، اسی حقیقت کو نور کہا جاتا ہے جیسے اسلام ارکان خمسہ پر مشتمل ہے (اقرار کلمہ) نماز روزہ زکواۃ حج لیکن حقیقت اسلام ایک نور ہے جو قلب میں پیوست ہے جو مومنین کے سینے میں ڈال دیا گیا ہے جس کا سینہ حق تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اللہ کے نور پر قائم ہے اعتقادات غیب یعنی توحید قیامت جنت دوزخ کے موجود ہونے کا یقین قلب میں راسخ ہے جو ہر شک وشبہ کو رفع کرتا ہے مٹاتا ہے بس حقیقت توحید ایک نور ہے خالق کے وجود اور مخلوق کے عدم وجود کا مشاہدہ دل کی آنکھ سے ہوتا ہے اسی طرح ایمان اور دین کی دیگر باتوں کا حال ہے کہ ان کا صرف ایک علم ہے جس کو انوار کہا جاتا ہے۔

منیر روشن کرنے والے دوسروں کو نور دینے والے کو کہتے ہیں پس اگر دوسروں کو منور کرنا روشن کرنا انسان کیلئے مشکل ہوتا تو ذات پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا کیونکہ آپ بھی اولاد آدم ہی ہیں مگر آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنالیا کہ نور خالص ہوگئے اور حق تعالی نے آپ کو نور فرمایا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت کا اس قدر تزکیہ فرمایا کہ وہ بھی مطہر ہوگئے نور بن گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ میرے سمع بصر اور قلب کو نور بنادے مجھ کو سراپا نور بنادے پس اگر انسان کا روشن ہونا محال ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا نہیں فرماتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا ممنوع ہے جیسا کہ اوپر گزرا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے انوار نبوت کو صحبت اور محبت کے ذریعے اپنے سینوں میں حاصل کیا گو علوم نبوت کے نقوش تو کتابوں سے لئے جاسکتے ہیں لیکن انوار نبوت کا مقام کاغذ نہیں بلکہ مومن کا قلب ہے علوم نبوت کتابوں سے کتابوں میں منتقل ہوتے آرہے ہیں اسی طرح انوار نبوت عقیدت صحبت محبت اور ادب واطاعت کے ذریعہ سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتے آرہے ہیں۔ حدیث حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ صحبت سے ہٹنے کی بعد دلی کیفیات بدل جاتی ہیں اور انہیں نفاق کا ڈر محسوس ہوا نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام کے قلوب کی کیفیت بدل جانے کے واقع سے صاف عیاں ہے کہ اب دن کی روشنی نہیں رہی وہ انوار نہیں رہے محسوس کیا کہ شاید کچھ کم ہوگیا دل سے نکل گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین نے جو انوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں حاصل کئے اور تابعین اور تبع تابعین کو منتقل ہوئے سلسلہ وار اولیاء کرام کے وسیلہ سے آگے بڑھے وہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جارہے ہیں پس اولیاء کرام کو جو انوار اپنے مرشدین کی نسبت اور صحبت کے ذریعہ حاصل ہوئے ان میں اور صحابہ کرام کے انوار میں زمین آسمان کا فرق ھے اسی وجہ سے ایک دوسرے کی فضیلت میں بھی فرق ھے صحبتوں کے کمزور ہوجانے کی وجہ سے مشائخ کو احسانی کیفیت کے حصول کیلئے صحبت کے ساتھ ساتھ ادب عقیدت اور اطاعت کے ساتھ اذکار واشغال کا بھی اضافہ کرنا پڑا لہذا انوار کے حصول کا

تعلق قلوب سے ہے اور قلوب کا قلوب سے قرب طریقہ اور شرائط کے مطابق شیخ کے پاس بیٹھنے اور بتائے ہوئے اذکار و اشغال پر عمل کرنے سے انوار و فیوض ایک دل سے دوسرے دل میں مخفی راستہ سے آتے رہتے ہیں اس مخفی راستہ میں ان کی سواری توجہ اور محبت ہوتی ہے اسی لئے

یک زماں ہم صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سال زہدو اتقاء

یہی ذکر رابطہ ہے یہ طریقہ بہت جلد اللہ تبارک وتعالی تک پہچانے والا اور آسان ہے شیخ کی توجہ اور ان کے اخلاص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہو جاتا ہے مشاہدہ الہی سے انوار دل میں چمکنے لگتے ہیں اس لئے طالب محبت ادب عقیدت اور اطاعت کے ساتھ انتہائی شوق اور احتیاج دل میں رکھتے ہوئے اخذ فیض کا حریص بن کر ان کے مبارک قلب سے فیض آنے کا تصور کرتے ہوئے اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے۔

ذکر اللہ

صحبت شیخ کا کامل اور دیر پا اثر ان ہی لوگوں پر ہوتا ہے جو شیخ کے بتلائے ہوئے ذکر کی پابندی کرتے ہیں ذکر کے انوار سے شیخ کے انوار حسنہ انوار فہم و معرفت کو جذب کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ سلوک کے اذکار قلب کی صفائی ہی کے لئے تجویز ہوئے ہیں۔ اسی لئے مختلف اذکار کے فضائل کتابوں سے دیکھ کر کوئی ساذکر خود نہیں تجویز کیا جاتا بلکہ یہ کام شیخ کی تجویز و تلقین پر موقوف ہے ان میں اسی علاج اور تزکیہ کی غرض سے ضرب و جہریت و حرکت اور یکسوئی وغیرہ کے شرائط مقرر ہوئے ورنہ ذکر کرنے کے ثواب میں ان شرائط کو براہ راست کوئی دخل نہیں ہاں ایک مقصد عظیم کے معاون اور ذریعہ بننے کی وجہ سے ان شرائط کا بھی ثواب ہے ذکر کی تلقین میں طالب اپنی رائے سے کچھ نہ کرے چاھے وہ کتنا ہی ذہین اور ماہر علوم ہو کہ خود آرائی طریقہ مہلکات میں سے ہے شیخ کی تلقین کی

برکت اور اثر ہی جدا ہے ذکر ایسے صاحب اجازت شیخ سے اخذ کیا جائے جس کا سلسلہ اخذ و اجازت فخردو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تک مسلسل ہو وہی تحقیقی ذکر ہے یہی ذکر مرید کے باطن میں تصرف کرتا ہے اس کو ولایت اور قرب تک پہنچاتا ہے سنا سنایا ہوا یا کتابوں سے اخذ کیا ہوا تقلیدی کہلاتا ہے جس کا وہ اثر نہیں ۔ بعض مرید خصوصاً طلبہ قسم کے لوگ اپنے شیخ کے تجویز کردہ معمولات جو اکثر صفائی قلب اور علاج کے لئے ہوتے ہیں تاکہ فضائل کے حصول کے استعداد حاصل ہو جائے ان کی پابندی میں تو لاپرواہی کرتے ہیں اور دیگر اذکار و اشغال جن کے فضائل منصوص ہیں ان کو اختیار کر لیتے ہیں ظاہر ہے کہ جس عمل کی فضیلت حدیث پاک میں آئی ہو اسکی فضیلت کا کون انکار کر سکتا ہے جب کسی سے پوچھا جائیگا یہی کہے گا بہت اچھا ہے اللہ مبارک کرے لیکن اپنا علاج چاہنے والے کے لئے یہ ناکامی کا راستہ ہے جس نے اپنے کو تندرست یا اصلاح و علاج کے طریقوں کا واقف سمجھ لیا اس کو کسی شیخ کی ضرورت نہیں یعنی عالم عاشقی میں رائے اور فکر کچھ بھی نہیں اس راستے میں خود بینی اور خود رائی کفر (طریقہ) ہے ۔

مثال

کلمہ طیبہ ایمان کی جڑ ہے اسکی جتنی بھی کثرت کی جائے اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی ایمان کا مدار اسی پر ہے ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کا ذکر تمام ذکروں میں افضل اور بڑھا ہوا ہے اس وجہ سے صوفیہ اور عارفین اسی کلمہ کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں اور جتنی ممکن ہو کثرت کراتے ہیں تجربہ سے اسمیں جتنے فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں کسی دوسرے میں نہیں چنانچہ سید علی میمون رحمتہ اللہ علیہ مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب ان کے پاس شیخ علوان حموی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بہت بڑے عالم دین مفتی اور مدرس تھے حاضر ہوئے اور سید صاحب کی ان پر خصوصی توجہ ہوئی تو ان کے سارے کام کرنے یعنی درس و تدریس فتوی وغیرہ سے روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول

کردیا بس عوام کا تو کام ہی اعتراض کرنا ہے لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ علوان کے منافع سے دنیا کو محروم کردیا شیخ کو ضائع کردیا وغیرہ وغیرہ کچھ دنوں بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت تلاوت کلام پاک کرتے ہیں سید صاحب نے تلاوت کلام پاک کو بھی منع فرمادیا پھر تو پوچھنا ہی کیا تھا سید صاحب پر زندیقی اور بددینی کا الزام لگنے لگا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ذکر رنگ لایا شیخ پر اس کا اثر ہوگیا دل رنگ گیا تو سید صاحب نے فرمایا اب تلاوت کلام پاک شرع کردو کلام پاک کو کھولا اور پڑھا تو ہر ہر لفظ پر علوم ومعارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا سید صاحب نے فرمایا کہ خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ یہ چیز پیدا کرنا مقصود تھی۔

احتیاط مزید

جب تک شیخ سے گہری محبت نہ پیدا ہوجائے اس وقت تک اس سے اپنا تعلق صرف اللہ کی جانب کا رکھے اور صرف اسی لائن کے اقوال وافعال اور احوال سے سروکار رکھے باقی دوسری لائنوں خانگی باتوں سے بے تعلق بلکہ بے خبر رہے کیونکہ یہ ان کا بشری حصہ ہے اور شیخ چاہے کتنا ہی بڑا قطب ہو معصوم نہیں ہوتا لامحالہ ان کے درجے کے لحاظ سے اس میں کچھ کدورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) اوراکثر باتیں گو واقع میں قابل اشکال نہ ہوں مگر مرید بدفہم اور کمزور محبت والے کے لئے قابل اشکال ہونگی اور جب وہ اپنی توجہ ان کی طرف چلائے گا تو اعتراض پیدا ہوگا جو بعد اور محروی کا باعث بن جائیگا۔

(۲)۔ مرید مجلس میں حاضری اس وقت دے جب خود شیخ نے مجلس کا وقت دیا ہو چاہے عموی چاہے خصوصی اجازت ہو خصوصاً جب کہ ملاقات سے شیخ کی ادنی گرانی کا بھی اندیشہ ہو اس وقت حاضر نہ ہو شیخ کی غیر موجودگی میں محبت کے ساتھ دل میں شیخ کو یاد رکھے اور شیخ کیطرف سے اپنے دل میں فیض آنے کا خیال کرتے ہوئے اپنے دل کی طرف متوجہ رہے۔

(۳)۔ اسی طرح مجلس میں اگر شیخ کچھ فرمارہے ہوں یا کوئی کتاب وغیرہ سنائی جارہی

ہو تو ان ارشادات کو غور سے توجہ سے سنے جو کلام کسی متکلم سے جاری ہوتا ہے اس پر اس کے قلب کا نورانی یا تاریک لباس ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہو لہٰذا شیخ کا کلام سننے سے قلب میں نور آئے گا۔

(۴)۔ اگر کسی کو اپنے دل کی طرف متوجہ رہنے اور شیخ کی طرف سے فیض آنے کا تصور کرنے میں مناسبت نہ ہو اور خیال میں یکسوئی نہ ہوتی ہو خاموش بیٹھنے سے دل میں فضول باتیں پیدا ہوتی ہوں تو ایسے آدمی کو آہستہ آہستہ کسی ذکر میں مشغول ہو جانا چاہئے خواہ درود شریف کا ورد رکھے کیونکہ آج کل اس راستے کے لوگوں کا اکثر یہی حال ہوتا ہے۔

(۵) ولی کے دل کو اسکی جگہ سے کوئی چیز نہیں ہٹاتی سوا اس کے کہ اس کا مرید اس کے ساتھ کسی اور کو محبت میں شریک کرے یہی بات اس کو اپنی جگہ سے ہٹاتی ہے خوب سمجھ جاؤ کہ مشائخ جو مرید سے اپنی تعظیم و تکریم کا اور ہر حکم پر راضی ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں یہ سب باتیں صرف مرید کو پختہ کرنے کی اور اس کی ترقی چاہنے کے لئے کرتے ہیں کیونکہ شیخ ترقی کا زینہ ہے۔

آداب سالک

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث لکھی ہے حضرت ابو الامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے کسی کو اللہ کی کتاب کی ایک آیت سکھائی تو وہ اس کا مولی ہے اسے چاہئے کہ وہ اسے رسوا نہ کرے اور اپنے کو اس پر ترجیح نہ دے۔ جو ایسا کام کرتا ہے وہ اسلام کے ایک راستہ کو توڑتا ہے۔" پھر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ادب کا ایک اصول ہے کہ مرید اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں شیخ کی ہدایات اور رجحانات کا خیال رکھے اور اس کے اخلاق حلم و بردباری پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی معمولی معمولی حرکات پر شیخ کی ناپسندیدگی کو نظرانداز نہ کرے۔

ایک شیخ کا مقولہ ہے کہ اگر کوئی شخص واجب التعظیم ہستی کا احترام نہیں

کرتا وہ ادب کی برکت سے محروم ہے کہتے ہیں جو استاد کو نفی میں جواب دے کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ مرید کی ایک شان یہ ہے کہ شیخ کی مخالفت اگر اس کے کسی مشورہ میں ہوگئی ہو تو جب بھی اس پر متنبہ ہوگیا خواہ خود یا شیخ کے تنبیہہ سے تو لازم ہے کہ فوراً اس کے سامنے اس کا اقرار کرے پھر جو سزا بھی اس کی مخالفت اور قصور پر تجویز کرے اس کو خوشی کے ساتھ تسلیم کرے۔ جیسے شیخ کے ساتھ محبت اس سلسلے میں ضروری ہے ایسے ہی شیخ کی ناراضی اس میں زہر قاتل ہے اشرف التواریخ میں لکھا ہے کہ تعلق ارادت قائم کر لینے کے بعد پھر گستاخی اور بے ادبی کرنا تو خاص طور سے زیادہ موجب وبال ہے اس تعلق میں معصیت اتنی مضر نہیں جتنی بے ادبی مضر ہو جاتی ہے بے ادبی کا تعلق شیخ سے ہے شیخ چونکہ بشر ہے۔ اس لئے طالب کی بے ادبی سے شیخ کے قلب میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ والوں سے ڈرتے رہنا چاہئے انکی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہے اہل اللہ کے قلوب میں اگر کسی طرف سے تکدر پیدا ہو جائے خواہ وہ غلط بات ہی کی وجہ سے ہو ان کے دل کا تکدر رنگ لائے بغیر نہیں رہتا۔ اللہ والوں سے ڈرتے رہنا انکے دل میں تمہاری طرف سے تکدر نہ پیدا ہو بالخصوص جس سے بیعت کا تعلق ہو اس کے قلبی تکدر سے تو بہت زیادہ ڈرتے رہنا چاہئے مرید کو چاہئے کہ شیخ کے ظاہری و باطنی احترام میں کوتاہی نہ کرے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق ﷛ کے آگے چل رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے۔ صحابہ کرام ﷡ کو ادب سکھانے کیلئے کلام پاک میں ارشاد فرمایا کہ نبی کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ مولانا عبد الماجد دریا بادی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ﷫ سے بیعت ہیں لیکن تعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی بے انتہا تھا ایک مرتبہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ﷫ نے مولانا عبد الماجد دریا بادی کو تحریر فرمایا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا

ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کانگریس کی شرکت کو ضروری فرض کے درجے میں فرماتے ہیں اس لئے خاص عقیدت رکھنے والوں کیلئے لازم ہے کہ مولانا سے ضرور تحقیق کرلیں کہ مجھ جیسے تارک فرض سے ان حضرات کا ملنا ان کے قلب لطیف پر گراں تو نہ ہوگا کیونکہ گرانی کی صورت میں باطنی فیوض منقطع ہو جاتے ہیں جو ضرر (نقصان) عظیم ہے۔

حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے شدید سیاسی اختلافات کے باوجود شیخ کی مرضی کے خلاف قدم اٹھانے سے شیخ کے قلب پر غبار آجانے کے اندیشہ کا اظہار فرمارہے ہیں اور اس سے بچنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ (تکملہ صفحہ ۴۵،۴۴)

اسی طرح مولوی احمد حسن سنبھلی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے بہت بڑے عالم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون مین تصنیف و تالیف کی خدمت پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تنخواہ پر لگا رکھا تھا سیاسیات میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف ہوا اسکی بری صورت اختیار کی نامناسب رویہ اختیار کیا حصرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکرام و احترام کا کوئی خیال نہ رکھا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ موذی مرید لکھا تو حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا مولوی احمد حسن سنبھلی کا صدر مدرس کا کام بخوبی انجام نہ دے سکنا قابل تعجب امر ہے جس کا تسلیم کرنا بھی مشکل ہے۔

میرے نزدیک مولوی صاحب نے اپنے پیرو مرشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو اعلانات شائع کئے ہیں ان میں فاش غلطی کھائی ہے اس کے برے نتائج کا خوف ہے مجھے ان سے ذکر کرنے کا موقع نہیں ملا میں گرفتار ہوگیا یہ غیر مناسب ہوا اور مولوی صاحب کیلئے شاید مضر ہو۔ (تکملہ صفحہ ۲۶,۲۵)

محترم انفاس عیسیٰ میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مشائخ بعض دفعہ کسی نااہل میں شرم و حیاء کا مادہ دیکھ کر اس امید پر اس کو مجاز کردیتے ہیں کہ جب دوسروں کی تربیت کریگا تو اس کی لاج و شرم سے اپنی بھی

اصلاح کرنے لگا یا شاید کسی طالب مخلص کی برکت سے اس کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کو اپنی سالانہ وصیت بسلسلہ خلفاء میں یہ لکھنا پڑتا تھا کہ فلاں صاحب دوسرے مشاغل میں لگ گئے اس لئے ان کا نام خارج کرتا ہوں چنانچہ انفاس عیسیٰ کے صفحہ ۱۴۳ میں یہ ارشاد نقل ہے اجازت شیخ دلیل کمال نہیں بلکہ دلیل مناسبت ہے۔

حضرت تھانوی نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کے ہوتے ہوئے اس سے استغنا بعد تکمیل کے بھی نہ چاہئے ترقیات کیلئے اس کی حاجت رہتی ہے بلکہ اکثر احوال میں یہ افادہ درجہ ضرورت میں رہتا ہے۔ لہذا شیخ سے استغنا کسی حال میں بھی نہ چاہئے۔ سلسلہ کا مدار عقیدت اور محبت پر ہے یعنی شیخ کی طرف سے محبت اور مرید کی طرف سے عقیدت۔ مشائخ سلوک کا مقولہ ہے شیخ کی معمولی ناراضی اتنی مضر نہیں جتنی مرید کی طرف سے عقیدت میں کوتاہی مضر ہے۔

انفاس عیسیٰ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

طریق باطن میں اعتراض اتنا برا ہے کہ بعض اوقات کبائر سے تو برکات منقطع نہیں ہوتے لیکن اعتراض سے فوراً منقطع ہو جاتے ہیں دوسری جگہ فرماتے ہیں شیخ کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے والا برکات باطنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی (بحوالہ صفحہ ۱۵۸ اکابر کا سلوک واحسان) لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا شیخ کے ساتھ جو نسبت ہوتی ہے کیا وہ بھی منقطع ہو جاتی ہے فرمایا کہ ہاں! شیخ کے ساتھ جو نسبت ہوتی ہے وہ بھی منقطع ہو جاتی ہے گستاخی بڑی خطرناک چیز ہے گو معصیت نہیں مگر خاص اثر اس معصیت سے بھی زیادہ ہے اس طریق مین سب کوتاہیوں کا تحمل ہو جاتا ہے مگر اعتراض اور گستاخی کا نہیں ہوتا۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ ضیاء القلوب میں صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں کہ مرشد کے حکم و ادب کو خدا اور رسول ﷺ کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھو کیونکہ مرشدین ان کے نائب ہیں۔ اور جب یہ بات ظاہر ہے تو بہت

نزاکت اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے کہ "جو شخص میرے کسی ولی کو ستائے میری طرف سے اس کو لڑائی کا اعلان ہے" دیگر گناہ کتنے بڑے بڑے ہیں لیکن کسی کے کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ لڑائی کرنے سے تعبیر نہیں فرمایا۔

صاحب زادگان کے اکرام میں حضرت شاہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ زادے حضرت ابو سعید گنگوہی کا اعزاز و اکرام مثال کیلئے کافی ہے۔ ہاں جب رشد و ہدایت کی ضرورت پیش آئی تو صاحبزادگی کے زعم باطل کو توڑنا پڑا۔ ورنہ دنیاوی معاملات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سر آنکھوں پر بٹھایا ہر طرح کا اعزاز و اکرام فرمایا مال و زر دنیاوی لوازمات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے طرح طرح کے لذیذ سے لذیذ تر کھاتے ہر روز نئی خلعت فاخرہ ایک منزل آگے جاکر استقبال ان کو مسند پر بٹھاکر خود دست بستہ کھڑا رہنا یہ سب آداب و اکرام شیخ ہی کی وجہ سے تھا۔

اسی ۲۳ جنوری ۹۸ء کے ہفت روزہ خدام الدین کے صفحہ ۲۰ تا ۲۲ اور صفحہ ۸ پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مضمون کا اختتام ان الفاظ پر ہے کہ فیض دو ہیں ایک تعلیم کا اور دوسرا تقویت نسبت کا تعلیم کا فیض تو زندہ بزرگوں سے ہوتا ہے اہل قبور سے نہیں ہوتا لیکن تقویت نسبت جو حاصل تو زندہ کی بدولت ہوتی ہے اب اس کو بڑھانا چاہتا ہے تو یہ اہل قبور سے ہو جاتا ہے تو جو صاحب نسبت نہ ہو وہ تو زندوں سے لے اور جو صاحب نسبت ہے اس کو اہل قبور سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ (اور یہ سمجھنے کی بات ہے) سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلوی جب مرید سے ناراض ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کی دوستی آڑے آئی اور صاحبزادہ کی سفارش پر معاف کر دیا۔

لہٰذا نسبت کی حفاظت کیلئے شیخ کے پس ماندگان کا اکرام بھی بہت اہم ہے۔

کشفی پیغام

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کاندھلوی فرماتے ہیں کہ ایک صاحبِ کشف بزرگ نے میرے والد رحمتہ اللہ علیہ کی جانب سے کشفی پیغام دیا جس میں یہ بھی تھا کہ "اللہ والوں سے بہت ڈرتے رہئے ان کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہے"۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ سے اس کی وضاحت چاہی تو فرمایا کہ اہل اللہ کے قلوب میں اگر کسی طرف سے تکدر پیدا ہو جائے خواہ وہ کسی غلط بات ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو ان کے پاک دل کا تکدر رنگ لائے بغیر نہیں رہتا اور وہ اس شخص کو کسی مصیبت میں پھانس دیتا ہے۔ میں نے اس کے نظائر بھی دیکھے ہیں اس لئے اپنے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام دوستوں کو ضرور اہتمام سے پہنچاتا ہوں۔ غالباً رسالہ اعتدال میں بھی لکھ چکا ہوں کہ کسی شخص کا معتقد نہ ہونا امر آخر اس کی مخالفت اور بے ادبی امر آخر ہے تم اللہ والوں میں سے کسی کے معتقد نہیں ہوتے نہ ہو مگر اس کی مخالفت یا کوئی ایسی حرکت جس سے اس کے دل میں تکدر پیدا ہو اس سے بہت بچنا چاہئے۔ (آپ بیتی نمبر ۴ صفحہ ۳۸ حصہ اول صفحہ ۴۰۹)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیاض سے طریقہ اذکار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترتیب بیداری لطائف

ہر انسان کے وجود میں چھ لطائف ہیں جن کو اسم ذات کے ذکر کی ضربوں سے منور کر کے انسانیت کی تکمیل کرنا ہے اور روحانیت حاصل کرنا ہے کسی کامل کی صحبت میں رہ کر ان لطائف پر مختلف طریقوں سے ذکر کر کے ان کو اپنے اپنے رنگ میں رنگنا ہے اور ان سے حجابات کو دور کر کے منور کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر

جاری کرنا ہے اب لطائف ستہ کے نام اور مقام اور فعل اور رنگ تحریر کئے جاتے ہیں۔

لطیفہ	مقام	نور کا رنگ	فعل
۱۔ قلبی	زیر پستان چپ	سرخ	ذکر الٰہی
۲۔ نفسی	زیر ناف	زرد	غفلت
۳۔ روحی	زیر پستان راست	سفید	حضور الٰہی
۴۔ سری	وسط سینہ	سبز	مکاشفات ملکوتی
۵۔ خفی	پیشانی	نیلا	مشاہدات فنا نفس معرفت الٰہی
۶۔ اخفلی (اخفا)	ام الدماغ	(سیاہ) کالا	معائنہ فناء الفنا وحدت الٰہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

انسان دس چیزوں سے مرکب ہے پانچ عالم خلق کی اور پانچ عالم امر کی عالم خلق کی پانچ یہ ہیں کہ اربعہ عناصر اور اربع عناصر کو یک جا جمع کرنے سے پانچواں نفس پیدا ہوا اور عالم امر کی پانچ یہ ہیں کہ ۱۔ قلب ۲۔ روح ۳۔ سر ۴۔ خفی ۵۔ اخفی یہ دس چیزیں جس جگہ جمع ہوں انسان کہلاتا ہے عالم خلق کی جو پانچ ہیں ان کا تعلق وجود جسمانی سے ہے اور عالم امر کی جو پانچ ہیں انکا تعلق وجود روحانی سے ہے یعنی وجود جسمانی عالم خلق کی اشیاء خمسہ سے مرکب ہے اور وجود روحانی عالم امر کی پانچ چیزوں سے مرکب ہے۔

ان عالم امر کی پانچ چیزوں کی غذا اور بقا اللہ تعالیٰ کا ۱۔ ذکر و ۲۔ فکر ۳۔ اور مراقبات ہیں وجود روحانی کی تکمیل ان سے ہی ہوتی ہے کسی کامل کی صحبت میں رہ کر ان مذکورہ تینوں یعنی ذکر فکر اور مراقبات سے عالم امر کی پانچ چیزوں کو جاری اور منور کرے اور ان کو اپنے اپنے رنگ میں رنگین کرے اس بات میں چھٹا نفس

بھی شامل ہے اس کو بھی ذکر سے درست کرے پانچ عالم امر کی اور چھٹا یہ نفس ان کو لطائف ستہ کہتے ہیں عالم امر کے جو پانچ لطائف ہیں ان پانچوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پانچ انوار رکھے ہیں جو دنیا میں آکر محجوب ہو جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ذکر سے ان سے حجاب دور کرتے ہیں یعنی کسی کامل شیخ کی صحبت میں رہ کر اسکی توجہ اور ذکر و فکر مراقبات سے ان لطائف سے حجاب دور کرکے منور کرنا ہے ان نوروں کے رنگ اور کیفیت الگ الگ ہیں جو اوپر نقشہ میں دیئے ہیں۔ لطائف ستہ کے نام ۱۔ نفس ۲۔ قلب ۳۔ روح ۴۔ سر ۵۔ خفی ۶۔ اخفای

ان لطائف ستہ کو کسی کامل شیخ کی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے اپنے رنگ میں رنگین اور اپنے اپنے نور میں منور کرنا ہے اور آپنے اپنے کام میں لگانا ہے سب سے اول لطیفہ قلب پر اللہ ہو کی ضربیں لگانا ہے جب یہ لطیفہ جاری ہو جائے تو پھر دوسرے کو شروع کرنا ہے اسی طرح الگ الگ لطائف ستہ کو جاری کرنا ہے جب لطائف جاری اور بیدار ہو جائیں تو زکر جہر قادری لطائف پر سانس روک کر حبس دم سے اور چھوڑ کر بالترتیب کرنا ہے

ذکر جہر بر نظر لطائف

(۱) تسبیح لا الہ الا اللہ شش ضربی

لا	ا	لہ	الا	اللہ
نفسی	سری	اخفیٰ	سری	قلبی

(۲) ذکر جہر تسبیح الا اللہ سہ ضربی

ا	لا	اللہ
روحی	سری	قلبی

(۳) اللہ یک ضربی (پہلے تین بار اللہ جل شانہ)

اللہ بر لطیفہ خفی (پیشانی پر)

(۴) ہو یک ضربی بر لطیفہ اخفای (ام الدماغ)

ذکر پاس انفاس

(اس کی دو قسمیں ہیں۔) قسم اول (اللہ ہو دو ضربی سانس اندر کھینچتے وقت اسم ذات اللہ کی ضرب للطیفہ قلبی۔ سری۔ روحی۔ پر لگاتے ہوئے اخفی پر ختم کی جاوے اور سانس ناک سے باہر نکالتے ہوئے "ھو" کا ذکر کیا جاوے۔

اللہ: قلبی۔ روحی، سری سے اخفی تک اور ہو ناک کے راستہ سانس نکالتے وقت۔

قسم دوئم اللہ ہو کا ذکر اللہ کو سانس اندر کھینچتے وقت لطیفہ نفسی سے شروع کریں دوسرے تمام لطائف پر خیال کرتا ہوا اخفی تک اور ناک کے راستہ سانس باہر نکالتے وقت ھو کا ذکر کیا جاوے۔

ذکر ارہ جہریا اللہ ہو یا ہو سہ ضربی

بر نظر لطائف "یا" کو دائیں شانہ سے کھینچ کر روحی تک لایا جائے ضرب دوئم اسم ذات اللہ ہو" کی ضرب روحی سے شروع کر کے سری تک اور ضرب سوئم "یا" لطیفہ سری سے کھینچ کر "ہو" کی ضرب لطیفہ قلبی پر۔

ذکر اسم ذات

از قدم تا بفرق اللہ ہو دو ضربی دونوں پاؤں کے ناخنوں سے اسم ذات اللہ کا شروع کر کے ہر ذرہ وجود اور ہر قطرہ خون پر اثر ڈالتے ہوئے اور تمام لطائف پر خیال کرتے ہوئے اخفی تک اور ناک کے راستہ سانس باہر نکالتے ہوئے "ھو" کا ذکر کیا جاوے۔

مراقبہ صفات سبعہ

۱۔ بصیر ۲۔ کلیم ۳۔ سمیع ۴۔ حی ۵۔ قدیر ۶۔ مرید ۷۔ علیم کا مراقبہ

طریقہ: لطیفہ نفسی پر اسم ذات اللہ ہو کی تین یا پانچ ضربیں لگا کر پھر ان سات اسموں کو مراقبہ کی حالت میں پڑھا جاوے کہ ۱۔ بصیر تو ہے میں نہیں۔ ۲۔ کلیم تو ہے میں نہیں۔ ۳۔ سمیع تو ہے میں نہیں ۴۔ حی تو ہے میں نہیں۔ ۵۔ قدیر تو ہے میں

نہیں۔۶۔ مرید تو ہے میں نہیں ہے۔ علیم تو ہے میں نہیں۔

اسی طرح لطیفہ نفسی سے اخفی تک یعنی ہر لطیفہ پر پہلے اسم ذات اللہ ہو کی تین یا پانچ ضربیں لگاکر پھر یہ صفات **سبعہ** کا ذکر کیا جاوے اسی طرح نفسی سے اخفی تک پانچ دور لگائیں پھر مراقبہ اس طرح کریں کہ بند آنکھیں کر کے لطیفہ نفسی پر نظر کر کے یہ سوچ کہ صرف اللہ تیری ذات موجود ہے میں ایک مٹی کا بے جان بت ہوں۔ مٹی کا ڈھیر ہوں میرا کوئی وجود نہیں۔ اور اپنے وجود کو ریت کے ذروں میں ملاکر اپنے وجود کی بالکل نفی کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات کیا جاوے اسکو بار بار کیا جاوے جب یہ مراقبہ چل جائے تو پھر سلطان الاذکار شروع کرے۔

طریقہ سلطان الاذکار

اللہ ہو دو ضربی لطیفہ نفسی سے اللہ کا ذکر شروع کر کے سارے بدن پر اور لطائف پر ایک سانس میں اس کا اثر ڈالتے ہوئے اور سانس کھینچتے ہوئے اخفی تک اور اخفای سے ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش معلی تک خیال لیجاوے جتنا ہو سکے سانس روکے رکھے اور یہ یقین کیا جاوے کہ میرے کانوں میں ملائکہ مقربین سیدنا جبریل علیہ السلام ۲۔ سیدنا حضرت میکائیل علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسرافیل علیہ السلام سیدنا حضرت عزرائیل علیہ السلام کی تسبیح کی آواز گونج رہی ہے جتنی دیر ہو سکے سانس روکے اور ٹھہر کر پھر ضرب دوئم سانس ناک سے نکالتے ہوئے آہستہ آہستہ جتنا ہو سکے رک کر عرش معلی سے ہو کا ذکر شروع کر کے تحت الثریٰ تک پہنچاکر اپنی اور کل کائنات کی نفی کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اثبات کیا جاوے۔

ذکر نفی اثبات لا الہ الا اللہ طریقہ بر نظر لطائف

یہ ذکر حبس دم سے کرنا ہے لطیفہ نفسی سے لا کو کھینچ کر سری تک الہ کے الف کو سری اور خفی سے گزر کر لہ اخفای تک۔ اور اخفی سے اترتے ہوئے "الا اللہ" کی ضرب روحی = سری = قلبی پر لگائے بار بار ایسا کرے اور ہر دفعہ ہر سانس میں تعداد بڑھاتا جائے جب سانس روکنا سخت مشکل ہو جائے تو سانس نکالتے وقت

پہلے محمد رسول اللہ یعنی "م" نفسی پر اور "ح" سری پر اور دوسری "م" خفی پر اور "د" اخفای سے روحی پر رسول اور سری سے اللہ قلبی پر۔ اسکے بعد سانس نکالدے۔

مراقبہ نورانی

اپنے لطائف ستہ پر یعنی نفسی قلبی روحی سری خفی اخفی پر اسم ذات اللہ ھو نورانی رنگ میں (سب لطائف پر ایک بار جیسے قلب پر جلی اور نمایاں نورانی اللہ لکھا ہوا ہے اسی طرح لطیفہ روحی پر سری پر یقینی ہر لطیفہ پر اسی طرح نمایاں نورانی اللہ) لکھاہوا تصور کر کے مراقبہ میں بیٹھے۔ کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ یہ مراقبہ کرے۔

حضرت مولانا عبدالمجید ﷬ ہروقت ذکر و فکر اور عبادت کی تلقین فرماتے رہتے آپ ﷬ کے ایک مرید صادق جن کو آپ ﷬ نے خلافت سے بھی سرفراز فرمایا محمد عبداللہ بیگ احمد پور شرقیہ والے ہیں جون ۷۶ء میں آپ نے ان کو (جبکہ وہ مدینہ منورہ تھے) یہ خط لکھا۔

حالات محمد عبداللہ بیگ صاحب

محمد عبداللہ بیگ صاحب احمد پور شرقیہ کے رہنے والے ہیں نو دس سال کی عمر میں والدہ صاحبہ انتقال فرماگئیں والد صاحب نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے پہلے حافظ غلام سرور صاحب کے والد حافظ غلام محمد صاحب کے پاس بٹھایا پھر نکے شاہ صاحب کے والد محمد نواز شاہ صاحب کے سپرد کر دیا اسوقت ساتواں پارہ پڑھتا تھا ۱۹۳۶ء میں والد صاحب مفتی واحد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چھوڑ آئے جنھوں نے مولانا الٰہی بخش ﷬ کے حوالے کر دیا مفتی واحد بخش ﷬ کے مدرسے کیلئے اس وقت کوئی مستقل جگہ نہ تھی مدرسہ کئی جگہ منتقل ہوتا رہا ۱۹۴ء کے بعد مدرسے کو مستقل جگہ ملی ۱۹۳۲ء میں ثانیہ عالم تک پڑھا تھا کہ درزی کے کام پر لگا دیا گیا نماز روزہ کی عادت اساتذہ کرام اور گھر کے ماحول کی وجہ سے بچپن سے ہے اللہ تعالیٰ سب کو غریق رحمت کرے صبح کی نماز اکثر جامع مسجد میں پڑھتا تھا جہاں فجر کے بعد مفتی

واحد بخش صاحب درس قرآن دیتے تھے درس سے پہلے حافظ کریم بخش صاحب جو آنکھوں سے معذور تھے قرآن مجید پڑھ کر اس کا ترجمہ فرماتے بعد میں مفتی صاحب ان آیات کی تشریح فرماتے شروع عمر سے ہی بزرگوں کی صحبت کی وجہ سے بفضل تعالیٰ بچپن سے تہجد کی عادت ہوگئی روزانہ ایک ہزار درود شریف پڑھ کر سونے کی عادت ہوگئی الحمداللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی زیارت کا شرف بارہا حاصل ہوا۔

واقعہ بیعت محترم عبداللہ بیگ صاحب

محترم عبداللہ بیگ صاحب نے لکھا ہے کہ اس عاجز کی ابتدائی بیعت تو شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ؒ سے تھی مگر شومئی قسمت کہ ابھی ابتدائی اسباق ہی تھے کہ حضرت مدنی ؒ کا انتقال پر ملال ہوا۔ طبیعت کچھ عرصہ تک اس سانحہ و صدمہ کی متحمل نہ ہو سکی پھر ۱۹۶۳ء میں بسلسلہ معاش رحیم یار خان جانے کا ارادہ ہوا تو خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب ایک کمرہ میں تشریف فرما ہیں انکے سامنے میز پر ایک درخواست پڑی ہوئی ہے جس پر حضرت لاہوری ؒ نے کمرہ میں آکر اس درخواست پر دستخط فرمادئے۔ میں نے سمجھا اب باہر جانیکی اجازت مل گئی۔ پھر میں رحیم یار خان چلا گیا وہاں سلطان علی خان صاحب لغاری کی ایک کپڑے کی دکان پر تاج محمد صاحب لائل پوری کام کرتے تھے۔ جو میرے احمد پور کے پرانے واقف تھے میں انکی دوکان پر کسی کام سے گیا تو حضرت مولانا عبدالمجید ؒ تشریف فرما تھے۔ زیارت نصیب ہوئی حضرت سے السلام علیکم کرکے واپس اپنی دوکان پر چلا گیا مگر دل میں حضرت کی سادگی اور چہرے کی نورانیت اور کلام کی تاثیر کچھ اثر کر گئی۔ تحمل نہ کر سکا پھر تاج صاحب کے پاس چلا گیا ان سے دریافت کیا یہ بزرگ کون تھے۔ تاج صاحب نے بتایا کہ مولانا عبدالمجید صاحب ان کا نام ہے اور حضرت لاہوری ؒ کے خلیفہ مجاز ہیں اور لیور برادرز کے شرقی طرف ایک کچے مکان میں رہتے ہیں جسکی تعمیر حضرت ؒ نے خود کی ہے

اور چھتیں ترکھان ڈال گئے ہیں۔ میں نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تاج صاحب نے بخوشی اس کا انتظام فرمانے کا وعدہ کرلیا دوسری مرتبہ جب حضرت دوکان پر تشریف لائے تو مجھے بلا لیا حضرت سے میرا تفصیلی تعارف کرایا حضرت نے کمال شفقت و محبت سے میری طرف توجہ فرمائی اسی دوران میں نے عرض کیا حضرت دو خواب عرض کرنے ہیں حضرت نے فرمایا دوسرے کمرے میں چلیں وہاں میں نے خواب عرض کیے حضرت نے تعبیریں بیان فرمائیں دل کو تشفی ہوئی کچھ دن اور بیتے قلب پوری طرح حضرت کی طرف مائل ہوچکا تھا ایک دن دریافت کرتے کرتے حضرت کے مکان پر پہنچ گیا کنڈی کھڑ کائی حضرت ﷺ باہر تشریف لائے پھر اندر جاکر پردہ کرایا اور مجھے بلالیا اسلام علیکم کے بعد فرمایا کیسے تشریف لائے میں نے حضرت مدنی کی بیعت کا واقعہ عرض کیا تو حضرت نے فرمایا حضرت مدنی ﷺ اور حضرت لاہوری کی بیعت تاقیامت کافی ہے ان اکابر کی بیعت پر تجدید بیعت نہیں ہوسکتی اگر آپ اسرار کرتے ہیں تو آپ آتے رہیں اور اسباق لیتے رہیں میں نے عرض کیا جیسے حضرت کا حکم، تو حضرت نے ذکر قلبی کا سبق اسی وقت شروع کرادیا پہلی یا دوسری رات کو خواب میں دیکھا کہ میرے منہ سے صاف پانی کا پھنکار نکل رہا ہے جو کم و بیش ایک میل تک جاتا ہے جہاں جہاں پانی گرتا ہے وہاں فوراً بڑی بڑی سبز گندم ہو جاتی ہے۔ حضرت کی خدمت اقدس میں یہ خواب بیان کیا تو حضرت نے خواب کی تحسین فرمائی تین چار دنوں کے بعد پھر خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان ہے اور اسکے اردگرد۔ آم اور کھجور وغیرہ کے درخت لگے ہوئے ہیں اور چاروں طرف ایک بہت موٹے رسے سے بندھے ہوئے ہیں اور میں وہاں ایک کمرہ کے اوپر کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں ایک کلہاڑا آگیا میں اس سے رسے کو کاٹتا جارہا ہوں یہ خواب بھی حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا ذکر اذکار میں انشاءاللہ رکاوٹ نہ آئیگی۔ اسباق کا سلسلہ چلتا رہا جس دن آخری سبق شروع کرایا فرمانے لگے کوئی اللہ اللہ پوچھے تو بتادیا کریں میں نے عرض کیا حضرت مجھے تو ابھی بزرگوں کے

سامنے بیٹھنے کا سلیقہ ہی نہیں آتا اللہ اللہ کیسے بتاؤں۔ پھر فرمایا جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ آتا ہے میں نے جواب میں عرض کیا ہاں! فرمایا وہی بتادیا کریں۔ پھر فرمایا آج سے میری اور آپکی بس۔ جو کچھ میرے پاس تھا میں نے آپکو دیدیا ہے۔ حضرت کے یہ الفاظ کہ آج سے میری اور آپکی بس (یعنی ختم) میں اس سوچ میں پڑگیا کہ آگے کیا ہوگا اس کا اتنا اثر پڑا کہ کافی دیر خاموشی میں ڈوب گیا اور حضرت ﷺ بھی خاموش بیٹھے رہے۔ اس کے بعد یاد نہیں کیا باتیں ہوئیں۔

قبروں سے ذکر اللہ کی آواز اور صاحب مزار کا بلانا

محمد عبداللہ بیگ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عاجز جب رحیم یار خان رہتا تھا تو ایک دن حضرت مولانا عبدالمجید ﷺ نے فرمایا کہ کوئی موٹر سائیکل مل جائے تو ایک مزار پر جانا ہے۔ میں نے دو موٹر سائیکل اور دو آدمی ساتھ لئے اور مزار شریف پر چلے گئے جو لیور برادرز سے ایک ڈیڑھ میل آگے ہے اور راستہ بھی بالکل کچا تھا' چھوٹی سی پکی چار دیواری کے اندر دس پندرہ قبریں تھی' مزار شریف پر ختم پڑھ کر باہر آئے تو حضرت نے فرمایا کہ پاکستان بننے سے پہلے یہاں قبروں سے ذکر اللہ کی آواز آتی تھی۔ پھر گھر آکر فرمایا کہ میں ایک دن مزار پر گیا تو صاحب مزار نے فرمایا کہ یہاں تشریف لایا کریں میں نے عرض کیا حضرت میں تو یہ سائیکل بھی کرایہ پر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے تو صاحب مزار نے جواباً فرمایا آپ کو سائیکل مل جائیگی۔ دو تین دن اسی انتظار میں رہا ایک رات خواب دیکھا کہ ایک آدمی مجھے ایک کمرے میں لے گیا جو سائیکلوں سے بھرا ہوا ہے مجھے کہا کہ آپ ان میں سے ایک پسند کرلیں۔ صبح آٹھ نو بجے ایک آدمی گھر آکر مجھے سائیکل دے گیا کہ یہ اپنے استعمال میں لائیں کچھ دنوں بعد جب حضرت حیدرآباد جانے لگے تو ۳۵۰ روپے میں سائیکل فروخت کردیا اور اس کی رسید میں نے لکھ دی۔

ضرب المثل انکساری

محمد عبداللہ بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت کی انکساری کا ایک اور واقعہ

یاد آگیا ہے حضرت جب حیدر آباد میں رہتے تھے مجھے فرمایا آج کہیں جانا ہے تو باتوں باتوں میں، میں نے عرض کیا کہ حضرت لیٹرین جانا ہے تو حضرت نے فرمایا ٹھیرو اندر جاکر خود لیٹرین پانی سے دھویا پھر مجھے آکر فرمایا آجاؤ میں لیٹرین گیا تو تازہ دھلا ہوا معلوم ہوا مجھے اتنی شرم آئی کہ اس سے نہ کہنا بہتر تھا۔ محمد عبداللہ بیگ (احمد پور شرقیہ)

محترم محمد عبداللہ بیگ مدظلہ کے نام خط

محترم المقام محمد عبداللہ بیگ صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ مزاج گرامی آپکی قسمت کا ستارہ کافی عروج پر ہے آپ لوگوں کی قسمت جاگ اٹھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی جگہ ٹھہرالیا کہ جس پر دونوں جہاں قربان ہیں میرے بتلائے ہوئے تمام اذکار کرتے رہیں آخری مراقبہ کثرت سے کریں کہ ہر لطیفہ پر اللہ نورانی رنگ میں لکھا ہوا تصور کریں روضہ پاک کے سامنے بیٹھ کر اسکا اہتمام رکھیں اور ذکر قلبی یعنی ہروقت پاس انفاس جاری رکھیں درود شریف اور استغفار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور سوئم کلمہ تلاوت قرآن مجید کی کثرت رکھیں نماز باجماعت کی کوشش رکھیں میری طرف سے روضہ اطہر پر صلوٰۃ و سلام کی کثرت رکھیں اور میری بخشش مغفرت کیلئے اور روحانی جسمانی صحت کیلئے اور دینی خدمت کی توفیق کیلئے اور روضہ اطہر کی زیارت کیلئے عرض کرتے رہیں آجکل میرا حال بہت خراب ہے یہ بھی عرض کریں کہ آپ ﷺ میرا روحانی، جسمانی، دینی، دنیاوی حال اللہ تعالیٰ سے درست کروادیں اور روضہ اطہر کی زیارت کیلئے جلدی بلالیں یعنی اللہ تعالیٰ تمام سامان مہیا فرمادے دونوں بچوں کو سلام فقیر عبدالمجید رحمت کالونی معرفت طفیل ریڈیو سروس ریلوے روڈ رحیم یار خان مولانا عبدالحق صاحب کو سلام کہہ دیں۔

بخدمت اقدس الشیخ حضرت حاکم علی صاحب مدظلہ العالی

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ!

تینوں صحابہ کرام کی مزار پر میرا نام لیکر سلام عرض کریں میرے سب نیک ارادے اللہ تعالیٰ پورے فرمادیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وعلیٰ الک

اصحابک وسلم۔

عبدالمجید بن عبدالواحد کی گزشتہ زندگی کے تمام ایسے اعمال اعتقادی عملی صغیرے کبیرے جو آپ کی مرضی کے خلاف اور آپ کو ناراض کرنے والے تھے سب سے معافی طلب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ مجھ پُرعیب کو معاف فرمادیں میں آپکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔ اور آپکی شریعت وطریقت پر چلنے کی توفیق کا طالب ہوں۔ آج سے آخری دم تک ایسے جو کام اعتقادی عملی اخلاقی معاملتی کرنیکی توفیق طلب کرتا ہوں۔ جو آپکی ﷺ اور اللہ کی رضا کے مطابق ہوں

یہ الفاظ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے لکھ دیئے تھے۔ اب جو الفاظ آپکی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں یہ الفاظ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے گئے بندہ لکھتا گیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں بہت نالائق ناچیز اور سیاہ کار ہوں۔ آپ کے عالی دربار میں عرض معروض کرنے کے قابل بھی نہیں ہوں آپکے دربار مبارک کو چھوڑ کر اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے آپ ﷺ مجھ نالائق پر نظر کرم فرماکر اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش فرمادیں دنیا میں اللہ تعالیٰ اس طرح رکھیں کہ کسی کی محتاجی سے بچائے اور باعزت رکھے اور آخرت بھی اچھی فرمادیں اور اللہ تعالیٰ میری اولاد کو دین کیلئے منظور و مقبول فرمادیں۔ اور نیک فرمادیں آپکی نظر کرم اور توجہ کا ابدالاباد تک محتاج ہوں۔ آپ نظر کرم فرمادیں۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ روضہ اقدس پر میرے نام کے ساتھ کوئی القاب نہیں لگانا صرف عبدالمجید کے نام سے عرض کرنا ہے۔ والسلام کار لائقہ سے خوش فرمادیں۔

یہ الفاظ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۵ء میں فرمائے تھے۔ جب میں پہلی دفعہ عمرہ کرنے گیا تھا۔

عاجز محمد عبداللہ بیگ احمد پور شرقیہ

تعلق جنات

عبدالرشید زرگر صادق آباد والے فرماتے ہیں کہ حضرت اپنے چھوٹے

بھائی مولوی محمد الیاس کے ہمراہ ایک انگوٹھی بنوانے کیلئے تشریف لائے اور بتایا عبدالغنی آرا مشین والے کے پاس نزد صدیق گڈس میں ٹھہرے ہوئے ہیں میں حضرت کے چہرے مہرے اور شخصیت سے بے حد متاثر ہوا اور انگوٹھی وہاں پہنچانے کا وعدہ کر لیا۔ لال دین نامی ایک صاحب میرے جاننے والے ہیں ان پر کچھ اثرات ہیں میں نے ان کو ساتھ لیا اور شام کو انگوٹھی پہنچا دی۔ میں نے حضرت سے ساتھی کے بارے میں ذکر کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کچھ مزید معلومات حاصل کئے مختصر ترین مراقبہ کیا اور اس چیز کو حاضر کر لیا اور فرمایا کہ لو تمہارے ساتھی حاضر ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں تلاوت میں مصروف تھی حضرت نے مجھے وہاں سے حکما" اٹھایا ہزاروں میل دور تھی کہ اس طرح اٹھایا اور ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں دی میں کھچی ہوئی چلی آئی اور حضرت کے عقب میں کھڑی ہوگئی کیونکہ سامنے کھڑے ہونے کی جرات نہیں تھی ہو گیا بعد چلنے کا بھی خطرہ تھا اس نے لال اپنا نام کو خوب جانتا تھا بلکہ ان کے خاندان کے ایک سے متاثر ہو کر کے متعلق سمت میں احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہونے کی تلقین کی جہاں رخسانہ نے کچھ کاغذات وغیرہ دیئے۔ اس واقعہ کو جناب نور محمد صاحب سکھر والوں نے بھی بہت تفصیل سے سنایا اور بتایا کہ عبد الرشید صاحب نے واقعہ ادھورا سنایا ہے۔ یہ چکر تو کافی دن تک چلتا رہا اور کراچی تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ لوگ آتے جاتے رہتے۔ اس سے کچھ کام لینا چاہا لیکن اس کے ہم قوم جنات آڑے آئے بہرحال طویل قصہ ہے جو حضرت اقدس نے سنایا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ آیت الکرسی سورہ جن سورہ کہف چہل کاف کے عامل تھے آسیب اور جنات کا علاج فوراً کر دیتے تھے اس قسم کے مریض اکثر آتے تھے۔

اکرام اکابر

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب محمد راشد صاحب نے فرمایا کہ میں نے بازار سے ایک سلائی مشین لی مشین چھوڑنے کیلئے دکان سے ایک آدمی میرے ساتھ گھر

تک آیا۔ اس آدمی کا تعلق امروٹ شریف سے تھا میں نے والد صاحب کو بتایا تو والد صاحب بذات خود باہر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک اس کے ہاتھ چومتے رہے۔ پھر اندر لے آئے اور اس آدمی کو چارپائی کے سرہانے بٹھایا اور خود پاؤں والی جگہ پر بیٹھ گئے ظاہر میں وہ عام آدمی لگتا تھا والد صاحب اس آدمی سے کافی دیر تک امروٹ شریف کے بارے میں بات چیت کرتے رہے اس کے لیئے اسپیشل چائے بنوائی۔ ہم حیران تھے کہ یہ آدمی تو معمولی سا ہے مگر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسا ادب کررہے ہیں کہ جیسے کوئی بزرگ ہوں۔ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی بستی کی نسبت کی وجہ سے ہے۔ حضرت امروٹی والد صاحب کے دادا مرشد تھے۔ کس قدر اکرام تھا ایسا اکرام وادب دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

بے نمازی کے ہاتھ کا پکا نہ کھانا

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادے محمد راشد کہتے ہیں کہ والدہ صاحبہ اکثر بتاتی ہیں کہ تمہارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا کھانے سے گریز کرتے تھے میں کتنی ہی دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانچ کیلئے اپنی روٹیاں دوسری روٹیوں میں اور سالن دوسرے سالنوں میں ملاکر رکھ دیتی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میں سے صحیح کھانا منتخب فرماکر تناول فرماتے اور میں حیران رہ جاتی ایک دفعہ محسن صاحب کے ہاں سے آپ کا کھانا آیا تھا جو صحیح ہوتا تھا میں نے اسے بھی اسی طرح اور کھانوں میں ملاکر رکھ دیا آپ نے صحیح کھانا نکال کر کھایا۔

سیف اللہ کی عیادت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی اعتبار سے غریب تھے لیکن دینی اعتبار سے کافی بلند تھے سیف اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ محمدی مسجد 33 سی کورنگی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ خطابت فرماتے تھے میں بھی وہیں نماز پڑھتا تھا۔ میں آپ کا بیان سنتا تو رقت طاری ہوجاتی آپ کی صورت اور سیرت دونوں سے نمازی بے انتہا متاثر تھے موذن نے

آپ سے میرا تعارف کرا دیا تو میں نے آپ کے گھر آنا شروع کر دیا۔ کچھ دن بعد میری طبیعت خراب ہوگئی میں آپ سے نہ مل سکا تو آپ ﷫ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کب تک لیٹے رہو گے اٹھو میں نے محسوس کیا کہ جیسے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ ابھی کسی سے بیعت نہیں ہوا تھا آپ ﷫ سے بیعت ہو گیا۔

آپ ﷫ بے انتہا شفقت فرماتے مجھے سفر حضر کا ساتھی بنالیا سب سے پہلے ٹھٹھہ مکلی ساتھ لے گئے وہاں آپ ﷫ مختلف مزارات پر مراقب ہوئے اور ہر صاحب مزار کے بارے میں بتاتے رہے۔ وہاں سے آپ ﷫ نے مجھے واپس کراچی بھیج دیا اور خود بھٹ شاہ تشریف لے گئے اگلے دن واپس آکر تفصیلات بتائی۔ حضرت ﷫ اپنے والد ﷫ کی قبر میں پانی آنے والا واقعہ بھی سنایا اور بعد میں پکی قبر بنوادی تو آپ ﷫ کے والد نے خواب میں بتایا کہ پہلے والا مزہ پکی قبر میں نہیں ہے آپ ﷫ نے اپنے والد کا جنات کی مسجد میں جانے والا واقعہ بھی سنایا کہ ایک دفعہ سفر میں نماز کا وقت ہو گیا آپ راستے کے ساتھ والی مسجد میں جانے لگے تو باہر سے کسی نے منع کیا کہ مسجد میں نہ جائیں جنات کا ڈیرہ ہے علاقے کے کئی آدمی جان سے ماردئے ہیں لیکن وہ نہ رکے اور مسجد میں جاکر نماز پڑھنی شروع کر دی ادھر سے شرارت شروع ہوگئی کبھی دروازہ کھٹکھٹایا جارہا ہے کبھی کھڑکی آپ نے سکون سے نماز پڑھی بعد میں آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دیا تو سارے جن آکر اکھٹے ہوگئے آپ سے معافی طلب کی اور کہا کہ سب طرف آگ ہی آگ ہے صرف آپ کے پاس ٹھنڈک ہے حضرت ﷫ کے والد صاحب نے کہا کہ تم نے مخلوق کو تنگ کر رکھا ہے تم سزا کے مستحق ہو۔ وہ گڑگڑا کر معافی مانگنے لگے اور وعدہ کیا کہ اب کسی کو تکلیف نہیں دیں گے۔ اور آپکی نسل میں سات نسل تک تعاون کریں گے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے معاف فرماکر مسجد کو آباد کر دیا آج بھی آباد ہے۔

سیف اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ پنجاب سے ایک آدمی آئے اور میرے سامنے امتحاناً حضرت سے پنجاب میں اپنی بیوی کے کپڑوں کا رنگ دریافت کیا آپ

ﷺ نے منع فرمایا کہ ایسے سوال نہیں کیا کرتے پردہ کا اکرام ضروری ہے اور پھر غصہ میں کپڑوں کا رنگ بتادیا مہمان حیران رہ گیا۔

آپ ﷺ نے بتایا کہ ایک دفعہ پنجاب سے ٹھٹھہ آیا واپسی میں بس میں سوار ہی ہو رہا تھا کہ جیب سے رقم کسی نے نکال لی میں نیچے اتر آیا واپس مزار پر گیا دعا کی واپس آکر بس میں سوار ہو گیا مجھے محسوس ہوا کہ جیب میں کسی نے کچھ ڈالا ہے دیکھا تو دس روپے کا نوٹ ہے ادھر ڈرائیور نے اشارے سے کنڈیکٹر کو ٹکٹ کی رقم لینے سے منع کر دیا آگے دوسری بس بدلنی تھی لیکن اس کا گھر تک کرایہ صرف دو روپیہ تھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے غیبی مدد فرمائی

حضرت ﷺ ہمیشہ ذکر سے پہلے کچھ بیان فرماتے جس میں بڑے اچھے انداز میں ذہن کو متاثر فرماتے ایک دفعہ فرمایا کہ والد صاحب کے پاس جنات بھی پڑھتے تھے اور ان کے واقعات سنائے جن کا ایک بچہ بار بار کہا کرتا کہ حضرت مجھ سے کام نہیں کہتے ایک دن کہنے لگا کہ آج چارہ میں کھیت سے کاٹ کر لاؤں گا آپ نے اجازت دیدی وہ آدھے کنال کا سارہ چارہ کاٹ کر چل دیا لوگ ایک بچے کے سر پر اتنا بڑا گٹھا دیکھ کر ڈر گئے آپ کے پاس دوڑے آئے آپ نے اسے ڈانٹ کر مدرسے سے نکال دیا خود حضرت اقدس مولانا عبدالمجید ﷺ کے پاس جو مریض بھی کسی سایہ یا جن وغیرہ کے مرض کا آتا آپ کے پاس آتے ہی ٹھیک ہو جاتا۔ آخری دنوں میں آپ اکثر استغراق کی کیفیت میں رہتے بہت کم بات کرتے شوگر کی وجہ سے پورا جسم متاثر ہو گیا کانوں میں پھنسیاں ہو کر پک گئیں بار بار جناح ہسپتال داخل کرایہ دیگر علاج معالجے کئے لیکن جو حکم ربی تھا وہ ہو گیا۔

وقت رک گیا

عبدالرشید زرگر صادق آباد والوں کے چچا عبدالجبار صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ﷺ سے بہت عقیدت تھی اور اکثر ملنے آتا تھا۔ ایک دن ہم حضرت مولانا عبدالمجید ﷺ کے ہاں آئے ہوئے تھے۔ شام کو بی ہائنڈ جیکب لائن محفل ذکر

میں شریک ہونا تھا میں نے عصر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چلے جانا ابھی بہت وقت ہے۔ اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی غروب آفتاب کا وقت ہوگیا میں نے پریشانی کا اظہار کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ذکر میں شامل ہوجاؤ گے کورنگی میں ہی اذانیں شروع ہوگئی۔ لیکن حیرانی کی بات تھی کہ جب میں بی ہائنڈ جیکب لائن پہنچا تو ابھی ساتھی مغرب کے نوافل پڑھ رہے تھے۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق آرام سے ذکر شروع ہونے سے پہلے نماز سے فارغ ہوکر ذکر میں شامل ہوگیا گویا وقت رک گیا تھا۔

حکم عدولی پر پریشانی

عبد الرشید زرگر صادق آباد والے کہتے ہیں کہ حضرت مولانا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب کفن دفن سے فارغ ہوچکے تو شرکاء کی اکثریت جاچکی تھی میں نے بھی چلنے کا ارادہ کیا تو میرے چچا نے ٹھہرنے کا کہا اور کہا کہ جلدی نہ کرو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لواحقین بھی روک رہے تھے اور اجازت دینے میں پس و پیش فرمارہے تھے لیکن میں نے اپنی کسی اہم ضرورت کا کہہ کر اجازت لے لی اور چچا کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ سے موٹر سائیکل پر سوار ہوکر روانہ ہوگئے ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پنکچر ہوگیا تو چچا نے کہا کہ تم نے جلدی کی، واپس چلو ابھی بھی وقت ہے لیکن میں نے صادق آباد ضرور پہنچنے کا عذر کیا موٹر سائیکل ٹھیک ہوئی۔ پھر چلے تو پھر پنکچر ہوگیا غرض اسی طرح کئی بار ہوا اور ہم دونوں نہایت پریشان ہوگئے ٹائر ٹیوب تبدیل کئے لیکن بات اب بھی نہ بنی اور تھوڑا چلنے کے بعد پھر پنکچر ہوجاتا۔ اس طرح کورنگی سے سعید آباد پہنچنا دوبھر ہوگیا ہم دونوں نے دلی ندامت محسوس کی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لواحقین ہمیں روک رہے تھے ہمیں ٹھہرنا چاہئے تھا۔

کورنگی سے سعید آباد تک اور پھر کراچی سٹی سٹیشن پہنچنے تک بار بار یہی ہوتا رہا اور انتہائی دقت پیش آئی۔ لیکن اسی ٹائر ٹیوب کو بعد میں استعمال کیا تو ایک عرصہ

تک ٹھیک ٹھاک چلتی رہی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعوات تھے

جناب اسلام الدین رضوی بہاولپور والوں نے بتایا کہ میں ملازمت کے لئے پریشان تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہت دور سمندر کے کنارے بلوچستان میں ملازمت ملے گی۔ ایسا ہی ہوا۔ آپ سے درخواست کی کہ گھر کے نزدیک تبادلے کیلئے دعا فرمادیں بفضل تعالیٰ کچھ دنوں بعد پنجاب میں تبادلہ ہوگیا۔

(۲) حضرت اقدس کے صاحبزادے عبد الواجد رحیم یار خاں کے دیہات میں ایک جگہ ڈیرہ لاڑاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے ملے تو ایک معمر بزرگ (جو محمد نواز کے بڑے بھائی تھے) نے فرمایا کہ آپ کے والد ڈاڈھے بزرگ تھے فلاں جگہ آپ نے اپنی نگرانی میں مدرسہ بنایا بستی کے کچھ لوگوں نے مخالفت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مدرسہ نہیں رہے گا تو بستی بھی نہیں رہے گی لیکن مخالف باز نہ آئے مخالفت کی اور مدرسہ ختم ہوگیا لیکن کچھ ہی دنوں میں بستی بھی ویران ہوگئی آج تک وہ جگہ ویران ہے۔ (عبد الواجد کم عمری کی وجہ سے نہ بستی کا نام یاد رکھ سکے نہ ہی بزرگ کا نام یاد رکھا)

اپنے ہی اذکار کریں

جناب مرزا عبد اللہ بیگ صاحب کے حوالے سے طبیب محمد حسنین قادری راشدی احمد پور شرقیہ والے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبد المجیدؒ رحیم یار خانیؒ ایک دفعہ مانسہرہ صوبہ سرحد گئے وہاں پر ایک نقش بندی بزرگ تھے حضرت مولانا عبد المجیدؒ ان سے ملے ان کے ہاں تین دن قیام فرمایا۔ تو ان نقشبندی بزرگ نے حضرت مولانا عبد المجیدؒ کو نقشبندی سلسلہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا عبد المجیدؒ گھر واپس آئے۔ مغرب کی نماز

کے بعد انہوں نے سوچا کہ آج میں سلسلہ قادریہ راشدیہ کے وظائف کی بجائے سلسلہ نقشبندیہ کے وظائف پڑھ لیتا ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد ابھی مراقبہ میں نقشبندیہ وظائف شروع ہی فرمائے تھے۔ کہ انہوں نے مراقبے میں دیکھا کہ مرشد اعظم حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی ؒ آئے ہیں اور حضرت امروٹی سائیں ؒ نے اپنا عصا مولانا عبدالمجید ؒ کی کمر پر زور سے مارا۔ اور فرمایا یہ کیوں پڑھتے ہو۔ اپنے قادری سلسلہ کے وظائف پڑھو۔ تو مولانا عبدالمجید ؒ نے پھر قادری وظائف پڑھنے شروع کئے۔ دوسرے سلسلے کے وظائف چھوڑ دیے اور نقشبندیہ سلسلے کی اجازت وخلافت کو اعزازی سمجھنے لگے۔

دین پور شریف کی ایک معتبر شخصیت نے فرمایا بندہ اپنے مرشد کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے بزرگ کے پاس جائے اور ان سے کچھ طلب کرنے کی خواہش رکھے تو اس میں اس بندہ کا کافی نقصان ہوتا ہے۔

(بحوالہ ص ۲۵ خدام الدین ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

واقعات مولانا نذیر احمد صاحب

بقول مولانا نذیر احمد صاحب مدرس جامعہ اشرفیہ سکھر خطیب جامع مسجد تھرمل پاور ہاؤس سکھر حضرت مولانا عبدالمجید رحیم یار خانی ؒ نے آپ کو شرف خلافت سے سرفراز فرمایا تھا لیکن انہوں نے اس شرف کی قدر دانی نہیں کی۔ حضرت شیخ ؒ اور ان کے لواحقین کے ساتھ آپ کی بدسلوکی اور ان کو ذہنی وجسمانی اور روحانی اذیتیں پہنچانے کی وجہ سے آپ کی خلافت تو کجا نسبت ہی ختم ہوگئی۔ حضرت اقدس ؒ نے بار بار سکھر کے چکر لگائے لیکن آپ نے نہ تو راشد میاں کے بچوں کو بھیجا اور نہ ہی اپنے شیخ کی بات کو کوئی اہمیت دی۔ حتیٰ کہ حضرت

اقدس ؒ نے اپنے مرض الوفات میں بار بار فرمائش کی کہ بچوں سے ملاقات کرادو، اس کے باوجود آپ نے بہواور پوتوں کو (محمد راشد حنفی کے بیوی بچوں کو) آخر وقت تک نہیں ملنے دیا۔ سکھر کے معززین حافظ محمد اقبال ،نور محمد اور دیگر احباب کی مصالحت کو بھی قبول نہیں کیا۔ احقر راقم خود بھی گیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کئی سال تک معززین سکھر کی مصالحت کی کوششوں کے باجود تعلقات ٹھیک نہیں ہوئے۔ بالآخر آپ کی ہٹ دھرمی کی بناء پر رشتہ ختم ہوگیا۔ اس طرح شیخ اوران کے متعلقین کو ذہنی ،جسمانی اور روحانی اذیتیں دینے والے کا نسبت سے کیا تعلق؟ اس سلسلے میں کتاب ہذا کے جملہ مضامین ،فیض شیخ ،نسبت وارادت ، آداب شیخ ،آداب سالک اور کشفی پیغام میں شیخ اور سالک کے متعلق تفصیل سے وضاحت رہنمائی کیلئے کافی ہیں۔ ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا غلام محمد دین پوری ؒ اپنے شیخ کے وصال کے کافی عرصہ بعد ایک دفعہ بھر چونڈی شریف حاضر ہوئے ،عصر کی نماز کا وقت تھا ،طلباء کے رش کی وجہ سے وضو کیلئے کوئی لوٹا خالی نہیں تھا ،کنواں چل رہا تھا اور پانی نالی کے ذریعے حضرت شیخ کے باغ میں جارہا تھا وہاں بیٹھ کر استنجا یا وضو کر سکتے تھے لیکن اس نالی پر یہ کام کرنا خلاف ادب سمجھا کہ استعمال شدہ پانی حضرت شیخ ؒ کے باغ میں جائے گا۔ لوٹا ملنے میں دیر ہوگئی اور جماعت نکل گئی یہ ہے مقام شیخ اس مقام کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے کوچہء سلوک کی سیر کی ہو۔

احقر راقم کا ذاتی تعارف اور واقعہ بیعت

راقم محکمہ ٹیلیفون میں اکاؤنٹس آفیسر تھا ۱۹۸۲ء مارچ میں ریٹائر ہوا ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۹۸۴ء میں طبی مشورے کی غرض سے عزیزم حکیم شہاب الدین

صاحب کے پاس بلدیاتی یونانی دواخانہ سیکٹر ۳۴/۲ کورنگی کالونی گیا تو وہ اپنے دواخانہ کے عقب میں رہائش پذیر حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدے پر لے گئے انتہائی اپنائیت کے گھریلو ماحول میں حضرت اقدس سے تعارف کرایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ اور زہد و توکل سے بے انتہامتاثر ہوااور چند ہی روز بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر شرف نیاز مندی حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی خلوص محبت اور لگن کے ساتھ میری حوصلہ افزائی فرمائی بہت ہی توجہ اور انہماک سے اسباق دینے شروع کیے۔ اس شفقت اور مہربانی سے اتنا گرویدہ ہوا کہ اکثراوقات ان ہی کے ساتھ گزارنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ملنے والے سے تعارف کراتے اور اگر بعض اوقات میں نہ ہوتا تو گھر سے بلواتے۔

یٰسین صاحب صادق آباد والے آئے تو گھر سے بلوایا تعارف کرایا اور حزب البحر کا حضرت عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کا شائع کردہ نسخہ دیا کہ اسکی کئی فوٹو کاپی کرالو حزب البحر کا نسخہ دیکر اندر دولت کدے میں کسی کام سے تشریف لے گئے تو میں نے یاسین صاحب سے پوچھا کہ اور کس کس کو حضرت اقدس نے مجاز بنایا ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت خود آپ کو بتادیں گے اور فوراً یہی ہوا گھر سے باہر آتے ہی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ سب خلفاء کے نام و پتے' اپنے پاس لکھ لو تاکہ وقت ضرورت کام آئیں اور اسی وقت تمام خلفاء کے نام و پتے فون نمبر لکھوادیئے جبکہ ابھی ہم دونوں میں سے کسی نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ ہر پیر کو میرے ہاں مجلس ذکر منعقد ہونے لگی جس میں تمام حاضر متوسلین کو حکماً شریک فرماتے۔ محترم حکیم الحاج غلام محمد صاحب بہاولنگر والے آئے تو وہ بھی شریک ہوئے حافظ عبدالوحید صاحب' جناب نذیر احمد صاحب' محترم عبد اللہ بیگ صاحب سب سے متعارف کرایا۔

اجازت نامہ

۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ مطابق ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۶ کو خصوصی طور پر گھر سے بلایا اور شرف اجازت سے سرفراز فرمایا۔ میں اپنی ناتجربہ کاری کم علمی بے عملی اور کم مائگی اور حضرت اقدس ؒ کی شفقت اخلاص اور مہربانی دیکھ کر حیران رہ گیا (تحریری اجازت نامہ کی نقل یہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حاجی حاکم علی صاحب کورنگی نمبر ۴ الف 142
کو میں نے سلسلہ قادریہ رشیدیہ نقشبندیہ
مجددیہ میں لوگوں کو بیعت کرنے اور
ذکر و اذکار بتانے کی اجازت دی ہے

احقر عبد المجید بقلم خود کورنگی نمبر 3 سیکٹر 34/2
پلاٹ نمبر 846 کراچی نمبر 31

19/4/86
9 شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم حاجی حاکم علی صاحب کورنگی نمبر ۴ ایف ۱۴۲ کو میں نے سلسلہ قادریہ راشدیہ نقشبندیہ مجددیہ میں لوگوں کو بیعت کرنے اور ذکر واذکار بتانے کی اجازت دی ہے۔

احقر عبدالمجید۔ بقلم خود
کورنگی نمبر ۳ سیکٹر ۲/۳۴
پلاٹ نمبر ۸۴۶ کراچی نمبر ۳۱
۸۶-۴-۱۹ بمطابق ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

تعارف مزید

راقم دہلی سے تقریباً بیس میل شمال مغربی جانب نہر جمن غربی کے نزدیک روہتک سونی پت روڈ پر واقع موضع روہٹ میں بروز جمعرات ۱۵ شوال المکرم مارچ ۳۰ء مطابق ہولی ۱۹۸۶ بکرمی پیدا ہوا اس گاؤں میں صرف بیس پچیس گھر مسلمانوں کے تھے وہ بھی مختلف محلوں میں بکھرے ہوئے تھے جبکہ گاؤں کی نوے پچانوے فیصد آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی میرے والدین نماز روزے کے پابند تھے تعلیمی ماحول نہ ہونے کے باوجود گاؤں کے لوئر مڈل سکول میں داخل کرایا۔ سکول کی چھٹیوں میں سونی پت مسجد میں قرآن شریف پڑھنے بھیجا۔ چھٹی جماعت پاس کرنے کے بعد قصبہ کھرکھودہ کے مڈل ماڈل سکول (جو بعد میں ہائی سکول ہوگیا) میں داخل کرایا جہاں جناب سید اشتاق حسین صاحب ہیڈ ماسٹر تھے جو بہت سلجھے ہوئے نہایت بیدار مغز اور مخلص شخص تھے ان کے ساتھ حافظ رشید صاحب حافظ علیم الدین صاحب قیام الدین انصاری اور شفاعت علی وغیرہ مسلمان اساتذہ کی ٹیم تھی جن کی وجہ سے ہندو ماحول کا غلبہ ہونے کے باوجود دین سے لگاؤ پیدا ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں جبکہ ساتویں جماعت میں تھا والد صاحب دسمبر ۴۲ میں فوت ہوگئے والد صاحب کی وفات کے چند ماہ بعد گھر کے سامنے نیم کے درخت پر چڑھ کر ظہر کی اذان

دیدی جس سے کافی تلخی ہوئی ہندوؤں نے بہت دشنام طرازی کی جس کی وجہ سے اس ماحول سے نفرت پیدا ہوئی جوں توں کر کے مڈل پاس کر کے اسکی انگریزی کی تکمیل کی۔ نویں جماعت کی ابتداء میں ہی سکول چھوڑنا پڑا۔ فروری ۴۶ء میں نئی دہلی ٹیلیگراف آفس (تار گھر) میں بطور میسنجر ملازم ہوا۔ تھوڑے ہی دن بعد گنگا اشنان کے موقع پر گڑھ مکتیسر کے مسلمانوں کا جو قتل عام ہوا اس کے اثرات ہمارے گاؤں تک پہنچے والدہ صاحبہ میرے چھوٹے بہن بھائی کو لیکر سونی پت میں پناہ گزیں ہوئیں پیچھے سے گاؤں کے گھر میں آگ لگادی لیکن تھوڑے نقصان کے بعد دوسرے لوگوں نے بجھادیا اس کے بعد سونی پت میں زمین لے کر گھر بنایا لیکن اس میں بھی رہنا نصیب نہ ہوا اور آباد ہونے سے پہلے ہی ستمبر ۴۷ء کے فسادات میں جلادیا گیا۔

دوسری جانب تین جون ۴۷ء کو قیام پاکستان کا اعلان ہوا۔ ٹیلیگراف آفس نئی دہلی میں اختیار نامے کے فارم بھروائے گئے میں نے پرمانینٹ پاکستان آپٹ کیا۔ عید سے چند روز بعد جبکہ فسادات شروع ہوچکے تھے ۲۸ اگست ۴۷ء کو لاہور تار گھر کے ٹرانسفر آرڈر ملے۔ گاؤں جانے کے تمام راستے مسدود ہونے کی وجہ سے حکومت پاکستان کے خصوصی انتظامات کی بناء پر ۶ ستمبر ۴۷ء کی صبح ہوائی جہاز کے ذریعہ لاہور پہنچا۔

لاہور ان دنوں اجڑا ہوا تھا مال روڈ اور انارکلی جیسی جگہوں پر تاحد نظر ہر قسم کے ٹریفک کا فقدان تھا بازار ویران تھے۔ میں نوعمری اور تنہائی کی وجہ سے پریشاں تھا دسمبر ۴۷ء میں کوٹ ادو سے والدہ صاحبہ اور بہن بھائی کو تلاش کیا خانیوال سے نوعمری میں شادی شدہ بیوی کو لیا اور جنوری ۴۸ء میں منڈی بہاالدین میں بڑی بہن کو پایا وہیں سکونت کا ارادہ تھا کہ مئی ۴۸ء میں کراچی تبادلہ ہوگیا۔ لیکن ان پریشانیوں میں لاہور میں وقفہ وقفہ سے رہنے کے باوجود اپنی مسلسل مصروفیت اور ناواقفیت کی وجہ سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف سے بھی محروم رہا جس کا تاحیات افسوس رہے گا۔

۱۶ اگست ۴۸ء کو کراچی پہنچا۔ جہاں ملازمت کے دوران میٹرک اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کیئے ملازمت کے مختلف مراحل میں ہری پور ہزارہ، اسلام آباد پشاور اور کراچی کے مختلف دفاتر میں فرائض سرانجام دے کر مارچ ۸۲ء میں بحیثیت اکاؤنٹس آفیسر رٹائر ہوا۔

کراچی پہنچنے کے تھوڑے ہی دن بعد قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے۔ گورنر جنرل ہاؤس میں ان کا چہرہ دیکھا اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی۔ اسی میدان میں جھونپڑیوں کی نئی آبادی دیکھی تو وہیں رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کیا جو آئندہ زندگی کیلئے ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ ان دنوں جمعہ کو بارہ ساڑھے بارہ بجے دفتر سے چھٹی ہوتی تھی بسیں کم ہونے کی وجہ سے عام طور پر میکلوڈ روڈ (آئی آئی چندریگر روڈ) سے پیدل ہی سابقہ قائد آباد آنا جانا پڑتا تھا۔ پہلے ہی جمعہ کو جیکب لائن کی مسجد کے پاس سے گزرتے ہوئے حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلنشین انداز بیان نے ایسا کھینچا کہ پھر دس سال تک نماز جمعہ اور تراویح باقاعدگی سے ان ہی کے پیچھے پڑھی اور انکے بیانات سے ذہن نے صحیح نشو نما پائی اگست ۵۹ء میں قائد آباد سے کورنگی منتقل ہوا۔ چار بیٹے حافظ محمد اعظم علی، محمد شاکر علی، محمد ناصر علی، محمد ذاکر علی اور چھ (٦) بیٹیاں ہیں اللہ کا فضل شامل حال ہے۔

واقعات محمد راشد

حضرت مولانا مرشدنا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ محمد راشد صاحب فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے میری شادی سترہ سال کی عمر میں اپنے مرید جناب مولانا نذیر احمد صاحب امام مسجد سکھر تھرمل ہاؤس کی لڑکی سے کردی شادی کے کچھ عرصے بعد مولانا نذیر احمد صاحب نے مجھے سکھر ہی روک لیا اور کراچی نہ آنے دیا میں دو سال تک سکھر میں ہی رہا کئی بار امروٹ شریف سانگھی تھرچھانی شریف بھی جانا ہوا ایک بار سانگھی تھریجانی شریف میں جناب حضرت مولانا ہارون رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ

مجاز امام الاولیاء حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ میں نے نور محمد صاحب سے عرض کیا کہ حضرت سے میں بیعت ہونا چاہتا ہوں نور محمد صاحب نے میری سفارش کرتے ہوئے حضرت مولانا ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت مولانا عبد المجید صاحب کے صاحبزادے آپ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں تو جواب میں حضرت مولانا ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت عبد المجید صاحب سے ڈنڈے پڑواؤ گے یہ اپنے والد صاحب سے بیعت ہوجائیں۔ کچھ عرصے بعد میں کراچی آیا حضرت والد صاحب سے عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت کرلیں والد صاحب نے فوراً بیعت کرلیا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے والد صاحب کو انتظار ہو کہ یہ خود کہے تو پھر بیعت کروں بیعت کے بعد والد صاحب نے ذکر بتائے اور کہا کہ اس طرح روزانہ کیا کرو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں انگلی لگاکر ذکر بتاتے وہاں ذکر ایسے جاری ہوتا گویا وہاں مہر لگادی گئی ہو۔

والد صاحب اکثر بیمار رہا کرتے تھے اس لیے میں سکھر سے کراچی آکر رہنے لگا جس پر مولانا نذیر احمد صاحب کی اجازت نہ تھی کہ میں کراچی جاکر اپنے والد صاحب کے ساتھ رہوں مگر میں والد صاحب کے پاس آکر رہنے لگا والد صاحب کو شوگر بلڈ پریشر کے ساتھ جوڑوں دونوں ٹانگوں کے گھٹنوں میں کافی درد رہا کرتا تھا اس وجہ سے اکثر والد صاحب کو بیت الخلاء جانے کیلئے خود اٹھانا پڑتا ایک آدھ افراد کے سہارے سے چلتے ہوئے جاتے ہماری والدہ نے والد صاحب کی کافی خدمت کی ہروقت والد صاحب کی دیکھ بھال میں رہا کرتی انتقال سے تین چار مہینے پہلے کی بات ہے کہ مغرب کے وقت اچانک والد صاحب خود اٹھے اور اپنا عصا لیا اور محلے والوں سے ملاقات کرنے چلے گئے ہم کافی خوش ہوئے کہ والد صاحب کی صحت اچھی ہوگئی ہے کچھ دیر کے بعد والد صاحب آئے اور باہر کے دروازے ہی سے مجھے آواز دی اندر آتے رہے اور مجھے آواز بھی دیتے رہے میں فوراً والد صاحب کے پاس گیا کمرے کے دروازے سے اندر آچکے تھے مجھے کہا کہ قلم اور کاغذ لاؤ میں

قلم اور کاغذ لیکر پاس آکر بیٹھ گیا میں سمجھ رہا تھا کہ باہر سے آئے ہیں کسی کیلئے تعویز لکھنا ہوگا اس وقت والد صاحب نے مجھ سے لکھوایا کہ لکھو! کلیم تو ہے میں نہیں! بصیر تو ہے میں نہیں! سمیع تو ہے میں نہیں! حئی تو ہے میں نہیں! قدیر تو ہے میں نہیں! مرید تو ہے میں نہیں! علیم تو ہے میں نہیں!

یہ ساتوں اسم لکھاکر فرمایا کہ ان کو اس طرح کرو یہ ذکر سبع صفات ہے اور پھر طریقہ بتایا کہ اس ذکر کو کیسے کرنا ہے اور پھر کہا کہ تم جلدی سے ذکر پورے کرو میرے بعد یہ کام چلتا رہنا چاہئے اس وقت دماغ میں یہ بات نہ آئی کہ والد صاحب جلدی کیوں کر رہے ہیں۔

کچھ عرصے کے بعد میں اپنے بچوں کے ہمراہ سکھر اپنے سسرال والوں سے ملنے گیا اور پھر میں وہاں سے افغانستان مجاہدین میں شامل ہونے کیلئے صادق آباد آگیا یہاں سے مجھے بلو لائن کوچ میں سوار ہوکر بنوں جانا تھا مگر میرا دل ایک دم اداس ہوگیا کہ واپس چلو مگر میں اپنے آپ کو کہتا کہ تو اللہ کے راستے میں جارہا ہے اس لیے نفس منع کر رہا ہے یہ سوچ کر میں کوچ میں سوار ہوگیا کوچ میں سوار ہونے سے پہلے میں کبھی کوچ کی طرف جاتا اور کبھی واپسی کا سوچ کر وہاں سے ہٹ جاتا جب کوچ صادق آباد اشرف پٹرول پمپ سے روانہ ہوئی تو دل کافی اداس تھا آگے جانے کو دل نہیں مان رہا تھا کوچ جب کئی میل دور آگئی تو اچانک خراب ہوگئی کوچ کو ٹھیک کرنے کیلئے وہاں کام شروع ہوگیا کافی دیر کے بعد کوچ ٹھیک ہوئی سفر پھر شروع ہوگیا کچھ دور جاکر کوچ پھر خراب ہوگئی پھر کافی وقت ضائع ہوا اس طرح کوچ خراب ہوتی رہی اور ٹھیک ہوتی رہی میں کافی پریشان تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا آج ایسا کیوں ہو رہا ہے بنوں تک کوچ آتے آتے کوئی آٹھ دس بار خراب ہوئی مجھے بنوں اترنا تھا کوچ کافی آگے آگئی صبح کی نماز کیلئے ایک جگہ گاڑی رکی میں نے نماز سے فارغ ہوکر ایک ساتھی سے پوچھا کہ بنوں کتنا دور ہے انہوں نے کہا کہ بنوں تو کافی پیچھے رہ گیا ہے مین نے کوچ کو وہاں ہی چھوڑدیا اور دوسری گاڑی کیلئے روڈ پر آگیا

اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہورہا ہے پہلے تو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا خیر میں بنوں آکر میران شاہ کی بس میں سوار ہوا بس روانہ ہوئی اور کافی دیر کے بعد ایک چھوٹا سا شہر آیا میں اسے میران شاہ سمجھ کر اتر گیا وہاں اتر کر کافی پریشان ہوا کہ یہ تو میران شاہ نہیں ہے ایک شخص سے پوچھا تو پتہ چلا کہ میران شاہ یہاں سے کافی دور آگے ہے میں پھر دوسری بس پر سوار ہوا اور میران شاہ تک آگیا یہاں سے میں حرکت المجاہدین کے دفتر آگیا بعد میں اس کا نام حرکتہ الانصار رکھ دیا گیا دفتر میں آنے کے بعد میں نے اپنے کپڑے دھوئے دل کافی اداس ہورہا تھا اور میں اپنے اوپر حیران بھی ہورہا تھا کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا پھر اپنے آپ کو مضبوط کیا اور وہاں سے مجاہدین کے ساتھ افغانستان کے اندر داخل ہوگئے وہاں مجاہدین کے مرکز میں آکر ٹھہر گئے وہاں کا قانون تھا کہ جو ایک بار مجاہدین کے مرکز آجائے وہ پندرہ دن سے پہلے نہیں جاسکتا وہاں بورڈ پر لکھا ہوا تھا شام کو سب مجاہدین اسلحہ لیکر مورچے کی طرف جلنے لگے تو اس وقت ایسی حالت ہوئی کہ نہ جاسکا سوچا کہ کل چلوں گا دوسرا دن ہوا تو کچھ مجاہدین مورچے سے آئے شام کو جب پھر واپس جانے لگے میں نے بھی چاہا کہ ان کے ساتھ مورچے پر چلوں تو پھر نہ جاسکا میں نے سوچ لیا کہ چلو کل چلا جاؤں گا دوسرے دن جمعرات تھی کافی مجاہدین میران شاہ واپس آرہے تھے اور ایک ویگن میں سوار ہوئے اس وقت میری حالت عجیب سی ہوگئی ان مجاہدین کے ساتھ میں بھی سوار ہوگیا پتہ نہیں چل سکا کہ کون سی طاقت مجھے واپسی پر مجبور کررہی ہے اور میں اپنے آپ کو روک نہ سکا اور نہ ہی کسی اور نے مجھے کہا کہ تم دو دن پہلے آئے ہو اب واپس جارہے ہو کسی نے بھی نہیں پوچھا جب ویگن چلی تو پھر روک لی گئی اور کمانڈر صاحب جو گاڑی چلارہے تھے انہوں نے کہا کہ سب نیچے آجاؤ سب گاڑی سے نیچے اتر گئے میں نہیں اترا مجھے انہوں نے کچھ نہ کہا سب کو ایک لائن بناکر تلاشی لی کہ کسی کے پاس کوئی بارود والی چیز نہ ہو لیکن میری تلاشی نہیں لی گئی میں گاڑی سے اتر کر وہاں ہی کھڑا رہا اور پھر سب گاڑی میں سوار

ہو گئے میں بھی بیٹھ گیا اور میران شاہ آگئے۔ سب لوگ تو دفتر کی طرف چل پڑے میں بس اڈے پر آگیا اور بنوں سے صادق آباد پہنچ گیا صادق آباد سے جب میں اسٹیشن پر آیا تو وہاں میری ملاقات صوفی اقبال صاحب سے ہوئی جو حیدر آباد میں رہتے ہیں انہوں نے بتایا کہ تم جلدی سے گھر پہنچ جاؤ حضرت صاحب کی حالت بہت خراب ہے اور وہ جناح ہسپتال میں داخل ہیں میں وہاں سے سکھر آیا اور اپنے بیوی بچوں کو ساتھ جانے کا کہا تو انہوں نے میرے ساتھ لڑنا شروع کر دیا اور کہا کہ تم اکیلے جاؤ ہم اپنی لڑکی نہیں بھیجتے دو تین دن تک میری کوشش رہی کہ میرے بچے میرے ساتھ چلیں مگر انہوں نے میری کوئی بات نہ سنی اس طرح چار دن کے بعد بروز جمعرات صبح کے وقت تھرمل اسٹیشن میں فون آیا کہ آپ کے والد صاحب کی حالت بہت زیادہ خراب ہے فون حاجی حاکم علی صاحب نے کیا تھا میں فون سن کر واپس آیا اور ساتھیوں کو بتانے گیا کہ حضرت صاحب کی حالت بہت خراب ہے اس لیئے جس کو چلنا ہو چلے اطلاع دے کر جب میں واپس آیا تو پتہ چلا کہ فون پھر آیا ہے میں نے کہا کہ میں فون خود سن کر آیا ہوں تو گھر سے پتہ چلا کہ آپ کے جانے کے بعد پھر فون آیا تھا اور اطلاع دی گئی جو سن کر میں ایک دم بیٹھ گیا اور یقین نہیں آرہا تھا کہ جو خبر دی جارہی ہے وہ کہاں تک ٹھیک ہے مجھے پھر کہا گیا کہ ہم سچ کہتے ہیں دوبارہ فون آیا تھا۔

اور ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ حضرت صاحب کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ○

پھر دوبارہ ساتھیوں کو اطلاع دینے کے بعد میں اسٹیشن روانہ ہوا میرے گھر والے بھی ساتھ تیار ہو گئے ہم رات بارہ بجے گھر پہنچے صبح تک اور لوگ بھی آگئے اور جمعہ کو دس بجے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور کورنگی نمبرا کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا اگر مولانا نذیر احمد صاحب میرے ساتھ میرے گھر والوں کو پہلے بھیج دیتے تو یقین سے کہتا ہوں کہ والد صاحب اپنے بچوں کو دیکھ لیتے اور مجھے باقی

سبق بھی پورے کرادیتے حضرت والد صاحب مولانا نذیر احمد صاحب سے اکثر ناراض رہتے تھے ایک دفعہ والد صاحب نے مجھے دو خط لکھ کر دیے کہ یہ ایک خط جناب نذیر صاحب سکھروالوں کو دے دینا اور دوسرا خط تمام نمازی حضرات کو سنادیں میں وہ خط لیکر سکھر آگیا جب وہ خط میں نے پڑھے ان میں مولانا نذیر صاحب کے بارے میں کافی سخت الفاظ لکھے ہوئے تھے میں نے پڑھ کر وہ خط اپنے پاس سے گم کردیئے بعد میں حضرت والد صاحب نے پوچھا کہ وہ خط پہنچادیئے تھے میں نے کہا کہ خط پہنچا تو دیتا مگر ان کی رسوائی کی وجہ سے میں نے خط نہیں دیئے اور وہ گم کردیئے ہیں والد صاحب خاموش رہے۔

شجرہ مبارک قادریہ راشدیہ

قادریہ کنبے دا شجرہ شجر مثال نورانی
ماں پیو خویش قبیلہ سارا جان کراں قربانی

ایس شجر دا میوہ مٹھا چکھے بھاگاں والا
مشکل اوہدی حل کریسی سچا رب تعالیٰ

یا مولا توں خالق رازق سب نوں رزق پہنچاویں
عسروں یسر کریں جد چاہیں یسروں عسر دکھاویں

جے چاہیں تے اجڑے جنگل کر گلزار دکھاویں
کدھرے دھوپے گرمی کدھرے رحمت جھڑیاں لاویں

اس تھیں بعد رسولؐ محمدؐ سید شاہ ابراراں
بے شک رحمت نازل ہوئی کارن اوگن ہاراں

بیدرداں دادردی پورا بے یاراں دا یارا

سوہنا ہادی سوہنا مرسل سرور پاک پیارا
حرمت سید سخی محمدؐ سرورؐ پاک پیارے
شالا حشر عذاب الاہوں ہو جاون چھٹکارے

جس دے ورگا مرسل ہادی نہ ہو یا نہ ہو سی
جس نے اوہدے حکم بھلائے حشر دہاڑے روسی

صدقہ پاک رسول محمدؐ اے میرے رب سائیں
نام حبیب پیارے پاروں کریں قبول دعائیں
صدقہ نسب علی اسد اللہ پاواں فیض جنا ہوں
جس نوں ورثہ ہر اک طاقت خبر قرآن کتابوں

صدقہ خواجہ حسن بصری دا ہو جاوے منظوری
حصہ منگاں رحمت و چوں اک پل رہے نہ دوری
صدقہ فیر حبیب عجمی دا معاف ہوون تقصیراں
صبر پیالہ حاصل ہوئے مٹن حرص زنجیراں
صدقہ فیر داؤد طائی دا دل وچ چانن ہوئے
بن دیداروں خادم طالب ہنجو ہار پروئے
صدقہ شاہ معروف کرخی دا ملے حضوروں حصہ
میں وچ توں داقبضہ ہوئے ختم ہوئے سب قصہ
یارب صدقہ سری سقطی پاواں سر حقیقی
اندر باہر اکو دیکھاں اکو گل تحقیقی

حضرت شیخ جنید پیارے لقب جیدا بغدادی

صدقہ اوسدا بخش خطائیں درتے ہاں فریادی
ابو بکر شبلی دا صدقہ صدقہ عرش معلیٰ
یارب میرے دل دیاں اکھیاں پاون نور تجلیٰ
صدقہ عبدالواحد تمیمی دور کریں دلگیری
ایس امیری فانی نالوں چنگی عجز فقیری

یا رب ابوالفرح طرطوسی رحمت اللہ دے پاروں
صدق یقین تسلی والا خیر ملے درباروں
بو الحسن ہنکاری قرشی پاروں سنی دعائیں
جھنڈے نبی محمدؐ سرور تھلے محشر وقت بٹھائیں
ابو سعید مبارک صدقہ لقب جیدا مخزومی
مقصد میرا پورا ہوئے ناں دیکھاں محرومی

غوث اعظم شاہ جیلانی عبدلقادر پیارے
یارب حرمت پیر پیراندی دیکھاں عجب نظارے
سیف الدین وہاب پیارے حرمت اسم گرامی
نور منور سینہ چمکے دن پے رات مدامی

صدقہ صفی الدین صوفی دا ہوئے دور بیتابی
جلوہ نور حضوری دیکھاں کھلے گھنڈ شتابی

سید ابولعباس احمد دا صدقہ عرضاں کرناں
اپنے فیض کرم تھیں میرا خالی دامن بھرناں

یارب حرمت سید سوہنے شاہ مسعود پیارے
بخش توفیقاں قلب میرے نوں دیکھا نور نظارے

صدقہ سید علی پیارے آکھاں میرے مولا
کھڑ کے تار پیار تیرے دی بند ہوئے سب رولا

صدقہ سید شاہ میر دا یارب بخش خطاواں
دیکھ لواں دربار محمدیؐ مڑ نہ واپس آواں

صدقہ شمس دین جیلانی جو بغدادی حلبی
حرص ہوس توں کرنا بینا دے روشنائی قلبی
محمد غوث گیلانی حسنی حلبی اچی والے
صدقہ ایس بزرگ ولی دا لا سٹ غم دے پالے
صدقہ عبدالقادر ثانی شان جنھاں دی عالی
بھیج بہاراں چمن میرے وچ ہری ہوئے ہر ڈالی

صدقہ عبد الرزاق سید دا چھیتی بھیج بہاراں
دور خزاں دے سرتے جھلے سک گیاں گلزاراں
صدقہ حامد گنج بخش دا جسدیاں اچیاں شاناں
ہو جاوے تسکین قلب دی بھلے غیر بے گاناں

صدقہ سید عبد القادر ثالث منصف بھارے
کر منظور دعائیں میریاں ڈگاں آن دوارے

صدقہ عبد لقادر رابع دا مرد بہادر نامی
رحمت منگاں پاک جناہوں دن پے رات مدامی
حامد گنج بخش ثانی دے پاروں ملے خلاصی
نظر کرم دی کر کے کڈھ لے عیب نگرچوں عاصی
شمس دین ثانی دا صدقہ نوری جلوے دیکھاں

عشق محمدؐ والیاں میرے من وچ لادے میکھاں

صدقہ سید حضرت محمدؐ صالح یارب کریں عنایت
نبیؐ محمد سرور عالمؐ محشر کرن شفاعت

صدقہ سید عبدالقادر خامس لقب جیلانی
وقت نزع دا سوکھا گزرے قبر عذاب آسانی
سید محمد بقا دا صدقہ یارب کریں اجالا
پلصراط دا پینڈا ہوئے محشر وقت سوکھالا

محمد راشد اللہ دا صدقہ کرنی پردہ پوشی
شالا عشق محمد والی وارد رہے بے ہوشی
حضرت شاہ حسن دا صدقہ کردے قلب منور
سینے بے کینے دے اندر قائم رہے تصور
حافظ محمد صدیق دا صدقہ صدقوں مول نہ ڈولاں
داغ سیاہی نامے وچوں کرم کریں تے دھولاں
تاج محمود سید دا صدقہ دیکھا تاجاں والا
پاک محمدی میخانے چوں پیواں خمر پیالا

صدقہ نام غلام محمد شیخ الشیخ نرالے
رحمت باراں نازل کر دے مکن درد کسالے
حضرت مرشدنا مولانا احمد علی سوہارے
یارب دل میرے دے مقصد پورے کر دے سارے
یارب پیر عبد المجید دیاں کر منظور دعائیں
اوکھے ویلے وقت نزع دے کلمہ یاد کرائیں
برکت شجرہ سائیں حاکم علی نوں کڈھ گناہ دی غاروں
کیکر خیر فضل دا منگاں بن تیرے درباروں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَوۡلَه تَعَالٰی: اُدۡعُوۡنِیۡ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ

ترجمہ: تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا

حِزۡبُ الۡبَحۡرِ

زکوۃ ادا کر کے پڑھنا ہے۔ زکوۃ یہ ہے کہ پہلے منگل کو بعد نماز عصر چند یتیموں کو کھانا کھلا کر منگل بدھ جمعرات پڑھے پھر اگلے منگل کو بھی ایسا ہی کرے بدھ جمعرات تک پڑھے' اور تیسرے منگل کو بھی یتیموں کو کھانا کھلا کر چالیس روز لگاتار پڑھے۔

بحکم حضرت مولانا عبدالمجیدؒ خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ

حزب البحر کے متعدد نسخے بازار سے مل سکتے ہیں۔ یہ نسخہ خاندان قادریہ کے ایک خاص الخاص حلقے میں خاص طریقے سے چلا آرہا ہے اس سلسلہ عالیہ کے متوسلین کی تکلیف کو رفع کرنے کے خیال سے حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمتہ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر طبع کرایا۔

(احقر حاکم علی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ بِهِ الۡحَوۡلُ وَالۡقُوَّةُ رَبِّ سَهِّلۡ وَيَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ يَا مُيَسِّرَ كُلِّ عَسِيۡرٍ۔ ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ء ی۔ ان حرفوں کو اول سے آخر تک ایک سانس میں پڑھے۔ اس کے بعد تین دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین دفعہ سورۂ اخلاص پڑھ کر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ثواب پہنچائے۔ اس کے بعد تین دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اس کے بعد تین دفعہ استغفار پڑھے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَيۡهِ اس کے بعد تکبیر تشریق ایک دفعہ پڑھے اَللّٰهُ اَكۡبَرُ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ اللّٰهُ اَكۡبَرُ وَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دنیا اور آخرت کے جو مطلب ہوں ان کے متعلق دعا کرے اور دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے اس کے بعد حزب البحر کی تلاوت کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَسَلَّمَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ يَا اَللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيۡمُ يَا حَلِيۡمُ يَا عَلِيۡمُ اَنۡتَ رَبِّيۡ وَ عِلۡمُكَ حَسۡبِيۡ فَنِعۡمَ الرَّبُّ رَبِّيۡ وَ نِعۡمَ الۡحَسۡبُ حَسۡبِيۡ تَنۡصُرُ مَنۡ تَشَاءُ وَاَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ نَسۡئَلُكَ الۡعِصۡمَةَ فِي الۡحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالۡكَلِمَاتِ وَالۡاِرَادَاتِ وَالۡخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوۡنِ وَالشُّكُوۡكِ وَالۡاَوۡهَامِ السَّاتِرَةِ لِلۡقُلُوۡبِ عَنۡ مُّطَالَعَةِ الۡغُيُوۡبِ فَقَدِ ابۡتُلِيَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَزُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِيۡدًا (اس دعا کے پڑھنے کے وقت تشہد والی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرے)۔ وَاِذۡ

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَ سَخِّرْلَنَا هٰذَا الْبَحْرَ (اس دعا کے وقت اپنی مراد کا دل میں خیال کرے) كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ لِدَاؤدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سَخَّرْتَ الرِّيْحَ وَالشَّيٰطِيْنَ وَالْجِنَّ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سَخِّرْلَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْمُلْكِ وَ الْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْيَا وَ بَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْلَنَا كُلَّ شَيْءٍ يَّا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ۔ اس کے بعد کٓهٰيٰعٓصٓ تین دفعہ پڑھے پہلی دفعہ پانچوں انگلیاں بند کرے۔ اور دوسری دفعہ پانچوں انگلیاں کھول دے۔ تیسری دفعہ پھر پانچوں انگلیاں بند کرے۔ پہلی دفعہ بند کرتے وقت اپنی دنیاوی مراد کے پورے ہونے کا خیال کرے اور کھولتے وقت برزخ کی مرادوں کے پورا ہونے کا خیال کرے اور تیسری دفعہ بند کرتے وقت آخرت کی مرادوں کے پورا ہونے کا خیال کرے۔ اس کے بعد پانچوں انگلیوں کو یوں کھولے اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ کہہ کر چھنگلیا کھولے۔ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ کہہ کر چھنگلیا کے متصل والی انگلی کھولے وَاغْفِرْلَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ کہہ کر درمیانی انگلی کھولے۔ اس کے بعد وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ کہہ کر تشہد والی انگلی کو کھولے۔ اس کے بعد وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ پڑھ کر انگوٹھے کو کھول دے۔ پھر یہ پڑھے وَاهْدِنَا وَ نَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ

وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَ دُنْيَانَا وَكُنْ لَّنَا صَاحِبًا فِي سَفَرِنَا وَ خَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا ۔ اس کے پڑھتے وقت اپنی مراد دل میں خیال رکھے۔ وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَآئِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْءَ اِلَيْنَا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۔ يٰسٓ ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۔ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ تین دفعہ پڑھ کر ہاتھ پر پھونکے گویا کسی چیز کو اڑا رہا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کا تصور دل میں کرے۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۔ طٰسٓ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۔
اس کے بعد چھ دفعہ حٰمٓ کہے۔ ایک دفعہ آگے پھونکے ایک دفعہ پیچھے۔ ایک دفعہ دائیں ایک دفعہ بائیں ایک دفعہ اوپر ایک دفعہ نیچے پھر پڑھے حُمَّ الْاَمْرُ وَجَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ پھر یہ دعا پڑھے: رُفِعَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى كُلُّ بَلَاءٍ وَّقَضَاءٍ يَجِيْءُ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ السِّتِّ

وَنَأْمَنُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ جَمِيْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ۔ اور اس دعا کے پڑھتے وقت دونوں ہاتھوں کو دعا کی طرح اٹھائے اور اپنی مصیبت کا دل میں خیال کرے۔ اس کے بعد ساتویں دفعہ حٰمٓ کہے اور دونوں ہاتھوں پر دم کر کے سر سے لے کر سارے بدن پر پھیر لے۔ اس کے بعد یہ پڑھے: حٰمٓ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ۔ کہتے وقت پانچوں انگلیاں چھنگلیا سے انگوٹھے تک باری باری ہر لفظ کے ساتھ بند کرتا جائے كِفَايَتُنَا حٰمٓعٓسٓقٓ۔ کہتے وقت اسی ترتیب سے انگلی کھولدے حِمَايَتُنَا اس کے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد یہ پڑھے: سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا بِحَوْلِ اللّٰهِ لَايُقْدَرُ عَلَيْنَا وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ اس کے بعد فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ تین دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد اِنَّ وَلِيِّ‌ۧ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ تین دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ تین دفعہ پڑھے اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین دفعہ پڑھے۔ آخر میں پڑھے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

(بہ وقت تہجد)

۱۔ برائے ادائے قرض	دو سو دفعہ روزانہ	اول آخر تین بار درود شریف	مکتوبات ص ۱۰۷
۲۔ برائے قضائے حاجت	پانچ سو مرتبہ روزانہ	اول آخر سو بار درود شریف	مکتوبات ص ۱۲۱
۳۔ ہر مشکل میں کامیابی	تین سو مرتبہ روزانہ	اول آخر سو بار درود شریف	مکتوبات ص ۱۲۶
۴۔ حسب منشاء شادی	تین سو مرتبہ روزانہ	اول آخر سو بار درود شریف	مکتوبات ص ۱۲۷
۵۔ چوری سے تحفظ	تین سو مرتبہ روزانہ	اول آخر سو بار درود شریف	دو بزرگ ص ۱۲

(مکتوبات سے مراد کتاب "مکتوبات حضرت شیخ التفسیر" مرتبہ پروفیسر احمد عبدالرحمٰن الصدیقی نوشہرہ چھاؤنی)

جانور کی صحت کے لئے

سورہ انعام ساری پڑھ کر پانی پر دم کر کے کچھ جانور کو پلائیں کچھ اس کے اوپر چھڑک دیں انشاء اللہ شفا ہو گی۔ (مکتوبات ص ۱۲۶)

گھوڑے یا دیگر جانور کو نظر لگنے کا دم

جانور کے ناک کے داہنے سوراخ میں چار بار اور بائیں میں تین بار یہ دعا پڑھ کر پھونکیں:

لَا بَأْسَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا یَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ (فضائل صدقات ص ۷۳۳)

ترجمہ: کوئی خوف کی بات نہیں اے آدمیوں کے رب تو اس تکلیف کو زائل کر دے اور اس کو شفا عطا کر دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شخص نقصان کو ہٹانے والا نہیں ہے)

رسول اللہ ﷺ بیمار آدمی کے جسم پر داہنا ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے "اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا (معارف الحدیث صفحہ ۴۴۹ جلد سوئم)

مفرور کی واپسی کے لئے

تعویز: فَرَدَدْنٰهُ اِلٰى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ کاغذ پر لکھ کر ایک کپڑے میں سی کر چرخہ کی بڑے گھومنے والے چکر میں باندھ دیں اور ایک گھنٹہ صبح قبل از طلوع آفتاب اور شام کو ایک گھنٹہ قبل از غروب آفتاب چرخہ کو دونوں وقت ساٹھ ساٹھ الٹے چکر دیں چرخہ الٹا چلائیں انشاء اللہ مفرور آجائے گا۔ (مکتوبات ص ۱۲۷)

(اس کے علاوہ اس تعویز کے استعمال کا دوسرا طریقہ صفحہ نمبر ۱۱۱ اور ۱۶۷ پر بھی ہے)

شرِّ اعدا کے لئے

سورہ حشر کی آخری تین آیتیں نماز فجر اور مغرب کے بعد پڑھیں اور اس کے بعد مندرجہ ذیل اسماء الٰہیہ پڑھ کر چھاتی پر بائیں طرف سے پھونک مارتے ہوئے دائیں طرف چھاتی پر ختم کر دیں۔

يَا اللّٰهُ ۔ يَا هُوَ ۔ يَا رَحْمٰنُ ۔ يَا رَحِيْمُ ۔ يَا مَلِكُ ۔ يَا قُدُّوْسُ ۔ يَا سَلٰمُ ۔ يَا مُؤْمِنُ ۔ يَا مُهَيْمِنُ ۔ يَا عَزِيْزُ ۔ يَا جَبَّارُ ۔ يَا مُتَكَبِّرُ ۔ يَا خَالِقُ ۔ يَا بَارِئُ ۔ يَا مُصَوِّرُ ۔ يَا عَزِيْزُ ۔ يَا حَكِيْمُ

چھاتی پر بائیں سے دائیں دم کرنے کے بعد پچیس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ پڑھیں ۔ بے نظیر ہے ۲۵ سال سے تقریباً بندہ کا معمول ہے۔ (مکتوبات ص ۱۳۴)

بے نظیر برائے رفع مصائب ازالہ افکار وھموم

سورہ مزمل بعد از نماز عشاء سات روز تک پندرہ مرتبہ روزانہ پڑھی جائے۔ قلب مطمئن ہو جائے گا۔ (مکتوبات ص ۱۳۴)

بچوں کے لئے

بچوں پر روزانہ آیت الکرسی اور معوذتین پڑھ کر دم کر دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ (مکتوبات ص ۱۷۱)

رسول اقدس ﷺ یہ دعا پڑھ کے حسنؓ و حسینؓ کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔

اُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اَلتَّامَّةَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (معارف الحدیث جلد سوم صفحہ ۴۵۰) تعویز بھی گلے میں ڈال سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ اپنی بیماری میں معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور اپنا ہاتھ دم کر کے جسم پر پھیرتے۔

برائے اضافہ علم

بنام رشید احمد سہروردی

۱۔ بعد نماز عشاء تین تسبیح رب زدنی علماً پڑھیں اول آخر درود شریف پڑھیں۔

۲۔ کتاب کھولتے وقت پہلے درود شریف پڑھیں پھر رب زدنی علما ایک بار پڑھیں پھر درود شریف پڑھ کر کتاب شروع کریں۔ (مکتوبات ص ۶۰)

بنام مولوی محمد ہارون صاحب

نماز عشاء اور فجر کے بعد رب زدنی علما کی ایک ایک تسبیح پڑھیں اول آخر تین تین دفعہ درود شریف پڑھیں۔ (مکتوبات ص ۱۴)

دوسروں کی نگاہ میں قدر و منزلت کے لئے

حدیث شریف اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْراً وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً۔ (مکتوبات ص ۵۱)

"عمل برائے واپسی مفرور"

ایک ایسا قفل لیا جائے جسے چابی نچلی طرف لگتی ہو۔ اس پر ۲۱ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے اس کے بعد سورہ یٰسین پڑھ کر بطریق ذیل دم کیا جائے۔ کہ سات مبین میں سے جس وقت مبین پر آئے تو پھر ابتداء سے سورہ یٰسین پڑھئے اس طرح پر سورہ یٰسین ایک مرتبہ ختم کر کے قفل پر دم کیا جائے پھر اس قفل کو پانی میں ڈال کر آگ پر چڑھا کر سارا دن آہستہ آہستہ اسے مسلسل آگ دی جائے۔ شام کو غروب آفتاب کے بعد اس قفل کو مع پانی کے آگ سے اتار لیا جائے۔ دوسرے اور تیسرے دن پھر اس قفل کو پانی میں ڈال کر صبح کو آگ پر چڑھایا جائے اور شام کو اتار لیا جائے۔ گویا تین دن تک اس قفل کو پانی میں ڈال کر آگ پر چڑھایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مفرور واپس آجائے گا۔ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ یٰسین فقط ایک دن پڑھی جائے گی اور آگ پر تین دن چڑھایا جائے گا۔ (مکتوبات ص ۹۵)

جن یا آسیب معلوم کرنے کا طریقہ

"جن" کے معلوم کرنے کے لئے چہل کاف یوں استعمال کئے جائیں جس پر جن کا شبہ ہو اس کے بدن کا کپڑا لے لیا جائے عورت ہے تو دوپٹہ اور مرد ہو تو کرتہ اور بیمار کو پاس بٹھایا جائے۔ اس کپڑے کو پہلے ناپ لیا جائے پھر سورہ جن مزمل اور چہل کاف تین تین بار پڑھ کر پانی پر اور بیمار پر اور کپڑے پر دم کرے تین دفعہ سے زیادہ نہ پڑھیں۔ اور تینوں کو ایک دفعہ ہی دم کریں اور پانی کپڑے پر چھڑک دیا جائے۔ بعد ازاں اس کپڑے کو ناپا جائے یا برابر رہے یا گھٹ

جائے گا یا بڑھ جائے گا اگر برابر رہا تو بیماری ہے ورنہ دونوں صورتوں میں جن ہو گا۔ گھٹ گیا تو سخت جن ہے اور بڑھ گیا تو معمولی سا ہے۔ (مکتوبات ص ۴۱)

خلاصی تنگی آفت مصیبت پریشانی کے لئے تحفہ

مکہ مکرمہ کے راہی ایک بھوکے پیاسے جنگل بیابان میں بے آسرا پڑے ہوئے بزرگ کو خواجہ خضر علیہ السلام نے یہ تحفہ عطا فرمایا:

یَا لَطِیْفاً بِخَلْقِهٖ یَا عَلِیْماً بِخَلْقِهٖ یَا خَبِیْراً بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِیْ یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ وَ یَا خَبِیْرُ یہ الفاظ تین دفعہ کہیں (فضائل حج ص ۲۷۷)

بغیر شہادت شہیدوں کا ساتھی

ایک حدیث میں ہے جو شخص پچیس مرتبہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ روزانہ پڑھے وہ شہیدوں کے درجہ میں ہو سکتا ہے۔ (فضائل صدقات ص ۶۳۰)

دعائے سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے 'نبی کریم ﷺ نے مجھے ایسی دعا کی تعلیم فرمائی کہ اگر اس کو پڑھوں تو زمین و آسمان میں اگر انقلاب آئے اور آسمان سے آگ برسے تو مجھے کچھ اثر نہ ہو۔ جو شخص اس دعا کو صبح و شام ۳ مرتبہ اول آخر ۳۔ ۳ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ لیا کرے تو تمام آفات آسمانی ارضی و سلطانی سے شام تک محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔ آج کل کے دور میں ہر مسلمان کو اس کا ورد رکھنا بہت ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی

اَهْلِیْ وَ مَالِیْ وَوَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی مَآ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَاَعْظَمَ شَانُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ۔ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ اِنَّ وَلِیِّ ےَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ۔

فرمودات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے خطوط کے ذریعے سالکین سلسلہ کو جو ہدایات دیں ہم سب کیلئے یکساں رہنما ہیں۔

(۱) بنام سردار منیجر جھنگ کو آپریٹو بنک جھنگ :۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تورات کے آخری حصے میں جاگنا خاص اہمیت رکھتا ہے دو سے لے کر دس تک نوافل جتنا ہو سکے پڑھا کریں اسکے ساتھ سو دفعہ استغفار پڑھ کر ذکر قلبی کرتے رہیں۔ اس ذکر کے وقت ماسوائے اللہ کا خیال ہٹا کر ایک ذات باری تعالیٰ میں تصور محدود کر کے بیٹھیں۔

(مکتوبات صفحہ ۱۸۱)

بنام برادر محترم

(۱) نماز با قاعدہ پابندی سے ادا کریں تلاوت قرآن مجید روزانہ باترجمہ تھوڑی ہو یا زیادہ ضرور کریں قرآن مجید جس پر ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ کا اور حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا ہے پڑھیں و ‌انکار پابندی سے نبھائیں دانستہ کسی کو تکلیف نہ دیں بلکہ ہر ممکن خیر

خواہی کو مقصد حیات بنائیں (مکتوبات صفحہ ۱۸۱)

بنام حافظ محمد ابراہیم صاحب، پتن آباد

(۱) بدعتیوں سے تعویذ نہ لیں (مکتوبات صفحہ ۱۷۴)

(۲) اللہ ذکر میں استقامت عطا فرمائے نمازوں کی قضا ممکن ہو تو ہر نماز کے ساتھ پڑھ لی جائے صرف فرض کی ہی قضا ہو سکتی ہے اگر صبح کی سنت رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد میں پڑھ لیں مسجد میں بیٹھنا ضروری نہیں جہاں کہیں ہوں پڑھ لیں (مکتوبات صفحہ ۱۷۲)

(۳) محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کام کریں تنخواہ مقرر نہ کرائیں اجر ضائع ہوگا۔

(۴) زیادہ سے زیادہ دس سال لڑکیوں کو پڑھائیں۔

(۵) بچوں پر روزآنہ آیت الکرسی اور معوذ تین بار پڑھ کر دم کر دیا کریں (مکتوبات ص ۱۷۱)

بنام حافظ میاں محمد جان استاد مدرسہ

یاد الٰہی سے غافل نہ ہوں کم از کم دو ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر کیا کریں خواہ متعدد او قات میں ہو متفرق طور پر دن اور رات میں پورا کر لیں۔ (مکتوبات ص ۱۶۷)

ایک زمیندار مرید کے نام: عزیزم یہ تمہارا امتحان ہے گر خلاف شرع رسومات کی گئیں تو میرے دروازے پر کبھی نہ آنا صحیح طریقے پر برات اور ولیمہ کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

(مکتوبات ص ۱۶۰)

خواجہ نذیر احمد معتمد خصوصی علامہ اقبال مرحوم کے گھر والوں کے نام

(۱) الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللہ کا شکر کیا کرو بیٹی اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے کی توفیق اللہ کا خاص فضل ہے اس سے دنیا کی زندگی بھی اچھی گزر جاتی ہے اور عاقبت بھی سنور جاتی ہے بیٹی جو عورتیں ساز و سامان اور دنیا کی دلدادہ ہوں انکی زندگی خراب گزرتی ہے آخرت بھی برباد ہوتی ہے۔

(۲) اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری بیٹی کو اس درجہ پر پہنچایا بے حد خوشی ہوتی ہے دل سے دعا ہے تمہاری یہ روحانی حالت قائم رہے بلکہ اس میں زیادتی اور ترقی ہوتی رہے خاتمہ ایمان کامل پر ہو قبر بہشت کا باغ بن جائے قیامت میں جنت کا ٹکٹ مل جائے

(مکتوبات ص ۱۵۶۔ ۱۵۷)

مسلمانوں کا فرض اولین (۱) اپنے اپنے گھروں میں قرآن کریم بامعنی کے مطالعہ کا شوق پیدا کرو۔

(۲) اپنے اپنے محلوں میں قرآن حکیم کے ناظرہ یا ترجمہ و تفسیر کا درس جاری کریں کالجوں اور ہوسٹلوں میں بھی اہتمام کریں (۳) اشاعت قرآن کی مجالس قائم کریں، (مکتوبات ص ۱۴۲)

نمازِ حاجت

جب کوئی خاص ضرورت پیش آئے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو یا کسی انسان سے ہو تو اولاً وضو سنت کے مطابق کرے، پھر نماز دو رکعت خوب اطمینان و سکون سے پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر درود شریف پڑھے، پھر دعائے ذیل کم از کم ایک مرتبہ یا زیادہ جس قدر پڑھنا چاہے پڑھے اور اپنی خاص حاجت کے لیے بھی دعا کرے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ (ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

فضائل نماز باب اول فائدہ حدیث نمبر ۵

باب نمبر ۱۵
ضمیمہ متفرقات

ایک توجہ سے سر پر ہاتھ پھیر کر ذہن تبدیل کرنا۔

مولانا محمد مکی حجازی راوی ہیں ابتدائے جوانی میں میرے اوپر جماعت اسلامی کا خاصا اثر تھا مودودی صاحب کی کتابیں پڑھنا میرا دن رات کا وظیفہ تھا۔ ان کی تحریر سے لگاؤ اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ مجھے ان کی کتابوں کے پورے پیراگراف زبانی ازبر تھے۔ والد صاحب میرا یہ غیر معمولی رجحان دیکھتے رہتے تھے مگر منہ سے کچھ نہ کہتے تھے۔ اندر ہی اندر خدا جانے کتنا کڑھتے ہوں گے مگر مجھے کبھی روکا نہیں کہ آئندہ تم نے ان کی کتابیں نہیں دیکھنی۔

ایک دن ایسا ہوا میں والد صاحب کے ساتھ سفر میں تھا اور لاہور کچھ دیر ٹھہرنا تھا۔ والد صاحب کا مستقل مستمر و معمول تھا دوران سفر لاہور میں کتنا مختصر قیام ہی کیوں نہ ہو، شیرانوالہ گیٹ میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری ضرور دیتے تھے۔ اس دن بھی حسب معمول ہم دونوں باپ بیٹا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے عصر کی نماز کا وقت تھا حضرت نے باہر حوض کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ ہم بھی نماز میں شریک تھے۔ نماز کے بعد والد صاحب نے سلام کیا اور حضرت نے پر جوش خیر مقدم کیا۔ والد صاحب نے حسب عادت اپنا پروگرام بتادیا کہ رات کو عشاء کے بعد ٹرین ہے۔ حضرت نے وقت کی کمی کا گلہ کیا تو والد صاحب نے عرض کیا فقط حضرت کی زیارت مقصود ہوتی ہے۔ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا "یہ تو آپ کا مقصود ہوا اور ہمارا جو مقصود ہے کہ آپ کا قیام طویل ہو اس کا کیا بنے گا؟"

خیر اس طرح دونوں بزرگوں کے درمیان محبت و تلطف کی باتیں ہوئیں۔ پھر والد صاحب نے میری طرف اشارہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میری واحد اولاد ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بچہ نہیں مگر اس پر مودودی صاحب کے افکار کا غلبہ ہے۔ اپنی درسیات میں مشغول رہنے کی بجائے اُن کا

لٹریچر پڑھتا رہتا ہے۔اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بزرگوں سے تعلق نصیب فرمادیں۔ حضرت نے یہ سن کر تعجب آمیز انداز میں میری طرف دیکھا اور سر پر ہاتھ پھیر کر بڑے عجیب لہجے میں ارشاد فرمایا: ''اچھا بیٹا! آپ بھی مودودی صاحب سے متاثر ہو گئے..........

ارے آپ کے گھر میں اتنا بڑا عالم موجود ہے پھر بھی آپ اُن سے متاثر ہو گئے۔ یہ فرماتے جاتے اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے۔ مجھے آج بھی حضرت کی آواز، حضرت کا لہجہ اور ان کا سر پھر ہاتھ پھیرنا اس طرح یاد ہے جیسے کل کی بات ہو حالانکہ کہ اس واقعہ کا نصف صدی ہونے کو ہے میری جوانی تھی، لا اُبالی پن کا دور تھا، میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ سمجھانے کا یہ کون سا طریقہ ہے؟ ذرا مجھ سے پوچھا ہوتا، میرا موقف سن کر دلائل کے ذریعہ اسے رد کیا ہوتا یہ کیا کہ سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں اور تعجب کر رہے ہیں کہ ہم ان سے کیسے متاثر ہو گئے۔

خیر ہم حضرت لاہوریؒ سے رخصت لے کر اسٹیشن پر آ گئے۔گاڑی آنے میں کچھ دیر تھی، میں نے اپنی عادت کے مطابق ایک بک اسٹال سے ایک کتاب خرید لی۔ یہ کتاب مودودی صاحب کے ان افکار پر رد تھا جس میں انہوں نے جمہور اہلسنت سے ہٹ کر کوئی موقف اختیار کیا ہے۔ میں راستہ بھر میں یہ کتاب پڑھتا رہا اور میرا دل بدلتا رہا۔اگلے دن جمعہ تھا اور والد صاحب کی جمعہ کی تقریر سے دس منٹ پہلے مجھ سے تقریر کرائی جاتی تھی تا کہ میری مشق ہو۔ میں نے اس جمعہ میں مودودی صاحب کے جمہور امت سے ہٹے ہوئے افکار پر کھل کر رد کیا اور پھر مجھے سمجھ میں آیا کہ امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ میرے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر میرے دماغ کی کیا صفائی فرما رہے تھے ۔(ضربِ مومن مورخہ ۲۳ نومبر ۲۰۰۷ء)

نصاب روحانی

۱۹۶۰ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا پروفیسر زاہد الحسینیؒ کی دعوت پر ایبٹ آباد تشریف لائے۔نماز جمعہ سے پہلے حضرت لاہوریؒ نے زاھد الحسینیؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ طریقہ قادریہ میں تیری تکمیل کرادوں آپ نے اسے غنیمت سمجھا۔

حضرت لاہوریؒ نے تین اذکار ذکرِ قلبی، ذکرِ روحی اور ذکرِ سری تلقین فرمائے۔ ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء کو حاضری دی تو حضرت نے پہلے سننے کے بعد درج ذیل اذکار کی تلقین فرمائی:۔

ذکر قلبی ذکر روحی ذکر سری ذکر نفسی ذکر خفی ذکر اخفیٰ

۳۰۰ ۳۰۰ ۳۰۰ ۳۰۰ ۳۰۰ ۳۰۰

اسی دفعہ کی حاضری کے موقعہ پر ۹ شعبان مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء بعد نماز جمعہ اپنے حجرہ مبارکہ میں مجلس ذکر کرانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ ۴ مئی ۱۹۶۱ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب مسجد محلہ کنج جدید ایبٹ آباد میں پہلی مجلس ذکر ہوئی۔ اس کے بعد حضرت لاہوریؒ کو ایبٹ آباد لانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھا جسے حضرت نے منظور فرمالیا اور بلا آخر ۱۵ مئی ۱۹۶۱ء کو جب حضرتؒ آخری مرتبہ ایبٹ آباد تشریف لائے تو سالار منزل نماز فجر سے پہلے آپ کو درج ذیل عبارت لکھنے کا حکم دیا۔

الفاظ بیعت لینے کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم توبہ کی میں نے شرک سے، کفر سے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا جو ارشاد آپ فرمائیں گیا اسے مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا۔ اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد بیعت کنندہ کا اپنے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لیا جائے یہی بیعت ہے اس کے بعد سب سے پہلے طالب کو ذکر قلبی کی تلقین کی جائے اور اس کے پکنے کی علامت یہ ہے کہ جب اس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا جائے تو اس کا قلب ذکر الہیٰ سے بیدار نظر آئے۔ جب لطیفہ قلبی پک جائے تو لطیفہ روحی کی تلقین کی جائے جب یہ بھی توجہ کرنے سے بیدار نظر آئے تو اس کو سری کی تلقین کی جائے جو کہ چھاتی کے درمیان ہے۔ اسی طرح باری باری چھ کے چھ لطیفے چلتے نظر آئیں تو پاس انفاس کی تلقین کی جائے، اس اشغال کے پکنے کی علامت یہ ہے کہ جب ان کی طرف توجہ کی جائے تو اس کا اثر اپنے لطیفہ پر پڑے جتنا طالب کا لطیفہ پختہ ہوگا اتنا ہی سالک کی طبعیت پر اثر پڑے گا اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ لطیفہ کس درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہی معیار پختگی کا ہے حتی کہ طالب کو لطیفہ نوارانی سے تکمیل پر پہنچا دیا جائے۔ اس کے بعد ہر کسی کو مجاز نہ کیا جائے بلکہ جس کو عالم باعمل تصور کیا جا سکے فقط ایسے ہی حضرات کو اجازت دی جائے، جہال کی تکمیل ہو جائے لیکن انہیں اجازت ہرگز نہ دی جائے کیونکہ تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ طبعیت شریعت کے مطابق چلنے کے لئے بخوشی تیار ہو جائے اور جو شخص شریعت

سے ناواقف ہے جاہل ہے، اس کو جب خود علم نہیں وہ دوسروں کی کیسے رہنمائی کر سکے گا۔ ان شرائط کی اجازت دینے کے لئے پابندی لازمی ہے'' یہ عبارت لکھوا کر آخر میں حضرتؒ نے اپنا دستخط ثبت فرمایا''

''المجیز احقر الانا احمد علی عفی عنہ

حضرتؒ نے آپ کو جن اشغال کی تکمیل کرائی وہ مندرجہ ذیل ہیں
ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سری، ذکر نفسی، ذکر خفی، ذکر اخفیٰ، پاس انفاس، ذکر ارہ، ذکر سبع صفات، سلطان الاذکار، نفی اثبات، اور مراقبہ نورانی۔

مولانا عبدالمعبود اسلام آباد والوں کے بھجوائے ہوئے چند واقعات

غرور و تکبر سے بچو

سیدی سندی و مرشدی قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی پہلی مرتبہ زیارت سے اس وقت مشرف ہوا، جب جنوری ۱۹۵۶ء کی ایک یخ بستہ رات کو واہ فیکٹری کی پانی والی ٹنکی کے نیچے ایک جلسہ عام میں حضرت اقدسؒ خطاب فرمارہے تھے، اس تقریر کا ایک بے حد اہم اور مفید جملہ اب تک میرے ذہن میں محفوظ ہے

''اگر آدمی علماء کی تقاریر سنتا رہے لیکن ان کی کسی بات پر عمل نہ کرے تو کیا فائدہ اور اگر کوئی شخص کسی عالم کی تقریر سنے اور اسے دل کی تختی پر لکھ لے اور اسکو عملی جامہ بھی پہنائے اور مرتے دم تک اسی پر عمل کرتا رہے، تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس کے جنت میں جانے کے لئے یہی کافی ہے''

حضرت اقدسؒ سے آخری ملاقات ۱۱ ستمبر ۱۹۶۲ء میں بعد نماز مغرب حضرتؒ کے حجرہ میں ہوئی ، میں بلوچستان کے سفر سے واپس آیا تھا حضرت اقدسؒ کا معمول یہ تھا کہ ایک ایک آدمی کو حجرہ میں بلا کر تنہائی میں ملاقات فرماتے جب یہ گنہگار حاضر ہوا تو اول ذکر کے متعلق دریافت فرمایا پھر چند زریں نصیحتوں کے بعد فرمایا علم پر غرور اور تکبر نہیں کرنا چاہئے ، الحمدللہ میں نے چودہ علوم حاصل کئے ہیں لیکن مجھے ان پر نہ کوئی فخر ہے اور نہ ہی دل میں کوئی بڑائی و رتکبر کا خیال آتا ہے یہ تو محض اللہ کا فضل اور اسکی رحمت ہے اگر وہ ان علوم سے نہ نوازتا تو میں کیسے حاصل کر سکتا تھا

غائبانہ بیعت

مولانا عبدالمعبود لکھتے ہیں کہ ہمارے والد گرامی مولانا محمد شفیعؒ آخر میں رعشہ کے مرض میں مبتلا ہو کر بالکل معذور ہو گئے تھے، حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضری کی بے حد آرزو تھی لیکن مرض کی شدت کے باعث گھر سے باہر قدم تک نہیں رکھ سکتے تھے، (والد صاحب پہلے شیخ المشائخ حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں سے ضلع میانوالی سے بیعت تھے) ہمارے بڑے بھائی مولوی محمد عبدالوحد اختر کے ذریعہ حضرتؒ سے غائبانہ بیعت کی درخواست کی تو حضرتؒ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ پہلے سے کسی کے بیعت ہیں بھائی نے حضرت مولانا حسین علیؒ کے بارے

میں بتایا کہ وہ اُن سے بیعت ہیں، اس پر حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ "جس شخص نے مولانا حسین علیؒ سے بیعت کی اللہ نے اُسے شرک سے بچالیا" اور جسے اللہ نے شرک سے بچالیا اللہ نے اُسے جہنم کی آگ سے بچالیا اور کیا چاہتے ہیں والد صاحب؟

بھائی نے عرض کی کہ امراض کے ہجوم سے سخت پریشان ہیں، آپ سے بیعت ہو جانے سے سکون قلبی ہو جائے گا، حضرتؒ نے ارشاد فرمایا "اگر چہ غائبانہ بیعت کرنا میرا معمول نہیں ہے تاہم میں آپ کے والد صاحب کو بیعت کر لیتا ہوں"

ماشاءاللہ قبر کی حالت بہت اچھی ہے۔

۱۹۶۱ء میں والد صاحب کے انتقال کے بعد بھائی عبد الوحد حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو والد صاحب کی قبر کی کفیت معلوم کی، حضرتؒ نے گاؤں کی سمت معلوم فرمائی اور پھر دوسرے ہی لمحے فرمایا، ماشااللہ "قبر کی حالت بہت اچھی ہے" حالانکہ لاہور سے ہمارے گاؤں کا فاصلہ دو میل کا ہے۔

خدمت خاص پر خوشخبری مغفرت

حضرتؒ کی مجلس ذکر موسم گرما میں مسجد میں واقع حوض کے مشرقی جانب اور موسم سرما میں چھوٹی مسجد میں ہوتی تھی، بڑی مسجد کے اندر یا صحن میں ذکر کی محفل نہیں ہوتی تھی چونکہ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہوتی تھی اور نہیں مسجد کے صحن میں اُس زمانے میں پنکھے لگے ہوئے تھے، اور حضرتؒ ذکر کی مجلس کے لئے مسجد کے پنکھوں کا استعمال منع فرماتے تھے۔

شدید گرمی کے دنوں میں ایک بڑا ہاتھ والا پنکھا استعمال کیا جاتا تھا جو بڑا اور وزنی ہونے کی وجہ سے دوران مجلس تین چار آدمی از خود تبدیل ہو جایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک نوجوان نے تنہا پوری مجلس ذکر کے دوران پنکھا چلایا حضرتؒ نے ذکر سے فارغ ہو کر اُس نوجوان کا نام لے کر فرمایا کہ

"میں تمھیں خوشخبری دیتا ہوں کہ آج کی اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ نے تمھاری مغفرت فرما دی ہے"

حضرت لاہوریؒ کی تحمل مزاجی

ایک مرتبہ ایک عالم حضرتؒ کے ہاں مہمان آئے، ملاقات سے فراغت کے بعد رخصت چاہی ،حضرتؒ نے فرمایا آج یہاں ہی قیام کیجئے انہوں نے عرض کی کہ کسی جلسہ میں جانا ہے اس لئے اجازت عنایت فرمادیں حضرتؒ نے فرمایا کہ اچھا کھانا کھا کر چلے جانا، خادم مولوی محمد صابر کو بلا کر فرمایا کہ ان مہمانوں کو کھانا جلدی دے دینا انہوں نے کسی جلسہ پر جانا ہے خادم جی اچھا کہ کر چلا گیا حضرتؒ اپنے معمولات میں مصروف ہو گئے اور مہمان کھانے کے انتظار میں مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے ۔۔لیکن کھانا نہ آیا

حضرتؒ ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مولانا صاحب مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں حضرتؒ نے پوچھا آپ جلسے میں نہیں گئے، مولانا نے عرض کی کہ حضرت کھانے کے انتظار میں بیٹھا ہوں۔فرمایا کیا کھانا ابھی تک نہیں آیا، اس کے بعد خادم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے مولانا کو کھانا کیوں نہیں دیا انہیں جلسہ میں جانا تھا، خادم نے عرض کی کہ حضرت میں بھول گیا تھا مجھے بالکل بھی یاد نہیں رہا

حضرت مولانا عبید اللہ انور قریب ہی موجود تھے وہ کہنے لگے۔حضرت یہ خادم اس لائق نہیں کہ اسے یہاں رکھا جائے اس کی غفلت سے مولانا کو کتنی پریشانی اُٹھانی پڑی اور پھر جلسہ میں بھی نہ جا سکے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ" اگر یہ اس لائق ہوتا تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی یہ تو یہاں آیا ہی اپنی اصلاح کیلئے ہے۔ یہ تھی حضرتؒ کی تحمل مزاجی اور حسن اخلاق۔

حضرت امروٹیؒ کی نگاہِ کرم سے جہانگیر (مشہور مغل بادشاہ) کی عذاب قبر سے خلاصی

سیدی مرشدی حضرت شیخ التفسیرؒ نے فرمایا ایک دفعہ حضرت امروٹیؒ لاہور تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، احمد علی لاہور کی سیر کرائیں میں نے سیر کا پروگرام بنایا اور سب سے پہلے شاہدرہ میں جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے گئے۔ہم جب وہاں پہنچے تو حضرت جہانگیر کی قبر کے پاس بیٹھے تو پھر بہت دیر تک مراقب رہے، پھر فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ جہانگیر عذاب قبر میں مبتلا تھا اب اللہ نے فضل فرمایا دیا ہے حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ جہانگیر کی خوش بختی ہے کہ کئی سو سال عذاب میں مبتلا رہنے

کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کر دی

ھذا حلال ھذا حرام

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے ہاں ایک مہمان آئے۔ خربوزوں کا موسم تھا میں نے خیال کیا کہ مہمان کو خربوزے کھلائے جائیں۔ چنانچہ میں بازار گیا، تو دیکھا کہ سب خربوزے گلے سڑے ہوئے ہیں۔ تم کہو گے کہ ڈھیروں کے ڈھیر سب ہی گلے سڑے تھے، ان سے میری مراد یہ ہے کہ ان میں کوئی بھی پاکیزہ نہیں تھا سب کے سب حرام تھے۔

عقیدت مندوں کے ہاں مشتبہ رزق سے پرہیز

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ کلکتہ کے ایک رئیس جسے مجھ سے بے حد عقیدت تھی اُس نے مجھے اپنے ہاں آنے کی بار ہا دعوت دی مگر میری تین شرائط وہ ماننے کو تیار نہیں تھے اور میں اپنی شرائط منوائے بغیر جانے والا نہیں تھا، میں نے کہا کہ آنے جانے کا کرایہ نہیں لوں گا، تمہارے گھر کا کھانا نہیں کھاؤں گا اور نہ ہی کوئی تحفہ ہدیہ لوں گا، وہ عرصہ دراز تک ان شرائط کو ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوا اور میں منوائے بغیر کسی طرح جانے کو تیار نہ تھا آخر وہ ہار گئے اور میں جیت گیا، جب وہاں جانے کا پروگرام بن گیا تو میں نے گھر سے میٹھی روٹیاں پکوا کر ساتھ لے لیں وہی میں کھاتا رہا وہاں کئی دن مجھے ٹھہرانا پڑا اور روٹیاں سوکھ کر بہت سخت ہو گئیں تھیں ایک دن میں نے مکہ مار کر روٹی توڑی تو رئیں صاحب کی اہلیہ کو آواز گئی تو اُس نے دروازے سے جھانک کر دیکھا تو بے تاب ہو کر روتے ہوئے کہنے لگی، حضرت جی ہم صبح و شام کتنے ہی کھانے کھاتے ہیں اور آپ ہمارے مہمان ہو کر ایسی سوکھی روٹیاں کھا رہے ہیں ہمارے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے، اس پر میں نے اُن سے کہا کہ اچھا جو پکا ہے وہ لے آؤ وہ خوشی خوشی بہت سے کھانے ٹرے میں رکھکر لے آئی اور میرے سامنے رکھ دیئے میں نے کپڑا اُٹھا کر ایک نظر دیکھا اور کہا بیٹی لے جاؤ اور غرباء کو تقسیم کر دو اس میں میرے کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے (کوئی حلال چیز نہیں ہے)

بے نمازی کے ہاتھ اور سائے والا کھانا نہ کھانا

حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ والدہ محترمہ نے حضرت جی کے لئے کھانا

رکھا(کھانا رکھنے کے لئے اُوپر والی منزل سے رسی کے ساتھ ایک چھیکا لٹکا رہتا تھا، گھر والے اس میں حضرت جی کے لئے کھانا رکھ دیتے تھے تاکہ رات گئے جب بھی تشریف لاتے تو چھکا اُوپر کھینچ کر حسب ضرورت کھانا کھا لیتے اور کسی کو تکلیف نہ دیتے،)

تو حضرت جی رات کو جب تشریف لائے تو کھانا کھائے بغیر چھیکا نیچے لٹکا دیا، صبح جب والدہ محترمہ نے کھانا ویسے ہی رکھا دیکھا تو سخت پریشان ہوئیں خدا جانے حضرتؒ نے کھانا کیوں نہیں کھایا چنانچہ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر کھانا نہ کھانے کی وجہ دریافت فرمائی، حضرتؒ نے فرمایا کہ کھانے پر بے نمازی کا سایہ پڑا تھا، اماں جی نے کہا کہ میں نے تو خود اپنے ہاتھوں سے آٹا گھوند کر روٹی پکائی ہے، حضرت جی نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن کھانے پر بے نمازی کا سایہ تھا۔ اماں جی نے بہت سوچ بچار کی تو کہنے لگی کہ جب میں کھانا پکا رہی تھی تو محلے کی ایک عورت گھر میں آئی تھی تو حضرت جی نے فرمایا کہ بس اُسی بے نمازی عورت کا سایہ پڑا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت لاہوریؒ کے ساتھ حج کے سفر کے دوران پیش آیا، جب دوران سفر حضرت جی نے جہاز کے کھانا پکانے والے عملے سے کہا کہ نماز پڑھا کرو میں بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتا۔ مگر اُنہوں نے کوئی توجہ نہ دی حضرتؒ نے دوران سفر کھانا نہیں کھایا آٹھ دن کے بعد جب جہاز جدہ پہنچا تو وہاں مچھلی کھانے کو ملی، مچھلی کھاتے ہی خونی پیچس شروع ہوگئے جو کافی عرصہ تک جاری رہے یہ تکلیف تو گوارہ کر لی مگر بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھایا (مزید واقعات کے لئے صفحہ ۲۰۸)

حضرت مدنیؒ کی وجہ سے کانگریس کو برا نہ کہنا

احمد علی کے ایمان کی قیمت ایک کپ چائے، جاؤ میں دستخط نہیں کرتا۔

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ جب مسلم لیگ کے لیڈروں نے کانگریس کے خلاف کفر کا فتوی لگانے کی مہم شروع کی تو مجھے سردار خضر حیات (وزیراعلیٰ پنجاب) نے چائے کی دعوت پر اپنے ہاں بلایا تو میں حاضر ہوگیا، سردار صاحب ایک ہاتھ میں چائے کا کپ اور ایک ہاتھ میں فتویٰ والا کاغذ اُٹھائے میرے پاس آگئے اور دونوں چیزیں آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ ”حضرت جی اس پر دستخط کردیں“

میں نے کہا'' آپ نے احمد علی کے ایمان کی قیمت چائے کا ایک کپ لگائی ہے'' جاؤ میں دستخط نہیں کرتا جو کرنا ہے کرلو اور میں واپس لوٹ آ ۔ حضرت ؒ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

ہم کانگریسیوں کو کیسے کافر کہہ دیں۔ جبکہ ان میں شیخ العرب وعجم مولانا حسین احمد مدنی ؒ جیسی شخصیات شامل ہیں وہ حسین احمد مدنی ؒ جن کے جوتے میں جتنا علم ہے'' احمد علی کے دماغ میں نہیں ہم نے جب یہ بات کہی تو ثابت بھی کر دی حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کھدر کا لباس پہنتے تھے سر اُسترے سے منڈواتے تھے اور علم کا خزانہ سر میں ہی ہوتا ہے، گرمیوں میں جب سر کو پسینہ آتا ہے تو وہ پسینہ سر سے بہہ کر کمر تک اور کمر سے بہہ کر ٹانگوں اور ٹخنوں تک پہنچ جاتا ہے اور پھر جوتوں میں چلا جاتا ہے گویا دماغ سے جوہر نکل کر جوتوں میں پہنچ گیا، تو حضرت مدنی ؒ کے جوتوں میں جتنا علم ہے وہ احمد علی کے دماغ میں نہیں

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ

عالم باعمل درویش خدامست، بے باک، نڈر، ادائیں قلندرانہ، جلال سکندرانہ، بارعب چہرہ رنگ سرخ وسپید، آنکھوں میں جلال چہرے پہ جمال ان کی آواز میں بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج تھی۔ لمبا سیاہ کرتا، پاؤں میں چپل ...... یہ تھے'' سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' جن کے بارے میں مولانا ظفر علی خان ؒ نے یہ شعر کہا تھا:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول ﷺ میں

آدھی عمر جیل میں گزار دی۔ فرنگی حکومت ان کے نام سے کانپ جاتی، جس شہر میں جاتے نوبت پہ چوٹ پڑتی اور نقارچی یہ اعلان کرتا کہ آج فلاں مسجد یا فلاں باغ میں'' امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' تقریر کریں گے، تو لوگ جوق در جوق جلسہ گاہ میں اس طرح پہنچتے، جیسے عید کی نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ کیا بچے، کیا جوان، کیا بوڑھے اور کیا عورتیں، تاحد نظر مخلوق خدا نظر آتی۔ شاہ جی نماز عشاء کے بعد اپنی تقریر شروع کرتے، لاؤڈ اسپیکر اور مائیکروفون کا رواج نہیں تھا۔ اس زمانے کے مقرروں کے گلے میں لاؤڈ اسپیکر ہوتا تھا۔ ان کی آواز ایک محلے سے دوسرے محلے میں پہنچتی تھی اور شاہ جی کی آواز تو میلوں پہنچتی۔ شاہ جی نہ جانے کیا سحر کرتے کہ جب وہ

بولتے تھے تو لوگوں کو سانپ سونگھ جاتا۔ کسی کو پہلو بدلنے کا موقع نہ ملتا۔ لب بند ہو جاتے، ہنسانے پہ آتے تو مجمع کشت زعفران بن جاتا اور رلانے پہ آتے تو خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے۔ گریبان آنسوؤں سے بھیگ جاتے اور جب صبح کی اذان ہوتی تو لوگوں کو معلوم ہوتا کہ وقت کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔

شاہ جی نے اگرچہ ساری زندگی پنجاب میں گزاری تھی، لیکن جب وہ تقریر کرتے تو ان کی زبان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں کے ہیں۔ البتہ جب تقریر کرتے کرتے وہ پنجابی بولنے لگتے تو یہ معلوم ہوتا کہ وہ پنجابی ہیں۔ تلاوت اس طرح کرتے کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ یوں لگتا کہ جیسے خود قرآن بول رہا ہے، جب مثنوی مولوی ترنم سے پڑھتے تو لوگوں کو وجد آ جاتا۔ بات یہ ہے کہ ان کی ہر بات ان کے دل کی گہرائی سے نکلتی تھی۔ تقریر کے دوران کبھی کبھی لطیفے بھی سناتے، شاہ جی کا ہاتھ مجمع کی نبض پر رہتا۔ جب و یہ دیکھتے کہ بات ذرا لمبی ہو رہی ہے تو وہ ہنسانے لگتے اور پھر اپنی بات پر آ جاتے۔ فن خطابت تو شاہ جی پر ختم ہو گیا تھا، ان کا حافظہ ایسا تھا کہ اردو، فارسی اور عربی کے ہزاروں اشعار انہیں یاد تھے۔ وہ اپنی تقریروں میں سیاست کے ایسے نکتے اور ایسے پہلو نکالاتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔

اس زمانے میں بھی سیاستدانوں نے بہت کھایا کمایا تھا، لکن شاہ جی کی یہ حالت تھی کہ کپڑوں کا ایک جوڑا دھوتے تو دوسرا پہنتے۔ وہ اپنا دارا کاما اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، سدی کے موسم میں، میں نے انہیں اپنی گدڑی سیتے دیکھا ہے۔ وہ بڑے دیانتدار تھے، وہ جو کہتے کر دکھاتے، ان لوگوں کے پاس نہ پستول تھا اور بندوق۔ ان کے ہتھیار ان کی سچائی تھی،، ان کا کردار اور ان کی پر تاثیر زبان تھی۔ وہ اپنی تقریروں سے توپوں کے منہ کیل سیتے۔ ساری زندگی جیل میں کاٹی، مسجد شہید گنج کے انہدام سے شاہ جی اور مولانا ظفر علی خان میں ان بن ہو گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے پر حملے کرتے۔ لیکن ایک دوسرے کا احترام بھی کرتے۔ شاہ جی کے بارے میں جہاں مولانا ظفر علی خان نے یہ کہا تھا کہ:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول ﷺ میں

تو جب شہید گنج کا مسئلہ کھڑا ہوا اور مولانا احراریوں کیخلاف ہو گیے تو مولانا نے شاہ جی کے بارے میں یہ فرمایا:

اک طفل پری روکی شریعت فگنی نے

کل رات نکالا مرے تقوی کا دوالا

ایک مرتبہ میرے گھر کے سامنے شاہ جی تقریر کرنے ؛ کی غرض سے آئے۔ جلسے کے منتظمین نے مجھ سے کہا کہ شاہ جی تقریر کرنے سے پہلے تمہارے یہاں آ کر بیٹھیں گے۔ میں نے کہا، شاید اس بات پر مولانا ظفر علی خان صاحب مجھ سے خفا ہو جائیں۔ لوگوں نے یہ با شاہ جی کو بتائی۔ تو وہ ہنس کر خاموش ہو گئے، لیکن جب اس بات کا علم مولانا ظفر علی خان کو ہوا تو ہوہ بہت خفا ہوئے اور کہا کہ شاہ جی تمہارے لئے قابل احترام ہیں، ویسے میں بھی ان کا احترام کرتا ہوں، اب تم جاؤ اور شاہ جی سے معافی مانگو۔ جب میں شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوا اوان سے معافی مانگنے لگا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ شاہ جی نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے لئے دعا کی اوفرمایا: ''میں تم سے خفا نہیں ہوں، ایسی باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں''۔

ابھرے تو آندھی، بپھرے تو طوطان

چٹکے تو غنچہ، لرزے تو شبنم

میں شاہ جی کا نیا مند تھا۔ اکثر ان کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا اور ان کی بذلہ سنجی اور حاضر جوابی سے لطف اندوز ہوتا اور پھر جب کبھی ہمارے یہاں شب دیگ کا اہتمام ہوتا تو میں شاہ جو اپنے ساتھ لے آتا۔ کبھی کبھی شاہ جی بھی ہمیں بلوا لیتے، شاہ جی بہت خوش خوراک تھے۔

شاہ جی کی آدھی سے زیادہ زندگی جیلوں میں کٹی۔ وہ جس تحریک میں شامل ہو جاتے تو بڑی دلجمعی سے اس کیلئے کام کرتے۔ وہ پارٹیاں نہیں بدلا کرتے تھے، بلکہ پارٹیکو اپنی ڈھب پر لے آتے تھے۔ احراری ہونے کی وجہ سے ان کی بڑی مخالفت ہوء، لیکن اہ جی مرتے دم تک احرار میں شامل رہے۔ شاہ جی میں استقلال بھی تھا اور استقامت بھی، وہ مصلحتوں کے آدمی نہیں تھے، وہ بڑے صاف، سچے اور کرے انسان تھے اور ایمان کی بات یہ ہے کہ وہ ۃمسلمانوں کے دل کیدھڑکن بھی تھے اور آڑے وقت مین ان کا سب سے مضبوط اور قابل اعتماد سہارا بھی تھے۔ وہ خطیب تھے،

ادیب نہیں تھے، لیکن جب وہ تقریر کرتے تو یوں لگتا کہ جیسے ادب اور شاعری ان کی شخصیت اور خطات می گھل مل گئی ہے دم تقریر بڑے بڑے ادیب اور شاعران کا منہ دیکھتے رہ جاتے۔ اللہ تعالیٰ شاہ جی کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین) ہم بھی کیسے بدنصیب اور احسان فراموش ہیں کہ اتنے بڑے جادو بیان اور سرفروش خطیب کو بھلا بیٹھے، جس کی ساری زندگی قوم کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے میں کٹ گئی۔ مولانا ظفر علی خان اور شاہ جی کا آخری زمانہ قابل عبرت ہے۔ مولانا تو مفلوج ہو گئے تھے، لیکن شاہ جی کو گردوپیش کے حالات اور قوم کی بے حسی نے مفلوج کر دیا تھا

(نصر اللہ خان۔۔۔بشکریہ روزنامہ اُمت)

بھینس آسانی سے مل گئی

چوہدری محمد الیاس (PTCL) اسلام آباد والے لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی محمد نواز بٹ مرحوم کے والد حضرت لاہوریؒ سے بیعت تھے، غریبی کا دور تھا حالات بہت ہی تنگی میں گزر رہے تھے پریشان ہو کر سیالکوٹ سے لاہور حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ بھینس لے لو اس سے گذر اوقات میں سہولت ہو جائے گی۔ محمد نواز کے والد پریشانی اور عقیدت کی وجہ سے کچھ کہہ بھی نہ سکے اور دل میں سوچا کہ گھر میں فاقہ ہے اور بھینس کیسے لے لوں،

تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ محمد نواز بٹ کے پھوپھا نے ان کے والد سے کہا کہ یہ بھینس اپنے پاس رکھ لو دودھ بیچ کر گذر اوقات میں سہولت ہو جائے گی، وہ گھبرائے کہ بھینس کیسے پالوں گا لیکن اُن کو فوراً لاہوریؒ کی بات یاد آ گئی اور بھینس قبول کر لی

(راوی چوہدری محمد الیاس اسلام آباد)

حضرت مولانا عبدالمجیدؒ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) کے جلیل الرحمٰن عرف

عبدالرحمٰن کو بتائے ہوئے عملیات

لوح قرآنی کا عمل

سب سے پہلے ایک پانی کا ٹینک 6×6×6 کا بنالیں اور اس میں ۵۰ (پچاس) عدد مچھلیاں زندہ تقریباً ایک ایک پاؤ وزن کی پرورش کے لئے ڈال دیں۔ جب مچھلیاں تین تین پاؤ کی ہو جائیں تو پھر سوالاکھ دفعہ لوح قرآنی لکھیں اور آٹے میں ہر ایک کی الگ الگ گولیاں بنالیں، اور دن اور رات میں یہ گولیاں تین، پانچ یا سات دن میں برابر برابر روزانہ کھلانی ہیں اسکے بعد روزانہ جتنی مقررہ رقم کی ضرورت ہو اس میں سے مچھلیاں نکال کر بیچتے رہیں گزر اوقات کی کیلئے کافی ہونگیں شرط یہ ہے کہ زندگی بالکل دین کے مطابق گزارے۔

میاں بیوی کے تعلقات کی درستگی کے لئے۔

جمعہ کے دن بعد نماز عصر اول وآخر گیارہ دفعہ درود شریف کے سورہ جمعہ پڑھ کر دعا کرے انشاءاللہ تعلقات ہمیشہ کے لئے ٹھیک ہو جائیں گے۔

سفلی اثرات کے لئے۔

سورہ توبہ کا آخری رکوع اول وآخر تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دم کرلے۔

برائے قضائے حاجت

اول دو رکعت صلواۃ حاجت جس میں تین (۳۰۰) سو بار تیسرا کلمہ پہلی رکعت میں دو سو بار اور دوسری رکعت میں سو بار پڑھ کر سلام پھیر لے اس کے بعد اول وآخر درود ابراہیمی تین بار پڑھ کر سورہ صفت کی آخری تین آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْن تا آخر سورۃ اکتالیس (۴۱) مرتبہ پڑھ کر دعا کریں

برائے مفرور (گمشدہ) کی واپسی کے لئے

بارہ (۱۲) دن لگاتار بارہ سو (۱۲۰۰) مرتبہ درج ذیل آیات بعد نماز اشراق اوّل وآخر درود ابراھیمی گیارہ مرتبہ، گم شدہ یا غائب شدہ کو حاضر کرنے کے لئے (اگر زندہ ہے تو ضرور آئے گا)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَا دَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط وَا للّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

برائے قضائے حاجت

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا مَالِكُ يَا قَدُّوْسُ

روزانہ ایک تسبیح اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف تین سے نو دن تک رات ایک بجے پڑھیں۔

حضرت عبدالمجیدؒ کی بیاض سے مزید چند عمل

(۱) ہر جائز حاجت کے حصول کے لئے سورۃ والضحیٰ کثرت سے پڑھنا۔

(۲) دشمن کے شر سے حفاظت کے لئے

اَللّٰهُمَّ اِنِّي نَجْعَلُكَ فِي نَحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ۔

(۳) کسائش ررق کے لئے

ہر فرض نماز کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ، اس کے بعد پچیس مرتبہ

يااللّٰهُ ،ياهُوَ ،يَا اَحَدُ ،يَا صَمَدُ ،يَابَاسِطُ۔

(۴) دلائل الخیرات (درود شریف کی کتاب) کا ورد

پیر کو شروع کر کے پیر کو ہی ختم کر دیں (ایک ہفتے کے اندر)

(۵) ہر مرض کے لئے

۲۱ دفعہ سورۃ فاتحہ، ۱۱ دفعہ درود شریف، ۱۱ دفعہ سورۃ اخلاص

(۶) ہر مرض کا کنڈہ

۷ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (مکمل)، ۷ مرتبہ سورۃ فاتحہ، ۷ مرتبہ سورۃ اخلاص، پڑھ کر گرہ لگائیں دھاگے پر کل تین گرہ لگانی ہیں، (نوٹ) اسی عمل کو سانپ کے ڈسے کو دم کر کے پانی پلائیں

(۷) سوکھے کا علاج (اُم صبیان)

بنگلا پان کی پشت پر کتھا لگا کر اُسے (بغیر نمک مرچ) والی جگہ پر باریک پیس لیں اور طلوع آفتاب سے تقریباً پندرہ بیس منٹ پہلے سو کھے کے مریض بچے کی پشت پر اُسے اُوندھا لٹا کر پسے ہوئے پان کے لعاب کی مالش کریں، چند منٹ بعد صاف پانی سے دھولیں، چند ہی لحات کے بعد اُسکی کمر سے باریک باریک ریشے نما کیڑے سر نکالیں گے، اُن سب کو ہاتھوں کے ناخن کے ذریعے باہر کھینچ لیں چند روز اس عمل کو کریں سب کیڑے صاف ہو جائیں گے اور بچہ صحت یاب ہو جائے گا

برائے جنات و آسیب سے تحفظ کے لئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنّیِ تَوَکَّلتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَاٰخِذٌم بِنَا صِیَتِھاَ اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ☆فَاِنْ تَوَلَّوْافَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآاُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ۔وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئاً ۔اِنَّ رَبِّی عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ حَفِیْظٌ☆

اسکے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ پوری سورۃ فلق اور سورۃ الناس پڑھ مریض پر دم کریں۔